قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ

(اے محمد) کہدو یہ میرا راستہ (طریقہ) ہے میں اور وہ شخص جو میرا تابع ہے (دونوں) اللہ کیطرف (اس کے بندوں کو) بصیرت پر بلاتے ہیں

نقلیات

حضرت بندگیمیاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ

مع

ترجمہ و توضیحات

از

فاضل العصر اسعد العلماء حضرت فقیر ابوسعید سید محمود صاحب تشریف اللّٰہی

باھتمام . مجلس نوجوانان مہدویہ قطبی گوڑہ

حیدرآباد دکن

S. A. A. Zafar, ۱۳۶۹ھ S. A. A. Zafar,

مطبوعہ

مطبع ابراہیمیہ حسین پریس عابد روڈ

کلدار

ہدیہ (صمہ)

عطاء محصول ڈاک



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



تمہید

معزز ناظرین کرام!

اسّلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

امامناوسیدنا حضرت مھدی موعودؑ کی تقلیات مبارکہ پر مشتمل یہ CD اُن مھدوی بھائیوں اورنوجوانوں کیلیے تیار کی گئی ہے جواپنی مصروفیات کے سبب قومی کتب کے مطالعہ سے قاصر رہتے ہیں۔اوران حضرات کیلیے بھی جوزیادہ تر کمپیوٹر پرمصروف رہتے ہیں' یہ CD بہت زیادہ فائدہ مندہوگی۔اپنی مصروفیات میں سے کچھوقت نکال کراس CD کے ذریعہ تقلیات مبارکہ کے مطالعہ سے مستفیض ہوسکتے ہیں۔

اس CD کی تیاری کابنیادی مقصدامامنامھدی موعودؑ کی تقلیات سے بآسانی استفادہ کاموقع فراہم کرناہے۔ہمارے پیشِ نظرکوئی تجارتی منفعت بالکل نہیں ہے۔مزید یہ کہ مستقبل میں بھی ہماراپروگرام دیگرمفیداور عام فہم قومی کتب کے بھی CD تیار کرکے اپنی مخلصانہ خدمات قوم کی نذرکرتے رہیں۔

جن حضرات کواس CD کی ضرورت ہوتووہ اپنی Blank CD لاکر ہمارے مکان نمبر 16-8-206 نزدمسجدکالاڈیرہ حضرت بندگی میاں سیدشہاب الدین خوب صاحب میاں صاحبؒ بانی دائرہ کالاڈیرہ حیدرآبادسے باوقات شام ۷ تا۹ بجے بلاہدیہ کاپی کرواسکتے ہیں۔

میں میرے فرزنداں ودختر کامشکورہوں جن کی محنت سے یہ CD تیارہوی۔

فقط

سیدابوعلی ظفرخوندمیری ولدحضرت میاں سیدحسین خوندمیری (موظف ڈی ایس پی اے سی بی)
اہل دائرہ حضرت بندگی میاں سیدعلی ستونِ دینؓ

طریقہ استعمال:اس CD میں۳فہرست ہیں۱) ابتدائی فہرست ۲) فہرستِ تقلیات مبارکہ و ۳)فہرست توضیحات۔جب بھی کسی بھی مضمون کامطالعہ کرناہوتو اس کے منتخبہ عنوان کو CLICK کریں گےتووہ متعلقہ عنوان کےتحت اس صفحہ پرپہونچ جائیں گے۔

فہرست مضامین نقلیات

مضمون	صفہ نمبر
۱۔ نعت در شان خاتم ال نبوت ﷺ و خاتم الولایتؑ	۶
۲۔ نعت در شان خاتمین علیہ السلّام	۷
۳۔ تشکر از فقیر ابو سعید سید محمود غفر لہ	۹
۴۔ قطعہ تاریخ	۱۰
۵۔ ارتسامات از سید شہاب الدین غفر لہ	۱۱
۶۔ ارتسامات از محمد سعادت اللہ خاں مندوزیؒ	۱۳
۷۔ پیش لفظ از فقیر ابو سعید سید محمود غفر لہ	۱۵
۷.۱۔ سبب انتخاب و فراہمی کتاب	۱۶
۷.۲۔ نوعیت کتاب	۱۹
۷.۳۔ نقلیات اور انصافنامہ کا فرق	۲۰
۷.۴۔ تذکرۂ حضرت مولفؒ	۲۱
۷.۵۔ حضرت مولفؒ کا صحابی ہونا	۲۲
۷.۶۔ مولفؒ کی خصوصیات و شہادت	۲۵
۸۔ فہرست روایات و نقلیات مبارک	**۲۹**
۹۔ دربیان معیار صحت نقلیات مبارک و احادیث شریفہ	۲۹
۱۰۔ دربیان ثبوت مہدیت	۲۹
۱۱۔ دربیان حالات زمانہ بعاثت	۳۲

۱۲۔ دربیان طریق تبلیغ	۳۳
۱۳۔ دربیان معجزات حضرت مہدی علیہ السلام	۳۳
۱۴۔ دربیان تاثیر پس خوردہ	۳۵
۱۵۔ دربیان انکار حضرت مہدی علیہ السلّام	۳۵
۱۶۔ دربیان اقتدأ منکرین ِ حضرت مہدی علیہ السلّام	۳۷
۱۷۔ دربیان عشق و طلب دیدار خدأ تعالےٰ	۳۸
۱۸۔ دربیان ترک دنیأ	۳۹
۱۹۔ دربیان کسبِ و ذکر اللہ تعالےٰ	۴۰
۲۰۔ دربیان توکل	۴۲
۲۱۔ دربیان صحبت صادقان	۴۴
۲۲۔ دربیان ہجرت	۴۵
۲۳۔ دربیان سویت و استغناء	۴۶
۲۴۔ دربیان احکام دائرہ	۴۷
۲۵۔ دربیان تاکید عمل	۵۰
۲۶۔ دربیان ایمان, رموز حقیقت و علم خواندن	۵۱
۲۷۔ دربیان ناسخ و منسوخ	۵۳
۲۸۔ دربیان حرمت اذاں و تکبیر اولیٰ	۵۳
۲۹۔ دربیان اخلاق و آداب صحابہؓ	۵۳
۳۰۔ دربیان فضائل صحابہؓ	۵۴

۳۱۔ دربیان قاتلو او قتلوا ۵۷

۳۲۔ دربیان تاویل و تحویل ۵۹

۳۳۔ دربیان اتفاق واتحّاد و ایثار ۵۹

۳۴۔فہرست مضامین حِصہ توضیحات ۲۵۶

۳۵۔ مختصر تذکرہ چند حضرات کا نقلیات میں جن کے اسمائے گرامی آے ہیں ۴۴۷

۳۶۔ فہرست شہدائے بدرِ ولایت ۴۵۰

۳۷۔ ناشر کی طرف سے ۴۵۴

۳۸۔ صحت نامہ دیباچہ و نقلیات ۴۵۷

۳۹۔ صحت نامہ توضیحات ۴۵۸

نعت در شان خاتم النبوت علیہ السلام

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

نعت در شان خاتم الولایت علیہ السلام

یا صاحب الولایة یا هادی البشر
از جلوه تو جمله جهان گشته جلوه گر
لا یدرک العقول کما کان وصفه
هم پایه رسول توئی قصه مختصر

از

استاد ناخانِ علامہ محمد سعادۃ اللہ خانصاحب مندوزی سابق پرنسپل دارالعلوم کالج حیدرآباد دکن

نوٹ:- یہ نعت، قرہ مبارک علاقہ خراساں میں روضۂ امامنا علیہ السلام کے قریب لکھی گئی جب کہ ۱۳۳۲ھ مولانا نے بغرض زیارت سفر کیا تھا۔

نعت

درشان خاتمین علیہما السلام

از

علامۃ العصر مولانا محمد سعادۃ اللہ خانصاحب ہوشؔ کامل تکلم

یہ ایک ادبی شاہکار ہے اس انوکھے قصیدہ میں تمہیدی خطابیہ اشعار کے بعد جو صنعت اختیار کیگئی اسکی داد حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غزل میں دی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ۔۔

دلبر جانان من برد دل وجان من ✤ برد دل وجان من دلبر جانان من

نعمت یزداں لقب شمہ نعمائے تو — عیسیٰ مریم کسب بندہ آلائے تو

فلسفہ بگزاشتہ فلسفیان زماں — زانچہ کہ ثابت کند دیدۂ بینائے تو

مظہر جود اتم ثانی خیر الامم — رفت بہ برج عدم نیّر ہمتائے تو

منزل روح القدس درگہ بالائے او — ہبط نور خدا روضہ والائے تو

نور رخ والضحیٰ نور جمالش اگر — صورت والشمس ہم صورت زیبائے تو

خاک کف پائے او سرمہ چشم ملک — سرمہ چشم ملک خاک کف پائے تو

موجۂ دریائے او معدن جود و عطا — معدن جود و عطا موجۂ دریائے تو

جلوۂ زیبائے او جلوہ نور خدا — جلوہ نور خدا جلوہ زیبائے تو

از رخ سیمائے او راز ہدایت چکد
راز ہدایت چکد از رخ سیمائے تو

حسن خود آرائے او عشوۂ رمز ہدا
عشوۂ رمز ہدا حسن خود آرائے تو

نکتۂ ایمائے او صیقل روشنگراں
صیقل روشنگراں نکتہ ایمائے تو

مستیٔ صہبائے او نور دماغ خرد
نور دماغ خرد مستیٔ صہبائے تو

گوہر رخشائے او نور زمین و زماں
نور زمین و زماں گوہر رخشائے تو

درگہ والائے او سجدہ گہ نوریاں
سجدہ گہ نوریاں درگہ والائے تو

نور سراپائے او رحمت عالم لقب
رحمت عالم لقب نور سراپائے تو

عالم پیدائے تو نقشۂ پنہان او
نقشۂ پنہان او عالم پیدائے تو

رمز تولّائے او روضۂ خلد بریں
روضۂ خلد بریں رمز تولّائے تو

نقش کفِ پائے او نقشہ کشِ ہست ہا
نقشہ کش ہست ہا نقش کفِ پائے تو

روئے دل آرائے او مصحف ایمان ما
مصحف ایمان ما روئے دل آرائے تو

ارزش کالائے او ہستیٔ کون و مکاں
ہستیٔ کون و مکاں ارزش کالائے تو

زلف سمن سائے او کاشفِ واللّیل شد
کاشف واللّیل شد زلف سمن سائے تو

در دلِ دریائے او کون و مکاں قطرۂ
کون و مکاں قطرۂ در دل دریائے تو

ہست کہ آں جائے او ہست ہماں جائے تو
ہست کہ آں جائے او ہست ہماں جائے تو

بندہ شیدائے او ہوش مدیح البیان
ہوش مدیح البیان بندۂ شیدائے تو

یہ قصیدہ ۳۵۱ سال قبل ۱۳۳۳ھ میں لکھا گیا ہے

تشکر

اس فقیر نے بے بضاعتی کے باوجود جو کچھ بھی خدمت اس کتاب کی تیاری میں انجام دی ہے وہ صرف توفیق و تائید ایزدی سے ممکن ہو سکی۔

علامۃ العصر مولوی سید شہاب الدین صاحب اور ولی خان علامہ مولوی محمد سعادۃ اللہ خان صاحب کا ممنون ہونا کہ انھوں نے شروع سے آخر تک کتاب کے تمام مسودات دیکھنے کے لئے وقت دیا اور بعض مقامات پر گرانقدر مشوروں سے مستفید بھی فرمایا۔

مجلس نوجوانان مہدویہ کی جانب سے اشاعت کا جو انتظام ہوا اور جن صاحبین نے جس حیثیت سے بھی اس کام میں حصہ لیا، دعا ہے کہ ان سب کے اس نیک اقدام کا صلہ احسن المحسنین عطا فرمائے۔ اگر ایسی ہی سرگرمی جاری رہی تو اور بھی جلیل القدر کتابیں شائع ہو سکیں گی فقط۔

فقیر ابو سعید سید محمود غفرلہٗ

قطعہ تاریخ

از شاعر مقبول و مشہور جناب مولوی سید علی صاحب منظور

سَارَ بِالتَّقْوٰی اِلٰی عَبْدِ الرَّشِیْدِ
فَازَ بِالْخَیْرَاتِ مَسْعُوْدُ الرِّجَال
فَاسْئَلُوْہُ اَیْنَ رَایَاتُ الْھُدٰی
جَاءَ بِالدَّعْوَاتِ مَحْمُوْدُ الْخِصَال

۱۳ ۶۹

ارتسامات

علامۃ العصر مولٰنا مولوی سید شہاب الدین صاحب ابن علامۃ الزماں مولٰنا مولوی سید نصرت حسین صاحب مولف کحل الجواہر

حامداً ومصلیاً !

جناب اسعد العلما مولوی ابوسعید سید محمود صاحب تشریف الٰہی مہدوی کی حسن سعی سے "نقلیات بندگیسیاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ" مع ترجمہ و توضیحات طبع ہو کر قوم کے روبرو پیش ہو رہی ہے۔

یہ نقلیات یعنی مجموعہ روایات حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام طبقہ صحابہ امام علیہ السلام کی تالیفات سے ہے جنکو بعد کے طبقات کی تالیفات پر کئی وجوہ سے فوقیت حاصل ہے۔ کیونکہ صحابہ ہی کا وہ مقدس طبقہ ہے جنھوں نے بغیر کسی واسطہ کے خلیفۃ اللہ کے فرمان کو اپنے کانوں سے سنا اور حضرتؑ کے عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اس مجموعہ روایات کو طبقہ صحابہ کی تالیفات سے ہونے کے علاوہ اس میں خاص روایات ہی نقل کئے جانے اور دوسرے مجموعہ ہائے روایات کا ماخذ ہونے کی خصوصیت بھی حاصل ہے۔

مولوی سید محمود صاحب نے اس کتاب کو زیادہ مفید صورت میں شائع کرنے کی کوشش کی ہے۔ متعدد نسخے فراہم کر کے تصحیح کیگئی اور اختلاف نسخ کو حواشی میں ظاہر کیا گیا ہے جو نہایت ضروری تھا۔

ترجمۂ مولف (حالات مولف) کا مواد اس قدر فراہم کیا ہے کہ اس سے پہلے کسی ایک جگہ اس قدر مواد نہیں دیکھا گیا عربی فارسی الفاظ اور عبارتوں کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے جس سے اردو داں ناظرین کے لئے بڑی سہولت ہو گئی ہے آخر میں توضیحات کا عنوان قائم کر کے بعض روایتوں کے مطالب و معانی کی توضیح اور ان کے مالہٗ وما علیہ سے بحث کیگئی ہے اور بعض ضروری مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔

بعض علماء مہدویہ نے اس سے پہلے خاص خاص روایتوں کی شرح میں ایک ایک رسالہ لکھ ڈالا ہے بعض نے کسی رسالہ کی شرح کے ضمن میں اس رسالہ میں جس قدر روایتیں درج تھیں شرح و بسط کیساتھ ان کی شرح و توضیح کی ہے لیکن کسی کتاب نقلیات کی حامل المتن شرح نظر سے نہیں گذری۔ عجب نہیں کہ ایسی شرحیں لکھی گئی ہوں اور وہ

ہم تک نہ پہنچی ہوں۔ اس قیاس کی اس سے تائید ہوتی ہے کہ متقدمین کی بہت سی تالیفات ایسی ہیں جو اس وقت کمیاب و نایاب ہو گئیں ہیں۔ بہت سی ایسی ہیں جن کا نام اور نوعیت مباحث کا علم ہمکو نہیں ہے۔ خود موجودہ زمانہ کی کئی تالیفیں ایسی ہیں جن کے طبع ہونے تک ان کا کسی کو علم نہیں تھا اور نہیں معلوم ابھی کتنی غیر مطبوعہ تالیفات و تصنیفات ہیں جو ہماری نظروں سے نہیں گذری ہیں بلکہ عام طور پر ان کا علم تک نہیں ہے۔

یہ توضیحات بھی گویا شرح روایات ہیں اگرچہ حامل المتن شرح نہیں لیکن اس ضمن میں اتنی روایتوں کے مطالب و معانی کی توضیح ہوئی ہے جس کو شرح نقلیات کا ایک حصہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے بھی دیباچہ میں لکھا ہے کہ محض انتظام طباعت کی دشواریوں کی وجہ سے پوری شرح نقلیات نہیں لکھی گئی۔

کتب احادیث یا دوسرے علوم و فنون کی کتابوں کی جن علما نے شرحیں لکھی ہیں وہ اپنے اپنے انداز میں شرح کرتے آئے ہیں کسی نے احادیث کے سلسلہ روایات سے زیادہ بحث کی ہے کسی نے احادیث کے الفاظ و عبارتوں کی لغوی تحقیق کی زیادہ کوشش کی ہے کسی نے احادیث سے مستخرجہ مسائل کی تفصیلات کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ دوسرے علوم و فنون کی کتابوں کی شرح کی بھی یہی حالت ہے کہ شارحین نے جن مباحث کو ضروری سمجھا انھیں کی تحقیق و وضاحت کی ہے۔

ان توضیحات نقلیات کی بھی یہی نوعیت ہے جن مسائل یا مباحث کو ضروری سمجھا گیا انہی کی توضیح کیگئی ہے کسی کو اس پر رد و قدح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمام ذی علم قومی اصحاب کیلئے نقلیات مبارک کی اسی قسم کی شرح یا توضیحات کا میدان کھلا ہوا ہے وہ جن امور کی تشریح کی ضرورت خیال کریں خود ان کی تکمیل کر سکتے ہیں۔

توضیحات نقلیات کے ضمن میں ذاتی تحقیقات کے علاوہ دوسرے علما کی تحقیقات سے بلیغ استفادہ کیا گیا اور ان کے اقتباسات درج کئے گئے ہیں جو علمی و مذہبی تحقیقات کی بے لوث تبلیغی صورت ہے علما کی عادت رہی ہے کہ ایک دوسرے کی تحقیقات کو کبھی نقل کلام اور کبھی اقتباس و تضمین کے طور پر اخذ کیا کرتے ہیں اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان تحقیقات کی اور زیادہ نشر و اشاعت ہوتی ہے جن لوگوں کو ان علما کی وہ اصل کتابیں نہ ملی ہوں جنمیں پہلی مرتبہ یہ تحقیقات پیش ہوئی تھیں تو ان اقتباسات ہی سے ان کو یہ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت میں جو مالی مشکلات پیش آئیں انکو مقدمہ صاحب شعبہ نشر و اشاعت نوجوانان مہدویہ نے بحیثیت ناشر ذکر کیا ہے جو قوم کے علم دوست اصحاب کیلئے نہایت درجہ قابل توجہ ہیں اس وقت تک اشاعت کتب کا کام فرادی یا بے اصول انجام پاتا رہا ہے جو لوگ ہمت کر کے کسی کتاب کی اشاعت کا کام شروع کرتے ہیں تو سب بار انہیں پر پڑ جاتا ہے اور وہ دوبارہ اور کوئی کام انجام دینے کے قابل نہیں رہتے۔ قوم کیلئے اشاعت کتب کا مستقل انتظام من حیث القوم قومی ضروریات میں داخل ہے۔ ایسا انتظام ہونے سے اشاعت کا کام حسب ضرورت جاری نہیں رہ سکتا علمائے قوم کی ایسی مفید تالیفات و تصنیفات جنکی تدوین میں ان علما نے اپنی عمریں صرف کر کے ان علمی جواہر پاروں کو فراہم کیا ہے سالہا سال گذرنے کے باوجود بھی طبع نہیں ہوئی ہیں اور ان علمی خزانوں کے تلف ہو جانیکا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قومی اصحاب کو اس طرف فوری توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ فقط

سید شہاب الدین غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارتسامات

علامۃ العصر جناب مولوی محمد سعادۃ اللہ خانصاحب مہتمم و زی ہوش کامل متکلم سابق پرنسپل کلیہ دار العلوم حیدرآباد دکن

بندگیمیاں عبدالرشد رضی اللہ عنہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں آنجناب کی نقلیات چار صدی سے زاید عرصہ ہوا فقرائے کرام مشائخین عظام رحمہم اللہ اجمعین کے کتب خانوں میں رہیں جنکو یکے بعد دیگرے نقل فرماتے رہے لیکن کبھی عامۃ الناس کو ان سے استفید ہونے کا موقع نہیں ملا۔ یہ نقلیات اس حیثیت سے کہ ایک صحابی مہدیؑ کی مرویات ہیں گروہ مہدویہ میں انکی بڑی اہمیت ہے روایات کا اتنا ذخیرہ کسی صحابی میراں علیہ السلام سے منقول اور کتاب کی شکل میں مجتمع نہیں ہے۔ انصافنامہ میاں ولی جی رحمۃ اللہ علیہ بھی کثیر روایات کا حامل ہے۔ میاں ولی جی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں اصحاب میراں علیہ السلام سے جو سنا لکھا لیکن اس میں روایات کے علاوہ خود ان کی تشریحات و تحریرات بھی بعض جگہ پائی جاتی ہیں نقلیات میاں عبدالرشدؓ میں روایات ہی روایات ہیں انہیں سے بعض نقلیات انصافنامہ کا ماخذ بھی ہیں۔ اس طرح ان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے مابعد کے بزرگوں نے جو بھی تالیف منقولات میراں علیہ السلام سے متعلق فرمائی ہے اس کا ماخذ اکثر و بیشتر یہی نقلیات ہیں۔ اس حیثیت سے کہ ایک صحابیؓ نے اپنے مسموعات کو جمع فرمایا ہے۔ ان کی صحت و سند بلند مرتبہ رکھتی ہے۔

حضرت مہدی من اللہ ہادی الی اللہ مصداق حتی اتاتہم البینۃ رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ علیہ الف صلوات جنکی تعلیم شریعت کے جادہ اعتدال پر لانا اور مخلوق کو خالق کی طرف لیجانا اور وہ نسخے بتانا جو فیہ شفاء للناس و رحمۃ للعالمین کا مظہر ہوں پورے رعب جلال باطنی و حسن کمال صوری کے ساتھ ۸۴۷ھ میں رونق افروز ہو کر اپنے جمال جہاں آرا سے عالم قلوب عاشقین کاملین کو منور کیا۔ اور ۸۸۷ھ سے لیکر ۹۱۰ھ تک بصداق وما علینا الا البلاغ المبین (۲۳) سال ہجرت میں رہکر پیام حق پہنچایا اس ہادی برحق کے بتائے ہوئے نسخے اگر کسی کتاب میں ملتے ہوں تو وہ کتنی گراں بہا اور کسقدر عظیم الشان ہو سکتی ہے۔

نقلیات بندگی میاں عبدالرشد رضی اللہ عنہ میں ناظرین اُن ہدایات عالیہ کو پائیں گے جو قد افلح من زکاھا کی بلندیوں پر پہنچاتی ہیں اور ان ارشادات بالغہ کو دیکھیں گے جو الا لیعبدون کے منتہائے کمال کا جلوہ دکھلاتی ہیں اور ما زاغ البصر و ما طغی کے مفہوم حقیقی کے شاہد حال سے ملاتی ہیں۔

یہ اہم کتاب فارسی زبان میں ہے اس سے استفید کرنے کیلئے ہندوستانی اردو زبان میں اس کا ترجمہ ضروری تھا کیونکہ ہندوستانی اردو زبان اس وقت ہندوستان کے ہر گوشہ میں بولی جاتی ہے خصوصاً گروہ مہدویہ کے کثیر افراد جو ہندوستان میں آباد ہیں ہندوستانی اردو بولتے ہیں۔

یہ کام آسان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسعد العلما مولوی ابو سعید سید محمود صاحب تشریف الٰہی کے عزم قوی کے ہاتھوں سے جو عالم باعمل فاضل اجل پیر طریقت دانائے شریعت ہونے کے علاوہ اچھے انشا پرداز بھی ہیں اس اہم کام کی تکمیل کرائی۔ ترجمہ صاف اور سلیس زبان میں کیا گیا ہے اس سے تمام اردو خوان مستفید ہو سکتے ہیں۔ تحریر میں روانی، زبان کا مذاق اور ایک خاص قسم کی جاذبیت ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ فاضل مترجم نے ایک بیش بہا علمی خدمت جو انجام دی وہ حصہ توضیحات ہے جس میں ارشادات ہمایونی میراں علیہ السلام کی شرح عارفانہ اور عالمانہ طریقہ سے بسط و تفصیل کے ساتھ کی ہے۔ طرز تحریر و تفہیم سنجیدہ اور متین ہے حصہ توضیحات کے مباحث طالب منزل کے لئے روشن مینار تشنہ کام کے لئے آب سرد و شیریں اور بھوکے کے لئے غذائے لطیف ہیں۔

ایک ہی باب کے تحت جتنی نقول آسکتی تھیں ان کی فہرست مرتب کرنا بھی ضروری تھا۔ فاضل مترجم نے ایک ایسی فہرست بھی مرتب فرمائی ہے کہ اس پر سے ناظرین ایک عنوان والی تمام نقول کو بیک وقت دیکھ سکتے ہیں۔

ایسی گرانمایہ کتاب کی اشاعت مع ترجمہ و توضیحات اس گرانی کے دور میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جن اصحاب نے اس کی اشاعت کے مصارف میں حصہ لیا وہ اجر کے مستحق ہیں واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

احقر العباد

محمد سعادۃ اللہ خاں مندوزئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو قائم بذاتہ بکل شئی منہ الوجود۔ وحدہ لاشریک لہ ھو الحی القیوم الودود۔ والصلوٰت والتحیات علیٰ افضل الانام و محمد المصطفیٰ خاتم انبیائہ وعلیٰ خاتم ولایتہ الذی کان علیٰ بینۃ من ربہ۔ خلیفۃ الرحمان۔ سمی النبیؐ الموعود مجیئہ فی اٰخر الزمان۔ وعلیٰ اٰلھما واصحابھما اجمعین الراشدین الصالحین۔ ھم اصحاب الیقین الذین معدوا ذروۃ الدین۔

فقیر حقیر ابوسعید سید محمود تشریف الٰہی ابن پیر و مرشد حضرت فقیر سید عبدالحی عرف حافظ نصیاب نور اللہ مضجعہ عرض پرداز ہے کہ مجموعہ مسمیٰ "بہ تعلیمات حضرت بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ" جو لیک مستند و مشہور و قدیم کتاب ہے قوی افادیت و مذہبی اشاعت کی غرض سے مع ترجمہ و توضیحات ضروریہ شایع کیا جارہا ہے۔ متقدمین مہدویہ نے جس بے سروسامانی میں جو کچھ کتابی سرمایہ جماعت کے ہاتھ میں دیا بہت غنیمت ہے کیوں کہ وہ ترک دنیا، توکل، ہجرت وغیرہ مذہبی احکام کے شدت سے پابند تھے۔ "اشد حبا للہ" کی شان ان کے اعمال و اشغال میں جلوہ گر تھی۔ اس پر حکومتوں اور مخالف علماء کی شدید بے رحمیاں بھی شامل حال رہی ہیں۔ ان نامساعد حالات میں تصنیف و تالیف کوئی آسان کام نہ تھا۔

بعد میں فقرائے کرام کے دائرے مختلف مقامات پر پھیلتے گئے۔ مواصلات کی جو مشکلات تھیں محتاج بیان نہیں آج کی جیسی سہولتیں اس زمانہ میں نہ تھیں۔ ایک دوسرے سے جدا ہو کر کسی دور دراز مقام پر جانیکے بعد پھر ملنا بہت مشکل تھا۔ اس لئے جتنی کتابیں ممکن ہو سکیں نقل کر کے ساتھ لیتے گئے اس طرح نقل در نقل ہوتے ہوتے کتابت کی غلطیاں بھی اکثر کتابوں میں رہ گئیں اور استداد زمانہ کی وجہ قلمی کتابوں میں ایسے نقائص پیدا ہونا تعجب کی بات نہیں۔

ابتدائی زمانہ میں دائرہ بندیاں تھیں جو حال تک رہی ہیں۔ بلکہ بعض مقامات میں اب بھی باقی ہیں فقراء و کاسبین کے لئے حدود دائرہ (احکام) مقرر تھے جن کی پابندی ذوق وشوق اور کمال محبت سے کیجاتی تھی۔ روزانہ بیان قرآن ہوا کرتا تھا جس کی وجہ مرد، عورت۔ امی، عالم۔ سب کے سب مذہبی معلومات سے پورے واقف رہتے تھے اس لئے عوام کو کتابوں کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ فیض صحبت اور عمل با اخلاص سے ان کا علم تازہ رہا کرتا تھا۔ امی ہو یا عالم، ہر فرد ہدایت کا ستارہ بنجاتا تھا۔

موجودہ زمانہ میں بہر جہت انحطاط طاری ہے۔ وہ دائرہ بندیاں نہیں رہیں۔ فیض صحبت سے استفادہ کے مواقع نہایت محدود ہوگئے جس کی وجہ معلومات میں کمی ہوتے ہوتے زیادہ تر صرف اعتقاد کی حد تک مہدویت نظر آنے لگی وہ خصوصیت و شہرت باقی نہ رہی۔ اس لئے متقدمین کا کتابی سرمایہ اصول تصحیح کے تحت مزین کرکے قوم کے ہاتھ میں دینے کی شدید ضرورت ہوئی ۔ مخفی مبادکہ یہ محض معلومات عامہ کے لئے ہے لیکن فیض صحبت جو فرض ہے کوئی مومن اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

ہم نے یہاں جس کام کا تذکرہ کیا ہے آسان نہیں ایک کتاب کے جتنے نسخے مل سکتے ہوں؛ مشائخین کرام سے فراہم کرنا اور اصول تصحیح کے تحت کتاب تیار کرنا بجائے خود ایک اہم کام ہے جس میں تقلیدی طریقہ کار پر عمل پیرا ہونے اور تصرفی روش سے بچنے، اختلاف نسخ کو محفوظ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ جو خرابیاں اور استدلال میں جو مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں اہل علم پر مخفی نہیں۔

اگرچہ نقل کا لفظ "حدیث" سے امتیاز کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن فرامین حضرت امامنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، کلام معصوم ہونے کی وجہ، از روئے اصول و عقائد، احادیث حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح واجب التعمیل اور مرجع براجتہاد مجتہدین تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ مجتہد معصوم نہیں ہوتا۔ اس لئے نقلیات مبارکہ پر مشتمل کتاب کی اہمیت و خصوصیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

سبب انتخاب و فراہمی کتاب ایسی ایک کتاب کی تیاری کا خیال عرصہ دراز سے تھا اس خیال کی بنیاد کا تاریخی واقعہ یہ ہے کہ ۱۳۴۸ھ میں جبکہ مقلدین مہدویہ کی جماعت بندی ہوئی تھی اتفاقی اتحاد اور مذہبی جذبہ سب میں موجزن تھا۔ اس وقت کو غنیمت جان کر استاذی جناب مولانا سید نجم الدین صاحب المعی مرحوم اہل کالاڈیرہ محلہ چنچلگوڑہ نے قوم کی اہم ضرورت کی تکمیل کا ارادہ کرلیا اور "انصاف نامہ" مولفہ حضرت بندگیمیاں دلی مجی کی تصحیح کا آغاز کردیا۔ متعدد مقامات سے زیادہ تعداد میں نسخے فراہم کئے گئے

چونکہ عرصہ دراز سے علیل تھے چند صفحات کا کام ہونے پایا تھا کہ علالت بڑھ گئی آخر انتقال ہوگیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جماعت کے ممتاز اراکین کا خیال ہوا کہ اس کام کو مکمل کر لیا جائے اس کے لئے برادرم جناب سید ابراہیم صاحب مرحوم محاسب ریڈنی کے مکان موقوعہ ملک پیٹ جدید کا انتخاب کیا گیا۔ روزانہ سویرے منتخب افراد مثلاً جناب فقیر یعقوب میانصاحب مرحوم اہل اکیلی جناب فقیر امیر میانصاحب مرحوم اہل اکیلی۔ جناب فقیر سید اسمٰعیل صاحب اہل ہتیڑہ جناب فقیر اشرف میانصاحب اہل دائرہ تو برادرم جناب فقیر ابجی میانصاحب مرحوم اہل مسجد نچتہ۔ جناب سید جلال صاحب وجدی مہتمم رسالہ "المہدی"۔ جناب سید اسحاق صاحب مرحوم اہل ہمنا آباد جمع ہو جاتے "انصافنامہ" کے نسخے سب پر تقسیم کر دیے جاتے تھے۔ تبیض سازی کا کام احقر کے سپرد تھا۔ ایک ایک فقرہ کا سب نسخوں سے مقابلہ کیا جاتا مشورہ کے بعد تبیض سازی کیجاتی۔ اختلافات نسخ حاشیہ میں مع حوالہ درج کر دیئے جاتے۔ تخمیناً چھ ماہ بلاناغہ کام جاری رہا۔ پانچواں باب قریب التکمیل تھا کہ ایسے ناموافق اسباب پیش آگئے جن کی وجہ سے کام جاری نہ رہ سکا۔ اس عرصہ میں نسخوں کی واپسی کا مطالبہ بھی شروع ہوگیا سنا جاتا ہے کہ جناب سید ابراہیم صاحب نے نسخے واپس بھی کر دیے۔ اور مصححہ تبیض کا حصہ احقر کے پھوپھی زاد بھائی جناب سید حسین صاحب تشریف اللہی وکیل ہائکورٹ کے پاس محفوظ تھا کیوں کہ وہ جماعت مقلدین کے معتمد تھے۔ بتاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ ان کا انتقال ہو جانے کے بعد وہ نسخہ احقر کے پاس آچکا ہے ——— متعدد نسخوں کے مطالعہ سے اختلافِ نسخ کے دلچسپ معلومات ہوئے تفصیل کا یہ محل نہیں ——— چند سال بعد چن پٹن جانا ہوا وہاں احقر کے چچا جناب سید روشن صاحب تشریف اللہی نے ایک مجموعہ مطالعہ کیلئے دیا جس میں "نقلیات حضرت بندگیسیاں عبدالرشید" بھی تھی دیکھکر دل کو مسرت ہوئی کیونکہ اس کتاب میں ایسی خصوصیات پائی گئیں جن کی وجہ انصاف نامہ کا کام نامکمل رہجانیکی خلش دور ہوتی نظر آئی یہ نسخہ صاحب موصوف کے خسر جناب فقیر اشرف میانصاحب متولی جامع مسجد چن پٹن کے کتب خانہ کا تھا میں نے چچا صاحب کی اجازت سے ساتھ رکھ لیا اس کے سوائے کوئی اور نسخہ وہاں فراہم نہ ہو سکا۔

ایک موقع پر علامۃ العصر فقیر سید شہاب الدین صاحب سے احقر نے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے مولف کتاب کا صحابی ہونا بیان کیا اور استخراج احکام و مسائل کے لحاظ سے اس کتاب کی بہت اہمیت ظاہر کی۔ حیدرآباد میں بڑی جستجو سے تین نسخے حاصل ہوئے ایک جناب فقیر امیر میانصاحب اہل اکیلی سے دوسرا جناب فقیر سید عبدالحی عرف شاہ صاحب میانصاحب اہل بسیط پورہ (کاچی گوڑہ) سے۔ یہ نسخہ ان کے مرشد حضرت فقیر غازی میانصاحب مرحوم کے کتب خانہ کا ہے تیسرا نسخہ جناب فقیر باجو میانصاحب اہل مصدق آباد (اپل گوڑہ) سے حاصل ہوا۔ ان چار نسخوں پر سے ہم نے کام شروع کر دیا مقابلہ یعنی قرات و سماعت کے ابتدائی کام میں جناب سید جلال صاحب وجدی اہل دائرہ نو نے چند دن مدد دی۔ اور احقر کے خالہ زاد بھائی جناب فقیر سید محمد عرف ابجی میانصاحب اہل مسجد نچتہ مرحوم کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے ایک اور نسخہ دکھایا یہ جناب فقیر سید دلاور صاحب ساکن بیگم بازار کا نقل کردہ تھا۔ برادر موصوف بہ ذات خود اس نسخہ کے

کام میں آخر تک شریک رہے۔ اور اس نسخہ کا کام جلد مکمل کر کے واپس لے گئے۔ اس طرح جلد پانچ نسخے فراہم ہوئے۔

جناب فقیر امیر میانصاحب اور جناب فقیر شاہ صاحب میانصاحب کے نسخے جب واپس ہوئے تو ہماری دی ہوئی رسائید بھی ان حضرات نے واپس فرمادیں۔ اور جناب فقیر باچھو میانصاحب کا نسخہ بہت عرصہ تک زیر نظر رہا اس کے بعد واپس کر دیا گیا ـــــ اور نظر ثانی کے وقت جبکہ اس نسخہ کی دوبارہ ضرورت پیش آئی تو صاحب موصوف کے مرید جناب عبدالقادر صاحب وظیفہ یاب سرکل انسپکٹر کو توالی اضلاع ساکن قطبی گوڑہ کے توسط سے حاصل ہوئی اور اسی کے ذریعہ واپس بھی ہوئی۔ اور نظر ثانی کے اس کام میں صاحب مذکور نے بھی صرف اس نسخہ کی حد تک قرأت وسماعت میں بہت دلچسپی سے حصہ لیا ـــــ اس کے علاوہ توضیحات کے کام میں بعض کتابوں کی ضرورت پیش آئی تو برادرم جناب فقیر سید محمد صاحب اہل مسجد پختہ اور جناب فقیر شاہ صاحب میانصاحب اہل لبسیٹ پورہ اور جناب فقیر امیر میانصاحب اہل اکیلی اور جناب فقیر سید حیدر صاحب اہل چن پٹن جناب مولوی فقیر سید محمود صاحب سکندرآبادی اور جناب مولانا فقیر سید شہاب الدین صاحب نے حسب ضرورت مطلوبہ کتب دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ہم ان حضرات کے ممنون ہیں۔

ایک قابل ذکر واقعہ یہ بھی ہیکہ ایک دفعہ کلمنوری تعلقہ پر بھنی جانا ہوا وہاں احقر کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر سید یوسف سلیم ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ برسر خدمت تھے۔ ان کا مزاج خراب ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ ریل میں مطالعہ کیلئے جناب فقیر باچھو میانصاحب کے پاس کا نسخہ ہاتھ میں تھا۔ ناندیڑ اسٹیشن پر نو تعلقوں کے مسافرین اترتے اور سوار ہوتے ہیں۔ اس لئے بہت ہجوم رہا کرتا ہے۔ ریل سے اتر جانے اور ریل گزر جانے کے بعد یاد آیا کہ کتاب ریل میں چھوڑ گئی قلب و دماغ پر سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ برادری سے مستعار لی ہوئی کتاب تھی نسخہ قدیم تھا عبارت درست کرنے میں اس سے بہت زیادہ مدد مل رہی تھی ـــــ ریلوے کے جس ملازم سے تذکرہ کیا جاتا مایوس کن جواب ملتا رہا اسٹیشن ماسٹر سے پریشانی کا اظہار اور بہت اصرار کیا گیا۔ انھوں نے پورنا اسٹیشن پر ٹیلیفون کیا دو گھنٹے بعد جواب آیا کہ کتاب نہیں ملی۔ بیحد اضطراب ہوا ماسٹر نے قیمت دریافت کی میں نے کہا لاقیمت ہے وہ ہماری مذہبی کتاب ہے ہمارے لئے نہایت اہم ہے دوسرے کو اس سے دلچسپی کا کوئی ایسا تعلق نہیں ہوسکتا۔ اس وقت میرے پاس جتنے پیسے موجود تھے ان میں سے ناندیڑ تا کلمنوری چالیس میل کے کرایہ موٹر کے سوائے سب میں نے ماسٹر کے حوالے کر دیئے اس وقت انھوں نے سرکاری کام چھوڑ کر ریل کے وقت کے لحاظ سے آگے کے اسٹیشن پر پوری نشاندہی کیساتھ تفصیلی تار دیا اور مجھ سے کہا "کتاب ملجائے تو دوسرے دن کی ریل سے یہاں آجائیگی"۔

اللہ تعالیٰ سے اس وقت جو قلبی تعلق قائم ہوا تھا ناقابل بیان ہے اور حضرت شاہ یعقوب حسن ولایت رضی کی طرف جن کا مزار مقدس دولت آباد میں ہے متوجہ ہو کر عرض کیا گیا کہ آپکے جد امجد حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے

فرامین مبارک کی کتاب آپ ہی کے راستہ میں ہے وہ بحفاظت واپس ہو جانا چاہیئے !! ـــــ میں نے کلمنوری کا سفر ملتوی کر دیا حالانکہ بھائی کی کیفیت بھی ضرور قابل لحاظ تھی ۔ غرض دوسرے دن ریل تو آئی لیکن کتاب نہ آئی ۔ ماسٹر نے کہا جہاں جانا ہے جایئے ۔ کتاب آجائے تو واپسی میں مل ہی جائیگی ۔ بھائی کے چچا خسر جناب سید محمود صاحب مرحوم سابق مہتمم آبکاری اہل کالاڈیرہ ان دنوں وہیں برسرخدمت تھے ان کو خبر رکھنے کے لئے اطلاع دیکر کلمنوری چلا گیا ۔ بھائی روبصحت تھے دوسرے دن واپس ہو گیا ۔ اسٹیشن پر آیا تو ماسٹر نے خوشخبری سنائی کہ کتاب آچکی ہے ۔ اخراجات جو عاید ہوئے ادا کرنے کے بعد کتاب ہاتھ میں آئی ۔ دیکھا تو کتاب پیکنگ کی ہوئی ہے اور اورنگ آباد اسٹیشن ریلوے پولیس کی مہر لاک سے لگائی ہوئی ہے !!!

ناظرین جانتے ہیں کہ ناندیڑ تا اورنگ آباد آٹھ گھنٹے سے زیادہ مسافت ہے درمیان میں بڑے بڑے اسٹیشن ہیں ۔ جہاں سے بہت زیادہ لوگ اترتے اور سوار ہوتے ہیں ۔ اس کے باوجود ریل کی سیٹ پر علانیہ رکھی ہوئی کتاب کا بحفاظت واپس آنا معمولی واقعہ نہیں بیشک حضرت بندگیمیاں شاہ یعقوب حسن ولایتؒ کی روح پرفتوح ہی کا طفیل تھا جو مستجاب الدعوات کی بارگاہ بے نیاز سے اس فقیر کی التجا کو شرف قبولیت حاصل ہوا ۔

نوعیت کتاب غرض پانچ نسخے جو فراہم ہوئے اُن کا باہم مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کتاب کی ارتقائی تین منزلیں ہیں ۔ ایک منزل تو وہ ہے جو جناب فقیر امیر میانصاحب اہل اکبلی اور جناب فقیر سیدلادر صاحب ساکن بیگم بازار کے نسخہ میں پائی جاتی ہے یہ دونوں نسخے ایک سو تہتر (۱۷۳) روایات پر ختم ہو گئے ہیں صحت و سہو میں تو دونوں بہت زیادہ متحد اور حال کے نقل شدہ ہیں ممکن ہے یہ ایک دوسرے کی نقل ہو ـــــ دوسری منزل وہ ہے جو جناب سید اشرف صاحب اہل چن پٹن اور جناب فقیر غازی میانصاحب اہل بسیط پورہ کے نسخوں میں موجود ہے ۔ ان دونوں میں پہلا نسخہ (۱۷۳) کے سوائے مزید (۸۴) روایات پر مشتمل ہے ۔ اور دوسرے نسخہ میں درمیان کی روایات بعض مقامات پر چھوٹ گئی ہیں ۔ یہ سہو کاتب کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ تتمہ تک یہ دونوں نسخے ایک ہی نوعیت رکھتے ہیں ۔ ان دونوں میں مقامی دوری تو ظاہر ہے ۔ ان کی قدامت بھی ان کے کاغذ کی کیفیت سے معلوم ہو سکتی ہے سنہ کتابت درج نہیں ہے ورنہ زمانی فرق معلوم ہو جاتا ـــــ بہرحال یہ دونوں نسخے حال کے نہیں ہیں ـــــ تیسری منزل کے نسخے میں پہلی منزل کی (۱۷۳) روایات اور دوسری منزل کی مزید (۸۴) روایات کے علاوہ مزید (۴۵) روایات درج ہیں ۔ اور اس نسخہ سے روایات کی عبارت درست کرنے میں بہت مدد ملی ہے ۔ اور بعض ناتمام روایات مکمل ہوئی ہیں ۔ اس نسخہ کے آخر میں نام کاتب و سنہ و مقام کتابت ان الفاظ میں درج ہے

"تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب بیدہ الفقیر معیوب کثیر آثم کبیر ملا ر تقاصیر اشرف عرف شہصاحب جی میاں ولد میاں سید محمد عرف مکہ میاں صاحب مرحوم بصدقہ خواجہ غازی د

اسحاق (یہاں ایک لفظ مسخ ہوگیا ہے) سید عبداللطیف بن تشریف اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز در مقلدان بندگی میاں رضی اللہ عنہ بحین تمین نماز پیشین بیوم السبت فی شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۱۶ھ (یہاں ایک لفظ مسخ ہوگیا ہے) در بلدہ کٹر یہ تحریر شد۔"

بہرحال موخرالذکر تینوں نسخے چند روایات کی کمی بیشی کے ساتھ ہم رنگ ہیں۔ اور ابتداء انتہا میں متحد ہیں ـــــ حاصل یہ کہ ہم نے پانچوں نسخوں کا مکمل مواد فراہم کر دینے کی کوشش کی ہے۔ جن نسخوں کی عبارت ہمارے متن میں نہیں لیگئی اس کو حاشیہ میں مع حوالۂ نسخ درج کر دیا ہے۔ اور یہ اصول تصحیح کے لحاظ سے ضروری بھی تھا تاکہ علما کو اختلاف نسخ سے استدلال میں مدد مل سکے کیوں کہ جن نسخوں کی جن عبارتوں کو ہم نے اپنی دانست کے لحاظ سے درج حاشیہ کیا ہے ممکن ہے کہ کسی اور کی دانست میں وہی قابل استدلال ثابت ہوں اس لئے امانت کا اقتضا یہی تھا کہ زیر نظر نسخوں کے اختلافات کو بھی ناظرین کے لئے محفوظ کر دیا جائے۔ اس سے ہر خاندان کے نسخہ کی نوعیت معلوم ہوسکتی ہے اور ناظرین کو اس امر کا اندازہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم نے متن درست کرنے میں کس حد تک احتیاط برتی ہے۔ اور اختلاف نسخ میں سے کس معیار کی عبارت کو متن کے لئے منتخب کیا ہے۔ ہم یہ دعوی تو نہیں کر سکتے کہ جن عبارتوں کو ہم نے متن کیلئے ترجیح دی ہے اور جن کو حاشیہ میں درج کر دیا ہے اس کام میں ہم سے غلطی نہیں ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ اہل علم و نظر ہماری غلطیوں کو محسوس کریں۔ اگر علمائے مخلصین ایسی غلطیوں سے ہم کو آگاہ کریں تو ہم ان کے ممنون ہوں گے۔ تاہم ایسی غلطیوں سے اہل علم کے کام میں رکاوٹ پیش نہیں آسکتی کیوں کہ وہ چاہیں تو حاشیہ کی عبارت کو متن کی جگہ مع حوالہ استعمال کر سکتے اور اس پر سے استدلال کر سکتے ہیں ـــــ مقام غور ہے کہ پانچوں نسخوں کا مواد اس طرح محفوظ کرکے ہدیۂ ناظرین نہ کیا جاتا تو اس امر کا پتہ چلنا دشوار ہوتا کہ کس نسخہ میں کیا تھا اور ہم نے کیا لیا۔ کیا چھوڑا۔

بڑی مشکل یہ ہوئی کہ اس کے نسخے کمیاب ہیں اور بعض لوگ دینے میں تامل کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اپنی نوعیت کے حامل نسخے مل گئے۔ اگر اور مل جاتے تو افادیت بھی زیادہ ہو جاتی۔ تاہم جو مل گئے ان سے کافی مدد حاصل ہوئی ـــــ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں باب بندی کے ساتھ روایات جمع کیجانے لگیں لیکن اس نوعیت کا کام آٹھ باب سے زیادہ نہ ہونے پایا۔ آٹھویں باب کی چند روایات کے بعد ممکن ہے باب بندی کا موقع نہ ملا ہو۔ اس لئے حسب سہولت صرف روایات جمع کیجاتی رہیں۔ یا یہ کہ بعد میں تنظیم کر چکے ہوں گے لیکن وہ نسخہ ہم تک نہ پہنچ سکا اور ممکن ہے کہ ایسا منتظم نسخہ کہیں موجود ہو۔ بہرحال ہم نے اس غیر منتظم حصہ پر "متفرقات" کا عنوان لگا دیا ہے۔

نقلیات" اور "انصافنامہ" کا فرق البتہ انصافنامہ میں ابواب کی تنظیم کیگئی ہے اور اس کی ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انصافاً نقلیات حضرت بندگیمیاں عبدالرشیدؒ کے بعد کی مرتبہ کتاب ہے ـــــ احادیث شریفہ کی کتابوں کا بھی یہی حال ہے۔ موطا امام مالکؒ کو پہلے "اصح الکتب" کہا جاتا تھا اس کے بعد امام بخاریؒ نے کتاب تیار کی تو اس کی ترتیب و تنظیم کو ترجیح دیجانے لگی

اس کے بعد امام مسلم نے جو کتاب تیار کی اس کو بعض علماء مستشرقین بخاری پر ترجیح دیتے ہیں لیکن کتب تقلیات کو اس قدر کی خصوصیت یہ ہے کہ صحابہ عہد ہی کے زمانہ میں ہی مرتب ہو چکی ہیں "مجموعہ تقلیات" اور "انصافنامہ" میں ایک فرق یہ ہے کہ اول الذکر میں کتب احادیث کی طرح صرف روایات جمع کر دی گئی ہیں لیکن انصافنامہ میں دیگر فصول اقوال کے علاوہ خود مؤلف کے ذاتی استدلال کا بہت زیادہ حصہ موجود ہے۔ انصافنامہ کی روایات کی مکمل تعداد بتلانا دشوار ہے کیوں کہ زیادہ تعداد میں جو نسخے جمع ہوئے تھے انکا کام مکمل نہ ہو سکا۔ خصوصاً پانچواں باب بہت زیادہ متفرق پایا گیا۔ تاہم اندازہ ہے کہ انصافنامہ کا کام مکمل ہو جاتا تو (۳۷۵) سے زیادہ روایات ہوتیں تقلیات میاں عبدالرشید کے موجودہ تیار شدہ نسخہ میں (۳۰۲) روایات ہیں جن میں سے تخمیناً (۲۲۰) سے زیادہ ایسی ہیں جو انصافنامہ میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اکثر روایات کے الفاظ و عبارتوں میں کچھ فرق بھی ہے ان مشترک روایات کو الگ کر دیا جائے تو تقلیات کے نسخہ کی مخصوص روایات تخمیناً (۸۲) اور انصافنامہ کی تخمیناً (۱۵۵) قرار پاتی ہیں! اور انصافنامہ میں مکررات بھی ہیں۔ متعدد مستند کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ میاں عبدالرشید نے جو روایات بیان کی ہیں وہ دوسرے طریقوں (راویوں) سے انصافنامہ حاشیہ شریف مولود میاں عبدالرحمن وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایسی روایات بہت ہی کم ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائی جاتی ہوں۔ بلحاظ اصول سند و ثقاہت کے لیے یہ بھی اہم بات ہے حالانکہ کتاب بجائے خود مستند و متداول ہے۔ چونکہ کتاب کی باب بندی نامکمل ہے اس لئے مطالعہ اور مواد نکالنے میں سہولت کیلئے خاطر روایات پر نمبر ڈال لگا دیئے گئے ہیں۔ اور ایک فہرست جدید عنوان بندی کے تحت مع خلاصہ علی مرتب کی گئی ہے۔ جس سے روایت کے مسائل بآسانی معلوم ہو جاتے ہیں اس کام میں بخاری شریف کی فہرست کے اصول کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور حاشیہ کے اختلاف نسخ میں ہر جگہ جس نسخہ کا نام لکھنا مکمل تھا اس کے نام و مقام کا سرحرف استعمال کیا گیا ہے مثلاً

(۱) جناب فقیر امیر میاں صاحب اہل اکیلی (ا-ا) (۲) جناب فقیر باچھو میاں صاحب اہل اپلگوہ (ب-ا)
(۳) جناب فقیر سید اشرف صاحب اہل چرن پن (ا-چ) (۴) جناب فقیر سید دلاور صاحب اہل بیگم بانار (و-ب)
(۵) جناب فقیر غازی میاں صاحب اہل بیلا پور (غ-ب)

تذکرۂ حضرت مؤلف رض

یہ جلیل القدر کتاب ایک متقی العصر مشہور بزرگ کی اہم یادگار ہے جن کی نسبت صاحب تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ:-

بندگیمیاں عبدالرشید بسیار دیندار عالی اقتدار و متقی العصر بودند و آباواجداد آنحضرت از مدتے طویل در بلدہ نہروالہ اقامت داشتند از عمدہ مشائخ و اجلۂ سادات علوی واز اولاد امام محمد حنیف[1] بودند و میاں عبدالرشید در علم کسبی و وہبی در شغل مراقبہ و مشاہدہ مشہور و مجید بودند و از حسن اوصاف ستودہ کردار و حمیدہ اخلاق الوالانہال[2] رطب اللسان بودند وقتیکہ میراں علیہ السلام قدوم سعادت لزوم علی الراس العیون مصدقان نہروالہ نہادند ایشاں نیز از ادراک اقبال ملازمت بندگان حضرت میراں سرفراز شدہ بشرف کرامت تصدیق ممتاز شدند۔ اما از اتفاق صحبت میراں صورت

بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ بہت دیندار عالی اقتدار متقی العصر تھے آپ کے آباواجداد طویل عرصہ سے شہر نہروالہ (علاقہ گجرات) میں سکونت پذیر تھے مشہور و معروف مشائخین سے تھے اور یہ سادات علوی یعنی امام محمد حنیف کی اولاد سے ہیں۔ میاں عبدالرشید علم کسبی و وہبی اور شغل مراقبہ و مشاہدہ میں مشہور تھے اور آپ کے اوصاف ستودہ و اخلاق حمیدہ کی وجہ اہل نظر لوگ آپ کے مداح تھے جس زمانہ میں حضرت مہدی علیہ السلام وہاں تشریف لائے تو انھوں نے بھی تصدیق کا شرف حاصل کیا ہے لیکن صحبت میں رہنے کا اتفاق نہ ہو سکا ایک روایت یہ ہے کہ "مہاجر" ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق اکبرؓ کی صحبت میں حصول

[1] نام شاید امام محمد بن الحنفیہ ہے۔ [2] یہ لفظ "الوالابصار" ہوگا اسی کو مدنظر رکھکر ترجمہ کیا گیا ہے۔

۵۔ کاغذ کمیاب ہونے کیوجہ انصافنامہ کے حاشیہ پر بعد میں جو تقلیات جمع کی گئی تھیں کتاب کی شکل میں علحدہ کر کے "حاشیہ" نام رکھدیا گیا اور اسی لحاظ سے انصافنامہ کو "متن شریف" بھی کہتے ہیں۔

نہ بست بقولے مہاجر اند۔ اما صحیح آنست کہ در صحبت بندگی میانسید خوندمیر صدیق اکبرؓ حصول فیض کردہ اند و بروایتے تصدیق آنحضرت بودند۔ (جلد سوم چمن ۷ گلشن ۹)

فیض کیا ہے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ تصدیق بھی میرا کی ہے۔

میانسید فضل اللہؒ نے "سفت الصالحین" میں یہی آخری روایت بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے والد "اویس" نامی بزرگ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے بیعت کا شرف حاصل کیا ہے (ممکن ہے کہ اپنے والد ماجد کے ساتھ انھوں نے بھی بیعت کی ہو)

مولفؒ کا صحابی ہونا ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میاں عبدالرشید حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر تھے جبکہ آپ مانڈو میں تشریف فرما تھے۔ چنانچہ روایت (۲۸۴) کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

بعد ازاں برائے ادائے نماز بکنار حوض رفتند و خلق اس مقدار دنبال شد کہ در شمار نیاید دراں روز باہم و بعضی یاراں فہم کردند کہ قدمبارک کہ بالائے تمام خلق است چپ و راست ایستادہ دیدند از ہر یکے بالا یافتند۔

اس کے بعد نماز ادا کرنے کے لئے حوض کے قریب تشریف لیگئے لوگ اتنے زیادہ آپ کے پیچھے ہو گئے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے اسی روز ہم نے اور بعض صحابہؓ نے سمجھا کہ قدمبارک تمام لوگوں میں بلند ہے ہمنے سیدھے اور بائیں جانب کھڑے ہو کر بھی دیکھا تو ہر ایک سے بلند پایا۔

یہ روایت دعوئ غیر موکد کے زمانہ کی ہے کیونکہ امامنا علیہ السلام نے مانڈو سے چاپانیر۔ برہان پور۔ دولت آباد احمدنگر۔ بیدر۔ گلبرگہ۔ بیجاپور۔ چیتاپور۔ دابول بندر سے حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے واپسی میں دیو بندر سے احمد آباد۔ پٹن۔ بڑلی پہنچے یہاں آپ نے دعوئ موکد فرمایا ہے۔ تاریخ سلیمانی میں شہر نہروالہ علاقہ پٹن میں پہنچنے کے بعد میاں عبدالرشیدؓ کی بیعت کا ذکر ہے۔ "سوانح مہدی موعود" میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

میاں عبدالرشیدؓ چونکہ نہروالہ کے باشندے تھے ممکن ہے کہ کسی وجہ سے مانڈو کو ان کا جانا اس وقت بھی ہوا ہو جبکہ امامنا علیہ السلام وہاں تشریف فرما تھے۔ اور یہ بعید از امکان اس لئے نہیں ہے کہ مانڈو اور پٹن ایک ہی نواح کے علاقے ہیں۔ بہرحال ان روایات سے امامنا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے اور تصدیق سے مشرف ہونے کا علم ہوتا ہے لیکن آپ کے ساتھ ہجرت کا موقع ملا یا نہیں اس کا کوئی تفصیلی ثبوت نہیں ہے صاحب تاریخ سلیمانی نے صرف "بقولے مہاجر اند" لکھدیا ہے۔

اس کے علاوہ نقلیات میاں عبدالرشید میں امامنا علیہ السلام کے زمانۂ ہجرت کی بعض روایات ایسی ہیں جن میں "نقل است" "منقول است" یا "نیز" کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہ خود مولف کی بلاواسطہ روایات ہیں۔ مثلاً چند نمونے یہ ہیں۔

روزے حضرت میانسید خوندمیرؓ معاملہ دیدند در حال حیات حضرت میر انعلیہ السلام الخ روایت ۲۵۹

روزے حضرت میر علیہ السلام در کس را علی الیقین فرمودند کہ شما را سیر ابراہیم علیہ السلام است الخ (روایت ۲۶۰)

روزے پیش حضرت میر علیہ السلام مرد جواں آسیب زدہ آوردند الخ روایت (۲۷۷)

روزے حضرت میر علیہ السلام بیان فضل ولایت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میفرمودند الخ (روایت ۲۵۸)

یہ نوعیت انصافنامہ میں نہیں پائی جاتی ہے مولف انصافنامہ نے "نقلست" یا "نیز" کے الفاظ ضرور استعمال کئے ہیں۔ "نیز" سے مراد اکثر "نیز نقل است" ہوتی ہے اور جہاں اپنے ذاتی معلومات بیان کرنا یا تنبیہ مقصود ہو تو "معلوم باد" "نیز معلوم باد" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ معلومات ایک دو جگہ کے سوا سب دور صحابہ سے متعلق ہیں دونوں کتابوں کے اس فرق سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت میاں عبدالرشیدؓ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت و ہجرت میں رہنے کا موقع بھی ملا ہے جب ہی تو آپنے "نقل است" وغیرہ الفاظ کے بغیر ذاتی معلومات کے طور پر امامنا علیہ السلام کے زمانہ حیات پاک کی بعض روایات بیان کی ہیں۔

اس کے علاوہ "انصافنامہ" میں ایک روایت "میاں عبدالرشیدؓ" سے بیان کیگئی ہے (ملاحظہ ہو انصافنامہ باب ۱۳) اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ صحابی ہیں کیوں کہ مولف انصافنامہ نے دیباچہ میں تمام روایات کو صحابہ کی روایات قرار دیا ہے۔ اگرچہ کہ بعض تابعی کی روایات بھی اس میں داخل ہیں لیکن کسی تابعی کے نام پر "رضی اللہ عنہ" یا "رضؓ" کا اشارہ نہیں ہے البتہ بعض نسخوں میں "میاں عبدالرشید" کے نام پر یہ اشارہ پایا جاتا ہے اور حال کے مطبوعہ انصافنامہ میں بھی یہ اشارہ موجود ہے جو صحابی ہونے کی معمول بہ علامت ہے۔

اور جناب نیر خوبیا صاحب پالن پوری نے "عرس نامہ" میں حضرت میاں عبدالرشید کے نام پر حسب ذیل حاشیہ لکھا ہے۔

مولف نقلیات المشہور بہ نقلیات بندگیمیاں عبدالرشیدؓ۔ آپ صحابی مہدی ہونیکی وجہ سے بہت سی باتیں آنکھوں سے دیکھکر اور کئی باتیں سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سن سنکر آپ نے قلمبند کی ہیں۔ انصافنامہ میں کئی نقلیں اس کتاب سے اور کئی نقلیں بندگی میاں بلکئی نہری کی بیاض سے لیکر داخل کیگئی ہیں۔ (عرس نامہ مطبوعہ صفحہ ۱۰۳)

نیز "سراج منیر" میں بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؓ پر انھوں نے جو حاشیہ لکھا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

والد کا نام عالم صوری و معنوی بندگی میاں عبدالرشید صحابی ہے آپ حضرت سید محمد حنیف بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اولاد سے ہیں الخ (سراج منیر صفحہ ۹۳)

اس کے علاوہ ہم نے بعض مشائخین و علماء سے بھی اس بارے میں گفتگو کی جنھوں نے اپنے مرشدوں کی سمع کی بنا پر بھی صحابی ہونا بیان کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ قوم میں زیادہ تر بحیثیت صحابی مشہور ہیں۔

حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے "اسامی مصدقین" میں "فضیلت الخفل القوم" میں میاں عبدالرشیدؓ کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔

میاں عبدالرشید عالم عامل صالح کامل از مشاہیر علمائے عصر خویش بودند بر ثبوت مہدیت رسالہ نوشتہ اند بعضی منقولات حضرت امام علیہ السلام نیز جمع کردند .... از دست ظالماں با چند مردماں دیگر شربت شہادت چشیدند (اسامی مصدقین)

میاں عبدالرشید اپنے زمانہ کے مشہور عالم عامل اور صالح کامل تھے اثبات مہدیت میں ایک رسالہ لکھا ہے امام علیہ السلام کے کچھ منقولات جمع کئے ہیں ..... ظالموں کے ہاتھوں سے مع چند آدمیوں کے آپ نے شہادت پائی ہے۔

لیکن اس عبارت میں صحابی ہونے یا نہونے پر دلالت کرنیوالا کوئی لفظ نہیں ہے صرف شہادت کا اور ان کی دو کتابوں کا تذکرہ ہے۔ ایک ثبوت مہدیت میں اور ایک نقلیات مبارکہ کے بارے میں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہجرت و اخراج اور بے سروسامانی کی وجہ جہد و یہ بزرگوں کی تاریخ نہایت ہی محدود رہی۔ ہزارہا پاکان خدا کے نام تک درج نہیں۔ بعض صحابہ کے صرف نام ملتے ہیں۔ اور چند ہی کے حالات کچھ کچھ پائے جاتے ہیں۔ بہت جستجو کے باوجود خاطر خواہ معلومات حاصل نہو سکے۔

تاریخ سلیمانی میں میاں عبدالرشید کا وصال ۹۷۹ھ یا ۹۸۰ھ ہجری میں بتلایا گیا ہے۔ یعنی امامنا علیہ السلام کے چوہتر سال بعد آپ کی شہادت ہوئی ہے۔ اس پر سے بعض لوگ یہ شبہ کرتے پائے گئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں یہ کم سن ہوں گے اس لئے صحابی نہیں ہو سکتے ـــ اس قیاس کے مقابلہ میں یہ قیاس واجب التسلیم ہو سکتا ہے کہ اگر آپ کی عمر نوّے یا پچانوے سال کی ہوئی ہو اور یہ عمر عجیب و نادر الوقوع نہیں ہے۔ اس لئے مہدی موعود کی وفات کے وقت اٹھارہ یا تیئیس سال کے تھے۔ اور حضرت سید خوندمیرؓ بھی پچیس سال کے اور آپ کے سوائے اور بھی کم عمر صحابہ موجود تھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی پہلی صدی کے آخر تک صحابہؓ موجود رہے ہیں۔ چنانچہ سہل ابن سعدؓ فرماتے تھے کہ اگر میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والا کوئی نہ ملیگا۔ آپکا وصال ۸۸ھ یا ۹۱ھ میں ہوا ہے۔ (استیعاب تذکرہ سہل ابن سعدؓ) یہ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں۔

مکہ معظمہ کے آخری صحابی حضرت ابوالطفیلؓ عامر بن واثلہ ہیں۔ جنھوں نے ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔ (استیعاب)

اس کے علاوہ محض کمسن ہونا مہدی موعودؑ کی نظر کیمیا اثر کے مانع اعجاز بھی نہیں ہو سکتا۔ حضرت بندگی میاں سید عبدالحق روشن منور رضی اللہ عنہ فرزند حضرت بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کی اعجاز نما نظیر موجود ہے کہ چھ ماہ کی عمر میں آپ نے "تربیت" کا شرف حاصل کیا تھا۔ اور سلسلہ مریدی میں اپنا سلسلۂ تربیت حضرت مہدی علیہ السلام سے

قائم فرمایا تھا۔ احقر کے مرشدین کا سلسلۂ مریدی حضرت ہی سے وابستہ ہے۔ قوم میں اس سلسلہ کے اور بھی خانوادے ہیں۔

جناب فقیر خوب میاں صاحب پالن پوری مرحوم نے "سراج منیر" میں لکھا ہے کہ، "سیدنا مہدی علیہ السلام کی بشارت کی برکت سے آپ پر اسرار الٰہی کا انکشاف ہونے لگا اور آپکا نام صحابہ میں ہوگیا۔ .... حالانکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف صرف چھ مہینے کی تھی (سراج منیر ص۹)

منور دینؓ کی یہ خصوصیت مستثنیات سے ہے جس کے بارے میں شبہ کرنا نہ صرف منور دینؓ سے بدعقیدگی ہوگی بلکہ خود حضرت مہدی علیہ السلام کی ذہبی استعداد و قوت اعجاز میں بھی شبہ لازم آئیگا جو شان مومن کے صریح مغائر ہے۔ کیوں کہ اگر آپ کو صحابی ہونے کا شرف حاصل نہ ہوتا تو آپ اپنا سلسلۂ بیعت حضرت مہدی علیہ السلام سے راست قائم نہ فرماتے!۔ اور آپ کا یہ عمل نعوذ باللہ اگر صحیح نہ ہوتا تو آپ کے جلیل القدر معاصرین کرامؓ اس کو کبھی روا نہ رکھتے!!

اس بحث کے قطع نظر جبتک حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؓ کی تاریخ ولادت صحیح طور پر معلوم نہ ہو جائے یہ بتلانا مشکل ہے کہ امامنا علیہ السلام کے زمانۂ حیات میں ان کی عمر کیا تھی؟! البتہ صاحب تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ، "عمر طبعی یافتہ اند"۔ یعنی عمر طبعی پائی ہے۔

صاحب تاریخ نے اپنی دانست میں جس روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا وہ یہ ہے کہ :۔ "میاں عبدالرشید کو حضرت مہدی علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا ہے اور فیض صحبت کا شرف حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے حاصل ہوا ہے"

مولف "سوانح مہدی موعودؑ" نے بھی یہی مضمون لکھا ہے اور "اسامی مصدقین" کے حاشیہ میں استاذنا مولانا فقیر سید محمود صاحب اہل دائرہ نے بھی یہی بیان درج فرمایا ہے ـــ تاریخی مواد کی عدم دستیابی میں اگر اس روایت ہی کو صحیح مان لیا جائے اور اس لحاظ سے آپ کو صحابی قرار دینے میں تامل بھی ہو تو اس صورت میں بھی "شرف بیعت" بہر حال مسلم ہو جاتا ہے ـــ اور مولف "انصاف نامہ" حضرت میاں ولی جیؒ رحمۃ اللہ علیہ بھی تابعی ہیں لیکن امامنا علیہ السلام سے راست شرف بیعت حاصل نہیں ـــ نیز یہ فرق بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت میاں عبدالرشیدؓ کے نام پر "رضی اللہ عنہ" یا "رضؓ" کا اشارہ قومی کتابوں میں اکثر جگہ پایا جاتا ہے لیکن موخر الذکر کے نام پر کہیں نہیں پایا جاتا صرف رحمۃ اللہ علیہ" یا "رح" کا اشارہ لکھنے کی عادت پائی جاتی ہے۔

مولفؒ کی خصوصیات و شہادت۔ میاں عبدالرشید اور ان کے فرزند میاں شیخ مصطفیٰ کی فضیلت میں ایک روایت یہ بیان کیجاتی ہے کہ جب کبھی میاں عبدالرشید حضرت صدیق ولایتؓ کے پاس جاتے حضرت ان کی بہت تعظیم و تکریم فرمایا کرتے تھے۔ بعض نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کی پیشانی میں ایک نور نظر آتا ہے جس سے آئندہ دین مہدیؑ کی خدمت کا ظہور ہوگا۔ (تاریخ حسینی) تاریخ سلیمانی میں جو روایت ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔ "میاں عبدالرشیدؓ کی

اہلیہ محترمہ ایک روز بغرض قدمبوسی حضرت صدیق ولایتؓ کی خدمت میں آئیں تو حضرت نے خاتون موصوفہ کی بہت عزت فرمائی۔ حاضرین نے اس قدر عزت و اکرام کا سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ اس بی بی کے بطن سے نہایت دیندار لڑکا پیدا ہوگا جس کے ذریعہ نادر واقعات ظہور میں آئیں گے"۔ مذکور الصدر دونوں روایتیں میاں شیخ مصطفیٰؒ کے تولد کی بشارت سے متعلق ہیں جو پوری پوری صادق آئیں اس کی تفصیل تواریخ مہدویہ و غیر مہدویہ میں موجود ہے۔

میاں عبدالرشیدؓ کو حضرت صدیق ولایتؓ سے بلکہ آپ کے فرزندوں سے بھی بہت عقیدت و محبت تھی چنانچہ صاحب تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ:۔

اما مقلد خاص و طالب با اختصاص امیر کبیر بندگی میانسید خوندمیرؓ انداز فرزندان میاںؒ عقیدت کمال صداقت بسیاری داشتند۔ وعمر طبعی یافتہ اند (جلد ۳ چمن ۷ گلشن ۹)

امیر کبیر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے خاص معتقد اور مخصوص طالب تھے۔ اور فرزندان میاں سے بھی کمال صداقت کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے۔ اور عمر طبعی پائی ہے۔

قومی کتابوں میں میاں عبدالرشیدؓ کی شہادت کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔ جس وقت اکبر بادشاہ نے گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا پوری مملکت میں تھلکہ مچ گیا لوگ گھر و کاروبار چھوڑ کر جانے لگے تو میاں عبدالرشیدؓ مع فرزند میاں مصطفیٰؒ و اہل و عیال و مع فقرائے دائرہ قلعہ موربی میں جو علم خاں دساڑیہ کی جاگیر تھی چلے آئے ـــــ ایک روایت یہ بھی ہے کہ علم خاں کے حقیقی بھائی ملک بچھن، میاں مصطفیٰؒ کے خسر تھے ان حضرات کا دائرہ ان دنوں وہیں قائم تھا۔ اکبر بادشاہ نے شہر نہروالہ فتح کرنے کے بعد چند دن قیام کیا۔ شیخ طاہر پٹنی جو مناظرے میں میاں مصطفیٰ سے کئی بار شکست کھا کر روپوش ہوگیا تھا اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اکبر کے دربار میں شکایت پیش کی۔ غلط واقعات باور کرائے۔ اور دیگر علما نے بھی اس کی ہم زبانی کی۔ درباری علما عبدالنبی صدرالصدور و مفتی و قاضی یعقوب پٹنی وغیرہ نے اس شکایت پر زور دینے اور رنگ بھرنے میں کافی حصہ لیا۔ بادشاہ نے جماعت مہدویہ کے ایک جید عالم کو طلب کرنے کا حکم دیا تاکہ عقاید و اعمال کی تحقیق کیجائے۔

علما نے میاں شیخ مصطفیٰؒ کی نشاندہی کی اور بادشاہ کو طیش دلایا کہ فوج کے سپاہی اگرچہ پوری جرات و مردانگی سے کام کریں گے تب بھی اندیشہ ہے کہ ہاتھ آئے یا نہ آئے فوج کو خصوصی احکام دیئے گئے اور مغل سپاہ سالار امین سنجر کی سرکردگی میں فوج نے قلعہ موربی اور اطراف و جوانب کا محاصرہ کرلیا۔ سپاہ سالار نے ہتیار طلب کئے۔ میاں مصطفیٰ نے حوالے کر دیئے ان کو قید کر لیا گیا۔ میاں عبدالرشیدؓ نے ہتیار دینے سے انکار کیا۔ اور ایسے اسباب پیش آگئے کہ مقاتلہ ناگزیر ہوگیا آپ کے ساتھ دس نفوس مطہرہ تھے۔ اس چھوٹی سی

جماعت سے طاقتور کثیر فوج کی نبرد آزمائی ہوئی۔ بہت کچھ خونریزی کے بعد میاں عبدالرشیدؓ مع رفقا بحالت روزہ شہید ہو گئے۔ شہادت کے وقت زخموں کے خون سے اپنی سفید داڑھی رنگ رہے تھے اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے تاریخ شہادت ۲۴ رمضان ۹۷۹ھ یا ۹۸۰ھ ہے اسمائے شہدا یہ ہیں:۔ میاں عبدالرشیدؓ۔ میاں عمادالدین میاں شاکر۔ میاں عثمان۔ میاں عیسیٰ۔ میاں موسیٰ میاں چاند۔ میاں محمود افغانی۔ میاں رجب۔ میاں ناصر۔ ایک روایت یہ ہے کہ میاں عمادالدین و میاں محمود افغانی کو ۲۶ تاریخ دوگانہ لیلۃ القدر کے دن شہید کیا گیا۔ سب شہدا موضع موربی میں دائرہ کے قریب مدفون ہیں۔ نور اللہ مضجعھم۔

ظاہر ہے کہ بادشاہ وقت کا حکم نامہ صرف میاں مصطفیٰؒ کی طلبی کے لئے بحیثیت جید عالم مخصوص تھا تاکہ مذہبی عقائد و اعمال کی تحقیق کیجائے۔ اور میاں مصطفیٰؒ نے حکم نامہ کو قبول کر لیا ہتیار حوالے کر دیئے خود پیش ہو گئے لیکن ظالم فوجی افسر نے پہلا ظلم یہ کیا کہ ایک شکست خوردہ مجرم قیدی کی طرح آپ کو جکڑ دیا۔ حکمنامہ سے متجاوز دوسرا صریح ظلم یہ کیا کہ آپ کے ضعیف العمر والد اور ان کی صحبت میں رہنے والے فقرائے دائرہ کو بھی مغلوب کر کے قید کر لینا چاہا ـــــ حضرت میاں عبدالرشیدؓ کو اس سے پہلے بھی گرفتاری کا سابقہ ہوا تھا۔ مذہب چھوڑنے اور مہدی موعود کا انکار کرنے کے لئے بہت مجبور کیا گیا۔ اور سخت تکالیف پہنچائی گئیں۔ آخر آپ کو رہا کر دیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی عوام میں یہ شہرت بھی دیدی گئی تھی کہ مذہب سے توبہ اور بانیٔ مذہب سے انکار کیوجہ رہا کر دیا گیا ہے۔ یہ سنکر آپ کو بیحد صدمہ ہوا چونکہ ظالموں کے نرغہ میں تھے اپنی صفائی میں بجز خدا تعالیٰ کے کوئی گواہ نہ تھا۔ آپنے اس وقت علی الاعلان عہد کیا تھا کہ پھر کبھی گرفتاری کی موقع آئے تو بندہ اپنی داڑھی کو خون سے رنگ کر اپنی صداقت مہدویت کا ثبوت دیگا ـــــ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت بندگیمیاں شاہ دلاورؓ نے یہ مشورہ دیا تھا۔

غرض آپ اور آپ کی صحبت میں رہنے والوں نے اسی لئے مقاومت کی اور شاہی حکمنامہ سے متجاوز ظلم کی مقدور بھر مدافعت کرتے ہوئے سنت شہدا کی پیروی میں اپنی جانیں قربان کر دیں اور اس کے سوائے چارہ بھی نہ تھا کیوں کہ حکومت میں کہیں اور کبھی انصاف ہوتا نظر نہ آیا۔ چھوٹے سے چھوٹے بڑے سے بڑے عہدہ دار مہدویوں کے درپے آزار تھے کیوں کہ حکومت قاضیوں اور علما کے زیر اثر تھی ـــــ حالانکہ مہدوی اقتدار پر غلبہ پانے کے کبھی متمنی نہ رہے۔ سیاسی اقتدار سے کوئی سروکار نہ رہا۔ بلکہ وفادار شہری کی حیثیت سے ہر حکومت کے دور میں اپنی اپنی صلاحیتوں کے جوہر سے امن و امان قائم رکھنے میں گرانقدر مدد دیتے رہے اور مذہب یا معتدایان مذہب ان کی اس خدمت میں حائل بھی نہ تھے اس کے علاوہ مذہب ہر عاقل و بالغ کا خود اختیاری مسئلہ ہے۔ اس کے خلاف کسی قسم کا جبر و تشدد کسی مذہب میں بھی روا نہیں ـــ مگر افسوس کہ رحمۃ اللعالمین کے اعلیٰ ترین مذہب کی نام لیوا جماعت نے اقتدار و حکومت کے نشہ میں وہ بے رحمیاں کی ہیں جن کو تاریخ قیامت تک

رسوا کرتی رہیگی ۔ غرض میاں عبدالرشیدؒ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد فوجیوں نے میاں مصطفیٰؒ کو مع ذکور و اناث و اطفال قید کر لیا گھر اور دائرہ کا سامان لوٹ لیا تاراج کر دیا سب کو فوجی حراست میں رکھا گیا اور میاں شیخ مصطفیٰؒ کے گلے میں طوق پیر میں بیڑی ڈالکر احمد آباد لایا گیا اس کے بعد ان پر جو کچھ گذری اور دربار شاہی میں علمائے مناظرہ کے وقت جو دلیلیں اٹھائیں اور بادشاہ کے غیاب میں محض حکومت کی رعونت کے تحت جو ناروا مظالم ڈھائے گئے ان سب کی تفصیلات کا یہاں محل نہیں اس کیلئے کتب تواریخ اور خود میاں شیخ مصطفیٰؒ کی نوشتہ مجالس مناظرہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور مولوی حافظ محمود شیرانی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے "اورنٹیل کالج میگزین ۱۹۳۱ء و ۱۹۳۲ء" میں "دائرہ کے مہدویوں کا اردو ادب کی تعمیر میں حصہ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جس میں ان مظالم کا نقشہ جن الفاظ میں انھوں نے نمایاں کیا۔ قابل ملاحظہ ہے۔ حالانکہ پروفیسر موصوف مہدوی نہیں ہیں ۔

غرض حضرت بندگیمیاں سید خوندمیرؒ کی دی ہوئی بشارت پوری پوری صادق آئی ۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت میاں عبدالرشیدؒ علم و عمل زہد و تقویٰ میں ممتاز اور حضرت صدیق ولایت کے منظور نظر تھے ۔ اور ایسے عادل تھے کہ جنہیں عدالت کی تمام خصوصیات ودیعت تھیں اسی لئے حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہ نے "عالم عامل صالح کامل" لکھا ہے ۔ علماء پر مخفی نہیں کہ لفظ "عدالت" کو جور و ظلم کے مقابلہ میں لایا جائے تو یہ لفظ "انصاف" کے مراد ہوتا ہے۔ فسق و فجور کے مقابلہ میں استعمال کیا جائے تو صرف انبیاء و ملائکہ کیساتھ مخصوص ہو جاتا ہے جب یہ لفظ گناہوں سے محفوظ رہنے پر دلالت کرتا ہے تو معصوم عن الخطا محفوظ عن الخطا دونوں پر حاوی ہوتا ہے عصمت ملکہ فطرتی و وہبی ہے اور حفظ عن المعصیان ملکہ کسبی اسی لئے انبیاء کو معصوم اور اولیاء کو محفوظ کہا جاتا ہے اور موضوع حدیث میں عدالت کے معنی روایت حدیث میں جھوٹ سے بچنے کے بھی ہوتے ہیں اس معنی میں عادل اس شخص کو کہیں گے جو روایت حدیث میں دروغ بیانی نہ کرتا ہو۔

حضرت میاں عبدالرشیدؒ کی ذات میں ایک "عصمت عن الخطا" کے سوائے لفظ عدالت کے مفہومات "انصاف" "تقویٰ" "حفظ عن الخطا" "صداقت" سب بدرجہ اتم موجود تھے ۔ اس لئے آپکے عادل ہونے میں کسی مہدوی کو کلام نہیں ۔ اسی لئے آپ کی کتاب جو فرامین مہدی علیہ السلام پر مشتمل اور قوم میں مستند و متداول ہے اور طبقہ اولیٰ یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد بالکل قریب کے زمانہ کی ہے پیش کیجا رہی ہے ۔ واللہ الموفق والمعین ۔

مخلصین کا اصرار تھا کہ یہ کتاب مع شرح چھپوائی جائے لیکن موجودہ ناموافق حالات کیوجہ طباعت کا انتظام دشوار پایا گیا اس لئے توضیحات کا حصہ چند خاص مضامین کی حد تک مرتب کیا گیا جو کتاب کے آخر میں منسلک ہے تاکہ ضروری بعض مسائل صاف ہو جائیں ۔ نیز بعض روایات پر "ہدیہ مہدویہ" میں جو اعتراضات ہیں ان کو بھی رفع کر دیا گیا ہے

بہرحال یہ کتاب حدیث کی کتابوں کے مماثل اور از روئے دین متین اہم مرتبہ کی حامل ہے ۔ مذہب مہدویہ کو سمجھنے اور استخراج احکام و مسائل میں اس کتاب سے بہت زیادہ مدد ملیگی ۔ علماء و عوام و اغیار اپنی اپنی استعداد و صلاحیت کی حد تک اس سے مستفید و محظوظ ہو سکیں گے ۔ اس کی طباعت و اشاعت میں جن صاحبوں نے علمی مالی اور جس حیثیت سے ممکن ہو سکا حصہ لیا ۔ ان سب کو اللہ جل شانہٗ اجر جمیل عطا فرمائے آمین ۔

فقیر حقیر ابوسعید سید محمود غفرلہٗ

فہرست روایات و تقلیات مبارکہ

سلسلہ روایات	خلاصہ روایات	صفحات
	در بیان معیار صحت تقلیات مبارکہ و احادیث شریفہ	
۱	معیار صحت فرامین حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔	۲
۲	معیار صحت احادیث شریفہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲
۲۶۵	بمقام خراسان احادیث علامات مہدیؑ کے بارے میں سوال حضرتؑ کا جواب	۱۶۸
	در بیان ثبوت مہدیت	
۳	ایک آیت کی تفسیر جو حضرتؑ نے ثبوت مہدیت کے بارے میں بیان فرمائی ہے۔	۲
۴	تفسیر بالرائے کی ممانعت۔	۳
۵	بعض آیات کی تفسیر جو حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان فرمائی۔	۴
۷	اللہ تعالیٰ نے مہدی علیہ السلام کو ناصر دین محمدیؐ بنایا ہے۔	۵
۸	اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرتؑ کو بیان قرآن کا حکم ہوا۔	۵
۹	حضرت مہدی علیہ السلام اللہ کے حکم سے کہتے اور کرتے تھے کیونکہ بلاواسطہ تعلیم حاصل تھی۔	۵
۱۰	حضرت مہدی علیہ السلام کے مرتبہ و منصب کی توضیح۔	۶
۱۱	حضرت مہدی علیہ السلام کو اولین و آخرین کا علم تھا۔	۶

۱۲	الف۔ دعوے مہدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکیدی حکم۔	۷
	ب۔ دعوے مہدیت کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب	
	ج۔ مدعی مہدیت کے نام کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	
۱۳	جب حکومت نے اخراج کے احکام جاری کئے تو حضرتؑ نے صداقت کی آزمائش کی دعوت دی	۸
۱۴	تاثیر دعوئے مہدیت کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۹
۱۵	مشیّت کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۹
۱۶	ولایت کی افضلیت کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۰
۱۷	ایمان بڑھنے، گھٹنے کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۰
۱۸	کسب کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۱
۱۹	دنیا میں دیدار الٰہی ہونے کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۱
۲۰	خوف وقہر کی آیات کا بیان کرنے کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۲
۲۱	علماء نے سوال کیا کہ آپ علم پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ حضرتؑ کا جواب۔	۱۳
۲۲	الف۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے رفقاء اساتذہ ومشائخین سے روگردان ہوجانے کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۳
	ب۔ حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ کے مذہب کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	
۲۳	حکم کفر کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۵
۲۴	ایک علامتِ مہدی موعود کے بارے میں علماء کا سوال۔ جواب۔	۱۶
۲۵	خراسان میں شدید ترین مخالفتوں پر حضرت مہدی علیہ السلام کا غالب آجانا۔	۱۶
	الف قاضی فراہ کی ایذا رسانی کی کوشش۔	
	ب۔ حضرت کے رفقاء نے جنگ کے لئے تیاری کرنے کی اجازت طلب کی تو	

	حضرتؑ نے فرمایا کہ "بندہ کسی کی فکر و تدبیر کا تابع نہیں ہے صرف فرمان رب العالمین کا تابع ہے۔	
	ج۔ شہر زواہ کے کوتوال کا ظلم اور حضرتؑ کا بے نظیر حلم و تحمل۔	
	د۔ حاکم شہر کا خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا۔	
	ھ۔ قاضی کا قید ہو جانا اور حکومت کا حضرتؑ سے معافی چاہنا۔	
	و۔ حکومت نے تلف شدہ اسباب کی فہرست طلب کی تو حضرتؑ نے اُسپر کوئی التفات نہ فرمایا	
	ز۔ ایک وزیر کبیر میرذوالنون کو دعوے مہدیت کی آزمایش کیلئے مقرر کرنا۔	
	ح۔ میرذوالنون کا عساکر و غیرشاہی لوازم کیساتھ آکر حضرت کی قیامگاہ کا محاصرہ کر لینا۔	
	ط۔ حضرتؑ کے رفقاء کا استغناء۔	
	ی۔ بالآخر میرذوالنون کا مطیع و منقاد ہو جانا۔	
	ک۔ ملا نور نے بھی بآواز بلند دعوے مہدیت کی تصدیق کی۔	
	ل۔ میرذوالنون نے حضرتؑ کی تائید میں مخالفین سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی تو	
	حضرتؑ نے جواب دیا کہ ناصر مہدیؑ صرف خدا ہے اپنے نفس پر تلوار چلاؤ۔	
	م۔ حضرتؑ مہدی علیہ السلام کا انتہائے استغنا کہ میرذوالنون کے وداع کے وقت	
	ان کی طرف آپ نے التفات تک نہ فرمایا۔	
۲۶	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ کا فریضہ صرف تبلیغ ہے۔	۲۳
۲۷	حق کی تاثیر ہلال کی طرح دن بدن ترقی پاتی رہتی ہے۔	۲۳
۹۳	اظہار قوت و غلبہ مہدیؑ۔ صداقت کی آزمایش کی پرزور دعوت۔	۶۳
۲۳۱	خلق الانسان علمہ البیان کی تفسیر کہ اس سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام بھی ہیں۔	۱۴۸
۲۳۲	ثم ان علینا بیانہٗ آیۂ شریفہ کی تفسیر۔	۱۴۹

۲۳۴	بعض آیات کا بیان جو حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ سے متعلق ہیں۔	۱۵۰
۲۶۶	حضرتؑ نے فرمایا مہدی اور اس کے متبعین کیلئے کوئی مقام وسکن نہیں ہے۔	۱۶۸
۲۶۷	حضرت مہدی علیہ السلام کو اظہار دعوت مہدیت کے لئے تاکیدی حکم۔	۱۶۸
۲۷۳	علماء نے سوال کیا مہدی تو بادشاہ ہوگا؟ جواب۔	۱۷۰
۲۸۰	حضرت خواجہ علیہ السلام نے حضرت شیخ دانیال کی موجودگی میں حضرت مہدی علیہ السلام کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت سپرد کی۔	۱۷۳
۲۸۵	حضرتؑ کے قدمبارک سے علامت مہدی موعود کا ثبوت۔	۱۷۷
۲۹۲	صاحب تقوی وصاحب کشف شیخ طریقت حضرت میاں یوسف بہیت نے اپنے کشف اور علامات مہدی موعود کو حضرت سید محمد جونپوری کی ذات میں مطابق پایا۔	۱۸۴
۲۹۷	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مہد دیاں قیامت تک رہیں گے۔	۱۹۱

در بیان حالات زمانہ بعثت

۶	بجز مجذوبوں کے دعوے اسلام برائے نام رہ گیا تھا سب رسم وعادت وبدعت میں مبتلا تھے	۵
۹۲	دین مہدی کا اثر ایسا معلوم ہورہا تھا جو کہ گائے کا گوشت برہمن واڑی میں لیجانے سے ہوتا ہے	۶۲
۲۲۴	اللہ تعالیٰ نے مہدی علیہ السلام کو ایسے وقت بھیجا جب دین کا مقصد ختم ہوچکا تھا۔	۱۴۶
۲۲۵	صورۃً تو کمال نظر آتا تھا لیکن باطن بے معنیٰ تھا۔	۱۴۶
۲۳۳	ایک حدیث جس سے بعثت مہدیؑ کے زمانہ کی حالت معلوم ہوسکتی ہے۔	۱۴۹

در بیان طریق تبلیغ

۲۶	حضرتؑ نے فرمایا بندے کا فریضہ صرف تبلیغ ہے	۲۳
۴۰	حضرتؑ مہدی علیہ السلام کا بلیغ حلم ۔	۳۰
۴۱	حضرتؑ کے جلیل القدر صحابہؓ بھی سائل پر تنگ نہوتے تھے ۔	۳۱
۸۳	بیان قران کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام اہل فہم کی طرف التفات فرماتے تھے اگرچہ وہ غریب محتاج ہوں ۔	۵۷
۸۴	اثر تبلیغ اور عظمتِ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ ۔	۵۷
۱۱۵	حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جامع مسجد وعیدگاہ کو جائیں تو اچھا لباس پہنکر ہتیار لگاکر جائیں اور (تبلیغ کے سوائے) کوئی کیفیت نہ کریں ۔	۷۷
۲۸۸	ایک شرابی کی بے حد ضد کے باوجود حضرتؑ نے فرمایا کہ بندے کو صرف تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے	۱۷۹

در بیان معجزات حضرت مہدی علیہ السلام

۲۱۴	ایک شخص دائرے میں شراب لے آیا صحابہؓ نے شیشہ توڑ پھینکنے کی اجازت طلب کی تو حضرتؑ نے فرمایا بندے کے سامنے مستان دنیا ہوشمند بن جاتے ہیں یہ تو شراب کی نشہ ہے کچھ دیر میں اتر جائیگی	۱۴۱
۲۶۰	الف ۔ حضرتؑ نے دو صحابیوں کی نسبت پیشگوئی فرمائی تھی پوری ہوئی ۔ ب ۔ انھیں دونوں کو سیر مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بشارت دیگئی تھی ۔	۱۶۵
۲۶۴	حضرت مہدی علیہ السلام نے جامع مسجد میں عمر کے آخری جمعہ کی نماز جب ادا فرمائی تو دیکھا	۱۶۷

	ادا فرمائی ۔ بعض صحابہ نے محسوس کر لیا کہ جامع مسجد کو حضرتؑ کی یہ آخری تشریف آوری ہے گویا آپ کو قطعی طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ یہ آخری جمعہ ہے ۔	
۲۷۹	حضرت مہدی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے استقرار حمل کے زمانہ میں خواب دیکھا تھا۔ (یہ علامت ارہاصیہ تھی)	۱۷۳
۲۸۱	ایک شخص تین سو منزل پر سے نوشبو محسوس کر کے اور غیبی آواز سنکر حاضر ہوا اس نے تصدیق کی ۔	۱۷۴
۲۸۲	ایک ناکہ دار کروڑ گیری حضرتؑ پر فریفتہ ہو کر تصدیق و صحبت سے مشرف ہوا ۔	۱۷۵
۲۸۳	حضرتؑ کا دندان مبارک محفوظ رکھنے کی کوشش کیگئی مگر وہ غائب ہو گیا ۔	۱۷۶
۲۸۷	قزاقوں کو حضرت کے ساتھ ہاتھی گھوڑوں کا مسلح لشکر نظر آیا ۔	۱۷۸
۲۸۸	ایک شرابی کی بے حد ضد آخر توبہ نصوح ۔	۱۷۹
۲۹۱	الف ۔ حضرتؑ مہدی علیہ السلام کی تاثیر تبلیغ ۔ ب ۔ حضرتؑ نے فرمایا مومن ذخیرہ نکرے ۔	۱۸۲
۲۹۳	ایک عالم صاحب کے پاس کی تفسیر کی کتاب کا مضمون حضرتؑ کی تاثیر نظر سے بدل گیا ۔	۱۸۵
۲۹۴	ایک ریاست میں بیل ذبح کیا گیا اور حکومت وقت کی مخالفت کی صورت میں حضرتؑ مہدی علیہ السلام نے اپنی قوت اور کامل غلبہ کا مظاہرہ فرمایا بالآخر سب مطیع و منقاد ہو گئے آپ جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو وزیر اعظم نے فوجی دستہ کے ساتھ خطرناک مقامات تک آپکی مدد کرنی چاہی حضرتؑ نے فرمایا جس خدا نے بندہ کو یہاں غلبہ عطا فرمایا ہے وہ ہمیشہ بندہ کے ساتھ ہے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ۔	۱۸۶
۲۹۵	ایک کتے کا عجیب واقعہ جو حضرت مہدی علیہ السلام کے دائرہ میں تھا ۔	۱۹۰
۳۰۰	حضرتؑ مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد صحابہؓ کو خواب میں آپنے معلوم کیا کہ یہاں (سلطانی) ظہور ہونے والا ہے تم لوگ چلے جائیں ۔ اس بنا پر سب واپس ہو گئے اور وہی پیش آیا جو معلوم ہوا تھا۔	۱۹۴

در بیان تاثیر پسخوردہ

۲۷۴	ایک مشرکہ کو حضرتؑ کا پسخوردہ پلایا گیا تھا۔ اسکی لاش جلائی نہ جا سکی۔	۱۷۱
۲۷۵	دائرے کے کتے کو سانپ ڈس لیا حضرت کے لعاب دہن کی تاثیر سے اچھا ہو گیا۔	۱۷۱
۲۷۶	اسی نوعیت کی ایک اور روایت۔	۱۷۱
۲۷۷	حضرتؑ کے پسخوردہ کی تاثیر سے ایک آسیب زدہ اچھا ہو گیا۔	۱۷۲
۲۹۶	ایک افیونی کی طلب، پسخوردہ کی تاثیر سے جاتی رہی۔	۱۹۱

در بیان انکار حضرت مہدی علیہ السلام

۲۳	انکار مہدی کفر قرار دینے کے بارے میں علماء نے سوال کیا تو حضرتؑ نے جواب دیا۔	۱۵
۲۸	حضرت مہدی علیہ السلام کا ہر حکم، خدا کا حکم ہے۔ ایک حرف کا انکار بھی موجب مواخذہ ہے۔	۲۴
۲۹	الف۔ حضرتؑ نے اپنے منکر کو خدا اور رسولؐ کا منکر قرار دیا ہے (یہ روایت اکثر صحابہ و مہاجرین میں مشہور رہی ہے۔	۲۴
	ب۔ شہر میں جا کر لوگوں کو کافر کہتے پھرنے والے مہدویوں کو حضرتؑ نے تعزیر کا حکم دیا ہے اور یہ متفق علیہ روایت ہے۔	
۳۰	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ انکار مہدی کفر ہے۔	۲۶
۳۱ تا ۳۳	حضرتؑ نے توضیحاً و تصریحاً اپنی مہدیت کے منکر پر کفر کا حکم عاید فرمایا ہے۔	۲۶
۳۴	مہدیؑ کا انکار اللہ کے تمام صحیفوں کا انکار ہے۔	۲۷
۳۵	حضرت سید محمودؑ کا منکر مہدی پر حکم کفر عاید کرنا۔	۲۷

۳۶	ایک مجلس میں اکثر مہاجرینؓ موجود تھے کسی سائل کے جواب میں حضرت سید محمودؓ نے منکر مہدیؑ کو کافر فرمایا۔	۲۷
۳۷	چند جلیل القدر صحابہؓ نے ایک متفقہ تحریر حضرت سید خوندمیرؓ کے پاس روانہ کی کہ ہم آیت یا حدیث پڑھکر سائل کو جواب دیتے ہیں کہ منکر مہدیؑ کافر ہے۔	۲۸
۳۸	یہ روایت حضرت شاہ دلاورؓ نے بیان کی ہے کہ انھوں نے حضرت مہدیؑ سے سنا ہے۔	۲۸
۳۹	صحابۂ مہدیؑ کی صحبت میں رہے ہوے ایک مہدوی عالم کے سوال کے جواب میں حضرت سید محمودؓ نے فرمایا کہ بایزیدؒ کے جیسا بھی انکار کرے تو کافر ہے۔	۳۰
۵۰	موضع تھٹہ علاقۂ سندھ میں ایک موقع پر حضرتؑ نے فرمایا اگر اللہ کا حکم ہوتا تو منکرین سے جزیہ لیتا۔	۳۶
۵۱	حضرت سید خوندمیرؓ کو منکرین کی شدید ترین مخالفتوں کا سامنا تھا۔ اور آپ نے جوابی کارروائیاں جاری رکھی تھیں جس پر بعض صحابہؓ نے جن کو ان کارروائیوں کے جواز میں شبہ تھا۔ انھوں نے آپ کے پاس الزامی تحریر روانہ کی تھی۔ اس کے جواب میں حضرت خوندمیرؓ نے پورے جوش عشق کا مظاہرہ کیا۔ اور فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین میں تاویل و تحویل کیجائے تو بندہ ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔	۳۶
۵۲و۵۳	منکرین کی شدت مخالفت کا اظہار حضرت مہدیؑ کی زبان مبارک سے۔	۳۷و۳۸
۵۴	مخالفین سے روابط کی ممانعت۔	۳۸
۵۵	منکرین کے تعلقات سے بچانے کی کوشش کیجاتی تھی۔	۳۸
۹۱	حضرت مہدیؑ نے انکار مہدیت میں مخالفین کی شدت کو خاص انداز میں واضح فرمایا۔	۶۲
۹۴	بے دینوں کی مخالفت مومن کے دین و ایمان کے استحکام کا موجب ہوتی ہے۔	۶۴

۱۱۲	حضرت مہدی علیہ السلام کا جو قبول ہوگا وہی مقبول خدا و رسول ہو سکتا ہے۔	۷۶
۲۳۹	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ کے دائرہ میں مومن۔ منافق اور کافر ہیں جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔	۱۵۲

در بیان اقتدا منکرین حضرت مہدی علیہ السلام

۴۲	فرمان حضرت مہدی علیہ السلام کہ منکر مہدی کی اقتدا نہ کریں اگر سہواً ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھ لیں۔	۳۲
۴۳	بعض رفقاء نے عرض کیا کہ ہم نے آج شہر میں مخالف امام کی اقتدا کر لی ہے آپ نے فرمایا کہ نماز پھر پڑھ لو۔ اور باہم مل کر جانے کی ہدایت فرمائی تاکہ اپنی جماعت کے ساتھ ادا کر سکیں (نماز با جماعت کی اہمیت بھی اس روایت سے معلوم ہو رہی ہے)۔	۳۲
۴۴	منکر مہدی کی اقتدا میں نماز ادا نہ کرنے کے بارے میں جلیل القدر رفقائے کرامؓ کی باہم لطیف گفتگو۔	۳۳
۴۵	منکرین کی عبادت گاہوں میں جانا ہی نہ چاہیئے جب کہ اقتدا کے احتیاج کا میلان پیدا ہونے یا کشمکش میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو	۳۴
۴۶	حضرت شاہ نظامؒ نے بھی ایک مجلس میں حضرت مہدی علیہ السلام کے اس فرمان کا اعلان فرمایا جو قبل کی روایت میں مذکور ہے۔	۳۴
۴۷	اتفاقاً ایک غیر مہدوی امامت کے لئے آگے بڑھ گیا تو پیچھے کر دیا گیا۔	۳۴
۴۸	اسی نوعیت کی ایک اور روایت جو قبل ذکر کی گئی	۳۵
۴۹	منکرین کی اقتدا میں نماز جمعہ و عیدین اور خود حضرت مہدی علیہ السلام ادا کرنے کے بارے میں	۳۵

	گفتگو ہوئی تو صحابہؓ نے فرمایا کہ ہم کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں حضرت نے جس کام سے ہمیں روکا ہے ہم اس سے باز رہیں گے۔	
	دربیان عشق	
۱۸۹	عشق کس طرح حاصل ہوسکتا ہے۔!!	۱۲۹
۱۹۰	نیکی کروگے تو انوار حق کا نزول ہوگا اور خلق تم سے وابستہ ہوگی۔	۱۲۹
۲۱۸	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ عشق عطائی پیغمبروں کے لئے ہے، بندہ تم کو عشق کسبی کی تعلیم دے رہا ہے۔	۱۴۲
	دربیان طلب دیدار خدا تعالیٰ	
۱۹	دیدار الٰہی دنیا میں ہونے کے بارے میں علماء کا سوال ۔ حضرتؑ کا جواب۔	۱۱
۶۷	خدا طلبی میں رخصت و عزیمت کی توضیح حضرتؑ نے فرمائی ہے۔	۴۸
۶۹	الف۔ اللہ تعالیٰ سے کامل طلب وتعلق پیدا کرلو۔	۴۹
	ب۔ اصحاب صفہ نبوت و اصحاب مہدی خاتم ولایت کی توصیف۔	
	ج۔ مہدویوں کو طلب دیدار خدا کی ہدایت۔	
۹۹	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہزار میں ایک طالب خدا کو پہنچتا ہے۔!	۶۶
۱۸۸	سر کی آنکھوں سے یا دل کی آنکھ سے یا خواب میں جو اللہ تعالیٰ کو دیکھے وہ مومن حقیقی ہے طلب دیدار خدا رکھنے والے پر بھی ایمان کا حکم ہے۔	۱۲۹
۱۹۲	طلب خدا رکھنے والے کے لئے شغل ذکر لازم ہے۔	۱۳۰

۱۹۶	طالب خدا کو چاہیئے کہ کھانا پینا ہر کام میں خاطر باخدا رہے غفلت سے جائز کام بھی حرام ہو جاتے ہیں	۱۳۱
۲۱۹	حضرت مہدی علیہ السلام نے ہر مرد و عورت پر طلب دیدار خدا فرض فرمائی ہے۔	۱۴۳
۲۲۳	ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی تفسیر میں ظالم لنفسہ مقتصد۔ سابق بالخیرات کی توضیح حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔	۱۴۴
۲۲۷	حضرتؑ نے فرمایا کہ بندہ رسول اللہ صلعم کے قدم بقدم آیا ہے۔ بینائی چشم سر و چشم دل میں کامل اتباع رکھتا ہے۔ اور مولیٰ سب کچھ آئینہ و چشم بن چکا ہے۔	۱۴۶
۲۲۸	حضرتؑ نے اپنے دیدار کی منازل بیان فرمائی ہیں۔	۱۴۷
۲۲۹	حضرت سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ مرتبہ بینائی کا انتہائی کمال جو بارامانت تھا صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلعم و حضرت محمد مہدی علیہ السلام نے پایا ہے۔ یہ مرتبہ و کمال کسی دوسرے ولی کو حاصل نہ تھا۔	۱۴۷
۲۳۰	حضرت مہدی علیہ السلام ایک وقت اپنی خاص حالت میں ایک شعر بار بار پڑھ رہے تھے	۱۴۸
۲۸۹	ایک شوخ شخص سے دیدار الٰہی پر گفتگو۔	۱۸۰
۲۹۰	سفر حج کے وقت جہاز پر ایک شخص کی حضرت مہدی علیہ السلام سے دیدار الٰہی پر بحث۔	۱۸۱

در بیان ترک دنیا

۵۶	جن چیزوں کو قرآن مجید میں متاع حیات دنیا کہا گیا ہے۔ ان کی محبت میں مشغول ہو جانے سے حضرتؑ نے نہایت سختی اور تہدید سے منع فرمایا ہے۔	۴۰
۵۷	حضرتؑ نے گوجری زبان میں اہل نفس سے خطاب فرماتے ہوئے ایک دوہا بیان فرمایا ہے	۴۲
۵۸	ایک عالم عہدہ دار کی حضرتؑ سے حب حیات دنیا کفر ہونے پر بحث۔ اور کفر کا حکم	۴۲

	عاید کرنے میں حضرت مہدی علیہ السلام کی احتیاط۔	
۱۱۶	ترک دنیا رہبانیت نہیں کیونکہ امور معیشت ضروریہ کی اجازت دیگئی ہے۔	۷۷
۱۳۲	اللہ ورسول و مہدی سے محبت ہو، دینداروں کی الفت ہو، دن رات طلب خدا اور ترک دنیا کے خیال میں ثابت قدم رہے تو ایسے شخص کے لئے بھی ایمان کی بشارت حضرتؑ نے دی ہے۔ اگرچہ بغیر ترک دنیا اور دائرے کے باہر اسکی موت واقع ہوئی ہو	۸۵
۲۱۳	حضرتؑ نے "وانتم سکاری" کی تفسیر دنیا کی نشہ و مستی" بیان فرمائی ہے۔	۱۴۱

در بیان کسب

۱۸	کسب کے بارے میں علماء کا سوال اور حضرتؑ کا جواب۔	۱۱
۶۰	اگر کوئی فقیر ایک دن ایک چٹیل چاہے دوسرے روز دو چٹیل چاہے تو وہ طالب دنیا ہے۔	۴۵
۶۱	(فقیر کے لئے) تین دن مسلسل کسب سے طالب دنیا کا حکم عاید ہو جاتا ہے اور اس روایت کی توضیح روایت (۶۲) سے معلوم ہو سکتی ہے۔	۴۵
۶۲	الف۔ کاسبین کے لئے کسب کی شرط۔	۴۵
	ب۔ عبادت و عزلت اور ترک دنیا کے باوجود دنیا دار قرار پا سکتا ہے اگر دنیاوی مقصد پیش نظر ہو۔	
۱۹۶	طالب کو چاہیئے کہ کھانا پینا ہر کام میں خاطر باخدا رہے غفلت سے جائز کام بھی حرام ہو جاتے ہیں۔	۱۳۱

در بیان ذکر اللہ تعالےٰ

۱۹۱	حضرت مہدی علیہ السلام فقراء کے حجروں میں فقراء کی نگرانی بذات خود فرماتے تھے اگر	۱۳۰

	تعمیل حکم میں مشغول بذکر پاتے تو خوش ہوتے ورنہ زجر و توبیخ فرماتے تھے۔	
۱۹۴	حضرت مہدی علیہ السلام نے مہدویوں کے ذاکر ہونے کی خصوصیت کو قرآن مجید کی ایک آیت سے مطابق کرکے دکھایا ہے۔	۱۳۱
۱۹۵	حضرت مہدی علیہ السلام اپنے صحابہ کو خاطر باخدا رہنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے اور اسی کو آپنے فراغت سے تعبیر فرمایا ہے۔	۱۳۱
۱۹۷	طالب خدا کو چاہیئے کہ ذکر اللہ کے بے حد قدر جس طرح ممکن ہو وقت نکالنے کی کوشش کرے۔	۱۳۲
۱۹۹	حضرتؑ نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے چار مراتب کی توضیح فرمائی۔	۱۳۴
۲۰۰	حضرتؑ نے فرمایا کہ گائے کی سینگ پر دانہ کی مقدار کی طرح اگر مومن کے دل پر ذکر لا الٰہ الا اللہ کا اثر رہے تو کافی ہو سکتا ہے۔	〃
۲۰۱	حضرتؑ نے فرمایا کہ جس طرح روئی سے بھرا ہوا گھر چنگاری پڑتے ہی جلتے جلتے جل جاتا ہے اسی طرح مومن کے دل پر ذکر لا الٰہ الا اللہ کی تاثیر ایسی ہونی چاہیئے کہ غیر اللہ کی محبت دل سے جلکر ختم ہو جائے۔	〃
۲۰۲	حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ کوئی فقیر کم از کم سلطان النہار و سلطان اللیل کی حفاظت کرے تو گویا اس نے دن رات ضائع نہیں کئے۔	۱۳۶
۲۰۳	پانچ پہر کا ذکر ذکر کثیر ہے چار پہر کا ذاکر مشرک اور ذکر قلیل کا عامل منافق ہے۔	۱۳۷
۲۰۴	حضرت سید محمودؓ ہفتہ دو ہفتہ میں صحابہ و مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کرکے فرماتے کہ "حضرت مہدی علیہ السلام نے اول فجر سے ایک پہر دن چڑھے تک اور ظہر سے عشاء تک ذکر اللہ میں مشغول رہنے کی تاکید فرمائی ہے لیکن عصر و مغرب کے درمیان بیان قرآن کر سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں"۔ ان احکام کی پابندی کی بہ ذات خود سختی سے نگرانی فرماتے تھے۔	〃

۲۰۵	ایک روز حضرت سید محمودؓ خود نگرانی فرما رہے تھے ایک صاحب حجرہ سے باہر نکل آگئے حضرتؓ نے ان سے باز پرس کی اور ہدایت فرمائی۔	۱۳۸
۲۰۶	فقراء کے لئے ذکر کے اوقات میں پکانے کھانے کی تک ممانعت تھی۔	۱۳۹
۲۰۷	مبتدیان طلب و عشق الٰہی کے لئے قرآن خوانی کو بھی موجب غفلت قرار دیا جاتا تھا۔	〃
۲۱۰	غیر ضروری کام میں مصروف رہنے والوں سے مخاطب ہو کر حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک لمحہ تو فرشتوں کو تمہارا اعمالنامہ لکھنے سے فرصت دو۔	۱۴۰
۲۱۱	حضرتؑ نے اوقات ذکر میں دین سے متعلقہ واقعات بیان کرنا بھی بے سود قرار دیا تھا۔	〃
۲۱۲	ایک صاحب نماز مغرب کے بعد اسی بیان قرآن کو دہرا رہے تھے جو عصر و مغرب کے درمیان انھوں نے سنا تھا۔ حضرت سید محمودؓ نے روک دیا کہ اجماع کے طے شدہ امر کے خلاف ہے۔	۱۴۱
۲۱۶	کسی نے حضرتؑ سے عرض کیا کہ بعض لوگ نماز فجر کے بعد سو جایا کرتے ہیں حضرتؑ نے بہت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ سونا نہ چاہیئے۔ عرض کیا حضرتؑ بھی تو سوتے ہیں؟ آپ نے مسکرا کر جواب دیا کہ بندہ اس کے بعد نہ سوئیگا۔	۱۴۲
۲۱۷	سلطان النہار کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک دفعہ نماز فجر کے بعد ایک قرآن خواں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم بندہ کو بیٹھنے نہیں دیتے ہو۔	〃

در بیان توکل

۵۹	طالب مولیٰ کو فاقہ پر ہر حالت میں صبر کرنا چاہیئے اگرچہ موت واقع ہو جائے۔	۴۴
۶۰	اگر کوئی (طالب مولیٰ) ایک دن ایک جبیتل چاہے دوسرے دن دو جبیتل چاہے تو طالب دنیا ہے	۴۵

۶۱	جو تین دن مسلسل کسب کرے طالب دنیا ہے۔	۴۵
۶۲	عبادت وعزلت وترک دنیا کے باوجود دنیا دار قرار پاسکتا ہے اگر دنیاوی مقصد پیش نظر ہو۔	〃
۶۴	دائرے میں فقرا کیلئے بیل بنڈی رکھی گئی تھی۔ تاکہ کسی سے سوال کرنے کی نوبت نہ آئے۔	۴۷
۶۸	جو چاہو اللہ تعالیٰ سے ہی چاہو۔	۴۹
۷۰	مجبوری کے وقت جبکہ فتوح زیادہ آجائے تو اس سے دو تین وقت کا کام نکالنے کا حکم۔	۵۰
۷۱	انتظار فتوح مانع توکل ہے۔	۵۱
۷۲	فقیر کو کس صورت میں فتوح نہ قبول کرنی چاہیئے۔	〃
۷۳	حضرت مہدی علیہ السلام نے حلال اور حلال طیب کا فرق بیان فرمایا ہے۔	〃
۷۴	حلال اور حلال طیب کا فرق۔ حضرتؑ نے تعین کو تعین فرمایا ہے۔	۵۲
۷۵	بے دینوں کی صحبت واختلاط کے برے اثرات۔	〃
۷۶	مہدویوں کے پاس سے چھانچ لانے پر برتن پھینک کر توڑ دیئے گئے۔	۵۳
۷۷	میدان حقیقت میں صبر وتوکل کی ضرورت ہے۔	۵۴
۱۳۵	پابندی کیساتھ کسی ایک ہی شخص کی لائی ہوئی فتوح پر تعین کا حکم لگایا گیا۔ اور لینے سے انکار کیا گیا۔	۸۷
۱۳۶	حضرت بی بی الہدتی ؓ کے وصال کے بعد اشرفی نکلی تو حضرتؑ نے داغ دینے کا حکم صادر فرمایا جب معلوم ہوا کہ وہ کسی کی امانت تھی تو حکم روکدیا گیا۔	〃
۱۴۶	الف۔ فقرائے دائرہ کے ساتھ حضرت بندگیمیاں سید محمود رضی اللہ عنہ کا تعلق خاطر ب۔ فقرا کو قرض کرکے نہ کھانا چاہیئے۔ ج۔ توکل کی شرط بے شائبۂ گمان پہنچنا ہے۔	۹۴
۱۴۷	حضرت بندگی میاں الہدا رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس امانۃً رکھی ہوئی رقم سے سویت ملی تو	۹۶

	ان کے ضمیر پر ناگواری طاری ہوگئی۔	
۱۴۸	فقر و توکل پر صحابہؓ کے صبر و رضا کا یہ حال تھا کہ کسی کی نامعلوم خفیہ امداد تک گوارہ نہ کرتے تھے	۹۶
۱۴۹ تا ۱۵۱	دائرہ معلی میں فتوح، بعض اشخاص کے لئے مخصوص طور پر بھیجی جاتی تو حضرتؑ قبول نہ فرماتے تھے۔ بلا تعین شخصی لوجہ اللہ ہونا لازم قرار دیا گیا تھا۔	۹۷ تا ۹۸
۱۵۲	فتوح وصول کرنے کے لئے فقرا کو جانے سے منع کیا جاتا تھا۔	〃
۱۵۳	فقرا کے ہاتھ سے اتفاقاً اگر کوئی فتوح بھیجدی جاتی تو واپس کر دی جاتی تھی۔	۹۹
۱۵۴	فقرا کو فتوح لانے سے منع کیا جاتا تھا۔	〃
۱۵۵	اصحاب مہدی رضی اللہ عنہم عشر وصول کرنے کیلئے کسیکو بھجوانا باعث لعنت سمجھتے تھے۔	۱۰۰
۱۵۶	صرف شبہ کی بنا پر کہ دائرہ کا فقیر ساتھ لایا ہے فتوح قبول نہ کیگئی۔	〃
۱۵۷	حضرت سید محمودؓ کے اقرباے مصاہرت اگر بی بی کے لئے مخصوص طور پر کچھ دیتے تو وہ چونکہ قرابت کے اثر کے تحت ہوتا خالصتہً لوجہ اللہ نہوتا اس لئے قبول کرنے سے انکار فرما دیتے تھے۔	۱۰۱
۱۹۸	فتوح فقرا متوکلین ہی کا حق ہے۔	۱۳۳
۲۶۶	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ مہدی اور اس کے متبعین کے لئے کوئی جگہ مستقل، قیامگاہ و مسکن مقرر نہیں ہے۔	۱۶۸

در بیان صحبت صادقان

۱۰۹	حضرتؑ کی ایک نظر ہزار سال کی مقبول شدہ عبادت سے بہتر ہے۔	۷۵
۱۱۰	حضرت مہدی علیہ السلام کی تھوڑی دیر کی صحبت تمام عمر کے گناہ کی بخشش کا موجب بن سکتی ہے۔	〃

۱۱۴	صحبت صادقاں اختیار کرنے کی ہدایت ۔	۷۷
۱۳۱	حضرتؑ کی صحبت سے استفادہ کر گزرنے والوں کو فتحمندی کی بشارت ۔	۸۵

در بیان ہجرت

۹۵	صحابہ و مہاجرین کا درجہ ان لوگوں پر فائق ہے جو مہدی علیہ السلام کی تصدیق کے باوجود صحبت و ہجرت سے باز رہے ہیں ۔	۶۴
۹۶	فرضیت ہجرت ۔	۶۵
۹۸	ہجرت با استقامت چاہیئے ۔	۶۵
۱۰۴	صادق و کامل اتباع رہے تو بعض صورتوں میں مقام ہجرت سے واپسی کی اجازت دیگئی ہے	۷۲
۱۰۶	مہاجر کی ولایت غیر مہاجر ورثہ کے لئے تسلیم نہیں کیگئی ۔	۷۳
۱۰۷	الف ایک مہاجر کا ترکہ غیر مہاجر بیرون دائرہ رہنے والے ورثہ کے حوالہ کردیا گیا تو حضرت سید خوندمیرؓ نے سنکر پسند نہ فرمایا ۔	۷۴
	ب ۔ مہاجرین اور قاعدین ایمان میں برابر ہیں لیکن مراتب میں برابر نہیں ۔	
۱۱۱	ترغیب مسابقت بہجرت ۔	۷۵
۱۱۳	تصدیق اور ہجرت و صحبت اسی کو نصیب ہوتی ہے جسکی روح کی حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس تصحیح ہو چکی ہو ۔	۷۶
۱۱۷	مہاجرین کی لڑکیوں سے غیر مہاجرین کا عقد پسند نہیں کیا جاتا تھا ۔	۷۸
۲۶۸	ایک دفعہ حضرت مہدی علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ سفر کرنا ہوگا صحابہ نے سفر کی تیاری شروع کر دی چند دن بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ اس سے سفر باطنی مراد ہے	۱۶۹

در بیان سویت

۱۳۷	الف ۔ حضرت سید محمودؓ کا فقر اور آپ کی دیانت ۔	۸۸
	ب ۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا فعل جو خود حضرت کی ذات سے مخصوص ہو اور جبکہ اس کے اتباع کا اذن موجود نہو اس پر عمل کرنے سے باز رہے ہیں ۔	
۱۳۸	بی بی کدبانوؓ نے گھر کے لئے اضافۂ سویت کی خواہش کی تو حضرت سید محمودؓ نے نامنظور فرمائی	۸۹
۱۳۹	حضرت مہدی علیہ السلام نگرانی فرماتے کہ سویت میں کسی کی رعایت نہونے پاے ۔	۹۰
۱۴۰	مال عشر کی تقسیم جب پوری ہو جاے آپ اٹھتے تھے ۔	۹۱
۱۴۱	سویت کے بغیر کسی کو کچھ لینے دینے کی اجازت نہ تھی ۔ حتیٰ کہ فرزند ارجمند کو انگور دیدیا گیا تو آپنے منھ میں سے نکال کر پھینکدیا ۔	〃
۱۴۲	حضرت ملک الہداؓد کو رعایتہً ایک سویت زیادہ دیجارہی تھی لیکن آپنے قبول نہ کیا ۔	۹۲
۱۴۳	اسی نوعیت کی ایک اور روایت ۔	〃
۱۴۴	سویت کے بارے میں حضرت شاہ نعمتؓ کی قناعت ۔	۹۳

در بیان استغناء

۲۵	حضرت مہدی علیہ السلام کا انتہاے استغنا کہ میر ذوالنون کے وداع کے وقت ان کی طرف آپنے التفات تک نہ فرمایا ۔	۱۶
۶۴	الف ۔ اہل دنیا سے استغنا کی تعلیم ۔ ب ۔ اور اہل نفس جو فرمائش چاہتے ہوں اس سے بچنے کی ہدایت ج ۔ دائرہ میں فقرار کے لئے بیل بنڈی رکھی گئی تھی تاکہ کسی سے	۴۷

	سوال کرنے کی نوبت نہ آئے۔	
۶۵	حضرت سید خوندمیرؒ نماز جمعہ وعید کے لئے پیدل جاتے وقت اگر کوئی سواری پیش کرنا چاہتا تو انکار فرمادیا کرتے۔ مجبوراً قبول بھی فرمالیتے تھے۔	۴۸
۶۶	پوری احتیاج رہنے کے باوجود مہاجرین کرام کامل استغنا کی زندگی بسر کرتے تھے۔	〃
۸۴	امرار کی عقیدتمندیاں اور حضرت سید خوندمیرؒ کا استغنا۔	۵۶
۸۵	اگر کوئی فقیر کسی امیر کا خیر مقدم کرے یا وداع کے وقت اس کے ساتھ کچھ آگے بڑھے تو منع کردیا جاتا تھا۔	۵۸
۸۶	معتقدین کی نیازمندیاں ارتقاء منازل میں حائل آسکتی ہیں اس لئے استغنا کی ضرورت ہے۔	〃
۱۲۷	حضرت سید خوندمیرؒ کے پاس جب فتوح آتی اس کی طرف آپ التفات نہ کرتے تھے۔	۸۴
۲۸۴	الف۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایک دفعہ کثیر فتوح آئی تھی آپ نے اسی وقت سب پر تقسیم فرمادی حتیٰ کہ ایک دفالی کو جو آخر میں آیا نہایت قیمتی مرواریدی تسبیح بھی دیدی۔ ب۔ اس وقت لوگوں کا بہت ہجوم تھا بعض صحابہؓ اور حضرت بندگیمیاں عبدالرشیدؒ مولف کتاب ہذا نے دیکھا کہ حضرت کا قد مبارک سب میں بلند ہے۔	۱۷۶

در بیان احکام دائرہ

۶۴	دائرے میں فقراء کے لئے بیل بنڈی رکھی گئی تھی تاکہ کسی سے سوال کرنے کی نوبت نہ آئے	۴۷
۸۷	الف۔ بیرون دائرہ معتقدین کے گھر کسی مہاجر کا جانا حضرت مہدی علیہ السلام کی بہت ناخوشی کا موجب ہوتا تھا۔ ب۔ اگر بعض گئے بھی ہیں تو خاص حالات کے تحت لیکن اس عمل سے دوسروں کو حجت نہ لینا چاہیئے۔	۵۹

۱۰۰	احکام دائرہ کی خلاف ورزی پر حضرت سید خوندمیرؓ کا بے انتہا رنج وجلال۔ حتیٰ کہ آپ دائرہ چھوڑ کر نکل گئے تھے۔	۶۷
۱۰۱	عزیز و اقارب جو غیر تارکین تھے ان سے ملنے جانا فقرا کے لئے ممنوع تھا۔	۷۱
۱۰۲	حضرت ملک معروفؓ کو اپنی والدہ سے ملنے کے لئے جانے کی اجازت نہ دیگئی۔	〃
۱۰۳	فقرا کو عزیز و اقارب کے پاس جانے کی ممانعت۔ جو گئے ان کو دائرہ سے خارج کر دیا گیا۔	〃
۱۰۴	ایک مخصوص موقع پر حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت سید خوندمیر کو اقارب سے ملنے کی اجازت دی۔	۷۲
۱۰۵	الف۔ اقارب کے پاس چلے جانے والوں کے لئے احکام تہدید۔	〃
	ب۔ بعض لوگ جو بعد میں رجوع ہو گئے ان کے متعلق حکم۔	
	ج۔ مہاجرین کا ترکہ غیر مہاجر ورثاء کو نہیں دیا جا سکتا۔	
۱۰۶	حضرت شاہ نعمتؓ نے ایک مہاجرؓ کا ترکہ صرف فقراء پر تقسیم فرما دیا اور آیت بھی بیان کی۔	۷۳
۱۰۷	ایک مہاجرؓ کا ترکہ غیر مہاجر بیرون دائرہ رہنے والے ورثار کے حوالے کر دیا گیا تو حضرت سید خوندمیرؓ نے یہ سنکر پسند نہ فرمایا۔	۷۴
۱۰۸	غیر مہاجرین کو مہاجرین کی مجلس مشاورت میں شرکت کی اجازت نہ دیگئی۔	〃
۱۱۷	مہاجرین کی لڑکیوں سے غیر مہاجرین کا عقد پسند نہ کیا جاتا تھا۔	۷۸
۱۱۸	حضرت مہدی علیہ السلام نے تو وارد و نو مصدق سے دائرہ کی لڑکی بیاہنے میں احتیاط کا حکم دیا۔	〃
۱۱۹	بیاہ کے لئے شوہر کا انتخاب دینداری کے لحاظ سے کیا جاتا تھا۔	〃
۱۲۰	مبتلاء معصیت کو مہدوی فقیر کی لڑکی نہیں دیجاتی تھی۔	〃
۱۲۱	حضرت بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے داماد کے انتخاب میں دینداری کو نسب پر ترجیح دی	۷۹

۱۲۲	حضرت سید خوندمیر میاں عادل شاہ پر بہت ناراض ہوگئے جبکہ انھوں نے اپنی لڑکی کا عقد عالب دنیا سے کیا۔	۷۹
۱۲۳	حضرت سید خوندمیر میاں قطب الدین پر بھی اسی لئے بہت ناراض ہوگئے تھے۔	"
۱۲۴	الف۔ ایک خراسانی معتقد کی دعوت میں جانے کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے بعض صحابہ کو حکم دیا۔	۸۰
	ب۔ اس اجازت و حکم سے جو صحابہ واقف نہ تھے انھوں نے جانے والوں پر اعتراض کیا تو حضرت مہدی علیہ السلام نے سنکر فرمایا "جو گئے میری اجازت سے گئے اور جو لوگ نہیں گئے بہت اچھا کئے"۔	
۱۲۵	حضرت سید محمود رضؓ کے ماموں صاحب کسی دعوت میں خفیہ طور پر مجبوراً چلے گئے۔ لیکن ماموں کا محترم رشتہ کسی رعایت کے قابل نہ رہا حضرت سید محمود رضؓ نے باز پرس کی۔ زجر و توبیخ فرمائی ادھر ماموں صاحب کی دینداری کا وہ حال کہ تسلیم و رضا میں اپنی عزت اور وجاہت کو انھوں نے قربان کر دیا۔	"
۱۲۶	کاسبین کے لئے بھی زجر و توبیخ و تہدید کہ ایسا طریق نہ اختیار کریں جس سے فقرا کے توکل میں خلل واقع ہو جائے۔	۸۳
۱۲۸	دنیا داروں سے فقرا کا ربط پسند نہ کیا جاتا تھا۔	۸۴
۱۲۹	حضرت سید محمود رضؓ کا بادشاہزادی کے خط پر اس سے رد فرمانا کہ یہ اہل دنیا سے ربط کی علامت ہے	"
۱۳۰	ایک امیر کے گھر پر ایک شخص فقرائے مہدویہ کا بھیس بدلکر گیا تو آئین دائرہ مہدویہ کی شہرت کی بناء پر اس کی سخت ذلت و ندمت کیگئی۔	"
۲۴۳	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دو کپڑے رکھتا ہو بر ہنہ شخص کو نہ دے تو وہ منافق ہے	۱۵۳

۲۴۴	حضرت سید محمودؓ کے دائرہ میں جن لوگوں سے خلاف ورزیاں سرزد ہوتیں ان کی پوری تحقیق اور تمام صحابہ و مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورہ کے بعد حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ ازروے شرع احکام جاری فرمایا کرتے تھے۔	۱۵۳
۳۰۱	حضرت مہدی علیہ السلام نے لیلۃ القدر میں دوگانہ باجماعت خود اپنی امامت میں ادا فرمایا اور حضرت سید خوندمیرؓ نے بھی اس کی پابندی کی ہے۔	۱۹۴

در بیان تاکید عمل

۶۳	عمل کی کوشش کی جائے نہ ہو سکنے کی صورت میں احکام چھپانے کی کوشش حق پوشی ہے۔ اور یہ بھی ایک کفر ہے۔	۴۶
۱۳۳	حضرت مہدی علیہ السلام آثار متبرکہ طلب کرنے والوں سے فرمایا کرتے کہ "عمل کردنبدہ کا پوست بھی پہن لوگے تو بغیر عمل نجات نہ مل سکیگی۔	۸۶
۱۳۴	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "پرسش عمل کی ہوگی نہ کہ نسب کی"۔	۸۷
۱۹۱	حضرت مہدی علیہ السلام فقرا کے حجروں میں فقرا کی بہ ذات خود نگرانی فرماتے تھے۔ اگر تعمیل حکم میں پاتے تو خوش ہوتے ورنہ زجر و توبیخ فرماتے تھے۔	۱۳۰
۱۹۳	صرف اقرار و اعتقاد کافی نہیں۔ عمل کی سخت ضرورت ہے۔	"
۲۲۳	ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ کی تفسیر میں "ظالم لنفسہ" "مقتصد" "سابق بالخیرات" کی توضیح حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان فرمائی۔	۱۴۴
۲۳۸	حضرت مہدی علیہ السلام آثار متبرکہ طلب کرنے والوں سے فرمایا کرتے کہ عمل کردنبدہ کا پوست بھی پہن لوگے تو بغیر عمل نجات نہ ملسکیگی۔	۱۵۲

۲۸۶	حضرت سید محمودؓ نے فرمایا قال باحال چاہیئے۔	۱۷۸
۲۹۹	حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے آخر وقت رونے والوں سے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس طرح باخبر کرنا تھا کر چکا۔ اب عمل کرنا یا نہ کرنا تم جانو۔"	۱۹۳
	دربیان ایمان	
۱۷	ایمان گھٹنے بڑھنے کے بارے میں علماء کا سوال۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا جواب۔	۱۰
۲۲۰	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "ایمان ذات خدا ہے۔"	۱۴۳
	دربیان رموز حقیقت	
۸۸ و ۸۹	بیان حق عوام کے فہم سے بالاتر ہے اس لئے مخالفت کرنے لگتے ہیں۔	۱۳۷ و ۱۳۸
۲۲۱	حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مہدی علیہ السلام تک فیضان ولایت جو آیا ہے اسکی توضیح حضرتؑ نے تمثیلی انداز میں بیان فرمائی ہے۔	۱۴۳
۲۲۶	شریعت سے متعلقہ امور بیان کئے جاسکتے ہیں۔ اور حقیقت کے مسائل بیان میں نہیں آسکتے	۱۴۶
	دربیان علم خواندن	
۲۱	علم پڑھنے کے بارے میں علما کا سوال۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا جواب۔	۱۳
۱۵۸ ، ۱۵۹	ایک صحابیؓ کا علم پڑھنے کی اجازت چاہنا حضرتؑ کا جواب۔	۱۰۲
۱۶۰	حضرت ملک بخنؓ کا قرآن خوانی کی نسبت سوال حضرتؑ بندگی میاں سید خوندمیر کا جواب۔	
۱۶۱	حضرت بندگیمیاں شاہ نظامؒ کے ہاتھ میں حدیث کی کتاب تھی حضرت مہدی علیہ السلام نے مطالعہ سے	۱۰۳

	منع فرمایا اور شغل ذکر میں منہمک رہنے کی ہدایت فرمائی۔ ایک عرصہ بعد حضرتؑ نے اس کے مطالعہ کا حکم دیا۔	
۱۶۲	احمق کے ضمیر کی سختی کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان۔	۱۰۳
۱۶۳	الف۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے علم دین سیکھنے کی اجازت دی ہے۔	۱۰۴
	ب۔ حضرتؑ کے رفقائے کرام رسمیات کے طور پر نہیں۔ بلکہ بامعنی حقائق شعارات طریق پر عبادات میں مشغول رہا کرتے تھے۔	
۱۶۴	حضرتؑ نے علم لابدی کی تحصیل کا حکم دیا ہے۔	〃
۱۶۵	حضرتؑ نے فرمایا کہ قرآن سمجھنے کے لئے نور ایمان کافی ہے۔	〃
۱۶۶ تا ۱۶۹	ایک کتاب پڑھنے سے حضرتؑ نے اس لئے منع فرمایا کہ شغل ذکر کا جو درس دیا گیا تھا اسکی مشق مقدم تھی تاکہ باطن کھل جائے اور وہ کتاب بخوبی سمجھ سکیں۔	۱۰۵ و ۱۰۶
۱۷۰	الف۔ صرف امی ہی کو علم لدنی عطا ہوتا ہے۔	۱۰۶
	ب۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو جب تعلیم بلا واسطہ کا فیضان ہونے لگا تو علوم کسبیہ ماند پڑ گئے	
۱۷۱	اُمّی سادہ لوح ہوتا ہے اس میں قبولیت کی استعداد عموماً پائی جاتی ہے۔	۱۰۷
۱۷۲	بعض نے علم ظاہر کی تحصیل کی اجازت چاہی۔ حضرتؑ نے ایک رباعی پڑھ دی جس کا مفہوم یہ ہیکہ اس علم فریضہ کی طلب پیدا کرو جس سے صفات حق کی تحقیق ہو سکے۔	〃
۱۷۳	الف۔ بہت پڑھ لینے کے بعد غرور و تکبر اور غلبۂ طلب دنیا کے اندرونی حملے سے بچنا چاہیئے۔	۱۰۸
	ب۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے ہی سے بچ سکتے ہیں۔	
۲۳۶	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے علم نہ پڑھا ہو بیان قرآن کرے تو وہ بے دیانت ہے	۱۵۱
۲۳۷	حضرت شاہ نظامؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کی کہ اجازت ہو تو بندہ خلوت سے کبھی باہر نہ آئیگا حضرتؑ نے فرمایا کہ کسی سے (دین کا بیان) سنو یا خود کسی کو سناؤ۔	〃

۲۷۸	بعض لوگ دغطیا کسب یا علم ظاہری چھوڑ دینے کی اجازت چاہتے تاکہ ذکر قائم ہو۔ حضرت مہدی علیہ السلام ہر ایک کو یہی جواب دیتے کہ کیوں چھوڑتے ہو ذکر کی کوشش کرو۔ اگر کوئی بغیر پوچھے ترک کر دیتے تو آپ فرماتے کہ تم نے مردانگی کی ہے۔	۱۷۲

در بیان ناسخ و منسوخ

۹۷	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اور اس میں تکرار و جملہ معترضہ اور حرف زائدہ بھی نہیں ہے (یعنی ہر ایک اپنے محل و موقع کے لحاظ سے بجائے خود مخصوص ہے) اور اس کا استعمال بے ضرورت نہیں ہوا ہے۔	۶۵

در بیان حرمت اذان و تکبیر اولیٰ

۲۰۸	حضرت سید خوندؓ میر کا بھی یہی عمل تھا۔	۱۳۹
۲۰۹	الف۔ جماعت کی نماز میں شریک ہوتے وقت کوشش کیجائے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔	۱۴۰
	ب۔ حضرت مہدی علیہ السلام اذان سننے کے بعد ہاتھ سے لقمہ چھوڑ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے	

در بیان اخلاق و آداب صحابہؓ

۷۸/۷۹ و	ملاقات کے وقت صحابہؓ کا باہمی برادرانہ و مساویانہ برتاؤ۔	۵۵/۵۶ و
۸۰	صحابہؓ منتظر سلام نہ رہتے تھے کسی بھائی کو پنکھا نہ کرنے دیتے تھے۔	۵۶
۸۱	الف۔ صحابہؓ کسی کو جوتے اٹھانے نہ دیتے تھے۔ ب۔ حضرت میاں عبدالرشیدؓ اس کتاب کے مولف لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ میں اتنی زیادہ تواضع تھی کہ تفصیل متعذر ہے	″

۱۴۵	حضرت سید محمودؓ کا فقراء کے لئے ایثار اور جذبہ دستگیری۔	۹۴
۱۴۶	الف " " "	"
	ب۔ فقراء کو کھانے کے لئے قرض کرنے کی ممانعت۔	
۲۳۵	حضرت سید محمودؓ کے وصال کے بعد صحابہ و مہاجرینؓ کا بیان قرآن کی نسبت باہم ایک دوسرے کی طرف توجہ کرنا بالآخر حضرت سید خوندمیرؓ کا بیان قرآن کرنا۔	۱۵۰
۲۴۸	حضرت مہدی علیہ السلام نے نیستی و فنا کی تعلیم دی ہے دوسروں پر اپنی فضیلت بیان کرنا ہستی کی صفت ہے۔ اپنے آپ کو اہل فضل سمجھنا مہدی علیہ السلام کے فرمان کے خلاف ہے۔	۱۵۷
۲۶۳	الف۔ حضرت سید محمودؓ و حضرت سید خوندمیرؓ کا باہم انتہائی مخلصانہ و برادرانہ برتاؤ۔	۱۶۶
	ب۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سیدینؓ کو برادر حقیقی کی بشارت دی ہے۔	

در بیان فضائل صحابہؓ

۶۹	جسطرح اصحاب صفہ دور نبوت میں تھے اسی طرح اصحاب مہدی دور ولایت میں ہیں۔	۴۹
۲۲۲	حضرت سید خوندمیرؓ نے یہ روایت بارہا بیان فرمائی ہے کہ وصال کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام حضرت میاں امین محمدؓ کے گود میں سر رکھکر لیٹے ہوئے تھے جب حضرت سید خوندمیرؓ پہنچے تو حضرت نے ان کے گود میں سر رکھدیا۔ اور یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ پھر آپ نے یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی۔ سبحان اللہ وما انا من المشرکین۔	۱۴۴
۲۴۶	حضرت سید محمودؓ و حضرت سید خوندمیر اپنے رفقاء کی جماعت کے ساتھ فراہ مبارک کے قریب پہنچے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور ان دو جوانوں کی خصوصیات بیان فرمائیں	۱۵۵

۲۴۷	دو نوجوانوں کی فضیلت اور ان کے نام کی تخصیص کے متعلق صحابہ میں گفتگو ہوئی اور حضرت بی بی بون رضی اللہ عنہا سے اس روایت کی سب صحابہ کی موجودگی میں تحقیق کیگئی تو معلوم ہوا کہ وہ دو جوانان حضرت سید محمود و سید خوندمیر ہیں (رضی اللہ عنہما)	۱۵۶
۲۴۹	الف ۔ بعض مہاجرین نے فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے دو جوانوں کی تخصیص نماز عصر کے بعد جس وقت بیان فرمائی اس روز نماز عصر میں حضرت سید خوندمیرؓ پر حقتعالیٰ کی جانب سے بشارت کا انکشاف ہوا تھا ۔ ب ۔ اس روز دوسرے صحابہ کے لئے بھی بشارات بیان ہوئی ہیں۔	۱۵۷
۲۵۰	حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت سید خوندمیرؓ کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں لیجا کر اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ جو کچھ اس سینہ میں نزول ہوتا ہے وہ تمہارے سینہ میں ہوتا ہے۔ پھر سید خوندمیرؓ کے سینہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ جو کچھ تمہارے سینہ میں نزول ہوتا ہے بنسبت کے سینہ میں اس کا ظہور ہوتا ہے ۔	۱۵۹
۲۵۱	الف ۔ حضرت میاں یوسفؓ کا روحی تجلی کی وجہ (ہو آہ) کرنا ۔ ب ۔ حضرت مہدی علیہ السلام کا حضرت سید محمودؓ کو ان کے مقام کی خبر دینا اور اپنے مقام تک رسائی کی تمنا پیدا کرنا ۔ ج ۔ حضرت سید خوندمیرؓ کے شرف تجلی اور کمال ضبط کا بیان حضرت مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے ۔	۱۵۹
۲۵۲	حضرت مہدی علیہ السلام نے جامع مسجد تشریف لیجاتے ہوئے فرمایا "بھائی سید محمود میرے برابر مت چلو ۔ آگے ہو جاؤ یا پیچھے چلو ۔ خدا تعالیٰ غیور ہے ۔	۱۶۰
۲۵۳	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی سید محمود تم کو سیر نبوت اور سید خوندمیرؓ کو سیر ولایت حاصل ہے ۔	〃
۲۵۴	حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ دو جوانان جو سید ہے دہائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لئے فرمان ہو رہا ہے ان (کے باطن) کی پرورش ہماری بارگاہ سے بے واسطہ ہو رہی ہے ۔	〃

۲۵۵	الف ۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین پر صحابہؓ کا ایقان ۔	۱۶۱
	ب ۔ حضرت بندگیسو سید خوندمیرؓ کے شرف بیان قرآن پر اکثر صحابہؓ کا اتفاق ۔	
۲۵۶	حضرت سید خوندمیرؓ نے بارہا اس کا ذکر فرمایا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ان کے حجرے میں تشریف لایا کرتے اور حق تعالیٰ کیجانب سے ان کے حق میں بشارات سنایا کرتے تھے ۔	۱۶۳
۲۵۷	حضرت سید خوندمیرؓ کے ایک خواب کی تعبیر میں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم حامل بار ولایت ہو تم کو میری ذات میں فنا حاصل ہے ۔	〃
۲۵۸	یہ ختم ولایت کا زمانہ ہے بہت سے لوگوں کو انبیاء کے مقامات کی سیر ہوگی اور حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ کو سیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کو سیر مہدی علیہ السلام حاصل ہوگی ۔	۱۶۴
۲۵۹	حضرت سید خوندمیرؓ نے خواب دیکھا کہ بعض صحابہ ان کی مخالفت کر رہے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے سنکر فرمایا ایسا ہی ہوگا ۔	۱۶۵
۲۶۰	حضرت مہدی علیہ السلام نے دو صحابیوں کو ابراہیم علیہ السلام کے مقام کی سیر حاصل ہونیکی بشارت دی ۔	〃
۲۶۱	حضرت سید خوندمیرؓ نے دیدار الٰہی جو بار امانت ہے اسکو پورا کر لیا صرف ایک امانت ۔۔ (شہادت) باقی تھی ۔	〃
۲۶۲	حضرت سید خوندمیرؓ اور ان کے رفقاے کرام کو دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی بشارت ۔	۱۶۶
۲۶۳	حضرت سید محمودؓ کے لئے جو بشارتیں دیگئیں وہ حضرت سید خوندمیر کے لئے بھی دی گئیں ۔ دونوں کو برادر حقیقی کا لقب عطا ہوا ۔	〃
۲۶۹	حضرت شاہ نعمتؓ کے ایک خواب سے نفس و ہوس پر غالب ہو جانیکی تعبیر حضرت شاہ خوندمیرؓ نے فرمائی ۔	۱۶۹

۱۷۱	حضرت شاہ نعمتؓ کو ان کے توکل کے مرتبہ کی بشارت۔	۱۷۰
۱۷۲	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی رہیں گے جن سے اقامت دین میں ترقی ہوگی۔	۱۷۰
۳۰۲	حضرت شاہ نظامؓ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف سے دیدن وچشیدن۔ دریا نوش۔ مست ہشیار۔ کشک ملامت۔ بل ھو کل فیہ۔ گواہ رویت الٰہی بہ چشم سر۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ (الآیۃ) بشارتیں عطا کی گئیں۔	۱۹۵

در بیان قاتلوا و قتلوا

۱۷۴	حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل علما و حکام کی جانب سے مہدویوں کو بہت کچھ اذیتیں دی گئی ہیں اور قتل کے فتوے جاری کئے گئے ہیں اور حضرتؓ نے اپنے مذہب کی صفائی پیش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔	۱۰۹
۱۷۵	منکرین کی فوج کا حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے اخراج کا مطالبہ اور حضرتؓ کا جواب نیز حضرتؓ نے پیش آنے والے بعض امور کو صاف صاف بلکہ زور دیکر بیان فرمایا ہے۔ آپ نے جو جو فرمایا من وعن پورا ہوا۔	۱۱۳
۱۷۶	بعض صحابہ نے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے خلاف تحریر تیار کرکے روانہ کی۔ اس پر باہم بحث و گفتگو بھی ہوئی اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اپنے موقف کو واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔	۱۱۴
۱۷۷	جنگ کے آثار بالکل سامنے آچکے تو کتبہ سے جن صحابہ کا تعلق تھا انھوں نے حکومت وقت سے ربط قائم کرنے اور جنگ کو ٹالدینے کی کوشش کی۔ اور مہلت چاہی۔ اور اس قتال کو ناجائز قرار دیا۔	۱۲۰

۱۷۸	حضرت بندگی میاں شاہ دلا ورضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہو چکا کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے جو کچھ کیا حق پر کیا ہے۔	۱۲۲
۱۷۹	حضرت میاں ملکجوؓ نے چالیس دن رات باوضو رہ کر خدا تعالیٰ سے معلوم کیا کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے جو کچھ کیا برحق ہے۔	۱۲۳
۱۸۰	حضرت بندگی میاں ملکجوؓ نے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے برحق ہونے پر استدلال کرنے کا پُرزور دعوی فرمایا ہے۔ (حالانکہ یہ بزرگ کتبہ نویسوں میں شامل تھے۔)	〃
۱۸۱	حضرت بندگیمیاں شاہ نعمتؓ نے بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کا ساتھ نہ دینے پر اظہار افسوس کیا۔	〃
۱۸۲	صفت قاتلوا وقتلوا کے ظہور کی بشارت۔	۱۲۴
۱۸۳	صفت قاتلوا وقتلوا کا پورا ہونا حضرت بندگیمیا سید خوندمیرؓ کی ذات سے مخصوص تھا۔	〃
۱۸۴	طریق قتال اور کلمہ گویوں سے قتال جائز ہونے کے بارے میں توضیحات۔	〃
۱۸۶	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کو عمداً قتل کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔	۱۲۶
۱۸۷	حضرت بندگی میا سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے ملا شیخ کبیر شیخ الاسلام کے پاس ایک خط روانہ فرمایا ہے جس میں اپنے مذہب کی حقیقت واضح فرمائی۔	〃
۲۴۵	حضرت سید خوندمیرؓ کی تاریخ شہادت پر ایک نظم میں لفظ ظل (۹۳۰) سے سن شہادت معلوم ہوتا ہے	۱۵۴
۲۷۰	حضرت سید خوندمیرؓ کے فقرائے دائرہ میں یہ شہرت تھی کہ قتال کے بعد غلبہ تو حاصل ہوگا لیکن یہ غلبہ ملک گیری کے طور پر نہوگا صرف قاتلوا وقتلوا کی تکمیل ہوگی۔	۱۶۹
۲۹۸	فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الخ۔ پر حضرت مہدیؑ نے بیان فرمایا اور حضرت سید خوندمیرؓ پر جو سختیاں پڑنے والی تھیں بیان فرمائیں۔	۱۹۲

در بیان تاویل و تحویل

۵۱	حضرت سید خوندمیر رضؓ نے فرمایا کہ فرامین حضرت مہدی علیہ السلام میں تاویل و تحویل کیجائے	۳۶
	تو بندہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔	
۱۸۵	حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت سے حضرت	۱۲۵
	کے آخری وقت تک استفادہ کیا ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے فرامین میں کوئی تاویل	
	و تحویل کرنا آپ نے مہدی علیہ السلام کی خلاف ورزی قرار دی ہے۔	

در بیان اتفاق و اتحاد و ایثار

۹۰	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں مباحثہ کرنیوالی دو جاہل جماعتوں کی وجہ سے دین کو نقصان	۶۲
	پہنچیگا ایک جماعت معانی (باطن کے مسائل) میں غلو کریگی۔ اور ایک جماعت ظاہر لفظ پر	
	اڑ جائیگی دونوں کو دین سے بہرہ حاصل نہ رہیگا۔ (اللھم احفظنا عن الشرور والفتن)	
۲۴۰	نصرت دین باہمی اتفاق اور ایثار الموجود سے ہو سکتی ہے۔ اور ہزیمت دین باہمی اختلاف	۱۵۲
	اور بخل کی وجہ ہوا کرتی ہے۔	
۲۴۱	ایک کمرے میں دو فقیر ہوں تو باہم خدمت و مدد کریں تاکہ عبادت الٰہی دونوں کے لئے	۱۵۳
	آسان ہو۔ بلکہ تمام ضروریات میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے۔	
۲۴۲	حضرت سید خوندمیر رضؓ ابتلا کے وقت خود کمبل پہن لیتے گھر میں جو رہتا سب کچھ فقراء پر تقسیم	۱۵۳
	کر دیتے تھے۔	
۲۴۳	حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دو کپڑے رکھتا ہو برہنہ شخص کو نہ دے تو وہ منافق ہے۔	〃

۷۸۶/۴۹۲

نقلیات حضرت بندگیمیاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ والسلام علی الامام فی آخر الزمان من حضرۃ الرحمان الموعود فی القرآن المخاطب بالمہدی باللسان من نبی الرحمان علیہ الصلوٰۃ والسلام وعلی الاسرۃ الاطہار والمہاجرین الابرار۔ وعلی تابعیہما الی یوم الدین۔ والآخرین منہم نور الیقین۔

بدال اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین چند منقولات[1] از حضرت مہدی[2] صلی اللہ علیہ وسلم و یاران و تابعین وے دریں اوراق نبشتہ شد تا طالب صادق مستفید گردد و بران اعتقاد کند۔ و در عمل آرد ۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ[3] الکریم۔

سب کچھ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے اور عاقبت متقین کیلئے ہی ہے اور درود و سلام نازل ہو۔ اس کے رسول حضرت محمد پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر اور بارگاہ رحمان سے سلام نازل ہو امام آخر الزماں پر جن (کی بعثت) کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ اور جن کو نبی الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے مہدی کا خطاب دیا گیا ہے۔ اور سلام نازل ہو تمام پاک (خاصان خدا صحابہ مہدی موعود) اور مہاجرین ابرار پر اور سلام نازل ہو ان دونوں (خاتمین علیہما السلام) کے تابعین پر قیامت کے دن تک اور ان میں کے پچھلے لوگوں پر رحمت نازل ہو جو یقین کے نور ہیں ۔۔۔ واضح ہو خدا تمہیں دو جہاں میں سعادت عطا فرمائے کہ حضرت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ اور آپکی اتباع کرنے والوں کی چند نقلیات اس رسالہ میں لکھی گئی ہیں تاکہ طالب صادق اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عام مدد سے فائدہ حاصل کرے اور ان پر اعتقاد رکھے اور عمل کرے۔

---

[1] (ای من التابعین۔ [2] از حضرت مہدی علیہ السلام (ا۔ا) (د۔ب) (غ۔ب) (ا۔ج) [3] وعزتہ العمیم (ب۔ا)

(۱) حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند ہر کہ نقل کند از من اگر آن نقل موافق کلام حق تعالیٰ[1] است آن نقل درست واز من است۔ واگر موافق[2] کلام اللہ نیست از من نیست۔ یا نقل کنندہ را در وقت شنیدن دل حاضر نبودہ باشد۔ بداں سبب سہو شدہ است۔

ترجمہ ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص میری نقل بیان کرے اگر وہ حق تعالیٰ کے کلام کے موافق ہے تو وہ نقل درست ہے اگر اللہ کے کلام کے موافق نہیں ہے تو وہ میری نقل نہیں ہے یا (سمجھ لیا جائے کہ) سننے کے وقت ناقل کا دل حاضر نہ رہا ہوگا جس کی وجہ سہو ہو گیا ہے۔

(۲) نیز فرمودند کہ ہر حدیثے کہ با ذات ایں بندہ موافق نیست آں صحیح نیست۔

ترجمہ نیز حضرت نے فرمایا کہ جو حدیث اس بندہ کی ذات کے (قول و فعل کے) موافق نہیں صحیح نہیں ہے۔

باب اول

در بیان ثبوت مہدیت حضرت مہدی علیہ السلام

(۳) حضرت مہدی علیہ السلام در ثبوتِ مہدیتِ خود ایں آیت خواندند۔ افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ اولئک یومنون بہ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہٗ فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون (جز ۱۲، رکوع ۲) بیان کردہ فرمودند کہ از حق تعالیٰ بے واسطہ می شنوم کہ ایں آیت در حق تست۔ ومراد از من کہ در افمن کان مذکور است ذات تست ومراد از بینۃ اتباع ولایت[3] حضرت مصطفیٰ است قولاً وفعلاً وحالاً[4]

---

[1] ۔ موافق کلام خدا تعالیٰ وحدیث محمد رسول اللہ باشد۔ (ب۔ا) [2] موافق قرآن المجید وحدیث نیست (ب۔ا)

[3] "ولایت" ان نسخوں میں نہیں ہے (ب۔ا) (د۔ب) [4] قولاً وفعلاً وحالاً۔ ومراد از شاہد (ا۔ ج)

کہ تعبیر از ولایت محمدی دارد کہ ولایت خاص است امر ذات مصطفیٰ راست صلی اللہ علیہ وسلم و مراد از شاہد قرآن او تورات[1] و مشار الیہ از اولئک اتباع ائمہ و مراد از ضمیر بہ ذات مہدیست و مراد از ضمیر بہ دیگر نیز ذات مہدی علیہ السلام است۔

ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی مہدیت کے ثبوت میں یہ آیت پڑھی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کیا وہ شخص جو اپنے رب کیطرف سے بینہ پر ہو۔ اور اس کے پیچھے اس کے رب کیطرف سے گواہ (قرآن) ہو اور اس کے پہلے (کی) کتاب موسیٰ (توریت) جو امام و رحمت ہے (وہ بھی اسکی) گواہ ہو (کیا وہ اور طالب حیات دنیا دونوں برابر ہو جائیں گے؟) وہ لوگ (جو اسوقت مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہونگے) اس پر ایمان لائیں گے۔ اور ان جماعتوں میں کا جو شخص اس سے کفر کریگا۔ پس اسکی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ پس (اے محمدؐ) تو اس کے متعلق شبہ میں نہ رہ بلاشبہ وہ تو تیرے رب کیطرف سے حق ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ (اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ سن رہا ہوں کہ یہ آیت تیرے حق میں ہے اور اَفَمَنْ کَانَ میں مَنْ جو مذکور ہے اس سے مراد تیری ہی ذات ہے۔ اور بینہ سے مراد حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی اتباع ہے قولاً و فعلاً و حالاً اور ولایت محمدیہ سے مراد وہی خاص ولایت ہے جو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص ہے اور شاہد سے مراد قرآن اور توریت ہے اور اولئک کا مشار الیہ اتباع کرنے والی امتیں ہیں۔ اور پہلی ضمیر بہ سے مراد مہدی کی ذات ہے۔ اور دوسری ضمیر بہ سے بھی مہدی کی ذات ہی مراد ہے۔

(۴) و نیز فرمودند ہر کہ مراد از لفظ قرآن مجید بہ رائے خود گوید او در ین آیت داخل است۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (جزء ۸ رکوع ۴) بندہ ہر چہ میگوید بہ رائے[2] خود نمی گوید بلکہ بامر اللہ بے واسطہ میگوید۔ فان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ (جزء ۲۴ رکوع ۸)

ترجمہ۔ نیز فرمایا کہ جو شخص قرآن کے الفاظ کی مراد اپنی رائے سے بیان کرے وہ اس آیت (کی وعید) میں داخل ہے۔ (ترجمہ آیت) پھر اس شخص سے بڑھکر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے (جزء ۸ رکوع ۴) بندہ جو کچھ کہتا ہے اپنی رائے سے نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بے واسطہ حکم سے کہتا ہے (ترجمہ آیت) اور اگر جھوٹا ہے تو

---

[1] "توریت" اس نسخہ میں نہیں ہے (ب۔ا) (د۔ب) [2] از خود (ا۔ا) (غ۔ب)۔ (د۔ب)، (ا۔ج)

اس کے کذب کا وبال اسی پر پڑے گا اگر سچا ہے تو تم پر اس (عذاب) کا کچھ حصہ تو عاید ہوگا جس کا یہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔ (جزء ۲۴ رکوع ۸)

(۵) دوسری آیات دیگر نیز فرمود کہ فرمان میشود کہ از یں تابع ذات تو مراد است۔ اظہار کن والا عاصی شوی۔

دیگر۔ فان حاجوك فقل اسلمت وجهي لله ومن اتبعن (جزء ۳ رکوع ۱۰)

دیگر۔ واوحی الیّ هذا القران لانذركم به ومن بلغ (جزء ۷ رکوع ۸)

دیگر۔ یا یها النبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنین (جزء ۱۰ رکوع ۴)

دیگر۔ قل هذه سبیلي ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعني وسبحان الله وما انا من المشرکین (جزء ۱۳ رکوع ۶) واشالها۔

ترجمہ۔ اور دوسری آیات کے بارے میں بھی فرمایا کہ حکم ہو رہا ہے کہ تابع سے تیری ہی ذات مراد ہے۔ (پس اپنے منصب مہدیت کو) ظاہر کر دے ورنہ تو نافرمان ہوگا۔ چنانچہ (قرآن مجید میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تجھ سے حجت کریں تو کہدے (اے محمدؐ) کہ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے اور میرا تابع (بھی یہی کریگا) (جزء ۳ رکوع ۱۰)

اور فرمایا ہے یہ قرآن میرے پاس اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعہ تم کو ڈراؤں اور وہ شخص (بھی ڈرائیگا) جس کو (مہدی کو) یہ قرآن پہونچے (جزء ۷ رکوع ۸)

اور فرمایا ہے۔ اے نبیؐ اللہ تیرے لئے کافی ہے۔ اور اس شخص کے لئے بھی کافی ہے جو مومنین میں تیرا تابع (مہدی) ہوگا (جزء ۱۰ رکوع ۴)

اور فرمایا ہے۔ کہدے (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے میں تم کو اللہ کی طرف بصیرۃ پر بلاتا ہوں اور وہ شخص (بھی بلائیگا) جو میرا تابع (مہدی) ہے۔ سبحان اللہ ہم دونوں

لہ۔ واشالها صرف ایک نسخہ میں ہے (ب۔۱)

مشرک نہیں ہیں (جز ۱۳ رکوع ۵)

(۶) نیز فرمودند کہ بندہ[1] را حق تعالیٰ بر خلق فرستاد و اعلام کرد کہ تمام عالم کہ دعوے دین و اسلام میکنند بر رسم و عادت و بدعت مشغول[2] شدہ است و حقیقتِ مقصود دینِ اسلام در ایشاں نماندہ است مگر در مجذوباں۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے (ایسے وقت) دنیا میں بھیجا اور (ایسے وقت بندے کی مہدیت کا) اعلان کیا (جب) کہ دنیا کے وہ تمام لوگ جو دین اسلام (کے اتباع) کے دعوے دار ہیں رسم و عادت و بدعت میں مشغول ہو چکے ہیں۔ اور دین اسلام کی حقیقت اور اس کا اصل مقصود ان میں باقی نہیں رہا ہے مگر ہے تو صرف مجذوبوں میں ہے۔

(۷) و فرمان شد کہ کلید خزانۂ ایمان بدستِ تو دادہ ام و ناصر دین محمدی ترا گردانیدم[2] و من ناصر توام بر[3] و دعوت کن ہر کہ ترا قبول کند مومن باشد و ہر کہ انکار کند کافر گردد۔

ترجمہ اور فرمان ہوا کہ میں نے ایمان کے خزانہ کی کنجی تیرے ہاتھ میں دیدی ہے اور تجھکو دین محمدی کا ناصر بنایا ہے اور تیرا ناصر میں ہوں۔ جاؤ دعوت (مہدیت) کرو۔ جو شخص تم کو قبول کرے مومن بنے گا اور جو انکار کرے کافر ہو جائیگا۔

(۸) و باز فرمان شد کہ علم اولین و آخرین و بیان چہار[4] کتاب فرقان بمراد اللہ ترا دادم۔

ترجمہ پھر فرمان ہوا کہ تجھ کو اولین و آخرین کا علم اور چاروں کتب (جن میں قرآن بھی ہے) کا بیان اللہ کی مراد کے موافق میں نے تجھے دیا ہے۔

(۹) و نیز حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ اگر بندہ در خلوت قرآن مطالعہ کردہ درد

---

[1] بندہ از حق تعالیٰ (د۔ب) (ا۔۱۰) [2] کردم (د۔ب) (ا۔۱۰) [3] "بر" نہیں ہے (ب۔۱۰)

[4] بیان فرقان و معانی قرآن ترا دادم (ا ب ۱) (د۔ب) [5] مشغول شدند (ب۔۱۰)

معانی اندیشیدہ بیرون آمدہ[1] بیان میکند بندہ ظالم و مفتری علی اللہ باشد بندہ ہرچہ میگوید و میکند و میخواند باامر اللہ و باذنہ[2] میگوید و می کند و میخواند ہر آیتے کہ می نماید بندہ میخواند[3] و ہر بیانے کہ تعلیم میکند بیان میکند۔ علمت من اللہ بلا واسطۃٍ جدید الیوم حال بندہ است۔

ترجمہ نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی سوچ باہر آتا اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور اللہ پر بہتان لینے والا ہوگا۔ بندہ جو کچھ کہتا ہے کرتا اور پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت ہی سے کہتا۔ کرتا اور پڑھتا ہے۔ جو آیت بھی بندہ کو دکھائیں بندہ پڑھتا ہے۔ اور جیسے بیان کی تعلیم (اللہ تعالیٰ) بندے کو دے بیان کرتا ہے۔ علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم (مجھے اللہ کی جانب سے روزانہ تعلیم ہوا کرتی ہے) بندہ کا حال ہے۔

(۱۰) و نیز فرمودند کہ فرمان می شود کہ ثم ان علینا بیانہ در حق تست و ترا وارث ولایت خاص محمدی گردانیدم و اتباع تام ترا روزی کردم ہر کہ ترا شناخت مرا شناخت و ہر کہ ترا نہ شناخت مرا نہ شناخت۔

ترجمہ۔ نیز فرمایا کہ حکم ہو رہا ہے کہ آیۂ ثم ان علینا بیانہ تمہارے حق میں ہے اور میں نے تم کو خاص ولایت محمدیہ کا وارث بنایا اور تمہیں اتباع تام عطا کیا ہے جس نے تمہیں پہچانا مجھے پہچانا جس نے تمہیں نہ جانا مجھے نہ جانا۔

(۱۱) و نیز فرمودند کہ حق تعالیٰ بندہ را مراتب انبیا و اولیا و مومنین و مومنات و احوال جملہ موجودات ہمچناں معلوم کردہ است چنانچہ کسے چیزے در دست دارد و بہ ہر طرف آن چیز را میگرداند[4] تا کما حقہٗ بشناسد چنانچہ صراف می کند تا واقف شود بر جیاد و رداءت مہر زر و نقرہ[5]

---

[1] بیرون می آید (ا۔ب) (ج) (ا۔۱) (د۔ب) [2] باذنہ نہیں ہے (ب۔۱) [3] می خواند ہر بیانیکہ تعلیم میکند بندہ بیان می کند (ا۔۱) (ب۔۱)

[4] برگرداند (ا۔۱) [5] "زر" نہیں ہے (ب۔۱) (د۔ب)۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو تمام انبیاء و اولیاء و مومنین و مومنات کے مراتب اور تمام موجودات کے حالات اس طرح معلوم کر دیا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی چیز کو ہاتھ میں لیکر ہر طرف پھیر پھیر کر دیکھ سکتا ہے تاکہ کما حقہ تحقیق کر سکے۔ جیسا کہ صراف سونے چاندی کی خوبی یا خرابی سے واقف ہو سکتا ہے۔

(۱۲) باز فرمودند کہ مقدار بست سال شدہ است کہ بندہ[1] را از غیب آوازی آید کہ تو مہدی موعود ہستی و بندہ ہضم میکرد چونکہ بندہ در گجرات بقصبۂ بڑلی بعد از اخراج از شہر نہروالہ رسید فرمان بعتاب رسید کہ چرا اظہار نمی کنی۔ از خلق می ترسی پس[2] بندہ اظہار کرد کہ فرمان حقتعالیٰ چنیں می شود کہ تو مہدی موعود ہستی چوں این خبر در شہر[3] پراگندہ شد بعضے علماء آمدند و پرسیدند کہ شما خود را مہدی موعود می گویا نید فرمودند کہ بندہ نمی گویا ند بلکہ فرمان حقتعالیٰ چنیں میشود کہ تو مہدی موعود ہستی دعوے مہدیت بکن۔

بعدہٗ سوال کردند کہ نام مہدیٔ محمد بن عبداللہ باشد و نام شما محمد بن سید خان است فرمودند کہ خدائے را بگوئید کہ پسر سید خاں را مہدی موعود چرا کردی خدائے تعالیٰ قادر است ہر چہ خواہد بکند۔ باز فرمودند پدر حضرت رسالت پناہ مشرک بود عبداللہ چوں باشد این سہو کاتب است عبارت در اصل محمد عبداللہ است و مہدی نیز عبداللہ[4] است۔

ترجمہ پھر فرمایا کہ بیس[2] سال کی مدت ہوئی ہے کہ بندہ کو غیب سے آواز آ رہی ہے کہ تو مہدی موعود ہے اور بندہ ہضم کرتا رہا۔ اب جبکہ بندہ شہر نہروالہ سے اخراج کے بعد علاقۂ گجرات کے قصبۂ بڑلی میں پہنچا ہے تو عتاب کے ساتھ فرمان ہو رہا ہے کہ تو (مہدیت) کو ظاہر کیوں نہیں کرتا۔ اور کیوں خلق سے ڈرتا ہے۔ پس بندہ نے اظہار کیا کہ "اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہو رہا ہے کہ تو مہدی موعود ہے" جب

---

[1] بندہ را فرمان میشود کہ تو مہدی موعود ہستی (ب۔۱) (د۔ب) [2] بعدہٗ (ب۱) (د۔ب)۔

[3] در شہر نہروالہ (ب۔۱) (ا۔ج) [4] نیز عبداللہ است این لفظ سہو کاتب است (ب۔۱)

یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی تو بعض علما آئے اور پوچھا کہ تم اپنے آپ کو مہدی موعود قرار دیتے ہو آپ نے جواب دیا بندہ نہیں قرار دیتا بلکہ (خدا تعالیٰ کا) فرمان ایسا ہی ہو رہا ہے کہ تم مہدی موعود ہو مہدیت کا دعویٰ ظاہر کردو۔

اس کے بعد علمار نے سوال کیا کہ امام مہدی تو محمد بن عبداللہ ہوں گے حالانکہ آپ کا نام محمد بن سید خاں ہے۔ فرمایا کہ خدا سے کہو کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی موعود کیوں بنایا۔ خدائے تعالیٰ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلعم کے والد تو مشرک تھے عبداللہ کیسے ہوتے یہ کاتب کا سہو ہے۔ عبارت اصل میں محمد عبداللہ ہے۔ اور مہدی بھی عبداللہ ہے۔

(۱۳) چونکہ بعد از دعوے مہدیت علمار حکم اخراج کردند حضرت مہدیؑ فرمودند بہر دو طریق در روز قیامت روئے حاکماں و عالماں سیاہ گردد زیرا کہ اگر من برحق باشم چرا نصرت دین نکردند و اگر برحق نباشم چرا حبس نہ کردند۔ و ہر یکے محضرہ کردہ مرا تفہیم چرا نہ کردند و اگر تفہیم نشوم چرا قتل نہ کنند[1] زیرا کہ ہر جا کہ خواہم رفت برحقیتِ خود دعوت[2] خواہم کرد۔ و خلق را گمراہ خواہم ساخت و وبال بر گردنِ ایشاں خواہد ماند۔

(ترجمہ) دعوے مہدیت کے بعد جب کہ علمانے اخراج کا حکم جاری کیا تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن دو وجہ سے حاکموں اور عالموں کو روسیاہی نصیب ہوگی کیونکہ اگر میں حق پر ہوں تو انھوں نے مدد کیوں نہ کی۔ اگر میں حق پر نہیں ہوں تو مجھے قید کیوں نہ کیا۔ اور سب (علماء حکام نے) مجلس کر کے میری تفہیم کیوں نہ کی۔ اگر میں نے تفہیم قبول نہ کی تو مجھے قتل کیوں نہ کر دیا۔ اس لئے کہ میں جہاں جاؤنگا اپنی حقیقت کے لحاظ سے دعوتِ (مہدیت) کرتا رہوں گا۔ اور (ان کے نقطۂ نظر سے) مخلوق کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ اور (اس کا) وبال اِن (علما و حکام) کی گردن پر رہیگا۔

[1] نہ کردند (ب۔ا) [2] دعوی (ا۔ا) (د۔ب) (ا۔ج)

(۱۴) باز علماء سوال کردند کہ بر مہدی تمام خلق ایمان خواہد آورد کسے[1] منکر نخواہد ماند حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ مومناں ایمان[2] آرند یا کافراں علماء جواب دادند کہ مومناں حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ ہمہ مومناں ایمان آوردند و اطاعت کردند۔

(ترجمہ) پھر (ایک مرتبہ) علماء نے سوال کیا کہ مہدی پر تمام مخلوق ایمان لائے گی کوئی منکر نہ رہے گا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن ایمان لائیں گے یا کافر ؟ علماء نے جواب دیا کہ مومن فرمایا کہ مومنین ہی ایمان لائے ہیں اور اطاعت قبول کی ہے۔

(۱۵) یکروز بعضے علماء بطریق امتحان سوال کردند قال اللہ تعالیٰ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (جزء ۲۹ رکوع ۱۹) یعنی بندہ ہیچ نمی خواہد مگر آنکہ آنرا خدا تعالیٰ میخواہد پس باید کہ ہر چہ بندہ میخواہد بشود و بسیار چیز است کہ بندہ میخواہد و نمی شود؟

فرمودند کسے کہ اندک در علم شریعت واقف باشد[3] این چنیں سوال نہ کند معنی این آیت اینست کہ چنانچہ افعال و اقوال بندگاں بجز[4] مشیت حق تعالیٰ نیست ہمچناں خاطر و آرزوہائے بندہ بے ارادت و مشیت حق تعالیٰ نیست

(ترجمہ) ایک روز علماء نے امتحان کے طور پر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہیکہ ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ یعنے بندہ وہی چاہتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ پس لازم ہوا کہ بندہ جو چاہے پورا ہو جائے حالانکہ بسا اوقات بندہ جو چاہتا ہے پورا نہیں ہوتا ؟

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص علم شریعت سے تھوڑی واقفیت بھی رکھتا ہو ایسا سوال نہیں کرتا۔ اس آیت کا مطلب یہ ہیکہ جس طرح بندوں کے اقوال و افعال اللہ تعالیٰ کی

---

[1] "کسے منکر نہ خواہد ماند" نہیں ہے (ب ۱) [2] "ایمان آرند" نہیں ہے۔ (ب ۱۰)

[3] شود این سوال۔ (۱۰۱) باشد این سوال (ب ۱۰) [4] بے مشیت (۱۰۱) (غ ب) (۱۰ ج)

مشیت کے بغیر نہیں ہیں اسی طرح (اندرون دل و دماغ سے تعلق رکھنے والی باتیں) ارادے اور آرزوئیں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نہیں ہیں۔

(۱۶) باز سوال کردند کہ شما ولایت را بر نبوت فضل میدہید حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ بندہ فضل میدہید یا رسول اللہ فضل میدہند کما قال علیہ السلام الولایۃ افضل من النبوۃ علماء گفتند کہ معنی ایں حدیث آنست کہ ولایت نبی افضل از نبوت او باشد حضرت میر علیہ السلام فرمودند کہ من کدام وقت گفتم کہ ولایت من افضل از نبوت نبی است یا من افضل از نبی ہستم یا ولی را بر نبی فضیلت است بعدہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند بارے بدانید کہ معنی نبوت چیست و ولایت چہ چیز است۔

(ترجمہ) علماء نے پھر ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ ولایت کو نبوت پر فضیلت دیتے ہیں؟ فرمایا کہ بندہ فضیلت دیتا ہے یا رسول اللہ صلعم دیتے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ علماء نے کہا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نبی کی ولایت اس نبی کی نبوت سے افضل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میری ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے یا میں نبی سے افضل ہوں یا ولی کو نبی پر فضیلت ہے۔ اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار پھر غور تو کرو کہ نبوت کے معنی کیا ہیں اور ولایت کیا ہے۔

(۱۷) باز سوال کردند کہ شما ایمان را زیادت و نقصان میگوئید و امام اعظم فرمودہ اند کہ الایمان لا یزید ولا ینقص حضرت میر علیہ السلام فرمودند کہ حق تعالیٰ فرمودہ است انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا (جزء ۹ رکوع ۱۵) و آنچہ امام اعظم گفتہ اند از ایمان خود خبر دادند کہ ایمان الہم

---

[1] کہ اللہ علیہ السلام (ا-۱) (ب-ب)، (غ-ب ۱۷-ج) [2] یا من افضل از نبی (ب-۱) [3] آیت کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے (غ-ب)۔ (ا-ج)، (ا-۱)

بکمال رسیدہ بود بعد از کمال نہ زیادہ شود نہ نقصان۔

(ترجمہ) علماء نے پھر ایک مرتبہ سوال کیا کہ آپ ایمان کی کمی وزیادتی کے قائل ہیں حالانکہ امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ "ایمان بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے" حضرت میر انعلیہ السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ بیشک جو لوگ مومنین ہیں جب (ان کے سامنے) اللہ کی یاد کیجائے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ (آیتیں) انکا ایمان بڑھا دیتی ہیں (جزء ۹ رکوع ۱۵) اور امام اعظمؒ نے جو کہا ہے (فی الحقیقت) اپنے ایمان کی خبر دی ہے کیوں کہ ان کا ایمان کمال کو پہنچ چکا تھا۔ کامل ہو جانے کے بعد ایمان نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔

(۱۸) باز سوال کردند کہ شما کسب را حرام میگوئید حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند مومن را کسب حلال است مومن باید شد در قرآن مجید تامل باید کرد کہ مومن کرا میگویند۔

(ترجمہ) علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کسب کو حرام کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ مومن کے لئے کسب حلال ہے مومن بننا چاہیئے اور قرآن میں غور تو کرو کہ مومن کس کو کہتے ہیں۔

(۱۹) باز سوال کردند کہ شما میگوئید کہ خدا تعالیٰ را در دار دنیا[1] کہ دار فنا است بچشم سر می تواں دید حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ حق تعالیٰ میگوید یا بندہ؟ (کما قال اللہ تعالیٰ) من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا (جزء ۱۵ رکوع ۸) ایضاً فمن[2] کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا (جزء ۱۶ رکوع ۳) ایضاً الا انھم فی مریۃ من لقاء ربھم الا انہ بکل شئ محیط (جزء ۲۴ رکوع ۱)۔

بعد ازاں سوال کردند کہ قرار سنت وجماعت آنست کہ مراد از ین آیات دیدن خدا در آخرت است فرمودند کہ وعدۂ خدا تعالیٰ مطلق است ما ہم مطلق می گوئیم مقید نمی کنیم۔

---

[1] "در دنیا" (د۔ ب)۔ [2] یہ آیت ان نسخوں میں درج نہیں ہے (ا۔ا) (د۔ب) (ا۔ب)

وسنت وجماعت ہم ناجائز و ناممکن در دار دنیا نہ گفتہ[1] اند در کلام ایشاں خوب طریق فہم باید کرد کہ چہ گفتہ اند۔

(ترجمہ) علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں جو کہ دارِ فنا ہے خدا کو چشم سر سے دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا بندہ کہتا ہے (چنانچہ اللہ نے فرمایا)۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ رہیگا۔ (جزء ۱۵ رکوع ۸)

ایضاً۔ جو شخص اپنے رب کے لقاء کا امیدوار ہو اسے چاہیئے کہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (جزء ۱۶ رکوع ۳)

ایضاً۔ جو لوگ اپنے رب کے لقاء کے بارے میں مبتلائے شک ہیں ان کو خبردار ہو جانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بیشک ہر چیز پر محیط ہے۔ (ان آیات کے بارے میں) علماء نے پھر سوال کیا کہ علماء اہل سنت وجماعت (جزء ۲۰ رکوع ۱) نے تو ان آیات سے آخرت میں دیدار خدا مراد لی ہے، آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا وعدہ تو مطلق ہے ہم بھی مطلق کہتے۔ مقید نہیں کرتے اور اہل سنت وجماعت نے بھی دار دنیا میں ناجائز اور ناممکن نہیں کہا ہے۔ ان کے کلام کو بہت اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ انھوں نے کیا کہا ہے۔

(۲۰) بعد ازاں سوال کردند کہ شما آیاتِ رحمت و رجا کمتر بیان میکنید و آیات قہر و خوف بیشتر بیان می کنید تا بندہ نا امید می شود۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخوك من حذرك لا من غرك۔

(ترجمہ) اس کے بعد علماء نے سوال کیا کہ آپ آیات رحمت و رجا بہت کم بیان کرتے ہیں اور آیاتِ قہر و خوف زیادہ؟ اس سے بندہ نا امید ہو جاتا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔ آنحضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ تیرا بھائی وہ ہے جس نے تجھے ڈرایا نہ وہ جس نے تجھے دھوکہ میں ڈالدیا۔

---

[1] "گفتہ اند" کے بعد کا جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج)، (غ۔ ب)

(۲۱) باز گفتند کہ شما از علم خواندن ہم منع می کنید حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ بندہ تابع محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم است۔ آنچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع نکردہ باشد بندہ چگونہ منع کند۔ بندہ ذکر دوام را فرض میگوید بامر اللہ و بحکم کتاب اللہ ہر چہ مانع ذکر است آں ممنوع است چہ علم خواندن و چہ کسب کردن و چہ با خلق اختلاط کردن و مشغول[1] شدن و چہ خوردن و خسپیدن غفلت حرام است و ہر چہ[2] موجب غفلت است حرام[3] است۔

ترجمہ۔ علماء نے سوال کیا کہ آپ علم پڑھنے سے بھی منع کرتے ہیں؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہے۔ جو کچھ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا ہو بندہ کیسے منع کریگا۔ بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم سے ذکر دوام کو فرض کہتا ہے۔ جو کچھ مانع ذکر ہو وہ ممنوع ہے۔ خواہ علم پڑھنا اور کسب کرنا خواہ لوگوں سے میل جول رکھنا خواہ کھانا و سونا ہو بہر حال غفلت حرام ہے۔ اور جو کچھ موجب غفلت ہے حرام ہے۔

(۲۲) باز گفتند کسانِ شما از استاداں و پیراں برگشتہ اند و بے ادبی میکنند بلکہ ازیشاں بیزار شدہ اند۔ بر ایشاں[4] عیب می کنند حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ شما مسئلہ شرعی فراموش کردید کہ اگر کسے دختر خود بہ کسے[5] نکاح کردہ داد بعد از مدتے ظاہر شد کہ عنین است۔ در شرع شریف تفریق کنند یا نہ کنند۔ و ہر کالائے کہ بہ گمان سلامتی خرید میکنند و اگر عیب شرعی در وے ظاہر شود و اپس می دہند یا نہ؟ پس مقصود دینی از مقصود دنیاوی کمتر شد کہ حاصل شود یا نہ شود پیوند نہ باید برید و بیزار نباید شد۔ و مقصود[6] دینی از جائے دیگر طلب نہ باید کرد۔ زہے طلب دنیا و زہی طلب دیدار خدائے تعالیٰ کہ در طلب مقصود دنیاوی تفریق و بیزاری و جدائی روا می دارند و

---

[1] "مشغول شدن" ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج) (ب۔ ا) [2] "و ہر چہ موجب غفلت است حرام است" ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج)۔ (ج۔ ب)

[3] "حرام باشد" (ب۔ ا) [4] "بر ایشاں عیب میکنند" اس نسخہ میں نہیں ہے۔ (غ۔ ب)، [5] یعنی نکاح کردہ دادہ او چند روز پوشیدہ حال بود بعد از مدتے (ب۔ ا) [6] مقصود دینی از گفتار پیغمبر تمام معاملات شرعی کہ در کتب فقہ مذکور است (ا۔ ج) (غ۔ ب)

درحصول مقصود دینی روانی دارند. رحم اللہ من انصف۔

باز گفتند کہ با شما بحث چوں تواں کرد کہ شما مقید بہ مذہب نیستند۔ ہر چہ جواب میگوئید مطلق از قرآن میگوئید و در قرآن تفہیم ندارید ما مقید بہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کوفی ایم۔ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ من بہ ہیچ مذہب مقید نہ ام امامذہب ما کتاب اللہ است وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باینہم قرار دہید کہ ہر کہ از مذہب امام اعظم[1] پیرو باشد و عامل برخلاف مذہب باشد حکم او چیست باز فرمودند کہ نادان معنی مذہب چہ دانستہ اند معنی مذہب رفتار امام است گفتار تمام معاملات شرعی کہ در کتب فقہ مذکور است گفتار پیغمبر است نہ عمل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس مذہب امام اعظمؒ عمل امام است کہ مشہور است۔

ترجمہ۔ علماء نے پھر سوال کیا کہ آپ کے لوگ استادوں اور پیروں سے برگشتہ ہو گئے ہیں اور بے ادبی کرتے ہیں بلکہ ان لوگوں سے بیزار ہو گئے ہیں۔ ان پر عیب لگاتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم شرعی مسئلہ بھول گئے ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کو کسی کے نکاح میں دیدے اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہو کہ عنین ہے تو از روئے شرع شریف جدا کر دیتے ہیں یا نہیں؟ اور جس مال کو اچھا سمجھکر خرید لیتے ہیں اگر اس میں شرعی عیب ظاہر ہو جائے تو واپس کر دیتے ہیں یا نہیں (تم لوگوں کے پاس) دینی مقصود دنیاوی مقصود سے کمتر ہو گیا ہے کہ حاصل ہو یا نہ تعلق نہ توڑا جائے اور بیزار نہوں۔ اور مقصود دینی دوسری جگہ سے طلب نہ کریں۔ کہاں طلب دنیا؟ اور کہاں طلب دیدار خدائے تعالیٰ؟ (افسوس کہ) دنیاوی مقصود میں تو تفریق و بیزاری و جدائی جائز رکھتے ہیں مقصود دینی کے حصول میں جائز نہیں رکھتے!! اللہ اس پر رحم فرمائے جو انصاف کرے۔

علماء نے کہا کہ آپ کیساتھ بحث کیسے کیجائے جبکہ آپ کسی مذہب کے پابند نہیں ہیں۔ جو کچھ جواب

---

[1] ۔ بیرون باشد (ب۔ ا)

دیتے ہیں مطلق قرآن سے دیتے ہیں اور ہم قرآن کے بارے میں سمجھ نہیں رکھتے ہم امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے پابند ہیں
حضرت میر انعلیہ السلام نے فرمایا کہ میں کسی مذہب کا پابند نہیں ہوں لیکن میرا مذہب کتاب اللہ وسنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے باوجود فرض کرو کہ جو شخص امام اعظمؒ کے مذہب کا پیرو ہے اور اس مذہب کے
خلاف عمل کرتا ہے تو اس پر کیا حکم ہے؟ پھر فرمایا کہ نادان لوگوں نے مذہب کے کیا معنی سمجھ رکھے ہیں۔
مذہب کے معنی امام کی رفتار ہے نہ کہ گفتار اور تمام شرعی معاملات کے بارے میں جو مسائل کتب فقہ میں
مذکور ہیں گفتار پیغمبر ہے نہ کہ عمل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس امام اعظم کا مذہب ان کا عمل ہے جو کہ مشہور ہے۔
(۲۳) باز گفتند شما مسلمان را کافر میگوئید وامر میکنید کہ مومن شوید۔ حضرت مہدی علیہ السلام
فرمودند کہ ما مذہب کتاب اللہ پیش کردہ ایم ہر کرا کتاب اللہ مومن می گوید ما مومن میگوئیم وہر کرا
کتاب اللہ کافر گوید اورا کافر می گوئیم از خود چیزے نمی گوئیم ما تابع کتاب اللہ ہستیم کتاب خدائے
را پیش کردہ ایم وخلق را سوئے توحید وعبادت دعوت میکنیم ومن برائے ایں کار مامورم از حضرت
باری تعالیٰ۔ وعلما مخالفت می کنند معلوم نمی شود کہ موجب مخالفت ایشاں چیست۔ اگر از بندہ
سہوے[1] شدہ باشد برایشاں فرض است کہ اعلام[2] کنند تا اتفاق کردہ بر کتاب اللہ عمل کردہ شود[3]
وبراں دعوت کردہ شود۔ کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ وان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ۔
(جزء ۵ رکوع ۸) ای الی کتاب اللہ۔ ہر کہ از کتاب خدائے تعالیٰ قدم بیرون نہادہ باشد توبہ کند و
اگر توبہ نہ کند واجب القتل است۔

ترجمہ۔ علماء نے سوال کیا کہ آپ مسلمان کو کافر کہتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ مومن بنو؟ حضرت مہدی علیہ السلام
نے جواب دیا کہ ہم نے کتاب اللہ کا مذہب پیش کر دیا ہے جس کسی کو کتاب اللہ مومن کہتی ہے ہم بھی مومن
کہتے ہیں اور جس کسی کو کتاب اللہ کافر کہتی ہے اس کو ہم بھی کافر کہتے ہیں۔ اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں لگاتے

---

[1] سہوے یا غلطے شدہ باشد (ب۔ا) [2] اعلام کنند کما قال اللہ تعالیٰ (ا ج) (غ۔ب) [3] عمل کردہ شود قال اللہ تعالیٰ (ب ا)

ہیں۔ ہم کتاب اللہ کے تابع ہیں۔ خدا کی کتاب پیش کر دیئے ہیں اور مخلوق کو توحید و عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور ہم بارگاہ رب العزت کی طرف سے اسی کام پر مامور ہیں۔ اور علماء ہماری مخالفت کرتے ہیں لیکن مخالفت کا سبب معلوم نہوا۔ اگر بندہ سے کوئی سہو ہوگیا ہے تو ان کا فرض ہے کہ معلوم کریں تاکہ اتفاق کے ساتھ کتاب اللہ پر عمل کیا جاسکے اور اسی پر دعوت کیجا سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اگر تم میں کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف ہوجائے تو اس اختلاف کو اللہ کی طرف رجوع کردو" (جزء ۵ رکوع ۴) یعنی اللہ کی کتاب کی طرف۔ جو شخص کتاب اللہ سے بے راہ ہوگیا ہو اس کو توبہ کرلینا چاہیئے اگر توبہ نہ کرے (مُصِر رہے) تو وہ واجب القتل ہے۔

(۲۴) باز گفتند کہ علامت مہدی موعود آنست کہ بروے شمشیر کار نہ کند حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ کار شمشیر بریدن است و کار آب غرق کردن است و کار آتش سوختن است پس معنی حدیث رسول اللہ آنست کہ کسے بر مہدی قادر نہ شود و نتواند گشت۔

ترجمہ۔ علماء نے پھر سوال کیا کہ مہدی موعود کی علامت تو یہ ہے کہ ان پر تلوار کارگر نہ ہوگی؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تلوار کا کام کاٹنا ہے اور پانی کا کام غرق کردینا ہے۔ آگ کا کام جلانا ہے۔ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ کوئی طاقت مہدی پر قادر ہو ہی نہ سکیگی۔

(۲۵) واز اکثر یاراں روایت کردہ شدہ است کہ چوں حضرت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم در خراسان رفتند و بہ شہر فراہ اقامت کردند خبر پراگندہ شد کہ سیدے آمدہ دعوی[1] می کنند کہ من مہدی موعود ہستم و بر خلق تصدیقِ من ثابت و لازم است۔ قاضی آں شہر مرکوتوال را گویا[2] نید کہ برود و جملہ[3] اسباب خرد و بزرگِ ایں گروہ را تاراج کردہ بیارد۔ بعدہ کوتوال کسانِ خود را با نبوہے فرستاد۔ چوں ایشاں آمدند آں زماں حضرت میر انعلیہ السلام با یاران بیروں نشستہ بودند۔ یاراں[4] باختیاری جنگ

---

[1] آمدہ دعوے مہدیت میکند خلق را بر تصدیق خود حکم میکند (ا۔ ج) (ع۔ ب) [2] فرستاد کہ برود (ب۔ ا)

[3] "جملہ خرد و بزرگ را" (د۔ ب) (ا۔ ا) [4] یاراں رخصت مقابلہ طلب کردند (د۔ ب) (ا۔ ا) با یاراں رخصت طلب کردند (ب۔ ا)

رخصت طلب کردند. حضرت مہدی علیہ السّلام فرمودند کہ بندہ تابع فرمان حضرت رب العالمین است و من تابع فکر کسے یا فکر خود نہ ام صبر بکنید اگر دنبال من ہستید و بر من تصدیق دارید بعد کسان کوتوال جملہ اسباب فقراء مردان و زنان تا سرپوش زنان ہم تاراج کردند۔ بعد پیش حضرت مہدی علیہ السلام آمد طلب شمشیر و سلاح کردند حضرت مہدی علیہ السّلام اول شمشیر خود از خود علحدہ کردہ پیش نہادند بعدہ ہمہ یاران تسلیم شدند و موافقت امام خود کردند۔ او شاں تمام اسباب[1] بردند ہمدراں شب حاکم آں[2] ولایت بخواب دید کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایستادہ نیزہ[3] بر سینۂ او نہادہ فرمودند کہ در مملکت تو پسر فرزند من چنیں ظلم[4] شدہ است پس حاکم ہیبت زدہ جواب داد کہ یا رسول اللہ من خبر ندارم[5]۔ علی الصباح[6] تفحص کنم۔ فی الحال بیدار شدہ کوتوال را طلبیدہ گفت کہ من چنیں خواب دیدہ ام تو چہ کردہ کوتوال آنچہ کیفیت بود من و عن فرا نمود[7]۔ بعدہ بادشاہ قاضی را طلبیدہ حبس کردہ از عہدۂ او دور گردانید۔ و بملازمت حضرت گویانید کہ آنچہ حکم حضرت باشد بر قاضی چناں کنیم و بعضے علماء و منصفان خود را پیش حضرت مہدی علیہ السّلام بطریق عذر خواہی و بطریق تحقیق کردن احوال دعوے مہدیت حضرت امام علیہ السّلام فرستاد و گویانید کہ آنچہ تلف شدہ باشد تذکرہ کردہ بدہید تا اضعاف خواہم فرستاد[8]۔ ایشاں آمدہ عذر خواہی کردند و تذکرۂ تلف اسباب کردند۔ بعدہ حضرت مہدی علیہ السّلام فرمودند کہ از آنِ ما ہیچ تلف نہ شدہ است۔ ما جز خدائے تعالیٰ ہیچ نداریم و خدائے من از من تلف نہ شدہ است بعدہ ایشاں چند سوال ہا علمی کردند حضرت مہدی علیہ السّلام ایشاں را جواب باصواب فرمودند ایشاں واپس گشتہ آنچہ مذاکرہ بود من و عن گفتند و کسے

---

[1] ۔ در پیش بادشاہ آنولایت آوردند (ب۔۱) [2] ۔ بادشاہ آنولایت کہ دراں شہر بود (د۔ب) (ا۔۱) [3] با نیزہ بر سینہ او ایستادہ میگویند (د۔ب) (ا۔۱) (غ۔ب) (ا۔ج) [4] ظلم کردند (ب۔۱)۔ [5] ۔ با ہیبت (د۔ب) [6] ۔ نمی دانم (ا۔۱) (د۔ب) (غ۔ب) [7] فردا (ا۔ج) (غ۔ب) [8] گفت (د۔ب) (ا۔۱) (ب۔۱)

[9] ۔ بہ بفرستم (د۔ب) (ا۔۱)

کہ درمیان ایشاں عالمتر بود و گفت اے[1] بادشاہ علم من بیش علم آن سید ہمچوں قطرہ پیش دریاست
پس بادشاہ با وزیر معتبر و محتشم و مہیب مسمی بہ میر ذوالنون مشورت کرد کہ[2] دعوے کلان است
چہ باید کرد او گفت کہ من با شوکت و قوت و با اسباب جنگ و با قہر و غلبہ پیش او میروم اگر طاقت
آں ندارد و بہ ما توجہ کند و التفات نماید کاذب باشد والا[3] اگر بے نیازی کند و ما را ہیبت او آید
و من توجہ سوئے او کنم لاشک مہدی موعود باشد کہ جز مہدی ایں طاقت کسی[4] ندارد بادشاہ
را سخن وزیر قابل[5] آمد رضا داد کہ ہمچنیں بکن علی الصباح چنانچہ گفتہ بود ہمچناں کرد چوں آواز
مزامیر لشکر در گردہ فقرا رسید و دبدبہ لشکر دیدند آواز شد کہ لشکر برائے قتل و نہب و
تاراج آمد بعضی فقیراں در تحیر افتادند یکے برائے خبر کردن پیش حضرت مہدی علیہ السلام آمد
عرض[6] کرد کہ لشکر بادشاہ آمد چہ تدبیر باید کرد حضرت میر الیہ السلام بر و تنگ آمدہ فرمودند کہ
بادشاہ یکی است کہ بے وزیر است ہم دریں لشکر در رسید و تمام حجرہا را گرد کردہ ایستاد
میر ذوالنون خود با ہیبت و استغنا پیش حضرت مہدی علیہ السلام آمد کسی التفات باو
نکرد او متحیر شد از اسپ فرود آمد و ہیبت در دل او پدید[7] گشت بہ ادب بہ نشست حضرت
مہدی علیہ السلام دعوت شروع کردند[8] بہ اطمینان چنانچہ ہمیشہ میکردند میر ذوالنون بہ ادب
دعوت شنیدن گرفت حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند نزدیک بیا۔ نزدیک بیامد باز

---

[1] اے خوندکار (غ۔ب) [2] مشورت کرد کہ چہ باید کرد گفت کہ برائے انچہ تلف شدہ است فی الحال باید فرستاد بعدہ من با شوکت و قوت الخ (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا) [3] "الا" نہیں ہے (د۔ب) "کسے" نہیں ہے (د۔ب)
[5] قابل معقول آمد (ب۔ا) قابل (د۔ب) [6] اعلام نمود (د۔ب) (ا۔ا)۔
[7] گرد کردند (د۔ب) (ا۔ا) گرداگرد کردند (ب۔ا)۔ [8] پدید آمدہ (د۔ب) (ا۔ا) پدید آمد (ب۔ا) [9] حضرت امیر (غ۔ب) [10] بہ اطمینان و سکینہ (د۔ب)

فرمودند نزدیک تر بیا۔ نزدیک شد و لے در دلے او ہیبت دیدار و ہیبت دعوت پدید آمد و لے قوت گرفتہ عرض نمود اگر شما مہدی لغوی باشید معقول است و اگر اصطلاحی ہستید حجت و برہان باید نمود۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ حجت و برہان نمودن کار حق تعالیٰ است و بر ما کار تبلیغ است۔ دانشمندے کامل در آں مجلس ہمراہ وزیر بود اسم آں ملا نور کوزہ گر بہ بلند آواز گفت اگر مہدی آمدنیست پس ہمیں مرد است وگرنہ ہرگز نخواہد آمد۔ شما نکو طریق بدانید بعدہ میر ذوالنون گفت ما نوکر مہدی ایم۔ و ما غلام مہدی ایم۔ ہر جا کہ تیغ زدنی باید تیغ زنیم۔ و مخالفان مہدی را بکشیم۔ شما مہدی ما و ما ناصر شما ایم۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ تیغ بر نفس خود بزن کہ در بے راہی نیفگند و ناصر مہدی حقتعالیٰ است و ناصر گردہ مہدی نیز حقتعالیٰ۔ ایں سخن فرمودند و سلام علیکم گفتہ برخاستند و بطرف حجرہ روان شدند میر ذوالنون دنبال شد تا وداع کند۔ کسے عرض رسانید کہ میر ذوالنون اذن می خواہد تا باز گردد۔ بسوے او التفات کردند و فرمودند السلام علیکم و درون حجرہ رفتند۔ میر ذوالنون باز گشت بعد ازاں اکثر خلق مطیع شدند و تصدیق کردند و رسوم و عادات خود ترک کردند در فرمودۂ حضرت میراں علیہ السلام انقیاد نمودند۔

ترجمہ اکثر صحابہ سے روایت کیگئی ہے کہ جب حضرت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم خراسان تشریف

لے۔ باز بیاید و عرض نمود اگر شما مہدی موعود ہستید برہان باید نمود (ا۔ج) (غ۔ب) ۔ لے ہیبت دعوت (ا۔م) (د۔ب)

لے۔ و لے قوت گرفتہ گفت کہ (ب۔ا) آمد و عرض نمود (د۔ب) (ا۔ا) (غ۔ب) (ا۔ج) لے۔ گفت کہ (د۔ب) ۵ے۔ منقول است (ب۔ا)

لے۔ باشید (د۔ب) ۷ے۔ بود باواز بلند گفت (د۔ب) (ا۔ا) ۸ے۔ (ما غلام مہدی ایم) نہیں ہے (د۔ب) ۹ے۔ است ایں سخن فرمودند (د۔ب) (ب۔ا) ۱۰ے (برخاستند) نہیں ہے۔ (د۔ب) ۔ ۱۱ے رسوم و عادت خود بر فرمودہ حضرت مہدی علیہ السلام ترک کردند و انقیاد نمودند (د۔ب)

لے گئے آپ نے شہر فراہ میں اقامت فرمائی اور یہ کیفیت مشہور ہوئی کہ ایک سید آئے ہوئے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور خلق پر میری تصدیق ثابت و لازم ہے۔ اس شہر کے قاضی نے خاص طور پر کوتوال کو حکم دیا کہ جاؤ۔ اس جماعت کے چھوٹے بڑوں کو جو کچھ بھی ان کا اسباب ہو تاراج کر کے پکڑ لاؤ۔ کوتوال نے اپنے پولیس کے جوانوں کی کثیر جماعت روانہ کی۔

جب پولس یہاں آئی اس وقت حضرت مہدی علیہ السّلام اپنے صحابہ کے ساتھ باہر تشریف فرما تھے۔ صحابہ نے جنگ کی تیاری کے لئے اجازت طلب کی۔ حضرت مہدی علیہ السّلام نے فرمایا کہ بندہ حضرت رب العالمین کے فرمان کا تابع ہے۔ کسی کی فکر بلکہ خود اپنی فکر کا تابع نہیں ہے۔

اگر تم میری اتباع میں ہو اور میری تصدیق کرتے ہو تو صبر کرو۔ بالآخر جوانان پولیس نے فقرا کا اور ان کے زنانہ حصہ کا پورا سامان حتیٰ کہ عورتوں کی چادریں تک تاراج کر دیں۔ اس کے بعد مہدی علیہ السلام کے پاس آکر انہوں نے تلوار و ہتیار طلب کئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی تلوار اپنے سے الگ کر کے حوالے کر دی پھر تمام صحابہ نے بھی اپنے اپنے ہتیار حوالے کر دیئے انھوں نے اپنے امام کی پوری اتباع کی۔ وہ لوگ تمام اسباب لیکر چلے گئے۔ اسی رات اس شہر کے حاکم (اعلیٰ) نے خواب دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اس کے سینہ پر نیزہ رکھکر فرما رہے ہیں کہ تیری مملکت میں میرے فرزند پر کتنا ظلم ہوا ہے؟ حاکم نے ہیبت کے عالم میں جواب دیا لہ یارسول اللہ مجھے خبر نہیں۔ علی الصباح تحقیق کروں گا۔ اسی حال میں بیدار ہوا۔ کوتوال کو بلایا اور خواب کا حال بیان کر کے پوچھا کہ تو نے کچھ کیا ہے؟ کوتوال نے ساری روئداد تفصیلاً پیش کر دی۔ اس کے بعد بادشاہ نے قاضی کو طلب کیا اور قید کر کے عہدۂ قضارت سے برطرف کر دیا اور حضرت مہدی علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کروایا کہ قاضی کے بارے میں آپ جو حکم دیں عمل کروں گا۔ اور اپنے بعض علما اور بعض منصفین کو عذر خواہی اور دعوی مہدیت کی تحقیق کے لئے حضرت مہدی

کی خدمت میں روانہ کیا اور عرض کروایا کہ جو سامان تلف ہو چکا ہے اس کی فہرست دی جائے تاکہ دوگنا سامان بھیجدوں۔ ان لوگوں نے عذرخواہی کی اور تلف شدہ سامان کی فہرست طلب کی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری آن (ملک) کا کچھ حصہ بھی تلف نہیں ہوا ہے۔ ہم بجز خدائے تعالیٰ کے کچھ نہیں رکھتے اور ہمارا خدا ہم سے چھوٹا نہیں اس کے بعد ان لوگوں نے چند علمی سوالات کئے حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کے باصواب جواب دیئے۔

ان لوگوں نے واپس آکر جو کچھ گزرا پورا پورا بیان کر دیا اور ایک شخص جو اس جماعت میں بڑا عالم تھا اس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ میر اعلم، ان سید صاحب کے علم کے مقابلہ میں قطرہ اور دریا کی نسبت رکھتا ہے۔

پس بادشاہ نے اپنے معتبر و محتشم دہیب وزیر میر ذوالنون سے مشورہ کیا کہ دعویٰ تو بہت بڑا ہے کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے رائے دی کہ میں شوکت و قوت اور اسباب جنگ اور شانِ قہر و غلبہ کے ساتھ ان کے پاس جاتا ہوں اگر وہ اس کی تاب نہ لاسکیں اور میری طرف متوجہ ہو جائیں تو ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ ورنہ اگر بے نیازی برتیں اور ہم پر ان کا رعب طاری ہو جائے اور ہمارے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں تو بے شک مہدی موعود ہیں۔ کیوں کہ بجز مہدی موعود کے کوئی ایسی طاقت نہیں رکھتا۔ وزیر کا یہ مشورہ بادشاہ کو پسند آیا۔ اور اجازت دی کہ یہی تدبیر اختیار کرے۔ دوسری صبح کو وزیر نے یہی کیا جب فوج کے باجوں کی آوازیں آنے لگیں اور مشہور ہوا کہ یہ لشکر قتل و تاراج کے لئے آرہا ہے اور فقراء نے لشکر کا دبدبہ دیکھا تو بعض فقراء حیرانی میں پڑ گئے۔ اور ایک فقیر تو خبر دینے کے لئے حضرت کی خدمت میں چلے آئے۔ اور عرض کیا کہ بادشاہ کی فوج آچکی ہے کیا تدبیر کیجائے حضرت میراں علیہ السلام نے ان فقیر پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ بادشاہ تو ایک ہی ہے جس کا کوئی وزیر نہیں۔ اتنے میں فوج آہی گئی اور (دائرہ فقراء کے) تمام حجروں کا اس نے محاصرہ کرلیا

اور میر ذوالنون رعب و استغنار کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف بڑھنے لگے۔ (اہل دائرہ سے) کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ میر ذوالنون پر حیرت طاری ہوئی اور گھوڑے سے اتر پڑے اور دل دہلنے لگا۔ ادب سے بیٹھ گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے دعوت مہدیت کا بیان شروع فرما دیا۔ اسی طمانیت و سکون کیساتھ جیسا کہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ میر ذوالنون با ادب بیان سننے لگے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا نزدیک آجاؤ میر ذوالنون قریب ہوئے۔ آپ نے فرمایا اور قریب آجاؤ۔ وہ اور قریب ہو گئے لیکن دل پر ہیبت طاری ہونے لگی (اس کے باوجود) انھوں نے دل تھام کر عرض کیا کہ اگر آپ لغوی مہدی ہیں تو یہ ایک معقول بات ہے اگر اصطلاحی مہدی ہیں تو حجت و برہان چاہیئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حجت و برہان دکھانا تو خدائے تعالیٰ کا کام ہے ہمارا کام صرف تبلیغ ہے۔ اس مجلس میں ایک فاضل سمجھدار صاحب بھی وزیر موصوف کے ساتھ موجود تھے جن کا نام ملا نور کوزہ گر تھا انھوں نے بلند آواز سے کہا کہ اگر مہدی موعود آنا ہی ہے تو وہ یہی ہستی ہیں۔ ورنہ پھر کوئی مہدی ہرگز نہ ہو سکیگا۔ آپ لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو! اس کے بعد میر ذوالنون نے کہا کہ ہم مہدی کے غلام ہیں۔ اور انھیں کے ملازم ہیں جس جگہ تیغ چلانے کی ضرورت ہو گی ہم تیغ چلائیں گے اور مہدی کی مخالفت کرنے والوں کو قتل کریں گے۔ آپ ہمارے مہدی ہیں اور ہم آپ کے نامہ ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیغ اپنے نفس پر چلاؤ تاکہ وہ گمراہ نہ کر دے اور مہدی کا ناصر تو اللہ ہے۔ اور مہدی کی جماعت کا ناصر بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بیان فرمایا اور السلام علیکم کہکر اٹھ گئے اور حجرہ کی طرف تشریف لے جانے لگے میر ذوالنون بھی پیچھے چلنے لگے تاکہ رخصت چاہیں۔ کسی نے حضرت سے عرض کی کہ میر ذوالنون رخصت ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام میر ذوالنون کی طرف پلٹ کر صرف السلام علیکم کہتے ہوئے حجرہ میں داخل ہو گئے میر ذوالنون بھی واپس چلے گئے۔ اس کے بعد بہت زیادہ لوگوں نے تصدیق و اطاعت کا شرف حاصل کیا۔ اور اپنے طور طریق چھوڑ کر حضرت کی تعلیم کی پیروی اختیار کی۔

(۲۶) ونیز[1] منقول است کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند تاثیر حق ہمچو ماہ اول است وحجت دادن کار خداوند است حجت دہد یا نہ دہد۔ بندہ را دریں چہ کار است بر ما تبلیغ است

ترجمہ نیز روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا حق کی تاثیر پہلے دن کے چاند کے مانند ہے دلیل پہنچانا خدا کا کام ہے وہ چاہے دلیل[2] پہنچائے یا نہ پہنچائے بندہ کو اس میں کیا دخل ہے ہمارا کام صرف تبلیغ ہے۔

(۲۷) نقلست کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند تاثیر حق ہمچو ماہ اول روز است کہ ہر روز زیادہ تر شود تا آنکہ بکمال رسد و تاثیر بطلان[3] ہمچو ماہ شب چہار دہم است کہ ہر روز نقصان میشود تا ناپید گردد کما قال سبحانہ و تعالیٰ[3] ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (جزء ۱۰ رکوع ۱۱) وایضاً قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (جزء ۱۵ رکوع ۹)

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا حق کی تاثیر پہلی تاریخ کے چاند کے مانند ہے کہ ہر روز زیادتی ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ کامل ہو جاتی ہے اور باطل کی تاثیر چودھویں شب کے چاند کے مانند ہے کہ ہر روز کمی ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ روشنی ناپید ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وہ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو پورے دین پر غالب کر دے"۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل تو مٹنے ہی والا ہے" (جزء ۱۵ رکوع ۹)

---

[1] روایت ۲۶ ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (د۔ ب) (ب۔ الف) [2] مراد معجزہ [3] باطل

[3] ان نسخوں میں آیات مقدم و موخر (د۔ ب) (ا۔ ا) (ب۔ ا)

باب دوم

در بیان انکار حضرت مہدی علیہ السّلام

(۲۸) حضرت مہدی علیہ السّلام فرمودند ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازیں احکام یک حرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ گردد۔

ترجمہ ۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو حکم کہ بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو شخص ان احکام سے ایک حرف کا بھی منکر ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ماخوذ ہوگا۔

(۲۹) و فرمودند ہر کہ از مہدیت این ذات منکر شود او از خدا و از رسول خدا منکر باشد۔ اکثر مہاجران متفق علیہم[1] این نقل کردہ اند۔ در محضرہ[2] کہ ہمہ یکجا شدہ بودند در موضع کھانبل بندگیمیاں نعمتؓ با آواز بلند فرمودند کہ اے یاراں این نقل بشنوید تا اعتقاد درست گردد۔ میانسید خوندمیرؓ را فرمودند کہ این نقل کسان خود را بشنوانید تا اعتقاد درست گردد۔ بندگیمیانسید خوندمیرؓ فرمودند کہ ایشاں شب و روز ہمیں میشنوند۔ ہمہ[3] برادراں در آں مجلس قرار دادند کہ بغیر عبارت کسے را کافر نگویند یعنی منکران مہدیؑ را۔ بندگیمیاں[4] ملکجو فرمودند کہ این مقدار بیاموزد کہ قال اللہ تعالیٰ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من انکر المہدی فقد کفر۔ و نیز ہر یکے اقرار کردند کہ در خراساں[5] پیش حضرت مہدی علیہ السلام بعضے یاران التماس کردند کہ بعضے برادران در شہر میروند خلق را کافر میگویند فرمودند کہ ایشاں را تعزیر کنید و باز فرمودند کہ بیچارگاں را بداں سبب تعزیر مکنید کہ گفتن نمیدانند اکنوں ما را ہم میباید کہ بغیر عبارت مذکور کسے را کافر نگوئیم[6]

(جز ۱۲ رکوع ۲)

---

[1] متفق علیہم نیست (د۔ب) [2] و دیگر نقلہا ہمہ بریں منوال کردند ازیں محضرہ ہمہ یکجا شدہ بودند (ب۔۱) [3] ہمہ برادراں در مجلس با میانسید خوندمیرؓ تجدید بیعت کردند و قرار دادند کہ الخ (د۔ب)۔(ا۔۱) ہمہ برادراں در مجلس با میانسید خوندمیرؓ تجدید بیعت کردند و نقلست کہ بعضے گفتند کہ کسے بے عبارت کافر نگوید یعنی منکران مہدیؑ را کہ در خراساں پیش حضرت مہدیؑ بعضے یاراں التماس کردند گفتند کہ بعضے برادراں در ون شہر میروند (ب۔۱۰) [4] (مہدیؑ) کے بعد او نیز ہر یکے اقرار کردند کہ در خراساں تا کسی را عبارت نہیں ہے۔ (د۔ب) [5] "در خراساں" ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ب) (ج) (ب۔۱) [6] نگوئیم کے بعد کی پوری عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (ا۔۱) (غ۔ب) (ج)

بعدہٗ میانسید خوندمیر و میاں نعمت رضی اللہ عنہما فرمودند اگر کسے بیچارہ را عبارت نمی آید او چہ کند باقی مہاجران فرمودند اگر چیزے نمی داند ایں مقدار عبارت یاد کند قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من انکر المہدی فقد کفر و میانسید خوندمیرؓ فرمودند اگر کسے را ایں مقدار ہم نیاید او چہ کند۔ باز فرمودند کہ ناکردن تفصیر بندہ و حق پوشی کفر است یعنی حجت آموختن تقصیر است و حق نبی و مہدی پوشیدن کفر است پس ہر یکے خاموش شدند۔

ترجمہ۔ اور فرمایا کہ جو شخص اس ذات کی مہدیت سے انکار کرے۔ وہ خدا اور رسول خدا کا منکر ہے اکثر مہاجرینؓ نے اس روایت کو بالاتفاق بیان کیا ہے۔ اور بمقام موضع کھانبیل ایک مجلس میں مہاجرین جمع ہوئے تھے۔ بندگی میاں نعمتؓ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے صحابیو! اس نقل شریف کو سنو تاکہ اعتقاد درست رہ سکے اور میاں سید خوندمیرؓ سے کہا کہ یہ نقل شریف اپنے متعین کو بھی سنا دیں تاکہ اعتقاد درست ہو۔ بندگیمیاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ تو دن رات۔ یہی سنتے ہیں۔ تمام برادران مجلس نے طے کیا کہ کسی کو یعنے منکران مہدی کو بغیر عبارت کافر نہ کہیں۔

بندگی میاں ملک حجؓ نے فرمایا کہ (عبارت) کی یہ مقدار (کم از کم) سیکھ لینا چاہیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اس (مہدی) کا انکار کرے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ (جزو ۱۲ رکوع ۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مہدی کا انکار کرے کافر ہے۔ اور ہر ایک نے (اس روایت کی بنا پر) اقرار کیا کہ خراسان میں حضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ بعض برادران شہر میں جاتے ہیں اور لوگوں کو کافر کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ان لوگوں کو سزا دو پھر فرمایا کہ بیچاروں کو سزا نہ دو کیوں کہ وہ کہنا نہیں جانتے ہیں اس روایت کے لحاظ سے اب ہم کو بھی چاہیئے کہ بغیر عبارت مذکور کسی کو کافر نہ کہیں اس کے

بعد میاں سید خوندمیر و میاں نعمت رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر کسی کو (قرآن یا حدیث کی) عبارت نہ آئے تو کیا کرے۔ مہاجرین نے فرمایا کہ اگر کچھ نہ جانتا بھی ہے تو یہ عبارت (ضرور) یاد کرے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من انکر المھدی فقد کفر۔ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کسی کو اتنی عبارت بھی نہ آتی ہو تو کیا کرے۔ پھر آپ ہی نے (یہ بھی) فرمایا کہ (عبارت یاد) نہ کرنا بندہ کی تقصیر ہے اور حق پوشی کفر ہے۔ یعنی دلیل نہ سیکھنا تقصیر ہے۔ اور نبی و مہدی علیہما السلام کے برحق ہونے کو چھپانا کفر ہے۔ (اس توضیح کے بعد) سب خاموش ہو گئے۔

(۳۰) نیز نقلست کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ انکار کردن از مہدیت سید محمد بن سید خاں کفر است۔

ترجمہ نیز نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ سید محمد بن سید خاں کی مہدیت کا انکار کفر ہے۔

(۳۱) و نیز پوست خود بہر دو انگشتِ خود گرفتہ فرمودند کہ[1] ایں پوست و گوشت و استخوان و موہائے بندہ کہ است ہر کہ از مہدیت ایں ذات منکر شود کافر است۔

ترجمہ نیز حضرت نے اپنی دو انگشت مبارک سے اپنے جسم منور کا پوست پکڑ کر فرمایا کہ یہ پوست و گوشت و استخوان اور بال بال جو بندہ کا ہے۔ جو شخص اس ذات کی مہدیت سے انکار کرے کافر ہے۔

(۳۲) و نیز نقلست کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند انکار مہدی انکار محمد رسول اللہ است و انکار محمد رسول اللہ انکار قرآن است و انکار قرآن انکار خدا است۔

ترجمہ نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ انکار مہدی انکار محمد رسول اللہ ہے اور انکار محمد رسول اللہ انکار قرآن ہے انکار قرآن انکار خدا ہے۔

(۳۳) و نیز فرمودند کہ انکار مہدی انکار محمد است و انکار محمد انکار ہمہ پیغمبران است و انکار

---

[1] فرمودند ہر کہ از مہدیت ایں ذات منکر شود کافر است (د۔ب)

ہمہ پیغمبراں انکار خدا است ۔

ترجمہ اور نیز فرمایا کہ مہدی کا انکار محمدؐ کا انکار ہے اور محمدؐ کا انکار تمام پیغمبروں کا انکار ہے اور تمام پیغمبروں کا انکار خدا کا انکار ہے ۔

(۳۴) ونیز فرمودند کہ انکار مہدی انکار ہمہ کتابہا و ہمہ صحیفہائے[1] انبیائے پیشینان است[2] و انکار ہمہ پیغمبراں است ۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ مہدی کا انکار اگلے انبیاء کے تمام کتابوں اور صحیفوں کا انکار ہے اور تمام پیغمبروں کا انکار ہے۔

(۳۵) نقلست کہ کسے میراں سید محمودؓ را سوال کرد کہ شما منکر مہدی را چہ میگوئید فرمودند کافر میگوئیم باز گفت چہ میگوئید فرمودند[3] اکفر میگویم باز گفت چہ میگوئید فرمودند کہ اظلم میگویم آں سائل گفت فتح خاں می پرسد فرمودند کہ فتح خاں کدام کس است اگر سلطان محمود انکار مہدی کند کافر گردد ۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت میراں سید محمودؓ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ منکر مہدی کو کیا کہتے ہیں۔ فرمایا کافر کہتا ہوں پھر سوال کیا کیا کہتے ہو؟ فرمایا اکفر کہتا ہوں پھر کہا کیا کہتے ہو فرمایا اظلم کہتا ہوں۔ سائل نے کہا فتح خاں دریافت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ فتح خاں کون شخص ہے اگر سلطان محمود (شاہِ وقت) بھی انکار کرے تو کافر ہے۔

(۳۶) ونیز نقلست کہ سید محمد مصطفیٰ عرف غالب خاں میر السید محمودؓ را پرسید کہ منکران مہدی را چہ میفرمایند فرمودند کافر می گویم باز پرسید کہ اگر من انکار کنم؟ فرمودند اکفر می گویم۔ سید مذکور پس پا باز گشت ۔ دراں محفل[4] اکثر مہاجراں حاضر بودند ۔

---

[1] ہر صحیفہا، است کے بعد کی عبارت نہیں ہے (د۔ب) [2] و ازیں اتفاق تکفیر منکر مہدی علیہ السلام ہمچوں تکفیر منکر نبی علیہ السلام لازم آمد و نیز بر جمیع مسلمین بر ائے تکفیر منکر پیغمبر حاجت نیست پس مجلس تمام گشت و نیز نقل است کہ کسے میراں سید محمودؓ (ب ۱۰)

[3] فرمودند کافر و اکفر و اظلم می گویم (ب ۱۰) [4] مجلس (د۔ب)

ترجمہ نیز روایت ہے کہ سید محمد مصطفیٰ عرف غالب خاں نے میر اسید محمود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ منکرین مہدی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کافر کہتا ہوں۔ پھر پوچھا کہ اگر میں انکار کروں؟ فرمایا اکفر کہتا ہوں۔ سید مذکور واپس ہو گئے۔ اس مجلس میں اکثر مہاجرینؓ موجود تھے۔

(۳۷) نیز نقلست کہ روزے بندگیمیاں نعمتؓ و بندگیمیاں نظامؓ و بندگیمیاں ملکجو و بندگیمیاں دلاورؓ و بندگیمیاں لاڑ امامؓ و بندگیمیاں لاڑشہؓ نوشتہ[1] نزد بندگیمیاں سید خوندمیرؓ فرستادند کہ خلق را کافر نگوئیم اما منکران مہدی را کافر میگوئیم بر حکم عبارت چنانچہ در قرآن و احادیث مذکور است اعتقاد داریم اگر کسے سوال کند کہ منکران مہدی را چہ میگوئید بریں وجہ جواب گوئیم کہ قال اللہ تعالیٰ ومن یکفر بہٖ من الاحزاب فالنار موعدہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ من انکر المہدی فقد کفر۔

ترجمہ نیز نقل ہے کہ ایک روز بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ اور بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ اور بندگیمیاں ملکجو رضی اللہ عنہ اور بندگیمیاں دلاور رضی اللہ عنہ اور بندگیمیاں لاڑ امام رضی اللہ عنہ اور بندگیمیاں لاڑشہ رضی اللہ عنہ نے ایک تحریر بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کی کہ "ہم بجز منکرین مہدی علیہ السلام کے کسی کو کافر نہیں کہینگے اور اسی عبارت کے حکم پر جو قرآن و احادیث میں مذکور ہے اعتقاد رکھتے ہیں۔

اگر کوئی سوال کرے کہ منکرین مہدی علیہ السلام کو کیا کہتے ہو تو ہم اس طرح جواب دیتے ہیں کہ قال اللہ تعالیٰ ومن یکفر بہٖ من الاحزاب فالنار موعدہ۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ من انکر المہدی فقد کفر۔

(۳۸) ونیز نقلست از بندگیمیاں دلاورؓ کہ گفتند از زبان حضرت مہدی علیہ السلام شنیدیم کہ فرمودند

---

[1] ۔ ہر شش کتبہ کردہ (د۔ب)

وقتے کہ در دانا پور بودم جذبہ شد اول مرتبہ تجلی ذات شد و فرمان[1] رسید کہ ترا علم مراد اللہ دادیم وکتاب[2] خود را میراث تو گردانیدیم و بر اہل ایمان ترا آمر گردانیدیم و انکار من انکارِ تو۔ و انکار تو انکار من۔ آرے چرا نباشد کہ ایں ولایت خاص محمدؐ است و ازیں مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ اند حاکیاً عن اللہ تعالیٰ۔ لولاک[3] لما خلقت الافلاک۔ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ یا نور نوری و یا سر سری و یا خزائن معرفتی افتدیت ملکی علیک یا محمد۔

پس انکار او انکار خدا چرا نباشد ایں حکایت از زبان مہدی علیہ السلام شنیدیم از خود نمی گوئیم کسے قبول کند[4] خوب و اگر قبول نکند۔ بندہ را حجت از زبان حضرت مہدی علیہ السلام شدہ است۔ من رأی الہلال فعلیہ الصوم۔

ترجمہ نیز حضرت بندگیمیاں دلاور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت مہدی علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جس وقت میں دانا پور میں تھا مجھ پر جذبہ ہوا اور پہلی مرتبہ تجلی ذات ہوئی اور فرمان پہونچا کہ ہم نے تم کو تمہاری مراد کا علم عطا کیا ہے اور کتاب قرآن کو میراث قرار دی ہے۔ اور اہل ایمان پر تم کو حاکم بنایا ہے۔ میرا انکار تمہارا انکار اور تمہارا انکار میرا انکار ہے ہاں کیوں نہو جبکہ یہ ولایت خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور اس مرتبہ کی خبر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منجانب اللہ دی ہے کہ اگر تو نہوتا تو میں یہ افلاک نہ پیدا کرتا۔ اگر تو نہوتا میں ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔ اے میرے نور کے نور اور اے میرے بھید کے بھید اے میری معرفت کے خزانے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری سلطنت تجھ پر فدا ہے پس اس کا انکار خدا کا انکار کیونکر

---

[1] فرمان شدکہ (د۔ب) (ا۔ا) [2] کتاب میراث کردہ دادیم یعنی قرآن (ا۔ا) (ب۔ا) [3] لولاک لما اظہرت الربوبیۃ (د۔ب) (ا۔ا) [4] قبول کند یا نہ کند بندہ را (د۔ب) (ا۔ا) (ا۔ج) (غ۔ب)۔

نہو گا۔ یہ روایت حضرت مہدی علیہ السّلام کی زبان مبارک سے میں نے سنی ہے۔ اپنی طرف سے نہیں بیان کر رہا ہوں۔ کوئی قبول کرتا ہے تو اچھا ہے۔ اگر قبول نہیں کرتا ہے (تو اچھا نہیں) بندہ کے لئے حضرت مہدی علیہ السّلام کی زبان مبارک حجت ہے۔ من رأی الھلال فعلیہ الصوم۔ (جس نے چاند دیکھا روزہ اسی پر فرض ہے)۔

(۳۹) نیز نقلست کہ ملا سید احمد خراسانی اہل علم بود وچند ماہ صحبت با میراں سید محمودؓ کردہ بود وچند سال با دیگر یاران حضرت مہدی علیہ السّلام صحبت کردہ بود۔ یک روز میر انسید محمودؓ را پرسید کہ منکر مہدی علیہ السّلام راچہ میگوئید فرمود کافر میگوئیم۔ سید احمد گفت اگر من انکار کنم؟ فرمودند اگر بایزید بسطامی باشد انکار مہدی کند کافر گردد۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ ملا سید احمد خراسانی طبقہ علماء سے تھے انھوں نے چند مہینے حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ سے بھی صحبت حاصل کی تھی اور چند سال دیگر صحابۂ حضرت مہدی علیہ السّلام کی صحبت سے بھی انھوں نے فیض حاصل کیا تھا۔ ایک روز میر انسید محمود رضی اللہ عنہ سے انھوں نے سوال کیا کہ منکر مہدی علیہ السّلام کو آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا کہ کافر کہتا ہوں سید احمد نے کہا کہ اگر میں انکار کروں؟ فرمایا کہ اگر بایزید بسطامی (کے درجے کا آدمی) بھی مہدی علیہ السّلام کا انکار کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔

(۴۰) ونیز نقلست کہ روزے معلے با حضرت میر انعلیہ السلام سوال وجواب بسیار کرد میاں شیخ بھیکؓ سر از حجرۂ خود بیرون کردہ گفتند کہ میر انجیو چرا سر خالی میکنید فرمودند کہ بندہ را خدائے تعالیٰ برائے[1] سر خالی کردن فرستادہ است۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ ایک عالم حضرت مہدی علیہ السّلام سے بہت سوال جواب کر رہا تھا۔ میاں شیخ بھیکؓ نے اپنے حجرہ سے سر باہر نکالکر عرض کیا کہ میر انجی آپ کیوں سر خالی فرما رہے ہیں حضرت

---

[1] برائے ایں کار فرستادہ است (د-ب) (ا-ا) (ب-ا)

نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ بندہ کو سرخالی کرنے کے لئے ہی بھیجا ہے۔

(۴۱) ونیز معلوم باد کہ اگر کسے با بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سوال کردے از برادران دائرہ یا بیگانہ درون دعوت یا بحضور مہاجراں اگر آں[1] سائل سوال بے عبارت کردے میاں[2] عبارت آموختے و فرمودے کہ مقصود شما ازیں سوال انیست ولے تنگ نیاید بلکہ ہیچ[3] مہاجر بر سوال کنندہ تنگ نیامدے[4]۔ و نگفتہ اند کہ سوال مکن۔ و بر گفتہ من اعتقاد کن بلکہ فرمودہ اند کہ آں چہ مشکل شود پرسیدہ تحقیق کنید والا وبالِ آں بر شما ست۔

ترجمہ نیز واضح ہو کہ کوئی شخص خواہ برادران دائرہ سے ہو یا بیگانہ ہو، دعوت و تبلیغ کی مجلس میں ہو یا مہاجرین کی مجلس میں ہو۔ بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ سے بے عبارت دٹوٹا پھوٹا سوال کرتا تو حضرت اسکو عبارت سکھاتے اور فرماتے کہ اس سوال سے تمہارا مقصد یہ ہوگا۔ لیکن تنگ نہ ہوتے۔ بلکہ کوئی مہاجر بھی سوال کرنے والے پر تنگ نہ ہوتے تھے۔ اور یہ نہ کہتے کہ سوال نہ کرو۔ اور صرف میرے کہنے پر اعتقاد رکھو۔ بلکہ فرماتے رہے ہیں کہ جو کچھ مشکل معلوم ہو پوچھکر تحقیق کرلیا کرو ورنہ اس کا وبال تم پر رہیگا۔

---

[1] آں سوال (د۔ب)، (ا۔ا) [2] بلکہ ہر ایک مہاجر (د۔ب)، [3] نیامدہ اند (د۔ب)، (ا۔ا)

S. A. A. Zafar,

باب سوم

در کیفیت نماز گزاردن بدنبال منکرانِ حضرت امام علیہ السلام

(۴۲) بداں[1] اے عزیز کہ حضرت مہدی علیہ السلام بدنبالِ منکران خود نماز گزاردن منع کردہ اند و فرمودہ اند کہ اگر کسے بسہو گزاردہ باشد باز گرداند۔

ترجمہ اے عزیز جان لو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے منکرین کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کو منع کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر سہو سے ادا کر لی ہو تو نماز لوٹا لیں۔

(۴۳) نقل است آں روز کہ در شہر ٹھٹھہ[2] مخالفت ظاہر شدہ بود۔ بحدے کہ لشکر نامزد شدہ بود بعضے یاراں پیش حضرت مہدی علیہ السلام عرض کردند کہ امروز درون شہر نماز ہمراہ امام مخالف گزاردیم فرمودند باز گردانید۔ پرسیدند کہ اگر یکاں دوگاں برویم چہ کنیم۔ فرمودند کہ جماعت شدہ بروید و بایکدیگر جماعت کردہ نماز بگزارید۔ و حضرت[3] میراں علیہ السلام برائے کار مردم فرستادے۔ دو کس را فرستادے۔ برائے ہمیں کہ جماعت بایکدیگر کردہ نماز ادا کنند

ترجمہ روایت ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ شہر ٹھٹھہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور اتنی کہ فوج کشی کی گئی تھی۔ بعض صحابہ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آج شہر میں مخالف امام کے ساتھ ہم نے

---

[1] بداں اے عزیز کہ" ان نسخوں میں نہیں ہے (د۔ب) (ا۔ا) [2] شہر نگر ٹھٹھہ (د۔ب) (ا۔ا)

[3] بعد کا پورا جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

نماز ادا کی ہے۔ فرمایا کہ نماز لوٹا لو۔ سوال ہوا کہ اگر ایک دو آدمی جائیں تو کیا کریں۔ فرمایا کہ باجماعت جایا کرو اور اپنی جماعت سے نماز ادا کرو۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کسی کو کام کے لئے روانہ فرماتے تو (کم از کم) دو آدمیوں کو روانہ فرماتے۔ تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر سکیں۔

(۴۴) و نیز نقلست کہ در موضع بھدری والی وقت عصر جملہ مہاجران و بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ و میاں نظام رضی اللہ عنہ و میاں نعمت رضی اللہ عنہ و بندگیمیاں ملکجو رضی اللہ عنہ و بندگیمیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ و بندگیمیاں سید سلام اللہ[1] رضی اللہ عنہ و نیز دیگراں یکجا بودند میان ایشاں گفتگو ایں بود کہ اگر کسے بدنبالِ منکر مہدی نماز گزارد او را خارجی گوئیم۔ بعدہ بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ بندگیمیاں ابوبکر و میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہما را گفتند کہ در حال شما چون است کہ در دائرہ[2] شما مخالفاں می مانند۔ بندگی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ گفتند آنچہ ما را خواہد افتاد خواہم دانست۔ بعدہ بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ تبسم کردہ فرمودند کہ شما بحضورِ[3] مجلس خارجی شدید۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ موضع بھدری والی میں عصر کے وقت تمام مہاجرین اور بندگی میاں سید خوندمیر و میاں نظام و میاں نعمت و میاں ملک جیو و میاں ابوبکر و بندگی میاں سید سلام اللہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔ ان حضرات میں گفتگو یہ چھڑی کہ اگر کوئی شخص منکر مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو ہم اس کو خارجی کہیں گے۔ اس کے بعد بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ نے بندگی میاں ابوبکر و میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ کیونکہ آپ کے دائرہ میں مخالفین بھی رہتے ہیں۔ بندگی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمکو جیسا موقع

---

[1] ۔ بندگی میاں سید سلام اللہ۔ نہیں ہے (د۔ب) [2] ۔ شما در میان مخالفاں می مانند (ا۔ج)، (غ۔ب)

[3] ۔ بحضور مجلس اس نسخہ میں نہیں ہے (د۔ب) خارج شدید۔ (ا۔ج)، (غ۔ب)

بن پڑتا ہے ہم سمجھ لیتے ہیں اس پر بندگیاں نظام رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ اس مجلس میں خارجی ہو گئے۔

(۴۵) و نیز نقلست کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند چرا آنجا می روید کہ بدنبال منکران حاجتِ نماز گزاردن افتد۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسی جگہ جاتے ہی کیوں ہو جہاں منکرین کی اقتدار میں نماز ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے۔

(۴۶) و نیز نقل است کہ بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ وقت عصر دعوت می کردند بعد استادہ شدند و فرمودند کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ چرا آنجا می روید کہ بدنبال منکران نماز گزاردن حاجت افتد۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ عصر کے وقت تبلیغ فرما رہے تھے۔ اس کے بعد کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس جگہ کیوں جاتے ہو کہ منکرین کی اقتدا میں نماز ادا کرنے ضرورت پیش آجائے۔

(۴۷) و نیز نقل است کہ شیخ احمد معلم در شہر نہروالہ برائے امامت کردن پیش شدہ[۲] بود بوقت مغرب بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ دست او گرفتہ پس کردند و فرمودند کہ تو منکرِ مہدی موعود ہستی بدنبال تو نماز گزاردن روا نیست۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ شیخ احمد معلم شہر نہروالہ میں مغرب کے وقت امامت کرنے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا اور فرمایا کہ تم منکر مہدی ہو تمہارے اقتدار میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

---

[۱] باشد۔ (د۔ب)، (ا۔ا)، (ب۔ا) [۲] وقت ظہر (د۔ب)، (ا۔ا)

[۳] پیش شد (د۔ب)، (ا۔ا)، (ب۔ا)

(۴۸) ونیز نقلست کہ در مجلس میراں سید محمود رضی اللہ عنہ معلمے[1] خواست کہ امامت[2] کند یکی دستش گرفتہ پس کرد و گفت کہ تو منکر مہدی ہستی دنبال تو نماز گزاردن روا[3] نیست۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ میراں سید محمود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک معلم نے خود امامت کرنے کی خواہش کی ایک اہل دائرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کر دیا اور کہا کہ تم منکر مہدی ہو تمہاری اقتدا میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

(۴۹) ونیز نقلست کہ اکثر مہاجران[4] امام الزماں خلیفۃ الرحمان المنزہ عن کل البدعۃ والطغیان محی السنۃ والایمان وماحی الرسوم والادیان یکجا بودند بعد از ظہر گفتگوئیں بود یکے گفت اگر بہ دنبال منکران نماز گزاردن روا نباشد پس حضرت میراں علیہ السلام نماز جمعہ وعیدین بہ دنبال منکران چوں گزاردند۔ بعدہ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ وبندگی میاں نعمت رضی اللہ عنہ وبعضے دیگر یاراں فرمودند[5] کہ ما دریں کیفیت نیفتیم۔ آنچہ حضرت امام امیر الانام فرمودند[6] آں بکنیم۔ واز آنچہ منع کردند ازاں باز مانیم۔

ترجمہ نیز روایت ہے کہ امام زماں خلیفۃ الرحمٰن ہر قسم کی بدعت سے پاک اور سنت و ایمان کے زندہ کرنے والے۔ رسوم مذاہب (باطلہ) کو مٹنے والے (مہدی موعود علیہ السلام) کے اکثر مہاجرین رضی اللہ عنہم ظہر کے بعد ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔ گفتگو یہ تھی کہ ایک صاحب نے کہا کہ اگر منکرین کی اقتدا میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے نماز جمعہ وعیدین منکرین کی اقتدا میں کیوں ادا فرمائی۔ اس کے بعد بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ و بندگی میاں نعمت رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہؓ نے فرمایا کہ ہم اس کیفیت میں نہیں پڑتے جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے ہم وہی کریں گے جس کام سے منع فرمایا ہے ہم اس سے باز رہیں گے۔

---

[1] ملا محمود (د۔ب) [2] امامت کنم (ا۔ج) جماعت کند (ب۔ا) [3] نماز نباید کرد (ا۔ج) (غ۔ب) [4] اکثر مہاجراں یکجا بودند (د۔ب) (ا۔ا) اکثر مہاجراں یکجا شدہ بودند (ب۔ا) [5] بعضے برادراں (د۔ب) [6] فرمودند نہ شاید کہ ما (ا۔ج) (غ۔ب) [7] کردند (د۔ب)۔

باب چہارم

در بیان رفتن بخانۂ مخالفاں و شنیدن وعظ ایشاں

(۵۰) نقل است کہ حضرت میراں علیہ السّلام دعوت می فرمودند کہ معلمے بیامد با پسر خود و گفت کہ پسر مارا دعا بکنید حضرت میراں علیہ السلام فرمودند شیخ صدر الدین بہ بینید خواننده چہ می گوید۔ باز فرمودند کہ اگر حق تعالیٰ قوت دہد یعنے امر[1] شود از ایشاں جزیہ بستانم۔ ایں مذاکرہ در ولایت سندھ بموضع تھٹہ بود۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام تبلیغ فرما رہے تھے کہ ایک معلم آیا اور عرض کی کہ میرے اس لڑکے کے لئے دعا فرمائیے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ شیخ صدر الدین! دیکھو کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں پھر فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ قوت دے یعنے اللہ تعالیٰ کا حکم ہو تو ان لوگوں سے جزیہ لوں۔ یہ واقعہ موضع تھٹہ شہر سندھ کا ہے۔

(۵۱) و نیز نقل است کہ در موضع[2] کھانبیل بعضے مہاجراں بر بندگی میاں سید خوندمیر[3] کتبۂ ضلالت کردہ فرستادند میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ بعد شنیدن در جوش آمدند و ہر بار[4] بایشاں سخن فرمودند کہ ایشاں[5] بحضور میراں علیہ السلام جواب خواہند داد ایشاں را رجوع باید کرد چوں

---

[1] یعنے امر شود" اس نسخہ میں نہیں ہے (۱۰۱) (د۔ب) [2] در موضع کھانبیل اس نسخہ میں نہیں ہے۔ (د۔ب) (۱۰۱) [3] سہ دسہ بار (د۔ب) (۱۰۱)

[4] ایشاں از مہدی برگشتہ اند رجوع باید کرد (د۔ب) (۱۰۱) (ب۔۱)

وقت عصر نزدیک آمد بندگی میاں ملکجو و بندگی میاں لاڈ شہ رضی اللہ عنہما آمدند و فرمودند[1] که اے میانسید خوندمیر ما حلم شما دیده بودیم آن حلم شما چه شد فرمودند که بنده را معذور دارید هر وقت که کسے سخن مهدی علیه السلام را تاویل و تحویل میکند حلم بنده نمی ماند و می پرد[2]. بعده ایشاں فرمودند الحال شما چه می گوئید. میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنه فرمودند که بنده هیچ نمی گوید. مگر آنچه میراں علیه السلام فرموده اند همچناں بگوید. اگر حضرت[3] تعالیٰ قوت دهد از ایشاں جزیه بستانم.

ترجمہ نیز روایت ہے کہ موضع کھانبیل میں بعض مہاجرین بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے پاس کتبۂ ضلالت روانہ کیا تھا۔ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سننے کے بعد جوش میں آگئے اور ہر بار یہی فرماتے تھے کہ یہ لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور میں جوابدہ ہوں گے۔ ان لوگوں کو رجوع کرنا چاہیئے جب عصر کا وقت نزدیک آیا۔ بندگی میاں ملک جیو و بندگی میاں لاڈ شہ رضی اللہ عنہما آئے اور فرمانے لگے کہ اے میانسید خوندمیر (رضی اللہ عنہ) ہم آپ کا حلم دیکھے ہیں آپ کا وہ حلم کیا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ کو معذور قرار دیجئے کیونکہ جس وقت مہدی علیہ السلام کے فرمان میں کوئی تاویل یا تحویل کرتا ہے تو بندہ کا حلم نہیں رہتا برخواست ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ان حضرات نے کہا کہ اب آپ کیا فرماتے ہیں۔ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ کچھ نہیں کہتا مگر جو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا وہی کہتا ہوں کہ "اگر اللہ تعالیٰ قوت دے تو ان لوگوں سے جزیہ لوں"۔

(۵۲) و نیز منقول است که حضرت مهدی علیه السلام شمشیر خود بدست خود گرفته بالا کردند و فرمودند که با ایشاں الحال همیں[4] مانده است. ایشاں بعلم تفهیم نمی شوند باید[5] دانست که ایشاں کلمه گویاں بودند یا کافراں۔

---

[1] و آواز دادند (ا۔ج) (ع۔ب) [2] می پرد همیں سخن تکرار کردند که شما از هدایت سید محمود برگشتید رجوع کنید۔ [3] ایشاں (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

[4] اگر حضرت تعالیٰ قوت دهد جزیه بستانم" همه این نسخوں میں ہیں (ا۔ج) (ع۔ب) [5] این (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا) مراد آنست که (ا۔ج)۔

ترجمہ نیز منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ السّلام نے اپنی تلوار ہاتھ میں بلند کر کے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے اب یہی رہ گئی ہے۔ یہ لوگ علم سے تفہیم نہیں حاصل کرتے ہیں، (اسی پر سے) سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ لوگ کلمہ گو ہیں یا کافر۔

(۵۳) نیز حضرت میراں علیہ السّلام فرمودند کہ ایشاں حربی شدّاند۔

پس ازیں معلوم شد کہ ایشاں لائق جزیہ شدہ اند لیکن حضرت میراں علیہ السّلام مامور ایں امر نہ شدہ اند بداں سبب جزیہ نہ گرفتند۔

ترجمہ نیز حضرت میراں علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہیں۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ لائق جزیہ ہو چکے ہیں لیکن حضرت مہدی علیہ السّلام اس پر مامور نہیں ہیں اس لئے آپ نے جزیہ نہیں لیا ہے۔

(۵۴) نیز خوشنودی میراں علیہ السّلام و یاراں رضی اللہ عنہم نبود کہ بخانہ مخالفاں جہت علم خواندن و وعظ شنیدن بروند۔

ترجمہ نیز حضرت مہدی علیہ السّلام اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ عنہم کی خوشنودی نہ تھی کہ کوئی مخالفین کے گھر علم پڑھنے یا ان کا وعظ سننے کے لئے جائے۔

(۵۵) بندگیسو دراز خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند کہ روزے ملّا معین الدین شخصے فرستاد و گویا نید کہ یک دو کس را برائے علم خواندن پیش من بفرستید تا میان ما و شما صلح و اخلاص بشود بندہ بدو جواب داد کہ پیش شما ہیچ کس نخواہد آمد باز گویا نید کہ یک کمینہ ہم فرستید تا صلح شود بندہ گفت کہ ہیچ کمینہ ہم از دائرۂ ما پیش شما برائے علم خواندن نخواہد آمد صلح شود یا نہ شود پس گفتند

۱؎ ۔ الا بندہ برایں امر مامور حق نیست (غ۔ب) (ا۔ج) (ب۔ا) ۲؎ مامور نہ شدند (د۔ب)

۳؎ اخلاص شود (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا) ۴؎ بندہ جواب داد (د۔ب) ۵؎ ہم نخواہد آمد (د۔ب، ا۔ا)

کہ اطاعت تکذیب کنندگاں حرام است۔ کما قال اللہ تعالیٰ فلا تطع المکذبین الایہ (جز ۲۹ رکوع ۳)، و ایضاً۔ یا یہا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین (جز ۴ رکوع ۱) دریں باب آیتہا بسیار است۔

ترجمہ بندگیہا سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ملا معین الدین نے ایک شخص کو روانہ کیا اور کہلایا کہ ایک دو آدمیوں کو علم پڑھنے کے لئے ہمارے پاس روانہ کرو تاکہ ہمارے اور تمہارے درمیان صلح اور اخلاص درست ہو۔ بندہ نے اس کو جواب دیا کہ تم سے کوئی بھی صلح نہیں کر سکیگا۔ اس نے پھر کہلایا کہ کسی کمتر آدمی کو تو روانہ کریں تاکہ صلح ہو جائے۔ بندہ نے کہا کہ ہمارے دائرہ کا ایک کمتر آدمی بھی تمہارے پاس علم پڑھنے کے لئے نہ آئیگا صلح ہو یا نہ ہو اور فرمایا کہ جھٹلانے والوں کی اطاعت حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کرو" (جز ۲۹ رکوع ۳)۔ اور فرمایا کہ "اے لوگو جو ایمان لا چکے ہو۔ اگر تم اہل کتاب سے کسی فریق کی پیروی کروگے تو وہ تمہارے ایمان کے باوجود تم کو کفر کی حالت کی طرف پھیر دیں گے (جز ۴ رکوع ۱)۔ اس باب میں بہت سی آیات ہیں۔

باب پنجم

منقولات حضرت مہدی علیہ السلام در بیان نصیحت

(۵۶) حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ وجود حیات دنیا کفر است یعنی زیستن بجان کہ آن را ہستی وخودی گویند وہر چیزے را کہ در کتاب اللہ متاع حیاۃ دنیا نام کردہ اند حب زنان وفرزندان واموال وحیوانات وزراعات وتجارت وعمارات وملبوسات وماکولات وجز آن ہر کہ این اشیاء را مرید ومحب باشد وبدین مشغول گردد او کافر است۔ اگر کسے با او صحبت کند یا بخانۂ او برود یا با او الفت ومحبت دارد او از آن مہدی واز آن رسول علیہ السلام واز آن خدا نیست۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب (جزء ۳ رکوع ۱۰) ای من ترک ھذا الاشیاء فھو مومن[1] ومن لا ترک[2] ھذہ الاشیاء فھو کافر۔ قال اللہ تعالیٰ وویل للکافرین من عذاب شدید الذین یستحبون الحیاۃ الدنیا علی الآخرۃ (جزء ۱۳ رکوع ۱۳) وقال اللہ تعالیٰ۔ من کان یرید الحیاۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم فیھا وھم فیھا لا یبخسون۔ اولئک الذین لیس لھم فی الآخرۃ

---

[1] فھو مفلح۔ (ب۔ ا) [2] ہ۔ ومن احب (د۔ ب)

الا النار وحبط ما صنعوا فیھا و باطل ما کانوا یعملون وقال اللہ تعالیٰ۔ فاما من (جز ۳۰ رکوع ۲)
طغیٰ وآثر الحیاۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماویٰ واما من خاف مقام ربہ ونھی
النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ (جز ۳۰ رکوع ۴) دریں باب آیتہا بسیار است۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا لکم والعقبیٰ لکم المولیٰ لی۔ حضرت میراں علیہ السلام چنیں بیان کردہ اند الدنیا لکم یا ایھا الکافرون والمنافقون[1] والعقبیٰ لکم یا ایھا المومنون الناقصون والمولیٰ لی ولمن اتبعنی۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہے یعنی جان سے جینا کہ جسے ہستی و خودی کہتے ہیں۔ اور وہ امور جن کو کتاب اللہ میں متاع دنیا کہا گیا ہے۔ عورتوں اور بچوں کی محبت اور اموال و حیوانات و تجارت و زراعت و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہ کا جو شخص عاشق و مرید ہوگا اور اس میں منہمک و مشغول رہیگا وہ کافر ہے اگر کوئی اسکی صحبت اختیار کرے یا اس کے گھر جائے یا اس سے الفت و دوستی رکھے وہ آن مہدیؑ و آن رسولؐ و آن خداؐ سے نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "زینت دیئے گئے ہیں لوگ خواہشات کی محبت سے عورتوں اور بچوں سے متعلق اور سونے و چاندی کے جمع کردہ خزانوں اور نشان زدہ گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتیوں سے متعلق یہ سب متاع حیات دنیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (جو معبود برحق ہے) سب نیکیاں اسی کی طرف پھیر جانے والی ہیں" (جز ۳ رکوع ۱۰) یعنی جس نے ان چیزوں کو ترک کیا وہ مومن ہے جس نے ترک نہ کیا وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شدید عذاب کا رنج و غم ان کافروں کے لئے ہے جو آخرت کے مقابلہ میں حیات دنیا سے محبت رکھتے ہیں۔ (جز ۱۳ رکوع ۱۳) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو شخص حیات دنیا و زینت دنیا کا مرید ہو ہم ان کے اعمال کا بدلہ اس دنیا ہی میں پورا کر دیں گے۔ اس دنیا میں

---

[1] "والمنافقون" نہیں ہے (د۔ب)

ان کے لئے کوئی کمی نہ کیجائیگی۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش دوزخ کے سوائے کچھ نہیں ہے اور انھوں نے جو کچھ (نیکیاں) اس دنیا میں کی ہیں وہ سب حبط ہو جائیں گی اور وہ جو (اچھے) کام کرتے ہیں باطل ہے۔ (جزء ۱۲ رکوع ۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لیکن جو شخص حد سے گذر گیا اور حیات دنیا کے پیچھے ہو گیا تو بیشک اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور جو شخص اپنے رب کے (عتاب کے) موقع پر ڈرا اور اپنے نفس کو (فاسد) خواہش سے روکا تو بیشک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ اس باب میں آیات (قرآنی) بہت ہیں (جزء ۳۰ رکوع ۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا تمہارے لئے ہے اور آخرت بھی تمہارے لئے ہے اور میرے لئے مولیٰ ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کی توضیح یوں فرمائی ہے کہ دنیا تمہارے لئے ہے اے کافرو منافقو۔ اور آخرت تمہارے لئے ہے اے ناقص مومنو۔ اور مولیٰ میرے (یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) لئے ہے اور اس کے لئے ہے جو میرا تابع (مہدی موعود) ہے۔

(۵۷) و نیز بگو جری فرمودند تم کون بھوجن ہم کون پیو۔

ترجمہ نیز گو جری زبان میں فرمایا کہ تم کو بھوجن ہم کو پیو

(۵۸) نقل است کہ در شہر نہر والہ عہدہ دارے کہ چیزے علم شریعت داشتہ[1] بود برائے ملاقات آمد حضرت میراں علیہ السلام آیت من کان یرید الحیاۃ الدنیا الخ بیان فرمودند او گفت کہ این آیت در حق کافراں است حضرت فرمودند آرے ہر کہ در و این صفات باشد بلاشبہ کافر است۔ باز او گفت کہ این صفات در بادشاہ و ملوک و قاضی و علماء موجود است حضرت فرمودند کہ خدا تعالیٰ من کان فرمودہ است ما ہم من کان می گوئیم و اسم کسے مقید نمی کنیم باز او گفت این صفت در من موجود است فرمودند در مسلمان این صفت نہ باشد[2] و نہ باید کرت دوم گفت کہ این صفت در من موجود است فرمودند کہ شما کلمہ رسول اللہ می گوئید این صفت

---

[1] داشتے (د۔ ب) [2] "نہ باشد" نہیں ہے (د۔ ب)

در شما چوں باشد۔ کرت سوم ہم او ہمیں گفت کہ دو بار گفتہ بود حضرت فرمودند کہ اگر در تو ایں صفت ہست و تو اقرار میکنی پس خدائے تعالیٰ بر تو حکم کفر کرد۔ و تو کافر ہستی۔

کما قال اللہ تعالیٰ زین للذین کفروا الحیاۃ الدنیا و در حق زنان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (جزء ۲ رکوع ۱۰)
ایں آیت نازل شد یا یھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا وزینتھا فتعالین اُمتعکن واُسرحکن سراحا جمیلا ۔ (جزء ۲۱ رکوع ۲۰)

و در حق یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایں آیت نازل شد کہ منکم من یرید الحیاۃ الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم و لقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المومنین (جزء ۴ رکوع ۷) و در حق جملہ امت ایں آیت نازل شد۔

ان الذین لا یرجون لقاءنا و رضوا بالحیاۃ الدنیا و اطمانوا بھا و الذین ھم عن ایاتنا غافلون اولئک ماوٰھم النار بما کانوا یکسبون (جزء ۱۱ رکوع ۶)

ترجمہ روایت ہیکہ شہر نہر والہ میں ایک عہدہ دار جو کہ کچھ علم شریعت سے واقف تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت مہدی علیہ السلام آیت من کان یرید الحیاۃ الدنیا پر بیان فرما رہے تھے اس نے عرض کیا کہ یہ آیت تو کافروں کے حق میں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں جس شخص میں یہ صفات ہوں وہ بلا شبہ کافر ہے اس نے کہا کہ یہ صفات بادشاہ اور قاضی و علما میں موجود ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ من کان فرمایا ہے ہم بھی من کان کہتے ہیں کسی کے نام کو مخصوص نہیں کرتے اس نے عرض کیا یہ صفت مجھ میں موجود ہے حضرت نے فرمایا کہ مسلمان میں یہ صفت نہیں ہوتی ہے اور نہ ہونا چاہیئے۔ اس نے دوبارہ عرض کیا کہ مجھ میں یہ صفت موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہو یہ صفت تم میں کیسے ہو سکتی ہے اس نے تیسری بار بھی وہی کہا جو دو بار کہہ چکا تھا۔ حضرت نے فرمایا اگر تم میں یہ صفت ہے اور تم کو اس کا اقرار بھی ہے

تو خدا تعالیٰ تم پر کفر کا حکم عاید فرماتا ہے اور تم کافر ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "دنیا کی زندگی کافروں کے لیے زینت دیگئی"۔ اور ازواج مطہرات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے (جزء ۲ رکوع ۱۰) کہ اے نبیؐ اپنی بیویوں سے آپ کہدیں کہ اگر تم حیات دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں متاع دونگا اور تمہیں بہترین طریقہ پر رہا کر دوں گا۔ (جزء ۲۱ رکوع ۲۰)۔

اور صحابہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تم میں سے جو حیات دنیا کا مرید ہے اور جو آخرت کا مرید ہے۔ پھر اللہ نے باز رکھا تم کو ان (کافروں) سے تاکہ تمہیں آزمائے اور البتہ تحقیق کہ تم کو معاف کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین پر فضل (فرمانے) والا ہے (جزء ۴ رکوع ۱۰)

اور تمام امت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ جو لوگ ہماری لقا کی آرزو نہیں رکھتے اور حیات دنیا سے خوش اور مطمئن ہو گئے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں وہ سب ایسے لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے۔ (یہ اسکی سزا ہے) (جزء ۱۱ رکوع ۶)

(۵۹) حضرت مہدی علیہ السلام را پرسیدند اگر کسے بر فاقہ صبر کردن نہ تواند چہ کند فرمودند بمیرد باز پرسیدند کہ اگر نہ تواند چہ کند۔ فرمودند کہ بمیرد باز پرسیدند کہ میرانجیو اگر بے چارہ نتواند بہ صبر کردن تا چہ کند۔ فرمودند کہ بمیرد بمیرد۔ بمیرد۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص فاقہ پر صبر نہ کر سکے تو کیا کرے فرمایا کہ مرجائے پھر عرض کیا گیا اگر نہ کر سکے تو کیا کرے فرمایا مرجائے۔ پھر عرض کیا گیا کہ میرانجی! اگر بے چارہ صبر کرنے کی تاب و تواں نہ رکھتا ہو تو کیا کرے۔ فرمایا کہ مرجائے۔ مرجائے۔ مرجائے۔

لہ ۔ چہ کند فرمودند اگر بردد و یکدو چپتیل کسب کند بخورد دوم روز دو چپتیل خواہد۔ نقلست ہر کہ سہ روز پے در پے الخ (ب ۱۰) چہ کند فرمودند بردد یک دو چپتیل را کسب کند بخورد دو باز فرمودند اولی تر آنست کہ گدائی کند بخورد زیرا چہ اگر یک چپتیل کسب کند دوم روز دو چپتیل خواہد۔ نقلست حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند ہر کہ سہ روز پے در پے کسب کند الخ (د ۔ ب)

(۶۰) و نیز نقل است کہ اگر کسے یکروز یک جیتل را کسب کند دوم روز دو جیتل را خواہد طالب دنیا باشد۔

ترجمہ نیز روایت ہیکہ اگر کوئی شخص ایک دن ایک جیتل کسب کرے اور دوسرے دن دو جیتل کی خواہش کرے تو وہ طالب دنیا ہے۔

(۶۱) نقل است ہر کہ سہ روز پے در پے کسب کند[1] طالب دنیا است۔

ترجمہ روایت ہیکہ جو شخص تین دن پے در پے کسب کرے[2] وہ طالب دنیا ہے۔

(۶۲) باز فرمودند کہ کسب کردن و تجارت کردن کہ در شریعت رخصت است امارخصت آنست کہ اگر کاسب و تاجر را نیت آں باشد کہ تا عبادت کردن تواند و بر ادائے اوامر و اجتناب نواہی تقویت یابد کہ مبادا در طمع و خیانت افتد۔ و اگر ایں ملاحظہ نہ باشد و در دل تفاخر و تکاثر بگزرد یا مجرد خوردن و تمتع گرفتن بلکہ اگر کسب[1] نہ کند و شب و روز بعبادت و تعلیم علم شریعت و عزلت[2] از خلق مشغول باشد و مراد ازیں کارہا دنیا باشد جائے وے در آتش دوزخ است باخلود باشد۔

ترجمہ پھر (ایک دفعہ) فرمایا کہ کسب و تجارت کی شریعت میں اجازت تو ہے۔ لیکن اجازت کی خصوصیت یہ ہے کہ کاسب و تاجر کی نیت یہ رہے کہ عبادت کر سکے اور احکام بجا لانے اور ممنوعات سے بچنے کے لئے اس میں قوت و توانائی رہ سکے۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں حرص و خیانت میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اگر کسب و تجارت میں یہ لحاظ نہ رہے اور دل میں تفاخر و تکاثر پیدا ہو جائے یا صرف کھانے اور کمانے میں منہمک ہو جائے۔ (یہ تو بڑی بات ہے) اگر چہ کسب بھی کرے اور دن رات عبادت اور تعلیم علم شریعت میں اور عزلت خلق میں مشغول بھی رہے لیکن اس کی نیت ایسے کاموں سے صرف دنیا ہی دنیا ہو تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہنا ہوگا۔

---

[1] "بکند" (ا۔ ج) [2] ۔ عزلت و خلوت (د۔ ب) [3] اسکی توضیح روایت ۶۳ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

(۶۳) بندگیمیا نسید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند آنچہ حق است باید گفت اگرچہ کردن نہ تواند زیرا چہ ناکردن تقصیر بندہ است و ناگفتن حق پوشی است و تقصیر بندہ گناہ است و حق پوشیدن کفر است۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس ہر کہ روش و بیان مہدی و یاران وے دیدہ یا شنیدہ باشد قصد کند تا بران عمل کند و اگر بر تمام عمل کردن نہ تواند بارے از گفتن شرم یا ترس نکند[1] تا در ین آیت داخل نہ شود و لا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ (جزء ۳ رکوع ۵)

ترجمہ۔ حضرت بندگیمیا نسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ حق ہے کہنا چاہیئے اگرچہ عمل نہ کر سکتا ہو۔ کیونکہ عمل نہ کرنا تقصیر بندہ ہے اور نہ کہنا حق پوشی ہے اور تقصیر بندہ گناہ ہے اور حق پوشی کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس جس نے مہدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام کی روش دیکھی ہو اور جو بیان کو سنا ہے اسکو چاہیئے کہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے اگر پوری طرح عمل نہ کر سکتا ہو تو اپنی اس بے عملی کی وجہ احکام مذہب سنانے میں شرم یا خوف نہ کرے۔ ورنہ اس آیت کے حکم میں داخل ہو جائیگا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو چھپائیگا بیشک اس کا دل گنہگار ہے۔ (جزء ۳ رکوع ۵)

---

[1] "نکند" (د۔ب) (غ۔ب) (ا۔ا)

باب ششم

در بیان استغناء

(۶۴) بندگیمیا سید خوندمیر رضی اللہ عنہ از گجرات ہجرت کردہ بہ جالور قرار کردند میاں خواجہ محمود عرض کردند کہ اگر رضا باشد از جہت آوردن اسباب جماعت خانہ گردونہائے بفرستیم فرمودند حاجت نیست۔ باز گفت کہ برشگال آمدہ است تشویش خواہد شد فرمودند نخواہد شد بسبب عذر برشگال برادراں نماز خود بخانۂ خود خواہند گزارد۔ اوکرت مرت گفت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ ہر بار ہمیں جواب فرمودند کہ حاجت نیست چوں بطرف حجرہ روان شدند با برادرانؔ استادہ فرمودند کہ اہل نفس را فرمایش نباید کرد۔ و فرمودندؔ کہ اہل نفس طلب فرمایش خواہند۔ باز فرمودند بندہ دوستوراں دیگ گردوں کہ داشتہ است از جہت برادراں لہ مبادا پیشِ کساں حاجت بطلب افتد و سوال کند۔

ترجمہ۔ بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے گجرات سے ہجرت کر کے جالور میں قیام فرمایا تھا۔ میاں خواجہ محمود نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو جماعت خانہ کا سامان لانے کے لئے گاڑیاں روانہ کرتا ہوں۔ فرمایا کہ ضرورت نہیں۔ پھر عرض کیا کہ بارش کا موسم آچکا ہے تکلیف ہوگی فرمایا نہ ہوگی، بارش ہو تو برادراں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیں گے۔ اس نے بار بار معروضہ کیا۔ بندگیمیا سید خوندمیر

لہ برادر (د۔ب) (۱۰۱) سہ و فرمودند کہ اہل نفس طلب فرمایش خواہند" نہیں ہے (۱۰۱)

سہ مبدا پیش کسے طلبند و سوال کنند (د۔ب) (۱۰۱) پیش کساں بہ طلبند (ب۔۱۰)

رضی اللہ عنہ ہر دفعہ یہی جواب فرماتے رہے کہ ضرورت نہیں۔ اور حجرہ میں تشریف لیجاتے ہوئے اپنے متبعین سے فرمایا کہ اہل نفس سے فرمایش نہیں کرنی چاہیئے۔ اور فرمایا کہ اہل نفس طالبِ فرمایش ہوا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دو بیل اور ایک بنڈی اسی لئے رکھی گئی ہے کہ برادران دائرہ کو ضرورت کے وقت سوال کرنے کی نوبت نہ آنے پائے۔

(۶۵) بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ را عادت بود کہ بوقت نماز جمعہ وعید پیادہ بیروں می شدے چوں درمیانِ راہ کسے مرکب بیاوردے یکبار فرمودندے کہ حاجت نیست استغفار نمودے[1] و باز عرض نمودے کہ سوار شوید بعدہ قبول کردے۔

ترجمہ بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز جمعہ وعید کے وقت پیدل باہر تشریف لیجاتے تھے اثنارے راہ اگر کوئی سواری پیش کرتا تو فرماتے کہ ضرورت نہیں بے پڑائی برتتے وہ پھر عرض کرتا کہ سوار ہوجایئے تو قبول فرمالیتے۔

(۶۶) دیگر مہاجراں را ہم اغلب ہمیں معتاد بود کہ ہمیشہ بہ بودن احتیاج تام بصفت استغنار زندگانی کردندے۔

ترجمہ دوسرے مہاجرین کرام کی عادت بھی عموماً یہی رہی کہ زیادہ سے زیادہ ضرورت رہنے کے باوجود استغنا سے زندگی بسر فرماتے تھے۔

(۶۷) حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند ہر چہ خواہی از خدا خواہ۔ اگر آب ونمک وہیزم خواہی از خدا خواہ رخصت اینست وعزیمت آنست کہ گفتہ اند۔ بیت

ہشت جنت گر دہندت سر بسر[2]۔ تو مشو راضی از انہا، درگزر
عالی ہمت باش دل باحق ببند۔ تو ہمائے قاف قربی رو بلند

---

[1] استغنای نمودے بعد قبول کردے (غ۔ب) (ب:۱) استغنا عرض نمودے (۱۰۱) [2] شعر ثانی اور ترجمہ اس نسخہ میں نہیں ہے (ب۔۱)

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ چاہتے ہو خدا سے چاہو۔ پانی نمک۔ لکڑی بھی چاہتے ہو تو خدا ہی چاہو۔ یہ نصیحت ہے۔ عالیت تو وہ ہے جو بیان کرتے ہیں کہ:۔

اگر پوری آٹھ جنتیں بھی تجھکو دیدی جائیں تو ان سے خوش نہو بلکہ طلب میں اور آگے بڑھ جا ـــــ بلند ہمت رہ اللہ سے دل کو وابستہ رکھ۔ جبتک توفق قربی کا ہما ہے بلند اڑتا چلا جا۔

(۶۸) نقل[1] است ہر چہ خواہی از خدا خواہ اگر دنیا خواہی از خدا خواہ و اگر عقبیٰ خواہی از خدا خواہ۔

ترجمہ روایت ہے کہ (حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا) جو چاہتے ہو خدا سے چاہو۔ دنیا چاہتے ہو خدا سے ہی چاہو آخرت بھی چاہتے ہو تو خدا سے ہی چاہو۔

۶۹) و نیز نقل است حضرت مہدی علیہ السلام دائم ایں چنیں می فرمودند کہ تسلیم کنید ذات خود را بخدائے تعالیٰ و با ہیچکس نہ پردازید و ہیچ چیز نخواہید جز ذات حق تعالیٰ و یک ذرہ با مخلوق احتیاج نہ نمائید۔ اصحاب صفہ، قوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ مشہور بدیں نام بود بموصوف بدیں صفات بودند و گروہ حضرت مہدی علیہ السلام نیز مشہور[2] بدیں صفات اند[3]۔ زیرا چہ ایشاں مامور باتباع خلیل اللہ اند۔ و خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم بوقت ابتلا نمرود لعین چناں تسلیم شد کہ بجبرئیل التفات نہ کرد۔ و از حضرت[4] حق تعالیٰ جز ذات مطلق نخواست[5]۔ آنجا کہ گفت جبرئیل هل لك حاجة يا ابراهيم. قال لا. قال قد سئل ربك قال ابراهيم حسبي سوالي علمه بحالي. كما قال الله تعالى ومن احسن دينا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا (جزء ۵ رکوع ۱۵)

---

[1] روایت (۶۸) نہیں ہے (د-ب) [2] "موصوف" (د-ب) [3] "باشد" (ا-ا) (ب-۱) (د-ب)

[4] آنحضرت جز ذات مطلق نخواست (ب-۱) [5] "نخواست" وقت حاجت ایں کلمہ گفت حسبی سوالی و علمہ بحالی (د-ب)

پس مصدقانِ مہدی را باید کہ ہر حال تسلیم باشند واز مراد[1] دارین فارغ شوند وجز لقاء اللہ طلب[2] او نباشد۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی ذات خدا تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ نہ کسی شخص کیساتھ مشغول رہو نہ کسی چیز کی خواہش رکھو بجز خدائے تعالیٰ کی ذات کے مخلوق سے ذرا بھی احتیاج نہ رکھو۔ اصحاب صفہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور جماعت تھی۔ وہ جماعت انہیں صفات سے متصف تھی اور حضرت مہدی علیہ السلام کی جماعت بھی انہیں صفات سے متصف مشہور ہے کیونکہ اس جماعت پر حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع لازم کی گئی ہے حضرت خلیل اللہ نے نمرود لعین کے ظلم ڈھانے کے وقت تسلیم و رضا اس درجہ اختیار فرمائی تھی کہ جبرئیل علیہ السلام کی طرف بھی آپ نے التفات نہ فرمایا اور بارگاہ رب العزت سے ذات حق کے سوائے کسی اور طلب سے آپنے سروکار نہ رکھا جب کہ جبرئیل نے آپ سے پوچھا کہ اے ابراہیم کہو کیا ضرورت ہے؟ فرمایا کچھ نہیں جبرئیل نے کہا تمہارے رب نے پوچھا ہے؟ فرمایا کہ حسبی سوالی علمہ بحالی (اس کا میرے حال کو جاننا میرے سوال کو کافی ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اور از روے دین اُس شخص سے کوئی اچھا بھی ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا؟ اور وہ نیکی کرنے والا ہے اور اس نے حضرت ابراہیم کے دین کی پیروی اختیار کی ہے" (جزء ۵ رکوع ۱۵) پس مصدقین حضرت مہدی علیہ السلام کو چاہیئے کہ ہر حالت میں تسلیم و رضا پر عامل رہیں۔ دونوں جہان کا مقصد حاصل کریں دیدار خدا کے سوائے کوئی اور طلب نہ رکھیں۔

(۷۰) نیز نقل است از بندگی میاں شاہ دلا در رضی اللہ عنہ کہ حضرت میر الغلیہ السلام فرمودند اگر خدا تعالیٰ در حال[3] حسرت برائے عرس چیزے بسیار رساند دو سہ بار کردہ درون

---

[1] واز مراد ازیں جہاں فارغ باشد (د۔ب) (ا۔ا) [2] ہمت او نباشد (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا) [3] در حال عجز چیزے (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

دائرہ خرچ کنند کہ ایشاں مستحق فتوح اند نہ غیر ایشاں مگر بطریق[1] طفیلِ ایشاں کسے را برسد

ترجمہ۔ حضرت بندگیسیاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تنگدستی کے وقت اگر خدا تعالیٰ (حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) عرس کے لئے کچھ زیادہ بھیجدے تو اس سے اہل دائرہ کے لئے دو تین وقت کا خرچ چلانا چاہیئے۔ کیونکہ یہی مستحق فتوح ہیں۔ دوسرے نہیں ہیں۔ مگر ان کے طفیل میں کسی کو پہنچ جائے (تو وہ اور بات ہے)۔

(۷۱) نیز نقل است از بعضے مہاجراں کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ ہر کہ منتظر فتوح باشد متوکل نباشد۔

ترجمہ۔ بعض مہاجرین کرام نے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص فتوح کا منتظر ہو وہ متوکل نہیں ہے۔

(۷۲) نیز نقل است فرمودند ہر کہ از ساکنان دائرہ بدر خانۂ اغنیاء بگذرد و اغنیا او را چیزے بدہند یا بدست او بر دائرہ[2] بفرستند آں فتوح نباشد۔ نباید[3] خورد و مرشد دائرہ را نباید ستد۔

ترجمہ۔ نیز روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اہل دائرہ سے کوئی شخص دولتمندوں کے گھر جائے اور دولتمند لوگ اس کو کچھ دیں یا اہل دائرہ کے لئے اس کے ذریعہ کچھ بھیجدیں تو اس پر فتوح کا حکم نہ ہوسکیگا۔ اس کو استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ اور دائرہ کے مرشد پر لازم ہے کہ اس کو قبول نہ کرے۔

(۷۳) حضرت میراں علیہ السلام فرمودہ اند ہر چہ باختیار بندہ بموافقتِ شرع می رسد حلال است اولیکن حلال طیب نیست و حلال طیب آنست[4] کہ بے اختیار برسد۔ و بر حلال محاسبہ است و بر حلالِ طیب محاسبہ نیست۔ کما قال اللہ تعالیٰ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد

---

[1] بطریق دل ایشاں برسید (ا۔ ا) (ا۔ ج ا ر غ۔ ب) یہ جملہ ہی نہیں ہے (د۔ ب)۔ [2] یا بدست او چیزے بر دائرہ بفرستد نباشد (ب۔ ا)۔ [3] آں چیز را نباید خورد (ب۔ ا)۔ [4] این است کہ (ر غ۔ ب، ا ج)۔

عندھا رزقا۔ قال یا مریم انی لک ھذا۔ قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (جزء ۳ رکوع ۱۲) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی[1] شئ حلالھا حسابٌ وحرامھا عذاب۔ وطیبھا بلا حساب۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے کو اختیار و کوشش سے شرع کے موافق جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ حلال ہے لیکن حلال طیب نہیں ہے۔ حلال طیب تو وہ ہے کہ بے اختیار پہنچ جائے اور حلال پر محاسبہ ہے، حلال طیب پر محاسبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کبھی زکریا مریم کے پاس کوٹھری میں داخل ہوتے وہاں رزق موجود پاتے۔ انھوں نے کہا اے مریم! یہ (رزق) تمہارے لئے کس طرح پہونچتا ہے؟ (مریم) نے جواب دیا یہ اللہ کے پاس سے (آتا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے (جزء ۳ رکوع ۱۲) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز حلال ہو اس کا حساب ہوگا اور جو حرام ہو اس پر عذاب ہوگا۔ اور جو طیب ہو وہ بے حساب ہے۔

(۷۴) نیز نقل است وقتی کہ خدائتعالیٰ چیزے رسانید یاراں گفتند کہ حلال طیب است[2] حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ حلال است حلال طیب نیست۔ و دو سہ روز شدہ[3] است کہ خبر ایں رسیدہ بود کہ او فرستادن می خواہد و نیز فرمودند کہ تعیین[4] تعین است۔

ترجمہ روایت ہے کہ ایک دفعہ خدائے تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا صحابہ نے عرض کیا کہ یہ حلال طیب ہے؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال ہے۔ حلال طیب نہیں ہے (کیونکہ) دو تین روز قبل یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بھیجنے والا ہے۔ نیز فرمایا کہ تعین تعین ہے۔

(۷۵) نیز نقل است کہ بندگی میاں نعمت رضی اللہ عنہ فرمودند کہ یک مردار خوار مسلمان شدہ بود

---

[1] فی شئ ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (د۔ ب)، (ب۔ ا) [2] رسید (غ۔ ب)، (ب۔ ا)، (ا۔ ج) [3] فرمودند کہ یقین است (غ۔ ب)، (ا۔ ج) [4] شد کہ (د۔ ب)، (ا۔ ا)

بخانۂ مردارخواراں برائے ملاقات رفت وقت بازگشتن مردارخوراں گفتند طعام خوردہ برو
او گفت من مسلمان شدہ ام بخانۂ شما چوں خورم۔ گفتند آوندِ نو و آب و ہیزم و مصالح بگیر و خود بپز
و بخور۔ گفت خوب باشد۔ چوں نان خوردن گرفت[۲] مردارخواراں را گفت چیزے نان خورش ہست؟
ایشاں گفتند ہست ولے تو می دانی آنچہ کہ ہست گفت اندکے چیزے شوربہ آب بریز[۳] او بدہن
آوند دست داد۔ ایں گفت کہ دست باز کن آنچہ برابر آب افتد افتادن بدہ۔ پس بخورد و باز
آمد۔ و کسے کہ متوکل باشد و بخانۂ اہل دنیا برود و نان طلبیدہ طعام ایشاں بخورد حکم[۴] او ہمین است۔

ترجمہ۔ حضرت بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ نے ایک روایت بیان فرمائی کہ ایک مردارخوار مسلمان
ہوگیا تھا۔ کسی مردارخوار کے گھر ملنے گیا۔ واپسی کے وقت مردارخواروں نے کہا کچھ کھا کر جاؤ۔ اس نے
کہا میں مسلمان ہوچکا ہوں تمہارے پاس کیسے کھا سکتا ہوں؟ ان لوگوں نے کہا کہ نیا برتن۔ پانی لکڑی
مصالح لو خود پکا کر کھاؤ۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ جب روٹی کھانے لگا۔ مردارخواروں سے پوچھا کہ
سالن چٹنی کچھ ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہے لیکن جو کچھ ہے تم جانتے ہو۔ کہا تھوڑا سا شوربہ
ڈالدو۔ اس نے ہانڈی پر ہاتھ رکھکر ڈالنا چاہا۔ اس نے کہا ہاتھ ہٹا دو شوربہ کیساتھ جو ڈھلک جائے
ڈھلکنے دو۔ غرضکہ سب کچھ کھا کر وہ واپس ہوا۔ اسی طرح جو شخص متوکل ہو اور مالداروں کے گھر جا کر
روٹی کھانا مانگ کر کھاتا ہو اس کا حکم بھی ٹھیک وہی ہے۔

(۷۶)۔ نیز نقل است کہ میاں سومار و میاں دولت خاں رضی اللہ عنہما ہر دو مہاجر اوندند
واز خانہائے موافقاں دوغ آوردہ[۵] بودند میراں سید محمود رضی اللہ عنہ آوندہائے ایشاں شکستند
و میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ و بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ ہمچنیں کردہ اند۔ و بندگیمیا نسید خوندمیرؓ

---

[۱] گفتند آر دبگیر و آوند نو بگیر (ب۔۱) (ا۔ج)، [۲] نان خوردن نشست (ا۔۱)، [۳] شوربہ بیار پس ہر کہ متوکل باشد و بخانۂ اہل دنیا برود الخ

[۴] حال او انیست (ب۔۱) [۵] می آوردند (ا۔ج) (ع۔ب) (ا۔۱) (د۔ب)

چوں برائے دعوت نشستے اکثر ایں ابیات خواندے۔

خدا از عابداں آں را گزیند — کہ در راہ خدا خود را نہ بیند
خاک شو خاک تا بروید گل — کہ بجز خاک نیست مظہر کل

ترجمہ۔ روایت ہے کہ میاں سومار اور میاں دولت خاں رضی اللہ عنہما دونوں مہاجر تھے۔ یہ ایک دفعہ موافقین کے گھر سے دہی لائے تھے میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے ان کے برتن توڑ دیئے اور میاں سید خوندمیر و میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اور بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ طعام دعوت پر تشریف فرما ہوتے تو اکثر یہ ابیات پڑھتے تھے

انہی عابدوں کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ بناتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں خود بینی سے بچتے ہوں۔
خاک بنجاؤ خاک بنجاؤ تاکہ اس خاک سے پھول کھلے۔ کیونکہ خاک بنے بغیر مظہر کل نہیں بن سکوگے۔

(۷۷) **بیت**:۔

ہرگز نشوی شیر بیابان حقیقت — تا خوار شدہ چوں سگ بازار نگردی

حضرت میراں علیہ السلام در وقت خواندن این بیت بزبان مبارک فرمودند ما خوارانیم[1] ما خوارانیم ما خوارانیم۔

مثنوی:۔

در زمان[عہ] مصطفیٰ ایں ہر چہار — بود دائم بر صحابہ آشکار
جوع و جاں بازی و ذل و غربت است — چوں بود ایں چار چیز قربت است
در گہہ شاہ محمد مہدی آخر زماں — می نماید پنج چیزاں دائماً بر مہدیاں

---

[1] از جملہ خوانیم (سہ بار نگرایا صب۔)، [عہ] حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ اشعار حضرت میراں امین محمد صحابی حضرت مہدی علیہ السلام کے لکھے ہوئے ہیں، (مکتوبات) اور مولف زاد الناجی نے بھی یہی تحریر فرمایا ہے (زاد الناجی)

جان و تن را بذل کردن خانماں بگذاشتن — جوع و خواری پیشہ کردن صبر بر پا داشتن

ہر کہ مہدی را بگردد گفت او در دل کند — بیحجابش رویت اللہ بالیقیں حاصل کند

ترجمہ ۔ بیت :۔

جب تک بازار طریقت میں کتے کے مانند۔ خوار نہ بن جاوگے بیابانِ حقیقت کے شیر نہ بنوگے

اس (اوپر کے) شیر کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مہدی علیہ السّلام اپنی زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ ہم خوار ہیں۔ ہم خوار ہیں۔ ہم خوار ہیں ۔

ترجمہ مثنوی :۔

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام ان چار صفات سے متصف تھے۔ فاقہ۔ جانبازی ۔ ذلت غربت ۔ جب یہ چار حاصل تھے تو پانچویں صفت قربت بھی انکو حاصل تھی حضرت مہدی آخر زماں کے دربار میں ۔ مہدوی پانچ صفات سے متصف ہیں جانؔ و تن کو قربان کرنا۔ گھرؔ و وطن چھوڑنا۔ فاقؔہ اور خاکساریؔ اختیار کرنا صبرؔ پر قائم رہنا جو شخص حضرت مہدی علیہ السّلام کا گرویدہ ہو انکی تعلیم کو دلنشین کرلے یقیناً دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا

(۷۸) نیز منقول است کہ اکثر معتادہا جرانِ مہدی علیہ السلام ایں بود کہ اگر خود بر بالائے[1] چیزے نشستہ بودے و یک دو برادران دائرہ برائے ملاقات بیامدے برابر خود نشاندے و بر زمین نشستن ندادے و گر بسیار بیامدے و برابر خود جائے ندیدے خود بر خاستے و بر زمین بہ نشستے و اگر خسپیدہ بودندے و کسے برادرے آمدے نشستہ با او حکایت کردے خسپیدہ نماندے و اگر چہ او مزاحم شدے کہ تکلف نہ کنید ۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ مہاجرین حضرت مہدی علیہ السّلام کی اکثر یہ عادت رہی ہے کہ اگر خود کسی

---

[1] ۔ بالائے حریر (ا۔ ج) (غ۔ ب)

اونچی چیز پر تشریف رکھے ہوتے اور کسی دائرہ سے ایک دو صاحب ملنے آجاتے تو ان کو اپنے بازو بٹھا لیتے تھے۔ نیچے بیٹھنے نہ دیتے تھے۔ اگر بہت حضرات آجاتے اور اپنے بازو جگہ نہ پائی جاتی تو خود اپنی جگہ سے ہٹ جاتے اور سب کیساتھ نیچے بیٹھ جاتے تھے۔ اگر لیٹے ہوتے اور کوئی برادر آجاتے تو بیٹھکر ان سے بات چیت کرتے تھے۔ اگرچہ کہ آنے والے مجبور کرتے کہ آپ تکلف نہ کریں۔ لیکن یہ لیٹے رہنا پسند فرماتے تھے۔

(۷۹) نیز اگر برائے ملاقاتِ برادر رفتے خود تنہا برفتے واگر کسی ہمراہ شدے منع کردے

ترجمہ۔ نیز اگر خود کسی بھائی سے ملنے جاتے تو تنہا جاتے تھے کوئی ساتھ چلنا چاہتے تو روکدیتے تھے۔

(۸۰) نیز مگس راندن کسے را اذن ندادے بلکہ منع کردے۔ والسلام علیک اول خود گفتے و منتظر سلام کسی نہ شدے کہ اول سلام او گوید۔

ترجمہ۔ نیز کسی کو اپنے پر سے مکھیاں اڑانے کی اجازت تک نہ دیتے تھے۔ بلکہ منع فرماتے تھے۔ اور السلام علیک خود پہلے کہتے تھے۔ کسی کے سلام کے منتظر نہ رہتے تھے۔

(۸۱) نیز کسے را کفش برداشتن و نہادن ندادے و با غنیاء استغناء می نمودندے۔ المقصود طریق تواضع در ایشاں مبالغت[1] بود کہ تفصیل آں متعذر است۔

ترجمہ۔ کسی کو اپنے نعلین اٹھانے یا رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اور مالداروں سے مستغنی رہا کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ ان حضرات کا طریقہ تواضع اتنا زیادہ تھا اسکی تفصیل کیا بیان کرنا مشکل ہے۔

(۸۲) روزے میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ با یاراں ایستادہ بودند ملک فخر الدین و ملک لطیف و ملک شرف الدین بالوکی[2] ہر یکی علحدہ سر بر پائے بندگی میاں رضی اللہ عنہ می نہادند۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ ہیچ التفات نہ کردند[3] بعد لحظہ سر ایشاں بدست خود بالا کردند

ترجمہ۔ ایک روز حضرت میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے

---

[1] مبالغت (ا۔ ج)۔ [2] بالوک (ا۔ ا) بالوکی نہیں ہے (د۔ ب)۔ [3] نہ کردندے بدستِ خود الخ (ا۔ ج) (غ۔ ب)۔

ملک فخرالدین و ملک لطیف و ملک شرف الدین رئیس ہونے کے باوجود ہر ایک آپ کے پیر پر سر رکھ دیتے تھے حضرت التفات تک نہ فرماتے تھے۔ کچھ دیر بعد اپنے ہاتھ سے ان کا سر اٹھا دیتے تھے۔

(۸۳) وچند بار دیدم کہ ملوکاں، وقت دعوت پس[1] پشت می نشستند و دعوت می شنیدند و نمی گفتند کہ پیش بیائید۔ و اگر کسے اہل فہم بودے اگرچہ[2] فقیر۔ فرمودے پیشتر بیائید بہ تائید (بتاکید) و تکرار[3] فرمودے نزدیکتر بیائید و یاراں را می فرمودے کہ جائے بدہید و فرمودے کہ معتاد حضرت میراں علیہ السلام چنیں بود کہ اہل فہم را پیش خود طلبیدے۔

ترجمہ۔ میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ بیانِ قرآن کے وقت امراء پچھلے حصہ میں بیٹھکر بیان سنتے تھے۔ اور حضرت کبھی ان سے نہ فرماتے کہ سامنے آؤ۔ اگر کوئی سمجھدار ہوتا اگرچہ وہ محتاج و مفلس ہی کیوں نہ ہو فرماتے کہ سامنے آو۔ بار بار تاکید سے فرماتے کہ زیادہ نزدیک آجاؤ اور اپنے فقرا سے فرماتے کہ جگہ دو۔ اور فرماتے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی عادت بھی یہی تھی کہ اہل فہم کو اپنے قریب بلا لیتے تھے۔

(۸۴) نقل است روزے ملک حمیدُ[4] الملک در جالور وقت عصر در حال دعوت برائے ملاقات آمد و بعضے چاکرانِ او پیش از و آمدہ بودند کسے تعظیم او نہ کردند۔ نہ چاکرے نہ اہل دائرہ۔ بعد پس پشتِ یکے نشست چوں نماز مغرب شروع شد بہ دنبال گزاردہ چونکہ باز گشت بہ چاکراں و قرابتانِ خویش گفت کہ شما چرا تعظیم من نہ کردید ایشاں گفتند کہ عظمت میاں سید خوندمیر دل را چنیں گرفتہ بود کہ تعظیم شما کردن نتوانستیم۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ ایک روز ملک حمید الملک جالور میں عصر کے وقت جبکہ بیانِ قرآن ہو رہا تھا ملنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان کے بعض ملازمین یہاں پہلے سے موجود تھے۔ ان کا کوئی ملازم یا کوئی اہل دائرہ

---

[1] عقب پشت (غ۔ب)، [2] اگرچہ اہل تقیر بودے (ا۔ج)۔ (غ۔ب)، [3] تکرار و تکرار (د۔ب)، (غ۔ب)،
[4] ملک حید الملک (ب۔ا) ملک حمید (د۔ب) زبدۃ الملک (ا۔ا)

کسی نے بھی ان کی تعظیم نہ کی اور وہ کسی ایک شخص کے پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ نماز مغرب میں شریک رہے واپس ہوتے ہوئے اپنے بعض ملازمین و اقربار سے انھوں نے پوچھا کہ تم نے میری تعظیم کیوں نہ کی؟ انھوں نے کہا کہ میاں سید خوندمیرؒ کی عظمت ہمارے دلوں پر اسقدر طاری تھی کہ ہم آپ کی تعظیم بجا نہ لاسکتے تھے۔

(۸۵) نیز اگر کسی از دائرہ استقبالِ دنیادار و موافق کردے و یا وقت باز گشتن چند قدم برابر او رفتے بزجر منع فرمودے و فرمودے کہ اگر بہ ترکِ تعظیم ایشاں شمارا در دنیا ہم زیاں شود بروز قیامت دامن من بگیرید و در آخرت اجر بسیار است اگر ترک تعظیم ایشاں کنید۔

ترجمہ۔ نیز اگر کوئی اہل دائرہ کسی دنیادار اور موافق کا استقبال کرتے یا اس کی واپسی کے وقت چند قدم اس کے ساتھ جاتے تو سختی کیساتھ منع کر دیئے جاتے تھے اور (حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ) سختی کیساتھ اہل دائرہ سے فرماتے کہ ان لوگوں کی تعظیم چھوڑ دینے کی وجہ اگر دنیا میں بھی تمہارا کوئی نقصان ہو تو قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لو۔ حالانکہ آخرت میں بہت کچھ اجر ملے گا۔ بشرطیکہ ایسے لوگوں کی تعظیم چھوڑ دی جائے۔

(۸۶) بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ از حضرت میراں علیہ السلام نقل کردہ اند کہ میراں علیہ السلام فرمودند کہ خلق[۲] این چنیں ہست کہ سالک را از آسماں بر زمین آرند بدیں طریق چوں دیدند کہ با ایشاں التفات نمی کند معتقد شوند و موافقت کنند چونکہ مہمانی شروع کنند الحاح کنند کہ بغیر خوندکار مہمانی ہرگز نہ شود اگرچہ بسیار عذر کند بے چارہ را ہرگز نہ گزارند تا نہ برند چونکہ در خانۂ یک کس رفت دیگر معتقد را حجت شد کہ من از و بدتر و دور تر نیم تا خوندکار بخانہ من نیائید و در مہمانی حاضر نشوید و شرف نسازید بے چارہ چہ کند ضرورۃً برود۔ سومے نیز ہمیں بکند بے چارہ را رفتن عادت شد در دل دانست کہ خلق مطیع شد کہ بے من ہیچ کار نمی کند۔ ولیکن نمی داند کہ من

---

[۱] زیاں شود فرمودند این چنیں خوشامدی کردن چاکری بکنید اگر زیاں شود در روز قیامت الخ (ب-۱) [۲] فرمودند کہ چنیں (ب-۱)

مطیع ایشاں شدم و دربدر سرگرداں گشتم ۔

ترجمہ ۔ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مخلوق کا یہ حال ہے کہ سالک کو آسمان سے زمین پر لے آتی ہے۔ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ (اہل اللہ) ان کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں تو وہ معتقد ہوجاتے ہیں اور محبت کرنے لگتے ہیں ان کی دعوت کرنا چاہتے ہیں۔ عاجزی کرتے ہیں کہ خوندکار کے بغیر تقریب نہوسکیگی اگرچہ وہ کتنا ہی عذر کرے، بے چارہ کو ہرگز نہیں چھوڑتے آخر لے جاتے ہیں جب وہ کسی ایک کے گھر چلا جاتا ہے دوسرے معتقد کے پاس دلیل ونظیر ہوجاتی ہے (عرض کرتا ہے) کہ بندہ اس سے بدتر یا دورتر نہیں ہے۔ جب تک خوندکار تشریف نہ لے چلیں شرف نہ بخشیں (تقریب نہ ہوسکیگی)۔ بیچارہ کیا کرسکتا ہے مجبوراً چلے جاتا ہے۔ تیسرا بھی یہی طریقہ اختیار کرتا ہے اس طرح بے چارہ کو جانے کی عادت ہوجاتی ہے۔ اور دل میں سمجھنے لگتا ہے کہ مخلوق میری مطیع ہوچکی ہے۔ میرے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیا جاتا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتا کہ (فی الحقیقت) میں خود ان کا مطیع ہوگیا ہوں اور دربدر سرگرداں ہوں۔

(۸۷) وبباید دانست کہ خوشنودی حضرت میراں علیہ السلام واکابر مہاجراں درین است کہ بخانۂ کسی بیرونِ دائرہ نباید رفت برائے طعام خوردن نہ درخانہ موافقاں نہ مخالفاں ونہ ازایشاں چیزے حاجت خواستن۔ وکسانیکہ برفتند برایشاں بسیار زجر کردند بلکہ بعضے را از دائرہ بیرون کردند۔ الغرض اکابر و مہاجراں نرفتہ اند مگر نادرے کہ غلامی تمام داشتند بخانہ اوشاں رفتند وطعام خوردند ودعوت کردند۔ ولیکن کسے دیگرے راحجت نیست۔

ترجمہ ۔ جان لینا چاہیئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور اکابر مہاجرین رضی اللہ عنہم کی خوشنودی اس میں نہ تھی کہ کھانے کے لئے دائرہ کے باہر کسی کے گھر جائیں نہ موافقین کے گھر نہ مخالفین

کے گھر۔ اور نہ ان لوگوں سے کوئی سوال کیا جائے اور جو لوگ جاتے ان پر بہت سختی کرتے تھے بلکہ بعضوں کو تو دائرہ سے باہر کر دیتے تھے۔ (مولف کتاب حضرت بندگی میاں عبد الرشید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) غرض اکابر مہاجرین رضی اللہ عنہم نہیں گئے ہیں۔ مگر شاذ و نادر ایسے لوگوں کے گھر گئے ہیں اور کھانا بھی کھایا ہے۔ جو پوری غلامی و اطاعت کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ کسی اور کے لئے حجت نہیں۔

باب ہفتم

در بیان حکم منافقی کردن

(۸۸) میاں سید خوندمیر رضؓ فرمودند کہ اگر آں بیان کہ حضرت میراں علیہ السلام کردہ اند آں بیان کنیم کسانیکہ موافق مہدیؑ ہستند ما را سنگسار کنند و در یک شہر یک سال دو سال ماندن نتوانیم زیرا کہ مہدی علیہ السلام را پیش از دعوی مہدیت از چند جا اخراج[1] کردند بسبب بیان حق۔ ایں سخن کرت و مرت فرمودہ اند۔

ترجمہ۔ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بیان جو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر میں بیان کروں تو جو لوگ کہ موافق مہدی موعود ہیں وہی سنگسار کریں گے۔ اور ہم کسی شہر میں سال دو سال رہ نہ سکیں گے چنانچہ دعوے مہدیت سے قبل محض بیان حق کی وجہ چند مقامات سے اخراج کیا گیا ہے یہ بات حضرت بار بار بیان فرمایا کرتے تھے۔

(۸۹) و میاں دلاور رضی اللہ عنہ ہم ایں سخن کرات و مرات فرمودہ اند کہ آنچہ از حضرت مہدی علیہ السلام شنیدہ ام اگر آں پیش بعضے مہاجراں بگوئم ایشاں مرا سنگسار بکنند۔

ترجمہ۔ میاں دلاور رضی اللہ عنہ نے بھی بارہا بیان فرمایا ہے کہ جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام سے میں نے سنا ہے اگر بعض مہاجرین سے بیان کروں تو مجھے سنگسار کریں گے۔

---

[1] ۔ بیرون کردند (د۔ ب)، (ا۔ ا)

(۹۰) نیز[1] نقلست از[2] بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند در آخر وقت دین نقصان خواہد شد و ہر دو مباحثہ کنندگاں جاہل۔ دراں وقت اثبات باید یکے در معنی غلو کنند و یکے در ظاہر بحث کنند ہر دو گروہ را دریں فائدہ نیست۔

ترجمہ حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا آخر زمانہ میں دین گھٹ جائیگا۔ مباحثہ کرنے والے دونوں جاہل (رہیں گے) اس وقت مومنین کو ثابت (قدم) رہنا چاہیئے (ایک جماعت کے جاہل لوگ) معنی (یعنے باطن کے مسائل) میں غلو کریں گے (اور ایک جماعت کے جاہل لوگ ظاہر (کی حیثیت) میں بحث کریں گے۔ ان ہر دو کو اس میں کوئی بہرہ نہیں ہے۔

(۹۱) واز میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ منقول است کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ کسانیکہ مہدی را قبول نمی کنند و نام رسول اللہ می شنوند و درود می فرستند اگر (بالفرض) رسول اللہ دریں وقت حاضر باشند و ایشاں را وحی خدا تعالیٰ برسانند اگر سنگسار نہ کنند ایں بندہ کذاب است و ہر چہ میگوید ہمہ دروغ است۔

ترجمہ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ مہدی کو قبول نہیں کر رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہیں اور درود بھیجتے ہیں اگر (بالفرض) رسول اللہ اس وقت موجود بھی ہو جائیں اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحی پہونچائیں تو یہ لوگ (حضرت کو) سنگسار نہ کریں تو سمجھنا کہ) یہ بندہ کذاب ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے سب جھوٹ ہے۔

(۹۲) بزرگوارے فرمودہ اند کہ حکایت دین اسلام دریں زماں چنیں[3] شدہ است کہ قصابے پیر کالہائے گوشت گاؤ در دارالحرب در محلہ[4] زناراراں برسر کردہ بآواز بلند بگوید کہ کسے گوشت گاؤ میخرد

---

[1] روایت نمبر (۹۰) الف میں نہیں ہے (د-ب، (۱-۱) [2] محلات (د-ب)

[3] می خورد۔ (۱-ج) غ-ب) ۱۰ ب-۱) ۔ [4] حضرت غازی میاں صاحب مرحوم اہل بسیط پورہ کے کتب خانہ کی تاریخ سلیمانی جلد سوم کے ختم پر نقلیات میاں عبدالرحمٰن رح کے حوالہ سے اس روایت کو نقل کیا گیا ہے۔

ضرور خلق اورا بکشد[1] یا نہ؟ ایں حکایت میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کردہ اند و گفتہ اند کہ ایں حکایت در روش حضرت میراںؑ و یاران وے ہمچنیں شدہ[2] است کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین بدء غریباً و سیعود الدین کما بدء فطوبیٰ للغرباء۔

ترجمہ ۔ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ اس زمانے میں دین اسلام کا بیان ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ کوئی قصاب گائے کا گوشت دار الحرب میں برہمنوں کے محلہ میں سر پر لے جائے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ کوئی ہے جو گائے کا گوشت خریدے۔ لازماً وہاں کے لوگ اس کو ماریں گے یا نہیں؟ یہ روایت حضرت شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے بیان کی اور فرمایا کہ یہی حال حضرت میراں علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ بیشک دین شروع ہوا اس حال میں کہ وہ غریب (اجنبی) تھا اور جیسا کہ شروع ہوا تھا ویسا ہی مستقبل میں ہو جائیگا۔ پس خوشخبری ہو غربا کے لئے (یعنی ان لوگوں کیلئے جن کو ان کی مذہبی پابندی کی وجہ سے لوگ ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے جیسا کہ کسی اجنبی کے ساتھ کیا جاتا ہے)

(۹۳) نیز منقول است کہ میاں شیر ملکؓ حضرت میراں علیہ السلام را پرسیدند کہ آنچہ خوندکار می گویند ہمہ حق است پس علماء چرا مخالفت می کنند۔ فرمودند کہ ایشاں ضعیف اند۔ اگر ایشاں را قوت باشد مرا سنگسار کنند کہ دنیا محبوب ایشاں است و ہر کہ محبوب کسے را ہر روز دشنام دہد چوں خوش آید۔

ترجمہ روایت ہے کہ میاں شیر ملک رضی اللہ عنہ نے حضرت میراں علیہ السلام سے سوال کیا کہ خوندکار جو کچھ فرماتے ہیں سب حق ہے پھر علماء کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ لوگ کمزور ہیں۔ اگر ان میں سکت ہوتی تو مجھے سنگسار کرتے کیونکہ دنیا ان کی محبوب ہے اور جو شخص کسی کے محبوب کو ہر روز برا کہتا ہو

---

[1] ۔ بہ کشد ایں حکایت (ا۔ج) (غ۔ب) (ا۔ا) (د۔ب) [2] ۔ شنیدہ است (غ۔ب) (ا۔ج)

توان کو بھلا کیسے معلوم ہوگا۔

(۹۴) میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند کہ خلق تا آں زماں کہ با ما مخالف است امید دین ہست۔ ہر وقت کہ خلق با ما موافق شود معلوم شود کہ از میان ما دین کلی برفت۔

ترجمہ۔ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مخلوق جبتک ہم سے مخالفت کرتی رہیگی دین (باقی رہنے) کی امید ہے۔ جب موافق ہوجائیگی تو پھر معلوم ہوجائیگا کہ ہم میں سے دین نکل چکا ہے۔

(۹۵) نیز فرمودند و در عقیدہ نبشتہ اند ہر کہ مہدی را قبول کند و از ہجرت و صحبت مہدی علیہ السلام باز ماند او را حکم منافقی حضرت میراں علیہ السلام بحکم ایں آیت فرمودند لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر الآیہ۔ حاصل معنی ایں آیت آنست کہ مجاہدان (جزء ۵، رکوع ۱۰) بر اولی الضرر بیک مرتبہ فاضل اند و بر غیر اولی الضرر بہ مراتبہائے بسیار فاضل اند پس ایشاں را بجائے درجات درکات باشد و بجائے مغفرت عذاب باشد و حکم نفاق بر قاعداں کہ غیر اولی الضرر بودند معلوم است۔

ترجمہ۔ نیز حضرت میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مہدی علیہ السلام کو قبول کرتا ہے اور فرض ہجرت اور حضرت کی صحبت سے باز رہتا ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کے لئے منافق کا حکم اس آیہ شریفہ کی رو سے بیان فرمایا ہے۔ "مومنین سے جو غیر اولی الضرر قاعدین ہیں وہ برابر نہیں ہیں" (مومنین اولی الضرر کے) (جزء ۵، رکوع ۱۰)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین اولی الضرر پر ایک مرتبہ کی فضیلت رکھتے ہیں اور غیر اولی الضرر پر کئی مراتب کی فضیلت رکھتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو درجات کے بجائے خسارات ہونگے اور مغفرت کے بجائے عذاب ہوگا اور قاعدین غیر اولی الضرر پر نفاق کا جو حکم ہے ظاہر ہے۔

لہ خلق با ما مخالفت بگذارند (ج)، با ما مخالف نہ شوند (ب ۱۰)، سہ از ما دین برفت (د ب)، سہ۔ مہاجران (د ۱۰)

(۹۶) بندگی ملک معروف رضی اللہ عنہ را در شہر نہروالہ زحمت بسیار شدہ بود۔ بعد از یک سال در جالور رفتند و رحلت کردند۔ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند کہ خدائے تعالیٰ ملک معروف را ہجرت کنانیدہ وصال روزی کردو فرمودند چنانچہ در عہد پیغمبر ہجرت فرض بود و در عہد مہدی علیہ السلام ہم ہجرت فرض است بحکم آیت ہجرت۔

ترجمہ۔ بندگی ملک معروف رضی اللہ عنہ کو شہر نہروالہ میں (مرض کی) بہت تکلیف ہوگئی تھی ایک سال بعد جالور گئے اور آپ نے وہیں رحلت فرمائی۔ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ملک معروف کو ہجرت کا موقع دیکر وصال روزی کیا ہے۔ اور فرمایا کہ جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہجرت فرض تھی اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ہجرت کی آیت کے حکم کے بموجب فرض ہے۔

(۹۷) حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ ہیچ آیت قرآن منسوخ نیست و در قرآن تکرار و جملہ معترضہ و حرف زایدہ نیست۔

ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور قرآن شریف میں تکرار و جملۂ معترضہ و حرف زاید بھی نہیں ہے۔

(۹۸) نیز فرمودہ اند ہر کہ از گجرات ہجرت کردہ بخراسان آمدہ اند اگر میل دل او بوطن پیشین باشد ظالم است۔

ترجمہ۔ نیز فرمایا کہ جو لوگ گجرات سے ہجرت کرکے خراسان میں آئے ہیں اگر ان میں سے کسی کا دل اپنے وطن کی طرف مائل ہو تو وہ ظالم کے حکم میں ہے۔

لہ "بحکم آیت ہجرت"۔ اس نسخہ میں نہیں ہے (د-ب)، سہ۔ یہ روایت اس نسخہ میں موخر ہوگئی ہے (د-ب)

سہ نیست و استثناء منقطع و وضع نیست (ب-د) سہ بشہرے (ب-د)

(۹۹) وبراں معنی فرمودند کہ یک ہزار کس در طلب حق تعالیٰ قدم می نہادند و دنیا و آنچہ در دنیا است ترک می کنند و بہ عبادت و تقویٰ چنانچہ شاید و باید مشغول می شوند و فرشتگان را فرمان می شود کہ دنیا آراستہ بنمائید ایشاں را فتح و فتوح روے می نماید نہصد و نود و نہ کس مشغول شوند و یکصد می مانند باز فرشتگاں را فرمان میشود کہ عقبیٰ برایشاں آراستہ بہ نمائید از ایشاں نود و نہ بہ عقبیٰ توجہ می کنند۔ اکنوں دہ کس می مانند۔ باز فرمان میشود کہ برایشاں بلاہا نامزد کنید فقر و فاقہ و ایذاے خلق و اخراج از خانہا۔ نہ کس از بلاہا بگریزند پس از میان ہزار طالب کہ طلب حق اختیار کردہ بودند یک کس بخدا رسید سبحانہ و تعالیٰ۔

ترجمہ۔ اور اسی مطلب کو ظاہر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک ہزار آدمی اللہ تعالیٰ کی طلب کا ارادہ کرتے ہیں اور دنیا و اہل دنیا سے ترک تعلق کرتے ہیں۔ عبادت و تقویٰ میں جیسا کہ مشغول ہونا چاہئے مشغول ہوتے ہیں۔ (ادھر) فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ دنیا آراستہ کرکے ان کو دکھائی جائے اور ان کو فتح و فتوح بھی بتلائی جائے۔ (اس صورت میں) نوسو افراد اس طرف مشغول ہو جاتے ہیں اب ایک سو رہ جاتے ہیں پھر فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ آخرت آراستہ کرکے ان کو دکھائی جائے (اس صورت میں) نود افراد اس جانب مائل ہو جاتے ہیں۔ اب ان میں سے دس رہ جاتے ہیں۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ ان پر بلائیں نازل کیجائیں فقر و فاقہ اور خلق کی ایذا اور گھروں سے اخراج میں مبتلا کیا جائے (اس صورت میں) نو افراد بھاگ نکلتے ہیں ایک ہزار افراد میں سے صرف ایک طالب رہ جاتا ہے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کو پہنچ سکتا ہے۔

لہ۔ نیز فرمودند کہ (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا) سہ چنانچہ باید و (د۔ب)، (ا۔ا) (ب۔ا)، سہ۔ بدنیا (د۔ب) سہ از میان ہزار طالب یک کس (د۔ب)، (ا۔ا) (ب۔ا) شہ۔ بخدا رسید ما فرمان آں دہ تن را چناں می شد کہ ایں ہمت طلب کمال دریں تن در جالت حلال واسطہ کیست در ضمیر نہ کس ازیں خطر چنانچہ کہ کرکہ کاملاں را واسطہ چیست درمیان ایں اوہام شاں ناگاہ نتیجہ بجذب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلول بدیشاں گشت در دگر اسفل السافلین مغرق بصورت بہوش می شدند و یک کس را ایزد تعالیٰ عم نوالہ بکرم عمیم خویش خطرہ نیاورد زہے سعادت آں یک کس کہ بذات جل جلالہ موصوف گشت بکرم و فضل اللہ تعالیٰ (غ۔ب)

(۱۰۰) نیز منقول است که وقتی میانسید خوندمیرؒ از جالور بموضع بھدیی والی با دائرہ آمدو بعضی عزیزان خیلخانہائے خویش بطرف شہر نہروالہ رواں کردند بے رخصت بندگی میاںؒ چونکہ بندگیمیاںؒ شنیدند بسیار تنگ آمدند و با یاراں و با بعضے ہمراز اں مشورت کردند کہ بندہ سفر[1] خواہد کرد۔ و در دائرہ نخواہد ماند۔ شمارا باید کہ یک شتر فلاں جا مستعد کردہ بدارید در شب من آنجا می آیم ایشاں ہمچناں کردند بندگی میاں با خر شب از دائرہ بیرون شدند ہیچکس را خبر نہ کردند ملک حمادؒ را معلوم شد دنبال شدند مقدارے راہ رفتند و جاے کہ وعدہ کردہ بود آنجا رسیدند آں برادراں کہ حوالہ اشتر بودند دانستند کہ کسانِ دائرہ[2] را شب خبر شدہ است و از دائرہ برائے مزاحم شدن می آیند از انجا با شتر پیشتر شدند و بندگی میاں با صفت مستی می روند[3]۔ ہیچ التفات چپ و راست نمی کنند۔ معلوم نیست کہ ملک حماد دنبال می آیند۔ زیر درخت قرار کردند۔ و بمناجات حق مشغول می شدند کہ الٰہی من لائق مرشدی نیم و بجاے میراں سید محمد نشستن و بخورد و سویت دادن سزاوار نیستم بعد از غیب ندا آمد کہ اے سید خوندمیر من ترا برگزیدم و بجاے سید محمد نشستن سزاوار گردانیدم و چندیں خلعتہا ترا دادم و معانی قرآن ترا عطا کردم بندگی میاںؒ بار دیگر عذر خواہی کردند باز ہمیں شنیدند کہ با تو کار بسیار است[4] تو کجا میروی۔ بعد ازاں میاںؒ ہشیار شدند و ملک حمادؒ را پیش خود دیدند طلبیدہ پرسیدند کہ راہ دائرہ کدام طرف است بعدہ رواں شدند ملک حمادؒ پرسیدند کہ دو آواز شنیدیم دومی آواز ازاں کہ بود[5]۔ فرمودند از انِ حق بود چوں درونِ دائرہ آمدند بعد اشراق آنکساں را کہ خیلخانہا رواں کردہ بودند طلبیدہ بسیار زجر کردند و آیات قرآن بر ایشاں بیان کردند۔

---

[1] ۔ مسافرت (د۔ب) (۱۰۱) [2] کسانِ دائرہ بشب خبردار شدند (د۔ب) (۱۰۱) کسان دائرہ بشب خبر شدند۔ و دائرہ برائے مزاحم شدن می آیند (۱۰۱) انجا با شتر شدند و بندگیمیاں سید خوندمیرؒ می روند با صفت مستی و ہشیاری معلوم نیست کہ ملک حماد الخ (ب۔۱۰۰) [3] میرفتند (د۔ب)

[4] اسکے بعد کا حصہ اور روایت نمبر (۱۰۱) حضرت غازی میانصاحب اہل بسیط پورہ کے نسخہ میں موجود نہیں ہے [5] دومی آواز کہ بود (ہیچ) (ع۔ب) (۱۰۱)

یا یھا الذین آمنوا لا تتخذوا آباءکم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون ۰ قل ان کان آباءکم وابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال نِ اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ۔ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین (جزء ۱۰ رکوع ۹) لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوآ آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ و یدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (جزء ۲۸ رکوع ۳) لن تنفعکم ارحامکم و لا اولادکم یوم القیامۃ یفصل بینکم و اللہ بما تعملون بصیر۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم اِنا برءٰ وا منکم و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تومنوا باللہ وحدہ۔ (جزء ۲۸ رکوع ۷) مانند ایں آیتہا بسیار خواندند و تا یکپاس روز بیان کردند و زجر کردند بصفت جلالیت۔ بعدہ برادرانِ دائرہ رجوع کردند و خطائے خود قبول کردند و خیلخانہا بخود واپس طلبیدند۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ جس وقت میاں نسیدخوندمیر رضی اللہ عنہ جالور سے موضع بھدری والی میں مع دائرہ تشریف لائے اور چند عزیزوں نے اپنے خاندان والوں کو بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر شہر نہروالہ کی جانب روانہ کر دیا۔ جب بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو بہت رنجیدہ ہوئے

نہ۔ و الیوم الآخر الایہ۔ لن تنفعکم ارحامکم و اولادکم الایہ۔ و مانند ایں آیتہا (ب۔ ا) نہ۔ و خطائے خود قبول کردند ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج) (غ۔ ب) (د۔ ب) (ا۔ ا)

بعض صحابہ و ہمراز حضرات سے بطور مشورہ فرمانے لگے کہ بندہ سفر کریگا۔ دائرہ میں نہ رہیگا۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ ایک اونٹ فلاں جگہ تیار رکھیں۔ رات کو میں وہاں آجاؤنگا۔ ان حضرات نے یہی عمل کیا۔ بندگیمیاں رضی اللہ عنہ آخری شب میں دائرہ سے نکل گئے آپ نے کسی کو اس کی خبر نہ دی ملک حماد رضی اللہ عنہ کو کسی طرح معلوم ہوگیا پیچھے دوڑے (بندگیمیاں رضی اللہ عنہ) اس مقام پر پہنچے جہاں کہ آنے کا وعدہ تھا۔ لیکن وہ حضرات جن پر اونٹ وہاں لانے کی ذمہ داری تھی۔ اس خیال سے کہ دائرہ کے لوگوں کو خبر ہوجاے اور مزاحم ہوں اس جگہ سے اونٹ لیکر اور آگے بڑھ گئے تھے اور بندگیمیاں رضی اللہ عنہ مستانہ انداز میں کسی جانب التفات کئے بغیر چل رہے تھے آپ کو علم نہ تھا کہ ملک حمادؓ پیچھے چلے آرہے ہیں۔ بندگیمیاں رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے ٹھیر گئے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات میں مشغول ہوگئے کہ الٰہی میں مرشدی کے لائق نہیں رہا۔ اور حضرت میراں سید محمدؐ کا جانشین ہونے اور پسخوردہ وسویت دینے کے قابل نہیں رہا غیب سے آواز آئی کہ اے سید خوندمیر میں نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور سید محمد کی جانشینی کے قابل بنایا ہے اور بہت کچھ خلعتیں تم کو عطا کی ہیں اور فہم معانی قرآن بھی تم کو عطا کیا ہے۔" بندگیمیاں رضی اللہ عنہ نے پھر عذرخواہی کی اس دفعہ بھی آپ نے وہی آواز سنی کہ "تم پر تو ابھی بہت کچھ کام ہے کدھر جاتے ہو" اس کے بعد (بندگی میاں رضی اللہ عنہ) ہوش میں آے۔ اور ملک حماد رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے دیکھکر آپ نے قریب بلایا۔ اور دریافت فرمایا دائرہ کا راستہ کدھر ہے اور پھر چلنے لگے۔ ملک حمادؓ نے سوال کیا کہ میں نے دو آوازیں سنی ہیں۔ دوسری آواز کس کی تھی؟ فرمایا کہ حقتعالیٰ کی جانب سے تھی۔ جب دائرہ میں تشریف لائے تو اشراق کے بعد ان لوگوں کو جنھوں نے اپنے خاندان والوں کو روانہ کیا تھا بلاکر آپ نے بہت ڈانٹا۔ اور قرآن شریف کی آیات پر بیان سنایا۔

"اے ایمان والو! تمہارے باپ، بھائی اگر ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو تم ان سے

محبت اختیار نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی شخص ان سے محبت اختیار کرے گا تو ایسے تمام لوگ ظالم ہیں۔
(اے محمد صلعم) آپ کہدیجئے کہ اگر تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارے
قرابتدار اور تمہارا مال جسے تم نے جمع کیا ہے اور (تمہاری) تجارت جس کے بند ہو جانیسے تم ڈرتے ہو
اور تمہارے گھر جن کو تم عزیز رکھتے ہو (یہ سب) اللہ و رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ
تمہیں عزیز ہیں تو اس وقت کا انتظار کرو جب کہ (جلد یا بدیر) اللہ تعالیٰ قہر نازل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ
فاسقین کی جماعت کو ہدایت نہیں فرماتا۔ (جزء ۱۰ رکوع ۹) تم ایسی قوم کو جو اللہ و آخرت پر ایمان
لاچکی ہو اس شخص سے محبت کرتی نہ پاؤگے۔ جس نے اللہ و رسول کی مخالفت کی ہو (اور یہ مخالفت کرنیوالے
اگرچہ ان (مومنین) کے باپ ہوں یا اولاد ہوں یا بھائیاں ہوں یا قرابتدار ہوں۔ ان سب (مومنین)
کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان قائم فرمایا ہے اور اپنے نور ہدایت سے ان کی مدد فرمائی ہے اور
ان کو ایسی جنت میں داخل فرمائیگا جس میں نہریں بہتی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ
ان سے خوش ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں باخبر ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ
کی جماعت ہی فلاح یافتہ ہے (جزء ۲۸ رکوع ۳) تم کو قیامت کے دن تمہارے قریبی قرابتدار
اور تمہارے بچے ہرگز فائدہ نہ پہونچا سکیں گے۔ تم کو (کفر و ایمان کی وجہ اس دن) جدا جدا کر دیگا
اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے تحقیق کہ تمہارے لئے ابراہیم کا اور ان کے ساتھ والے
مومنین کا اسوہ حسنہ موجود ہے کہ اس وقت (ابراہیم اور ان کے مومنین نے) اپنی (مخالف) قوم
سے کہدیا تھا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوائے تم جن کی عبادت کرتے ہو ان سے بھی بیزار
ہیں۔ ہم نے تمہارے دین سے کفر کیا ہے اور تمہارے ہمارے درمیان بغض و عداوت ہمیشہ رہیگی
یہانتک کہ تم اس ایک خدا پر ایمان لے آؤ۔ (جزء ۲۸ رکوع ۷)

ایسی بہت آیات سنائیں اور ایک پہر تک بیان فرماتے رہے اور آپ نے پُر جلال انداز میں

تہدید فرمائی اس کے بعد برادران دائرہ نے رجوع کیا اپنی غلطی تسلیم کرلی اور اپنے خاندان والوں کو واپس بلالیا۔

(۱۰۱) نیز منقول است کہ ملک الہداد وقتے از جالور آمدند و چند روز نزدیک شہر نہروالہ فرود آمدہ فرمودند کہ مبادا کسے برائے ملاقات قرابتاں برود۔ اگر ایشاں ایں جا بیایند ملاقات کنید[1] و اگر شما بروید بعد ازاں در دائرہ نیائید ہر جا کہ خواہید بمانید۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ ملک الہداد رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ (جبکہ) جالور سے آکر چند دن شہر نہروالہ کے قریب قیام فرمایا تو حکم دیا کہ کوئی اپنے عزیزوں سے ملاقات کیلئے نہ جائیں۔ البتہ وہ خود یہاں آجائیں تو ملاقات کرسکتے ہیں۔ اگر تم خود چلے جائیں تو پھر دائرہ میں نہ آئیں جس جگہ جی چاہے رہ جائیں۔

(۱۰۲) منقول است ملک معروف[2] پیش حضرت میراں علیہ السلام عرض کردند کہ از نزد مادر من مکتوب آمدہ است کہ یکبار برائے ملاقات بیائید۔ اگر رضا باشد میروم۔ فرمودند کہ جواب چنیں[3] بنویسید کہ ملک معروف[4] مرد۔

ترجمہ روایت ہے کہ ملک معروف رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ کے پاس سے خط آیا ہے کہ ایک دفعہ تو ملنے کے لئے آؤ اگر اجازت ہو تو جاتا ہوں فرمایا کہ یہ جواب لکھدو کہ ملک معروف مرچکا۔

(۱۰۳) منقول است کہ میاں نعمت رضی اللہ عنہ آں کساں را کہ بخانہائے موافقاں برفتند راہ خرچ دادہ از دائرہ بیرون[5] کردند۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو جو موافقین کے گھر گئے ہوں خرچ سفر دیکر دائرہ سے خارج فرمادیا۔

---

[1] بشود (ب-۱۰) [2] میاں مخدوم (ب-۱۰) [3] کہ بنویسید (د-ب) (ا-۱۰) [4] میاں مخدوم مرد (ب-۱۰)

[5] حضرت غازی میاں صاحب اہل بسیط پورہ کے نسخہ میں اسکے بعد روایت (۱۹) بیان ہوئی ہے۔ گویا (۱۰۳) سے (۱۰۸) تک پانچ روایات اس نسخہ میں چھوٹ گئی ہیں۔

(۱۰۴) منقول است وقتی کہ بعضے یاران از کاہہ[1] باز گشتند میانسید خوندمیرؓ ہم رواں شدہ اند برخصت میر انعلیہ السّلام بعضے یاراں پیشِ حضرت میر انعلیہ السّلام معلوم[2] کردند کہ میراں جیوؒ میانسید خوندمیر را رفتن مدہید کہ اقلبان ایشاں اہل دنیا اند باز آمدن نخواہند داد بعدہ فرمودند کہ رخصت بندہ[3] است بفرستادنِ ایشاں خدا تعالیٰ دین خود را زیادت خواہد کرد۔

ترجمہ - روایت ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مقام کاہہ سے جب واپس ہوے تو میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ بھی حضرت مہدی علیہ السّلام کی اجازت سے روانہ ہوگئے بعض صحابہ نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ میر انجی میانسید خوندمیرؓ کو جانے نہ دیجئے کیوں کہ ان کے قرابتدار اہل دولت ہیں ان کو واپس آنے نہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ بندہ کی اجازت ہے ان کو روانہ کرنے میں مصلحت یہ ہے کہ) خدا تعالیٰ اپنے دین میں ترقی عطا فرمائیگا۔

(۱۰۵) منقول است ازمیاں دلاور رضی اللہ عنہ کہ روزے حضرت میر انعلیہ السلام در حق کسانیکہ باز گشتہ اند و بہ گجرات رفتند حکم منافقی و مرتدی کردند۔ میانسید خوندمیرؓ و میاں نعمتؓ یکدیگر گفتند کہ ما نیز رفتہ بودیم حال ما چیست میاں نعمتؓ پیش حضرت میر انعلیہ السلام عرض کردند میر انجیو یک لحظہ مراقبہ کردہ بعدہ فرمودند کہ فرمان میشود کہ ایشاں قبول شدند باز آں کسانیکہ حضرت میراں علیہ السلام بر ایشاں حکم منافقی کردہ بودند در دائرہ میاں سید خوندمیرؓ آمدہ رجوع کردند و ثابت قدم ماندند و در دائرہ مردند۔ بعضے یاراں میانسید خوندمیرؓ را سوال کردند کہ در حق ایشاں چہ می فرمایند فرمودند کہ بندہ را چہ مجال است ایں جا دم زنیم ولیکن چونکہ رجوع کردند و ثابت قدم تا آخر دم با تضرع و زاری ماندند امید قبول است چوں با قاعدان

---

[1] ۔ بطرف گجرات (ب ۱۰)، [2] ۔ عرض کردند (ب ۱۰)۔

[3] ۔ رخصت شدہ است (ب ۱۰)۔

غیر اولی الضرر دوستی و ملاقات روا نیست ایشاں را میراث ہم نیست[1] کہ میراں علیہ السّلام بر ایشاں نسبتِ حکم منافقی کردہ اند۔

ترجمہ۔ میاں دلا ورضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ اُن لوگوں کے حق میں جو گجرات کی طرف لوٹ گئے حضرت مہدی علیہ السّلام نے منافق و مرتد کا حکم صادر فرمایا میانسید خوندمیرؓ اور میاں نعمتؓ آپس میں کہنے لگے کہ ہم بھی گئے تھے ہم پر کیا حکم ہوگا۔ میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اس گفتگو کا ذکر کر دیا حضرت نے ایک لمحہ مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ فرمان ہو رہا ہے کہ یہ لوگ مقبول ہیں کچھ عرصہ بعد جن لوگوں پر حضرت مہدی علیہ السّلام نے منافقی کا حکم صادر فرمایا تھا وہ میاں سید خوندمیرؓ کے دائرہ میں آکر رجوع ہوے اور ثابت قدم رہے اور دائرہ ہی میں وفات پائی بعض صحابہ نے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ان لوگوں کے حق میں کیا فرماتے ہیں آپ نے یہ فرمایا کہ بندہ کی کیا مجال ہے کہ اس جگہ دم بھی مار سکے لیکن چونکہ انھوں نے رجوع کیا ہے اور یہ لوگ گریہ و زاری کرتے ہوے آخر تک ثابت قدم رہے ہیں۔ اس لئے ان کے مقبول ہونے کی امید ہے جب قاعدین غیر اولی الضرر سے دوستی و میل ملاپ روا نہیں ہے تو وہ مستحق میراث بھی نہیں ہیں کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان پر منافقی کا حکم صادر فرمایا ہے۔

(۱۰۶) نقل است در ناگور در دائرہ میاں نعمت رضی اللہ عنہ مردے متوفی شد پنجاہ فیروزی ترکہ گذاشت و در دہولخہ[2] ورثۂ او بودند میاں نعمتؓ حکم کردند کہ در میان فقیران دائرہ قسمت کنانید و ایں آیت خواندند ان الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض

---

[1] "نیست" کے بعد کا جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج) و غ۔ ب) (ا۔ ا) (د۔ ب)

[2] انصاف نامہ میں "دہولخیہ" مروی ہے۔

والذین اٰمنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شئ حتی یھاجروا (جزو ۱۰ رکوع ۶)

ترجمہ۔ روایت کہ بمقام ناگور میاں نعمت رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں ایک صاحب کا انتقال ہوگیا پچاس فیروزی انھوں نے ترکہ چھوڑا مقام دہولخہ میں ان کے ورثار موجود تھے لیکن میاں نعمتؓ نے حکم دیا کہ فقرائے دائرہ پر تقسیم کردیا جائے اور آپ نے یہ آیۂ شریفہ سنائی۔ تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مال وجان سے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے اُن کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہ سب (مومنین) ایک دوسرے (کی میراث) کے ولی ہیں۔ (ترجمہ آیہ) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت نہ کی ان کی ولایت سے تمہارے لئے اسوقت تک کوئی حصہ نہیں جبتک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔

(۱۰۷) بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ یکبار ترکۂ میت فقیر کہ در دائرۂ ایشاں بود بورثہ کہ بیرون دائرہ بودند تسلیم کردند چوں میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ شنیدند فرمودند کہ نیک نہ کردند ایں حقِ فقرانِ دائرہ بود وچوں قاعداں ہجرت کردہ در دائرہ بیایند میراث گیرند در ایمان مہاجراں[1] قاعداں برابر باشند ولیکن حد مراتب ہرگز برابر[2] نیایند گفتند کہ نباید گفت۔

ترجمہ۔ بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایسے فقیر کا ترکہ جو دائرہ میں رہنے والے تھے ان کے ایسے ورثار کو دیا ہے جو بیرون دائرہ رہتے تھے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ یہ کام اچھا نہ ہوا کیونکہ یہ تو دائرہ کے فقیروں کا حق ہے قاعدین میراث اس وقت لے سکتے ہیں جبکہ ہجرت کرکے دائرہ میں آجائیں اور اس صورت میں بھی قاعدین از روئے ایمان مہاجرین کے برابر تو ہوجائیں گے لیکن از روئے مراتب برابر نہ ہوں گے۔ فرمایا کہ کہنا نہ چاہیئے۔

(۱۰۸) نیز نقلست کہ یکبار در شہر احمد آباد اکثر مہاجراں بطریق محضرہ یکجا شدہ بودند

---

[1] ۔ باہاجراں بہشتیاں برابر باشند (ب-۱) [2] ہرگز برابر نباید گفت (ب-۱)

بعضے قاعداں ہم دراں مجلس بودند میانسید خوندمیرؓ فرمودند کہ قاعداں را از مجلس بیروں کنید بعد[1] اتفاق خواہم طلبید و فرمودند کہ با قاعداں مشورت نباید کرد کہ ایشاں سوی خود کشند۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ اکثر مہاجرین ایک دفعہ شہر احمد آباد میں محضرہ کے طور پہ ایک جگہ جمع ہوئے تھے بعض قاعدین بھی اس مجلس میں موجود تھے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاعدین کو مجلس سے خارج کر دیا جائے (مسئلہ) طے ہوجانے کے بعد بلالوں گا۔ اور فرمایا کہ قاعدین کو شریک مشورہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ لوگ اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کریں گے۔

(۱۰۹) منقول است کہ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ اگر کسے عبادت ہزار سال کردہ باشد و آں عبادت مقبول شدہ باشد تاہم برابر یک نظر بندہ نہ باشد۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک ہزار سال عبادت کرے اور وہ عبادت مقبول شدہ بھی ہو تو وہ بندہ کی ایک نظر کے اثر کے برابر نہیں ہے۔

(۱۱۰) نیز فرمودند کہ اگر کسے صحبت بندہ ایں مقدار کند کہ از پا[2] افزار خاک بیند از گناہ تمام عمر اورا مغفرت[3] گردد۔

ترجمہ ۔ نیز فرمایا کہ اگر کوئی شخص بندہ کی صحبت اتنی دیر اختیار کرے جتنی دیر میں کہ جوتوں سے گرد جھاڑی جاتی ہے تو اس کے تمام عمر کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

(۱۱۱)[4] نیز حضرت میراں علیہ السلام فرمودند ہر کہ اول روز در دائرہ ہجرت کردہ آمدہ است مرشد آنکس است کہ آخر روز آمدہ است زیرا چہ سابق امام مسبوق است۔

ترجمہ ۔ نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص صبح میں ہجرت کر کے دائرہ میں آچکا ہو وہ اس

---

[1] ۔ بعدہٗ (ب۔۱) [2] پانزار (ا۔۱) (غ۔ب) (ب۔۱) (ا۔ج) [3] ۔ مغفور گردد (ا۔ج) (غ۔ب)

[4] روایت نمبر (۱۱۱) حضرت فارسی میانصاحب اہل سبیط پورہ کے نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

شخص کا مرشد ہے جو شام میں آیا ہو۔ کیونکہ سابق مسبوق کا امام ہوتا ہے۔

(۱۱۲) نیز حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ پیش ایں بندہ تصحیح میشود۔ فرمان میشود کہ ہر کہ پیش تو صحیح شود او مقبول است او عند اللہ مقبول است و ہر کہ تصحیح نشود او عند اللہ مردود است۔[1]

ترجمہ۔ نیز حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندے کے سامنے تصحیح ہوتی ہے۔ فرمان ہوتا ہے کہ جو شخص تمہارے سامنے صحیح نکلے اور مقبول ہو وہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہے۔ اور جو شخص صحیح نہ نکلے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس مردود ہے۔

(۱۱۳) میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ در عہدِ خود فرمودند ہر کہ ایں زماں ہجرت می کنند و در دائرہ مستقیم می مانند ہر کہ بعد ازیں خواہد آمد آنکسانند کہ ارواح ایشاں پیشِ حضرت مہدی علیہ السلام صحیح شدہ بودند۔ انگہ[2] بر بیانِ ما کسے ترکِ دنیا می کند و تصدیق مہدی علیہ السلام می کنند[3] ایں ہم از نتیجہ آں تصحیح است۔ و بر ما بسبہاست کہ از سبب دعوتِ ما ایشاں را توفیق رفیق کردہ داد و کلام ما را دلیل استماعی و استدلالی[4] باید گفت زیرا چہ ما بندہ فرمانِ حضرت امیر صلی اللہ علیہ وسلم ہستیم۔

ترجمہ۔ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ ارشاد میں فرمایا کہ جو لوگ اس زمانہ میں ہجرت کرتے ہیں اور دائرہ میں رہتے ہیں۔ اور جو لوگ اس کے بعد آئیں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کی ارواح پہلے حضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے صحیح ہو چکی ہیں اس وقت جو لوگ ہماری تبلیغ پر ترک دنیا کرتے اور مہدی علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں یہ بھی اسی تصحیح کا نتیجہ ہے۔ اور ہمارے پاس منجملہ اسباب کے یہ سبب بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہماری دعوت کی وجہ ان لوگوں کو توفیق رفیق عطا ہوئی ہے اور (فی الحقیقت) ہمارے کلام کو دلیل استماعی

---

[1] ہر کہ مقبول نہ شد (د ب) ہر کہ صحیح نہ شد او مردود است (غ۔ب) (ب ۱۰) [2] نہ آنکہ بر بیان ما (ب ۱۰) —
نہ آنکہ از بیان ما (د ب) [3] تصدیق مہدی کنند و فرمودند کہ استماعی و استدلالی باید گفت و نیز فرمودند کہ با قاعدان صحبت الخ۔
(ا ۱۰) (د ب) (ب ۱۰) [4] "استقلالی" (ا ج) (غ۔ب)

واستدلالی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم حضرت امیر صلی اللہ علیہ السلام کے بندہ فرمان ہیں۔

(۱۱۴) نیز[1] فرمودند کہ باقاعدان صحبت نباید کرد بلکہ صحبت باصادقاں باید کرد قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (جزء ۱۱ رکوع ۴)

ترجمہ نیز فرمایا کہ قاعدین کی صحبت اختیار نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ صحبت باصادقاں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ (جزء ۱۱ رکوع ۴)

(۱۱۵) نیز فرمودند کہ روز عید وجمعہ در مجلس مخالفاں باستعداد سلاح وجامۂ نو پوشیدہ بازینت باید رفت تا مخالفان سوختہ شوند۔ پس طالبان حق را باید کہ علی الخصوص جامع مسجد وعیدروند وہیچ کیفیت نکنند۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ عید وجمعہ کے روز مخالفین کی مجلس میں ہتیار لگائے ہوئے نئے کپڑے پہنے ہوئے بازیب وزینت جانا چاہیئے تاکہ مخالفین سوختہ ہو جائیں پس طالبان حق کے لئے لازم ہے کہ خصوصاً جامع مسجد اور عیدگاہ کو جائیں تو (تبلیغ کے سوائے) کوئی کیفیت نہ کریں۔

(۱۱۶) حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند کہ کسانیکہ ہجرت کردہ در راہ خدا آمدند انچہ می کنند از امور معیشت آب آوردن وہیزم[2] ساختن وطعام پختن وزیر دیگدان آتش کردن وچیزے[3] برگردن آوردن ولعب[4] بازنان وکودکان کردن ہمہ عمل صالح است بحکم کتاب اللہ تعالیٰ[5]

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ ہجرت کر کے خدا کی راہ میں آئے ہیں وہ امور معیشت میں سے جو کام بھی کرتے ہیں۔ پانی لانا لکڑی پھوڑنا۔ کھانا پکانا۔ آگ جلانا۔ اور کوئی چیز گردن پر رکھکر لانا اور بیوی بچوں سے دل بہلائی کرنا سب کچھ از روئے حکم کتاب اللہ تعالیٰ عمل صالح میں داخل ہے۔

---

[1] روایت نمبر (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) حضرت غلام نبی صاحب اہل بسیط پور کے نسخہ میں نہیں ہیں۔ [2] ہیزم سوختن (ب ۱۰) [3] بار برگردن (ب ۱۰) [4] لعب باکودکان (ب ۱۰) [5] کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم بان لھم الجنۃ (ب ۱۰) (د ب)

(۱۱۷) منقول[1] است حضرت میراں علیہ السلام فرمودند مہاجران کبار را با قاعدان مصاہرت نباید کرد۔ یعنی دختر نباید داد

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مہاجرین کبار کو قاعدین سے رشتۂ ازدواج قائم نہ کرنا چاہیئے۔ یعنی اپنی لڑکی نہیں دینی چاہیئے۔

(۱۱۸) نیز حضرت میراں علیہ السلام فرمودند اگر طالب حق در دائرہ بیاید فی الحال او را زن دائرہ[2] نکاح کردہ نباید داد یکسال باید آزمود اگر بعد یکسال صدق او ظاہر شود دختر دائرہ نکاح کردہ باید داد و شرط باید کرد کہ اگر چہ نعوذ باللہ منہا از دائرہ بیرون رود زن را نہ برد۔

ترجمہ نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص حق کی طلب میں دائرے میں آئے تو اسیوقت دائرے کی کسی عورت کا عقد نکاح اس سے نہ کرنا چاہیئے۔ ایک سال تک آزمایش کرنی چاہیئے ایک سال بعد بھی وہ صداقت پر قائم رہے تو اسوقت دائرہ کی عورت کا عقد نکاح کر سکتے ہیں اور شرط لگادینی چاہیئے کہ اگر نعوذ باللہ وہ شخص دائرے سے باہر ہوجانا چاہے تو بیوی کو ساتھ نہ لیجا سکیگا۔

(۱۱۹) واز[3] میاں نعمت رضی اللہ عنہ منقول است طالبے کہ پدر او غنی بود دختر میاں نعمت را بزنی خواست جواب فرمودند دختر خود را بہ کسے خواہم داد کہ جامۂ او پر پیوند باشد یعنی طالب کامل[4]

ترجمہ حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک طالب (حق) نے جن کے والد مالدار تھے حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر سے شادی کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی اس شخص کو دونگا جس کے کپڑے پیوند بھرے ہوں یعنی وہ طالب کامل ہو۔

(۱۲۰) میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نیز دختران خویش بفقیران دائرہ دادہ اند۔

---

[1] منقول است از مہاجرین کبار (ب ۱۰) [2] زن نکاح کردہ نباید داد (د۔ب) [3] روایت نمبر (۱۱۹) و (۱۲۰) و (۱۲۱) حضرت غازی میاں صاحب اہل بسیط پورہ کے نسخہ میں چھوٹ گئی ہیں۔ [4] "یعنی طالب کامل" نہیں ہے (ب ۱۰)

ترجمہ۔ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی لڑکیوں کی شادیاں فقرا سے ہی کی ہیں۔

(۱۲۱) میاں نعمت رضی اللہ عنہ دو دختر خود را بفقیران غیر کفو در دائرہ دادند یاران ملامت کردند۔ فرمودند کہ من نسب[1] ایشاں ندیدم دین ایشاں دیدم و بریں آیت عمل کردم کما قال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (جزء ۲۶ رکوع ۱۴)

ترجمہ حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے اپنی دو لڑکیوں کی شادی دائرے کے ایسے فقرا سے کی ہے جو غیر کفو تھے۔ صحابہؓ نے اس عمل کو بُرا قرار دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے ان کا نسب نہیں دیکھا ہے بلکہ ان کی دینداری کا لحاظ رکھا ہے۔ اور میں نے اس آیۂ شریفہ پر عمل کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "تم میں زیادہ شریف وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے"۔ (جزء ۲۶ رکوع ۱۳)

(۱۲۲) میانسید خوندمیرؓ بر میاں عادل شاہ بسیار زجر کردند سبب آنکہ دختر خود را بطالب دنیا دادند۔ وازاں جہت ایشاں را از دائرہ بیرون کردند۔

ترجمہ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت میاں عادل شاہ پر اس وقت بہت تہدید فرمائی جبکہ انھوں نے اپنی لڑکی کا عقد نکاح طالب دنیا سے کیا۔ اور اسی بناء پر ان کو دائرہ سے خارج فرمادیا۔

(۱۲۳) نیز بر میاں قطب الدین بسیار زجر کردند و چند ماہ روے ایشاں ندیدند و سخن ہم نگفتند سبب آنکہ زن ایشاں دختر ان خود را بطالب دنیا نکاح کردہ دادہ بود و فرمودند دختر ایشاں باید آورد ولیکن ایشاں را دختر خود نباید داد سبب آنکہ حضرت مہدی علیہ السلام طالب حیات دنیا را کافر فرمودہ اند۔

ترجمہ نیز میاں قطب الدین پر بھی آپ بہت ناراض رہے اور چند ماہ تک آپ نے انکی صورت بھی نہ دیکھی۔ اور نہ شرف تکلم بخشا۔ وجہ یہی تھی کہ انھوں نے اپنی لڑکیوں کا عقد نکاح طالب دنیا لوگوں سے

---

[1] نسبت ایشاں (ا۔ ج، د، غ۔ ب) (ا۔ ب) (ا۔ ا)

کیا تھا۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں کی لڑکی سے شادی کر تو سکتے ہیں لیکن ان کو اپنی لڑکی نہ دینا چاہیئے کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے طالب حیات دنیا کو کافر فرمایا ہے۔

(۱۲۴) از میاں لاڑشہ رضی اللہ عنہ منقول است کہ در ولایت خراسان حضرت مہدی علیہ السلام از مسجد جامع[1] باز گشتند در میانِ راہ خانۂ خراسانی بود کرت و مرت مزاحم می شدے کہ کرم کنید در خانۂ من قدم سعادت فرمائید۔ ہر بار ہمیں جواب فرمودند عفو کنید بعد از منت بسیار بعضے یاراں را رضا دادند کہ شما بروید۔ ایشاں رفتند[2]۔ میاں دلاور رضی اللہ عنہ نرفتند میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ تنگ آمدہ گفتند[3] کہ شما چرا انیا مدے حکم میراں[4] بر شما نماند حضرت میر انعلیہ السلام سر از حجرہ بالا کردہ فرمودند آں کسانیکہ برفتند از رضائے[5] ما برفتند و آنکسانیکہ نرفتند بسیار خوب کردند۔

ترجمہ ۔حضرت میاں لاڑشہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ملک خراسان میں حضرت مہدی علیہ السلام جامع مسجد سے واپس تشریف لا رہے تھے راستہ میں ایک خراسانی کا مکان تھا۔ اس نے بار بار عرض کیا کہ گھر میں تشریف لاکر سعادت سے مشرف فرمایئے، ہر بار حضرت نے یہی جواب فرمایا کہ معاف کرو بہت کچھ منت سماجت کے بعد بعض صحابہؓ کو آپنے اجازت مرحمت فرمائی کہ تم جاؤ۔ یہ حضرات گئے۔ حضرت میاں دلاور رضی اللہ عنہ نہیں گئے۔ حضرت میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ پر بار خاطر ہوا اور کہنے لگے کہ آپ کیوں نہیں آئے حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم کی تعمیل سے آپ باز رہے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے حجرہ سے سر نکالکر فرمایا کہ جو لوگ گئے ہیں میری اجازت سے گئے اور جو لوگ نہیں گئے انھوں نے بہت اچھا کیا۔

(۱۲۵) نیز منقول است کہ میراں سید محمودؒ در دیہ بھیبادٹ ساکن بودند اکثر مہاجراں

---

[1] بطرف دائرہ ہی رفتند (غ۔ب) (ب۔ا) [2] ایشاں رفتند منقول است کہ یکے خراسانی برائے ضیافت مزاحم شد۔ بندگی میر انعلیہ السلام یاراں را رضا دادند میاں شاہ دلاور نرفتند (ب۔ا) [3] تنگ آمدہ چیزے نالائق گفتند حضرت میراں شنیدہ فرمودند چہ شورست۔ یاراں چنیں عرض کردند بعدہٗ فرمودند آنکسانیکہ نرفتند الخ (ا۔ب) (د۔ب) [4] ۔ از رضائے ما برفتند اس نسخہ میں نہیں ہے (ا۔ج)۔

دریں دائرہ بودند یکے مصدق[۲] کرامت و مروت میانسید سلام اللہ رضؓ را بسیار مزاحم شدے
کہ مہمان بیائید ایشاں جواب دادند اگر میراں سید محمودؓ بفرمایند مرا فضیحت درسوا کنند۔ او
گفت بعد از مغرب بیائید نماز عشاء آنجا گزارید بعدہ رفتند[۱]۔ بندگیمیاں سومارؒ مہاجر
میراں علیہ السلام بودند حوالہ باب دائرہ بدایشاں بود میاں سومار گفتند کہ خوند کار کجا بروند۔
بندگیمیاں سلام اللہ فرمودند کہ ایں را نیز ہمراہ باید کرد ورنہ بزودی بملازمت عالی عرض میرسانند
واز دائرہ بدر کناند ادو ایشاں ہر دو کس بمیاں سومار بسیار محبت کردہ بر بہیلی اسپاں سوار
نمودہ برفتند طعام موجود بود تناول کردند و دختر او امکتب بود بسم اللہ گویانیدند و بزودی
باز گشتند تا بہ اول رکعت نماز عشار پیوستند۔ معتاد میاں سومار بود کہ درون حجرہ میراں
سید محمودؓ ثانی مہدی برائے خدمت و حجامت بیامدے۔ بہ شب دراز بملازمان حضرت در رسیدند
وآنچہ مذاکرہ مکتب کردہ شدہ بود من وعن فرمودند میر انسید محمود را چناں تضرع و ابتہال و حزن
قیام نمود کہ تا بسحر گریہ از چشم مبارک نہ ایستاد پس بعد مطلع فجر میاں سید سلام اللہ را طلبیدہ
بسیار زجر کردند و فرمودند کہ دریں باب بار دیگر حرمت شما نخواہم داشت از دائرہ بیروں خواہم کرد
میاں سید سلام اللہ یک و نیم ماہ بحضور میراں سید محمودؓ نیامدند و روے خود بسبب شرمندگی ننمودند
بعد ازاں دستار خویش در گلو کردہ بر پاے میراں سید محمودؓ افتادند و گفتند کہ ایں گناہ للہ
فی اللہ بہ بخشید اگرچہ[۲] بہ نسبت کلاں بودند لیکن بحکم حضرت امام علیہ السلام ایں چنیں انقیاد کردند
میانسید سلام اللہ رضی اللہ عنہ گفتند کہ روے من سیاہ[۳] شدہ است نیز سیاہ کردہ تعزیر فرمایند

---

[۱] "بعدہ رفتند" کے بعد کی عبارت بعض نسخوں میں یوں درج ہے:۔ "بوقت عشار باز آمدند میر انسید محمود را اعلام شد حضور طلبیدہ
بسیار زجر کردند و فرمودند کہ دریں باب بار دیگر حرمت شما نخواہم داشت واز دائرہ بیروں خواہم کرد (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

[۲] مصدق کا نام غالب خاں پنج نضائل میں مذکور ہے۔ [۲] اگرچہ اینچنیں انقیاد کردند (د۔ب) (ا۔ا)
[۳] سیاہ شدہ است عفو فرمایند بعد ازاں قبول کردند المقصود الخ (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

کہ بار دگر بسہو و خطا گرفتار نخواہم آمد۔ یا عفو فرمایند۔ بعدازاں قبول کردند[1]۔ اے طالب حق بہ بیں کہ دین حق این است و جزائے بے دینی و ناحقی اینست۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے قریہ بھیلوٹ میں قیام فرمایا تھا۔ اکثر صحابہ بھی اس دائرہ میں تھے ایک مصدق نے بہت اصرار کیساتھ حضرت میانسید سلام اللہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ مہمان آیئے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اگر میراں سید محمود رضی اللہ عنہ سن لیں گے تو مجھے برا کہیں گے اور رسوا کریں گے۔ اس نے عرض کیا کہ مغرب کے بعد آیئے اور (جلد واپس آکر) نماز عشا، یہیں دائرے میں پڑھیئے۔ اس وقت آپ تشریف لیجانے لگے۔ حضرت بندگیمیاں سومار رضی اللہ عنہ جو مہاجر حضرت مہدی علیہ السلام تھے اور دائرہ کے باب الداخلہ کی نگرانی انھیں کے تفویض تھی۔ انھوں نے پوچھا کہ خوندکار کہاں تشریف لیجارہے ہیں۔ بندگیمیاں سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے (داعی سے) فرمایا کہ ان کو بھی ساتھ لے لینا چاہیئے۔ ورنہ فوراً خدمت عالیہ میں خبر پہنچا دیں گے اور دائرہ سے باہر کروادیں گے۔ داعی اور میانسید سلام اللہ ان دونوں نے میاں سومار رضؓ کو رضامند کرنے کی بہت کوشش کی اور گھوڑوں کی گاڑی پر سوار ہوکر سب چلے گئے۔ کھانا تناول فرمایا۔ داعی کی لڑکی کی تسمیہ خوانی تھی بسم اللہ پڑھوا کر اتنا جلدی جلدی واپس آگئے کہ نماز عشا، کی پہلی رکعت میں شریک جماعت ہوسکیں، میاں سومار رضؓ کی عادت تھی کہ (رات میں) حضرت سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کی خدمت اور ہاتھ پیر دابنے کے لئے حجرہ میں آیا کرتے تھے۔ زیادہ رات کو حضرت کی خدمت میں پہنچے اور تسمیہ خوانی کا جو کچھ واقعہ گزرا آپ نے پورا پورا عرض کر دیا حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ پر رنج و ملال طاری ہوگیا اور اتنا روئے کہ صبح صادق تک چشم مبارک سے آنسو تھم نہ سکے دن نکلنے کے بعد میانسید سلام اللہ کو بلا کر آپنے سخت تہدید کی اور فرمایا کہ اس بارے میں دوبارہ آپکی عزت کا لحاظ نہ رکھونگا۔ دائرے سے خارج کردوں گا۔ میاں سید سلام اللہ رضی عنہ ڈیڑھ مہینہ تک

[1] قبول کردند کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے (د-ب) (ا-ا) (ب-ا)

حضرت کے سامنے نہیں آئے۔ اور شرمندگی سے منہ چھپاتے رہے اس کے بعد اپنی پگڑی گلے میں ڈالے ہوئے حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ کے پیر پر گر گئے۔ اور کہنے لگے کہ اس خطا کو اللہ کے لئے معاف کر دیجئے اگرچہ رشتہ میں بڑے تھے لیکن انھوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم کی ایسی اتباع کی ہے۔ اور میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرا منہ سیاہ ہو گیا ہے مزید سیاہ کر کے تعزیر کر دیجئے تاکہ دوبارہ ایسی سہو خطا میں گرفتار نہونے پاؤں۔ یا معاف فرما دیجئے۔ اس وقت حضرت نے قبول فرمالیا۔

اے طالب حق! دیکھ دین حق یہ ہے اور بے دینی و ناحقی کا ثمرہ یہ ہے۔

(۱۲۶) المقصود خوشنودی تمام مہاجرانؓ دریں بود کہ کسے طالب بخانۂ موافق برائے طعام خوردن نرود بلکہ موافقاں را بحضور طلبیدہ بسیار زجر کردہ منع فرمودند کہ بندگان خدائے را خوار مکنید۔ و مال خود را ضائع مکنید۔ اگر در راہ خدا خرچ کردن می خواہید آں فقیراں را بدہید کہ بر خدا توکل کردہ اند و از شما استغنا کردہ اند۔ شمارا دریں اجر نیست بلکہ خود را و بندگان خدائے را زیاں میکنید کہ در توکل ایشاں خلل می افتد ہر کہ بخانۂ شما بیاید با او ایں معاملہ مکنید تا او را ایں عادت نشود۔

ترجمہ۔ حاصل کلام یہ کہ تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم کی خوشی اسی میں تھی کہ کوئی طالب، موافقین کے گھر کھانے کے لئے نہ جائیں۔ بلکہ موافقین کو حضوری میں طلب کر کے بہت تہدید سے منع فرماتے کہ بندگان خدا کو ذلیل مت کرو اور اپنے مال کو ضائع نہ کرو۔ اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہو تو ان فقیروں کو دو جو خدا تعالیٰ پر توکل کئے ہوئے ہیں۔ اور تم سے بے پرواہیں۔ (ورنہ) تم کو اجر نہ ملے گا بلکہ اپنے آپ کو اور بندگان خدا کو بتلائے نقصان کرو گے۔ کیونکہ ان کے توکل میں خلل واقع ہوگا جو تمہارے گھر آجائے تم اس کے ساتھ ایسا طریقہ اختیار نہ کرو کہ اس کی عادت میں فرق آجائے۔

لہ۔ روایت نمبر (۱۲۶) حضرت غازی میاں صاحب اہل بسیط پورہ کے نسخہ میں چھوٹ گئی ہے۔

(۱۲۷) نیز منقول است برائے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ مصدقے چہار صد تنکہ کہنہ آوردہ[۱] پیش نظر بیاوردیک مہاجر ستد و خود خرچ کرد[۲] ہیچ نہ گفتند و گاہے ذکر آں مال نہ کردند۔ بلکہ بعضے صدقہ خوران بندگی میاں ہمچناں کردہ بودند۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے لئے ایک مصدق چار سو قدیم تنکے (سکے) لایا تھا اس نے پیش نظر کئے ایک مہاجر نے لئے اور خود خرچ بھی کر لئے آپ نے کچھ نہ فرمایا اور کبھی اس مال کا ذکر بھی آپ نے نہ فرمایا بلکہ بعض متبعین ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(۱۲۸) نقلست اگر طالبے بہ مہاجرانؓ سلام دنیا داراں آوردے فرمودندے کہ شما برائے چہ کار آنجا رفتہ بودید کہ سلام او آوردید و اگر چیزے مال بیاوردے قبول نہ کردندے فرمودندے کہ خود خواہد[۲] آورد۔

ترجمہ روایت ہے کہ اگر کوئی طالب مہاجرین رضی اللہ عنہم کے لئے کسی دنیا دار کا سلام لے آتے تو فرماتے کہ تم وہاں گئے کیوں تھے اور ان کا سلام لائے کیوں ہو۔ اگر کچھ مال وغیرہ لاتے تو قبول نہ کرتے تھے۔ فرماتے کہ وہ خود لائے گا۔

(۱۲۹) نیز منقول است کہ یکبار دختر سلطان محمود بیگڑہ میر انسیا رضؓ را مکتوب[۳] فرستادہ بودند دریں بسیار گریستند و فرمودند کہ ہنوز نام من در مکتوب اہل دنیا است۔

ترجمہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ سلطان محمود بیگڑہ کی لڑکی نے حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط روانہ کیا تھا آپ نے بہت زاری کی اور فرمایا کہ ابھی میرا نام اہل دنیا کے مکتوب میں (لیا جا رہا) ہے۔

(۱۳۰) نیز نقل است کہ کسے پیش فتح خاں برفت و گفت کہ من از دائرہ سیانسید محمودؓ

---

[۱] خود خرچ کرد بحکم تولتہ او صد یکدم ہیچ نگفتند (ب ۱۰) [۲] آوردہ اید (ب) [۳] رقیمہ (غ ب)

آمدہ ام فتح خاں کسان خود را گفت کہ بزنید و خود ہم بدوید کہ تا بزنند۔ چاکراں گفتند کہ فقیر است خان مذکور گفت فقیرانِ آں دائرہ مرا بجائے سگ نمی شمرند می خواہم کہ بعد ازاں ہیچ کس نام پاکان دائرہ بہ دروغ نگوید فقیران آن دائرہ بر من ہرگز نیایند مرا یقین است۔ من کرت دمرت مشرف شدہ ام و فقیران دائرہ را دیدہ ام۔

ترجمہ روایت ہے کہ کوئی شخص فتح خاں کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میں حضرت میاں سید محمود رضی اللہ عنہ کے دائرہ سے آیا ہوں فتح خاں نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اس کو مارو اور خود بھی مارنے کے لئے دوڑا ملازمین نے کہا کہ یہ فقیر ہے فتح خاں نے کہا کہ اس دائرہ کے فقراء تو مجھے کتے کے برابر بھی شمار نہیں کرتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ پھر کوئی شخص دائرہ کے پاک لوگوں کے نام سے اس طرح جھوٹ نہ کہنے پائے۔ اس دائرہ کے فقراء میرے در پر ہرگز آنے والے نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے میں نے بارہا حاضری کا شرف حاصل کیا ہے اور دائرہ کے فقراء کے حالات بچشم خود دیکھے ہیں۔

(۱۳۱) نیز منقول است کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کسانیکہ پیش من برفتند گوئے برند و کسانیکہ ماندہ اند افتادہ بر سر بے چارگاں۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو لوگ کہ میرے سامنے گزر گئے بازی جیت چکے جو لوگ رہ گئے ہیں ان بے چاروں کے سر پر آ پڑی ہے۔

(۱۳۲) نیز فرمودند کہ در دائرہ مہدی علیہ السلام ہر سہ گروہ ہستند چنانچہ در دائرہ مصطفیٰ علیہ السلام بودند مومن و منافق و کافر ولیکن ایشانرا خدائتعالیٰ از دائرہ نمی راند (نہ میراند) اگر کسی را دوستی با خدا و مصطفیٰ و با یاران وے و با مہدی و با یارانِ وے بود شب و روز بصدق می خواہد و می گوید کہ دنیا و خلق دنیا را ترک کنم و در یں طلب ثابت و صادق باشد اور احکم منافق

۱؎ کار کردند (ا، ب) ۔ ۱؎ کار خود کردند (د، ب)، ۲؎ ۔ دنیا را ترک کنم (غ ۔ ب)

وکافر نباید کرد اگرچہ بیرون دائرہ وبغیر ترک دنیا میرود زیرا کہ حضرت مہدی علیہ السّلام ایں چنیں کساں را بشارت[1] ایمان دادہ اند ولیکن ایشاں غیر ترک[2] باشند محبت نباید کرد۔ ایں بشارت مہدی علیہ السّلام عطائے باری تعالیٰ است[3] وفرمودند کہ کردار می باید ولیکن نظر بر کردار نشاید[4] وایں کلمات فرمودند بیت

گر با منی و در منی پیش منی ور بے منی پیشِ منی در منی

ترجمہ نیز فرمایا کہ مہدی علیہ السلام کے دائرے میں تینوں قسم کی جماعتیں ہیں جیسا کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے میں تھیں مومن۔ منافق۔ کافر۔ لیکن خدا تعالیٰ ان کو دائرے میں موت نہیں دیتا ہے (یعنی مرنے سے پہلے کچا جائیگا اگر کسی کو خدا تعالیٰ اور محمد مصطفیٰ اور آپ کے صحابہؓ اور مہدیؑ اور ان کے صحابہؓ سے محبت ہو۔ دن رات صدق دل سے چاہتا ہو اور کہتا ہو کہ دنیا و خلق کو چھوڑ دوں گا۔ اور وہ اس طلب دین میں ثابت قدم اور صادق رہیگا تو اس کے لئے منافق یا کافر کا حکم نہ لگانا چاہیئے۔ اگرچہ کہ وہ دائرے کے باہر بغیر ترک دنیا ہی مر گیا ہو۔ کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایسے لوگوں کی نسبت بھی ایمان کی بشارت دی ہے۔ لیکن اگر یہ بے ترک ہوں تو محبت نہ کرنا چاہیئے۔ یہ بشارت جو حضرت مہدی علیہ السلام نے دی ہے عطاے باری تعالیٰ ہے۔ اور فرمایا کہ "کردار" چاہیئے لیکن کردار پر نظر نہ کرنی چاہیئے اور یہ کلمات بھی آپ نے فرمائے ہیں:۔

اگر میری اتباع میں ہو اور مین میں رہتے ہو تو سمجھو کہ میرے سامنے ہیں۔ اگر میری اتباع میں نہو اور میرے سامنے بھی رہتے ہو تو سمجھو کہ مین میں ہیں۔

(۱۳۳) نقل است اگر کسے از حضرت میراں علیہ السلام بطریق تبرک جامہ یا کفش طلبیدے

---

[1] بشارت دادہ اند (د-ب) (ا-ا) [2] ایشاں اندک باشند (د-ب) (ا-ا) [3] اس کے بعد کا مضمون اور اس کے بعد کی دو روایتیں نمبر (۱۳۲) و (۱۳۴) حضرت غازی میاں صاحب اہل بسیط پورہ کے نسخہ میں چھوٹ گئی ہیں [4] نباید (ب-ا)

فرمودے اگر پوست بندہ بہ پوشید نجات نیابید تا آنکہ عمل نہ کنید آنچہ بندہ می گوید۔

ترجمہ روایت ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت مہدی علیہ السلام سے بطور تبرک کپڑا یا نعلین مبارک طلب کرتا تو فرماتے کہ بندہ کا پوست بھی پہن لوگے تو نجات نہ پا سکوگے مگر اس وقت جب کہ بندہ جو کہتا ہے اس پر عمل کریں۔

(۱۳۴) باز فرمودند کہ روز قیامت خدائے تعالیٰ از نسب[1] نخواہد پرسید کہ ایں پسر کیست از عمل با اخلاص خواہد پرسید[2]۔

ترجمہ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نسب کے بارے میں نہیں پوچھیگا کہ یہ کس کا لڑکا ہے بلکہ پُرخلوص عمل کے بارے میں سوال فرمائیگا۔

(۱۳۵) نیز منقول است کہ یکے معلمے از جہت فتح خاں چند تنکہ[3] آورد قبول کردند باز بعد از یکماہ ہمیں مقدار آورد قبول کردند و باز[4] یک ماہ ہمیں مقدار بیاورد قبول نہ کردند و فرمودند کہ مگر فتح خاں مارا تعین کردہ است حضرت میراں علیہ السلام تعین را لعین فرمودند[5]

ترجمہ روایت ہے کہ ایک معلم فتح خاں کی جانب سے چند تنکے لایا تھا آپنے قبول فرمائے ایک ماہ بعد اتنی ہی مقدار لایا آپ نے قبول فرمالیا۔ اور ایک ماہ بعد اتنے ہی تنکے لایا تو آپ نے قبول نہ کیا فرمایا کہ فتح خاں نے تو ہمارے لئے ماہانہ مقرر کردیا ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے تعین کو لعین فرمایا۔

(۱۳۶) نیز منقول است چونکہ بی بی الہدادتی رضی اللہ عنہا متوفی شدند از جامہ دانی ایشاں تنکہ زر بیرون آمد حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند گرم کردہ بر پیشانی ایشاں داغ دہید پیغمبر ہمچناں کردہ اند چونکہ ایں خبر پراگندہ شد میاں سلام اللہ[6] کہ استعداد قبر می کردند

---

[1] نسبت (ا۔ ج، د غ۔ ب) (ا۔۱) (د۔ب) [2] خواہد پرسید۔ قولہ تعالیٰ فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون (ب۔۱)

[3] یک متعلمے مقدار آورد (د غ۔ ب) [4] باز آورد (د۔ب) (ا۔۱) [5] فرمودند قولہ من اکل المتعین فھو لعین (ب۔۱) [6] کہ دنبال استادہ بودند (ا۔ ج) (د غ۔ ب) (ب۔۱) (ا۔۱)

شنیدہ بشتاب آمدند وسوگند خوردند کہ ازاں بی بی این زر نیست بلکہ از آن بی بی فاطمہ رضہ
است فرمودند ہر کسے را کہ ایں باشد بدو تسلیم کنید۔ باز حضرت امیرؑ فرمودند بی بی را بجز
خدائے تعالیٰ ہیچ نیست دانستہ ام کہ بی بی متوکل بودند و دعوے توکل ہم داشتند و بی بی از
بیبیاں بی بی اند۔ وطالب ذات وحدت بودند ہر کہ از جامۂ بی بی تبرک خرچ کرد نوازیدہ شد
وہر کہ آب از جرۂ بی بی نوشید نوازیدہ شد وہر کہ از پسخوردہ بی بی آوند پاک کرد نوازیدہ شد
وبی بی مذکورہ مقدار دوازدہ سال باشد کہ بغیر دیدار خدا سجدہ نکردند۔ بی بی مذکور را ازاں
حصہ کافی است۔ وشکم بی بی برگزیدہ گشت۔

ترجمہ روایت ہے جب کہ بی بی الہدا وی رضی اللہ عنہا ولادت پائیں تو ان کی دامنی سے سونے کا
ایک تنکہ نکلا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ گرم کر کے ان کی پیشانی پر داغ دو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ جو کہ قبر کی
تیاری کر رہے تھے سن کر جلد آگئے اور قسمیہ کہنے لگے کہ یہ تنکہ بی بی کا نہیں ہے بلکہ بی بی فاطمہ کا ہے
فرمایا کہ جس کسی کا ہو اس کے حوالہ کر دو۔ اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بی بی کو صرف
خدا تعالیٰ ہی سے کام رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بی بی متوکل تھیں اور توکل کا دعویٰ رکھتی تھیں
بیبیوں میں یہ بی بی ممتاز تھیں۔ ذات وحدت کی طالب تھیں جس نے بی بی کے جامہ سے کچھ حصہ صرف کیا نوازا گیا۔
جس نے بی بی کے جامہ سے کچھ حصہ صرف کیا نوازا گیا جس نے بی بی کے برتن کا جمع شدہ پانی پیا نوازا گیا جس نے بی بی کے
پسخوردہ سے برتن پاک کیا نوازا گیا۔ بارسال ہوئے بی بی نے بغیر دیدار خدا سجدہ نہیں کیا ہے۔ بی بی کے لئے اس دیدار سے حصہ کافی ہے۔ اور بی بی کا شکم برگزیدہ ہو گیا ہے

(۱۳۷) نقل است کہ میر سید محمود رضی اللہ عنہ را ازار پارہ پارہ شدہ بود میاں بابن رضہ را

لہ تسلیم او کنید کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (ب ۱۰۱) (ب ۱۰۲) لہ ازاں حصہ سیوی است (ع۔ ب) نسخہ (ع۔ ب) اور (ا۔ ج)
میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ دوسرے نسخوں میں یہ مضمون نہ ہونے کی وجہ تصحیح نہ ہو سکی۔ قیاس ہے کہ یہ جملہ دراصل "قسمتے خرچ کرد" ہوگا اسی لئے ہم نے مجبوراً ترجمہ کیا ہے۔

عہدہ سویت بود و عشر ہم تسلیم ایشاں بود روزے ازارِ نو ساختہ پیش میر انسید محمود آوردند پرسیدند از کجا بیاورد دید گفتند میر انجی از میانِ عشر چند درم ماندہ بود از وساختیم بسیار خشمناک برشدند و فرمودند ایں پوشیدن روا نیست حق مضطران است[1]۔ نباید پوشید میاں بابن گفتند کہ گاہ گاہ حضرت میراں علیہ السلام برخویشتن از میان عشر چیزے تصرف نمودہ اند۔ چشم پرآب کردہ گفتند کہ مہدی موعود بود ہر چہ کرد بفرمان رب العزت کرد ما را ایں فعل حضرت صاحب تحقیق ہم مقابلہ ناجائز است۔ بروید و بزودی فروختہ نقد آں میان عشر جمع کردہ بدارید۔ ناچار میاں بابن او را فروختند و زر او میان عشر مجتمع نمودند

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ کا پائجامہ بہت پھٹ گیا تھا۔ میاں بابن جنکو سویت کا عہدہ دیا گیا تھا۔ اور عشر کی سویت بھی انھیں کے تفویض تھی۔ ایک روز انھوں نے نیا پائجامہ تیار کر کے حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا کہاں سے لائے ہو۔ عرض کیا کہ میر انجی عشر سے چند درہم بچ رہے تھے اس سے بنوالیا ہوں۔ آپ بہت غصہ ہوئے اور فرمانے لگے یہ پہننا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ تو مضطروں کا حق ہے۔ غیر مضطر کو نہ پہننا چاہیئے میاں بابن نے عرض کیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے لئے کبھی کبھی عشر سے تصرف فرمایا ہے۔ آپکی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور فرمانے لگے کہ وہ مہدی موعود تھے وہ جو کرتے رب العزت کے حکم سے کرتے تھے۔ اس ذاتِ صاحبِ تحقیق کی برابری کرنا ہمارے لئے روا نہیں۔ جاؤ جلد اس کو فروخت کر کے اسکی قیمت عشر میں جمع کر دو۔ آخر میاں بابن نے اس پائجامہ کو فروخت کر دیا اور اسکی قیمت عشر میں جمع کر دی۔

(۱۳۸) منقول است کہ بی بی کدبانو میاں دلاور رضی اللہ عنہ را فرمودند میر انسید محمود را بگو کہ

---

[1] "حق مضطراں است" کے بعد "نہ پوشیدند" کا اضافہ نسخہ (ب ۱۰) میں ہے۔ اس کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (ب ۱۰، ب ۱۱، ب ۱۲، ب ۱۰۱)

چند سویت ما را زیادہ کنید از جہت خرچ مہماناں ۔ میاں دلاور عرض کردند میر انسید محمود رضؓ چشمہا پُر آب کردہ فرمودند کہ میاں دلاورؓ شما از خود نمی گوئید از گویا ینده کسے می گوئید بی بی کبابانو رضؓ پیش بندہ از نصیب دنیاوی چیزے می طلبید تدین بندہ را حضرت میراں علیہ السلام دہ سویت کہ دادہ اند ہمیں بس است ۔ بعد ازاں چند فرزند تولد شدند و چند کنیز کہ ہم شدند امامیراں سید محمودؓ از دہ سویت زیادہ نہ گرفتند ۔

ترجمہ روایت ہے کہ بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا نے حضرت میاں دلاور رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میر انسید محمود رضی اللہ عنہ سے (بطور خود) کہو کہ ہمارے لئے مہمانوں کے اخراجات کی غرض سے سویت کے چند حصے زیادہ کیجئے ۔ میاں دلاور رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ۔ میراں سید محمود رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ اور فرمایا کہ میاں دلاورؓ یہ آپ خود نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ کسی نے کہلایا ہے بی بی کبابانو بندہ سے اسباب دنیا کا کچھ حصہ طلب کر رہی ہیں اس بندہ کے لئے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے سویت کے دس حصے جو مقرر فرمائے ہیں یہی کافی ہیں اس کے بعد چند فرزند بھی تولد ہوئے اور چند کنیزیں بھی آپ کے پاس ہو گئی تھیں اس کے باوجود حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے سویت کے دس حصوں سے کچھ زیادہ نہ لیا ۔

(۱۳۹) منقول است از اکابران مہاجراںؓ کہ حضرت میراں علیہ السلام سویت بہ حضور خود می کنانیدند روزے ملک شرف الدینؓ[1] قسمت کنندہ روی بالا کردہ یکے را پرسید کہ شما را چند قسمت است حضرت میراں علیہ السلام فرمودند سر بالا[2] کردہ مپرسید کہ مبادا بعد رویدن رعایت کسے کردہ شود بلکہ باید سر فرو کردہ بہ پرسید کہ شما را چند قسمت است تا رعایت کردہ نشود ۔

---

[1] ملک شرف الدین ان نسخوں میں نہیں ہے (ج) (ع ۔ ب) (ا ۔ ا) (د ۔ ب) [2] ۔ سر بالا مکنید کہ بعد روئی شما بر رعایت می شود سر فرو کردہ بہ پرسید (د ۔ ب)

ترجمہ اکابر مہاجرین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اپنی حضوری میں سونے دلایا کرتے تھے ایک روز ملک شرف الدین رضی اللہ عنہ جو قائم سویت تھے انھوں نے سر اٹھا کر کسی سے پوچھا کہ آپ کے کتنے حصے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ سر اٹھا کر نہ پوچھو ایسا نہو کہ کسی کی صورت دیکھنے کے بعد اس کی رعایت عمل میں آجائے اس لئے نظریں نیچی رکھکر پوچھنا چاہیئے تاکہ کسی کی رعایت عمل میں نہ آسکے۔

(۱۴۰) منقول است کہ بعضے وقت بندگیمیراں علیہ السلام عشر ہم مضطراں را قسمت کنانیدہ دہانیدہ اند و پرسیدند کہ چیزے ہست؟ جواب دادند کہ چیزے نماندہ است۔ بعدہ برخواستند و بندگیمیاں نعمت[ع] ہم بعضے اوقات ہمچنین کردہ اند۔

ترجمہ روایت ہے کہ بعض وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے مضطروں وغیرہ پر عشر خود تقسیم فرمایا ہے (تقسیم کے بعد) آپ نے دریافت فرمایا کہ کچھ باقی رہ گیا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ کچھ باقی نہیں رہا ہے اس وقت آپنے وہاں سے برخواست کی اور حضرت بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ نے بھی بعض اوقات ایسا ہی کیا ہے۔

(۱۴۱) منقول است حقتعالیٰ حضرت میراں علیہ السلام را انگور رسانیدہ بود یکے خوشہ میاں حمید رہا جر رضی اللہ عنہ بدست میاں سید حمید[ع] بداوند حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ حق فقیراں چرا دادید او گفت میرا نجی بخشید[ع] فرمودند کہ پیش ہمہ فقیراں بہ بخشانید[ع]۔ می گویند یک دانہ کہ میانسید حمید در دہن کردہ بودند حضرت میراں علیہ السلام بہ انگشت مبارک خویش

[ع] روایت نمبر (۱۴۱) کو روایت نمبر (۱۴۲) کے بعد ان نسخوں میں نقل کیا گیا ہے (غ۔ب)، (ب ۱۰)۔

[ع] حل کنید (د۔ب)، (ا۔۱۰) حل کنید (ب ۱۰) [ع] بہ بخشانید کے بعد کی عبارت اس نسخہ میں نہیں ہے (غ۔ب)

حل کنانید (د۔ب) حل کنانید حضرت میراں بدست میاں حمید واپس کنانیدند و خوردن بداوند (ب ۱۰)

از ذہن ایشاں بیرون کردند۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے انگور بھجوائے تھے حضرت میاں حمید ہاجر رضی اللہ عنہ نے ایک خوشہ حضرت میاں سید حمید رضؓ (کمسن بچے) کے ہاتھ میں دیدیا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ فقیروں کا حق ہے تم نے کیوں دیا انھوں نے عرض کیا میرا بچہ معاف فرما دیجئے فرمایا کہ تمام فقراء سے معافی چاہو۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دانہ جو میاں سید حمید نے منہ میں ڈال لیا تھا حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی انگشت مبارک سے ان کے منہ سے نکالدیا۔

(۱۴۲) منقول است کہ در دائرہ بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ عہدۂ سویت ملک الہداد رضی اللہ عنہ را بودر وی خدا تعالیٰ گندم رسانید۔ میاں نظام فرمودند ملک الہداد شما یک سویت زیادہ بگیرید ملک گفتند بندہ حق فقیراں چوں بگیرد۔ میاں نظامؓ فرمودند بندہ را میرسد و بندہ می دہد۔ ملکؓ گفتند کہ حق فقیران است چند بار ایں سخن تکرار شد ملکؓ زیادہ نگرفتند۔

ترجمہ روایت ہے کہ بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں سویت کی خدمت حضرت ملک الہداد رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی ایک روز اللہ تعالیٰ نے گیہوں بھجوائے تھے میاں نظامؓ نے فرمایا کہ ملک الہدادؓ آپ ایک سویت زیادہ لیں ملکؓ نے کہا بندہ فقیروں کا حق کیسے لیگا۔ میاں نظامؓ نے فرمایا بندہ کو یہ اختیار ہے اور بندہ دے رہا ہے۔ ملک نے کہا کہ فقیروں کا حق ہے۔ چند بار باہم یہی گفتگو ہوتی رہی آخر ملکؓ نے زیادہ نہ لی۔

(۱۴۳) نیز منقول است کہ در دائرہ میاں نظامؓ یکہزار تنکہ از غیب رسید ملک الہدادؓ قسمت می کردند میاں نظامؓ چند بار فرمودند کہ یک سویت شما زیادہ بگیرید مرا می رسد کہ کسے را زیادہ کنم و کسے را نقصان کنم باز ملکؓ ہماں گفتند کہ حق فقیران است و بعد از دہ[۱] سال ازیں دائرہ و دائرہ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ رفتند۔

---

[۱] چند بار در بار ان تکرار شد (ا۔ ج) (ا۔ا) (غ۔ب) [۲] بعد از چند روز (و۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

ترجمہ روایت ہے کہ میاں نظام رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں غیب سے ایک ہزار تنکے آگئے ملک الہداد رضی اللہ عنہ تقسیم کر رہے تھے۔ میاں نظامؓ نے چند بار توجہ دلائی کہ آپ ایک حصہ زاید لے لیں مجھے اختیار ہے جس کو چاہوں (حسب ضرورت) زیادہ دوں جس کو چاہوں (حسب ضرورت) کم دوں پھر بھی ملک الہداد رضی اللہ عنہ یہی کہتے رہے کہ فقیروں کا حق ہے اور دس سال گزارنے کے بعد آپ اس دائرہ سے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں چلے گئے۔

(۱۴۴) نقلست کہ برادران دائرہ میاں نعمت رضی اللہ عنہ میاں نعمتؓ را گفتند ہمہ پیروی[1] حضرت میراں علیہ السلام درمیان خوند کار تمام ہست مگر یک پیروی ماندہ آنرا چرا نمی کنید کہ حضرت میراں علیہ السلام بی بی ملکانؓ را سہ سویت دادہ اند شما درخانہ خود چرا نمی دہید میاں نعمتؓ فرمودند ہمہ یاراں اتفاق کردہ بی بی را دہانیدہ اند از جہت آں کہ مہمانان بسیار می آمدند۔ برادراں گفتند کہ ما ہمہ راضی ہستیم پیروی حضرت میراں علیہ السلام بکنید بندگیمیاں نعمتؓ فرمودند حضرت میراں علیہ السلام مرشد بودند ما طالب ہستیم حضرت میراں علیہ السلام بندہ را یک سویت دہانیدہ بودند ہمیں یکے بسندہ است۔ بعدہ ہمہ یاراں اتفاق کردہ سہ سویت دادہ بودند یک روز بگذشت، دوم روزے[2] برادراں را فاقہ شد آں سویت کہ برادراں دادہ بودند ہمہ پیش برادراں آوردہ سویت کنانیدند۔

ترجمہ روایت کہ حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ کے برادران دائرہ نے ایک دفعہ حضرت میاں نعمتؓ سے کہا کہ خوند کار میں حضرت ہدی علیہ السلام کی پوری پیروی ہے صرف ایک امر کی اتباع جو باقی رہ گئی آپ کیوں نہیں کرتے؟ وہ یہ کہ حضرت ہدی علیہ السلام نے بی بی ملکان رضی اللہ عنہا کو سویت کے تین حصے دیئے ہیں۔ آپ بھی اپنے گھر میں کیوں نہیں دیتے میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے

---

[1] ۔ پس روی (ب۔ا) [2] دادہ بودند روزے برادراں را الخ (د۔ب) (ا۔ا) (ا۔ج)

فرمایا کہ تمام صحابہ کے متفق ہونے پر حضرتؐ نے بی بیؓ کو تین حصے دیئے تھے وہ بھی بہت سارے مہمانوں کے اخراجات کے لحاظ سے۔ برادران دائرہ نے عرض کیا کہ ہم بھی سب کے سب متفق ہیں آپ حضرت مہدی علیہ السلام کی پیروی کیجئے۔ بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت میراں علیہ السلام مرشد تھے ہم طالب ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بندہ کو سوئیت کا ایک حصہ عطا فرمایا تھا وہی ایک حصہ کافی ہے۔ بعد میں (ایک روز) تمام برادران دائرہ نے باہم اتفاق کرکے (حضرت کے گھر میں) تین حصے دیئے تھے ایک دن گزرا دوسرے ہی دن برادران دائرہ پر فاقہ پڑا۔ جو سوئیت کہ برادران دائرہ نے (حضرت کے گھر میں) دی تھی وہ سب برادران دائرہ کے سامنے لاکر تقسیم کردی۔

(۱۴۵) منقول است معتاد حضرت میراں سید محمودؓ چنیں بود کہ وقتی درون دائرہ اضطرار شدے وخبر شنیدے اگر دراں وقت طعام می خوردے دست باز کشیدے وطعام نہ خوردے وفرمودے کہ چگونہ بخورم کہ یاراں گرسنہ اند بعدہٗ بی بی کدبانوؓ چیزے گذرانیدے انگہ بخوردے۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کبھی دائرہ میں اضطرار کی کیفیت پیدا ہو جاتی اور آپ کو اطلاع ہو جاتی تو اگرچہ آپ طعام تناول فرما رہے ہوں ہاتھ کھینچ لیتے اور کھانا تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے کہ رفقا بھوکے ہیں کس طرح کھاؤں حضرت بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا فوراً کچھ گذران دیتیں اس وقت حضرت تناول فرماتے۔

(۱۴۶) نقل است کہ بعضے وقت بندگیمیاں سومارؓ بر در میراں سید محمودؓ آمدہ آواز دادے آنحضرتؓ دائی رتنی را فرستادہ پرسیدے کہ چہ میگویند میاں سومارؓ گفتے کہ در دائرہ بعضے کساں را فاقہ شدہ است واگر دراں وقت میراں سید محمودؓ طعام میخوردے دائی خبر نکردندے بعدہ میراں سید محمودؓ باواز بلند می پرسیدے کہ میاں سومارؓ چہ میگویند دائی چیزے نگفتے میاں سومارؓ گفتے ہیچ نیست می بینم کہ میراںؓ چہ می کنند بعد ازاں تاکید کردہ پرسیدے کہ راست بگوئید

برائے چہ کار آمدہ بودید بعد ازاں میاں سومارؓ گفتے کہ برادرانِ دائرہ گرسنہ اند بعدہٗ میر انسید محمودؓ چشم پر آب کردہ فرمودے کہ طعام بردارید ایں بندہ خاک بخورد برادرانِ دائرہ گرسنہ اند و بندہ بخورد بعد ازاں بی بیؓ چیزے گزرانیدے انگہ میرانؓ طعام خوردے۔ وازاں چیزے غلہ آوردہ ندا کردندے کہ ہر کہ مضطر باشد بگیرد مضطر نہ باشد نگیرد غیر مضطراں نگرفتندے گفتے کہ ما امروز خوردہ ایم پرسیدندے کہ از کجا خوردید جواب دادندے کہ قرض کردہ خوردہ ایم حکم کردے کہ قرض کردہ نباید خورد برغبتہ باید ماند کہ شرط توکل مطلق برغبتہ است۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ ایک وقت حضرت بندگیمیاں سومارؓ نے حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آکر آواز دی دائی رتنی کو بھیجکر حضرت نے پوچھوایا کہ کیا کہتے ہو میاں سومارؓ نے کہا کہ دائرہ میں بعض لوگوں پر فاقہ پڑا ہے اس وقت تناول فرما رہے تھے دائی رتنی نے یہ اطلاع نہ دی (باہر ہی ٹہری رہیں) حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے خود دریافت فرمایا کہ میاں سومار کیا کہتے ہو دائی ادھر ساکت ہوگئیں اور میاں سومار نے کہدیا کہ کچھ عرض کرنا نہیں ہے میں دیکھنے آیا کہ حضرت کیا کر رہے ہیں اس پر بھی آپنے تاکید فرمایا کہ سچ کہو کس لئے آئے ہو اس وقت میاں سومار نے کہا کہ بعض برادرانِ دائرہ فاقہ میں ہیں حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ نے آنکھوں میں آنسو لاکر فرمایا کہ کھانا اٹھالو بندہ کیا خاک کھائیگا جبکہ برادرانِ دائرہ فاقہ میں ہوں اس کے بعد بی بی نے کوئی چیز پیش کردی اس وقت میراں رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا اور اس چیز سے غلہ منگوا کر ندا کیگئی کہ جو مضطر ہوں لے لیں جو نہ ہوں نہ لیں جن پر اضطرار کی کیفیت نہ تھی انھوں نے نہ لیا اور کہدیا کہ ہم نے آج کھالیا ہے۔ پوچھا گیا کہ کہاں سے کھائے ہو جواب دیا کہ ہم نے قرض کرکے کھایا ہے حکم دیا کہ قرض کرکے نہ کھانا چاہیئے۔ دفعتہً (بے شان و گمان اچانک جو پہنچ جائے اسی پر) رہنا چاہیئے کیونکہ

لہ۔ "خوردہ ایم" کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے (ا-۱) (د-ب) (ب-۱)۔

عہ۔ روایت مذکورہ میں "دادے" "پرسیدے" "گفتے" "فرمودے" وغیرہ صیغے ایسے استعمال ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً ایسا ہوا کرتا تھا۔ حالانکہ وہ ایک وقت کا واقعہ ہے جس کی تصدیق دوسری معتبر کتابوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے ہم نے ترجمہ میں "دادے" "پرسیدے" "گفتے" "فرمودے" وغیرہ کو ملحوظ رکھا ہے۔

توکل کی شرط مطلق بغتہ پر ہے۔

(۱۴۷) نقلست کہ بندگیمیاں الہداد شاعر رضی اللہ عنہ روزے پیش حضرت میراں علیہ السلام چیزے مبلغ آوردند حضرت میراں علیہ السلام فرمودند ایں مبلغ پیش خود بدارید میاں الہداد رض اورا امانت بداشتند۔ بعدہ حضرت میراں علیہ السلام بعد از مدتے آں مال طلبیدند میاں الہداد فی الحال تسلیم کردند۔ حضرت میراں علیہ السلام سویت کنانیدند با ایں[1] ہم میاں الہداد رض گفتند کہ من در فقیراں مردار خوار ہستم۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت بندگی میاں الہداد شاعر رضی اللہ عنہ نے ایک دن کچھ رقم حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی حضرت نے فرمایا کہ یہ رقم اپنے پاس رکھو میاں الہداد رض نے اسکو امانتاً رکھا کچھ عرصہ بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے اس رقم کو طلب فرمایا میاں الہداد رض نے اسی وقت حاضر کردی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے سویت کرادی اس کے باوجود میاں الہداد رض نے کہا کہ میں فقراء کی جماعت میں مردار خوار ہوں۔

(۱۴۸) نقلست کہ شیخ صدر الدین[2] سندھی نیم شب دست درون حجرہ فراز کردہ تا نہا باشارت میدادے کہ کسے نہ دانستے کہ کدام کس میدہد بعد از دو شب طالبان خدا پیش حضرت میراں علیہ السلام فریاد و زاری کردند کہ میرا نجی رہزنی می شود فرمودند کہ چہ می شود عرض کردند دو شب شدہ است کہ کسے دست خود را درون حجرہ فراز می کند و نا نہا میدہد لیکن معلوم نمی شود کہ کدام کس ست بعدہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ طالبان خدا را ایذا مدہید تا خاطر بغیر خدا نہ رود۔

ترجمہ روایت ہے کہ شیخ صدر الدین سندھی رضی اللہ عنہ آدھی رات کو حجرہ میں ہاتھ بڑھا کر روٹیاں رکھدیتے تھے کہ کسی کو خبر تک نہ ہوتی تھی کہ کس نے دیا ہے یہ واقعہ دو رات پیش آیا طالبان خدا نے

[1] با ایں ہمہ (ا-۱)، [2] شیخ بدر الدین سندھی (ا-ج)، (غ-ب)

حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بحالت زاری فریاد کی کہ میرا نجی رہزنی ہو رہی ہے حضرت نے دریافت فرمایا کیا ہو رہا ہے؟ عرض کرنے لگے کہ دو راتوں سے یہ واقعہ پیش آرہا ہے کہ کوئی شخص حجرہ میں اپنا ہاتھ دراز کر کے روٹیاں رکھ دیتا ہے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون شخص ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ طالبان خدا کو ایذا مت دو تاکہ دل غیر اللہ کی طرف مائل نہ ہونے پائے۔

(۱۴۹) نقل است کہ حضرت میراں علیہ السلام را کسے مال آورد و گفت چندتنکہ برائے سید حمید[1] و چند تنکہ برائے بی بی ملکانؓ و چند تنکہ برائے بی بی بون جیؓ و چند تنکہ برائے بی بی ہدنجیؓ[2] و چند تنکہ برائے بیبیانِ سید احمد و برائے بی بی ہدیۃ اللہ[3] رضی اللہ عنہم و چند تنکہ برائے فقراں۔ میر انعلیہ السلام درخشم شدہ فرمودند کہ اگر برائے خدا آوردے بیاور الا ہمہ را ببر۔ بعد آرندہ گفت ایں ہمہ برائے خدائے تعالیٰ آوردہ ام ہر چہ رضا باشد بکنید بعد قبول کردند جملہ سویت کنانیدند

ترجمہ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں کوئی شخص کچھ تنکے لایا اور کہنے لگا کہ چند تنکے (سکے) سید حمید کیلئے اور چند تنکے بی بی ملکانؓ کے لئے اور چند تنکے بی بی بون جیؓ کے لئے اور چند تنکے بی بی ہدنجی کے لئے اور چند تنکے سید احمد کی بی بیوں کے لئے اور بی بی ہدیۃ اللہ کے لئے اور چند تنکے فقرائے دائرہ کے لئے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے جلال بھرے لہجہ میں فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ کے لئے لائے ہو تو لاؤ ورنہ یہ سب لے جاؤ۔ اس وقت رقم لانے والے نے عرض کیا کہ یہ سب خدا تعالیٰ کے لئے لایا ہوں آپ کی مرضی کے مطابق صرف کیجئے اس کے بعد آپ نے قبول فرمایا اور پوری رقم سویت کروادی۔

(۱۵۰) نیز نقل است کہ درجالور پیش بندگیماں نعمتؓ کسے چیزے زر آوردو نام یک یک زن علیحدہ کردہ گفت کہ فلاں را ایں مقدار و فلاں را ایں مقدار بعدہ میاں شاہ نعمتؓ نقل

---

[1] برائے خوندکار (ا ج) (غ۔ ب) [2] برائے بی بی فاطمہ (ا۔ ج) برائے بی بی ہدنجی و چند تنکہ برائے فقراں (د ب) (ا۔ ا) برائے بی بی ہدیہ (ب۔ ا) [3] بی بی ہدیہ (ب۔ ا) ہدا اللہ (غ۔ ب) (ا۔ ج)۔

حضرت میراں علیہ السلام فرمودند و آں را قبول نکردند بعدہ آرندہ مال گفت کہ برائے خدا آوردہ ام بعدہ قبول کردند ہمہ یکجا کردہ سویت کردند۔

ترجمہ روایت ہے کہ جالور میں حضرت بندگی میاں نعمتؓ کی خدمت میں کوئی شخص کچھ زر لے آیا اور ایک ایک بی بی کا نام علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا اس وقت حضرت میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کا (مذکور الصدر) فرمان سنایا اور اس زر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لانے والے نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کیلئے لایا ہوں حضرت نے سب زر اکٹھا کر کے سویت فرما دی

(۱۵۱) نیز[1] نقل است ملک حسین بھٹی[2] چند من برنی[3] فرستادند بدیں طریق ہر کہ مہاجراں باشند دو من برنی بستانند۔ و آنچہ باقی ماند فقراں بستانند بندگیمیاں دلاورؓ فرمودند ما را نباید قبول کنم۔

ترجمہ روایت ہے کہ ملک حسین بھٹی نے چند من برنی[4] خدمت میں روانہ کیا مگر اس طرح کہ جو مہاجرین ہوں دو من برنی لے لیں اور جو بچ رہے باقی فقرا میں حضرت بندگیمیاں دلاور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قبول کرنا ہمارے لئے روا نہیں ہے۔

(۱۵۲) نیز نقل است ملک حسین بھٹی[5] میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ را سہ[6] صد من جواری برات بدیہے کردہ فرستاد و گویانید کہ یک آدمی بفرسید تا بیارد۔ قبول نہ کردند و فرمودند کہ بندگان خدا از جہت غلہ گرفتن دیہ بدیہ نروند ہر چہ[7] بجائے نشستہ بے واسطہ برسد بگیرند۔

ترجمہ روایت ہے کہ ملک حسین بھٹی نے حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے لئے تین سو من جواری دینے کے لئے قصبہ والوں کے نام چٹھی لکھکر حضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور کہلایا کہ کسی ایک آدمی کو بھجوا دیا جائے تاکہ وہ (دانہ میں) لائے۔ حضرت نے قبول نہ فرمایا اور کہدیا کہ بندگان خدا غلہ

---

[1] روایت نمبر (۱۵۱) اس نسخہ میں چھوٹ گئی ہے (ع۔ ب) [2] ملک حسین بھٹی (ا۔ ج) (ع۔ ب) [3] چند من رائی (ب۔ ا)

[4] ملک حسین بھٹی (ا۔ ج) (ع۔ ب) [5] سہ صد من (د۔ ب) (ا۔ ا) [6] ہر چہ نشستہ است بے واسطہ برسہ بگیرند (د۔ ب)

۸۰۔ برنی ایک غلہ ہے جس کا رنگ باجری کے مانند ہوتا ہے لیکن اس سے موٹا پوست ہوتا ہے اور یہ تمام غلوں میں سستا ہے (تاریخ سلیمانی جلد ۶ گلشن ۱۰ چمن ۳)

حاصل کرنے کے لئے قریہ قریہ نہیں پھرتے۔ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے جو کچھ بیواسطہ پہنچ جاتا ہے وہی قبول کرتے ہیں

(۱۵۳) نقل[1] است روزے بندگیمیاں سید خوندمیرؓ یکے را در شہر فرستادہ بودند باگردوں برائے کار ملک فخرالدین برہماں گردوں چیزے غلہ وروغن فرستاد۔ بندگیمیا سید خوندمیرؓ بسیار[2] در غضب شدند و واپس فرستادند و فرمودند کہ بدست کسان ما فرستادید آں را نباید گرفت۔ بعدہ ملک مذکور غلہ وروغن بدستِ کسانِ خود باعذرخواہی بسیار فرستاد قبول کردند۔

ترجمہ روایت ہے کہ ایک روز حضرت بندگی میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو بندی کے ساتھ کسی کام سے شہر میں روانہ فرمایا تھا ملک فخرالدین نے اسی گاڑی پر واپسی میں کچھ غلہ اور تیل بھیجدیا۔ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بہت ہی ناراضی ظاہر فرمائی اور واپس فرمادیا اور فرمایا کہ ہمارے دائرے کے لوگوں کے ذریعہ جو روانہ کیا جاتا ہے اس کو قبول نہ کرنا چاہیئے اس کے بعد ملک مذکور نے اپنے آدمیوں کے ذریعہ غلہ اور تیل نہایت عذرخواہی کیساتھ روانہ کیا۔ اس وقت آپ نے قبول فرمایا۔

(۱۵۴) نقل است از احمد نگر ملک نظام الملک ٹھانہ دار را گفت کہ سی[3] صد[4] من دوست[5] کھنڈی گندم تسلیم بندگیمیاں نعمت[6] کن و ٹھانہ دار پیش بندگیمیاں نعمتؓ آمد و گفت یک تن شما بفرسید برابر ما۔ تا بدکان حراف بیاید مہر ہا نمودہ بدہم۔ فرمودند ما را نوکراں نیستند بعد ازاں او گفت کہ پیش شما کہ اہم کسانند۔ فرمودند کہ برادراں اند گفت یک برادر را ہمراہ من بفرسید فرمودند برادر و نخواہد[7] آمد دیاران را فرمودند مبادا کسے برود۔ بعد نہ من آمد و نہ گندم

---

[1] روایت نمبر (۱۵۳) کو روایت نمبر (۱۵۴) کے بعد اس نسخہ میں نقل کیا گیا ہے (غ۔ ب) [2] در عقب شدند (ب) [3] ما را دہ (ب ۱۰۱) [4] سہ صد ہون (ب ۱۰۱)

[5] دوبست من (ا۔ ج) (غ۔ ب) دوبست کھنڈی (ا۔۱) (ب۔۱۰) [6] نخواہد آمد کے بعد کا مضمون اس نسخہ میں نہیں ہے (غ۔ ب)۔

[7] قطب شاہی سلطنت میں چار قسم کے سکے رائج تھے سب سے بڑا ہون تھا یہ سونے کا سکہ تھا جو مغل سلطنت کے تقریباً چار روپیہ کے برابر تھا۔ (تاریخ گولکنڈہ شائع کردہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن ۱۳۳۹ھ)۔

[8] تذکرۃ الصالحین مولفہ عالم میاں سید حسین حاجی متوفی ۱۱۰۳ھ میں "سی صد ہون دوصد کھنڈی گندم" لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ روایت ہے کہ ملک نظام الملک نے احمد نگر سے تھانہ دار کو کہلا بھیجا کہ تیس سو ہون اور بائیس کھنڈی گیہوں حضرت بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرو اور تھانہ دار نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کے ایک نوکر کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ حراف کی دکان تک چلے اور میں اس کو مہر دکھا کر دیدوں۔ فرمایا کہ ہمارے کوئی نوکر نہیں ہیں اس نے عرض کیا کہ آپکے پاس یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ برادراں ہیں۔ عرض کیا کہ کسی ایک بھائی کو میرے ساتھ روانہ فرما دیجئے آپ نے فرمایا کوئی ایک بھائی بھی نہ آئیگا۔ اور برادرانِ دائرہ سے فرمایا کہ خبردار کوئی نہ جائیں اس کے بعد نہ تو وہ ہون آئے نہ وہ گیہوں۔

(۱۵۵) نقل است کہ ملک الہداد رضؓ را کسے گفت کہ بندہ نیت کردہ است کہ عشر در راہ خدا بدہم ولیکن نزدیک ما نوکراں دیانت دار نیستند خوند کارچناں بکنید کہ دو کس از بندگانِ خدا فرستادہ[1] بطلبند تا از دیہ تحصیل کردہ بیارند۔ ملکؓ فرمودند لعنت بر کسے کہ برائے عشر گرفتن کس برود۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت ملک الہداد رضی اللہ عنہ سے کسی نے عرض کیا کہ بندہ نے نیت کی ہیکہ راہ خدا میں عشر دے لیکن بندہ کے پاس دیانتدار نوکر نہیں ہیں خوند کار اتنی (مدد) کریں کہ دو بندگانِ خدا کو بھیجکر منگوالیا کریں تاکہ وہ قریہ سے وصول کرکے لائیں۔ حضرت ملک الہداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص پر لعنت ہے جو عشر وصول کرنے کسی کے پاس جائے۔

(۱۵۶) نقل است کہ ملک دولت شہ ناگوری یکبار چند گردوں غلہ در دائرہ ملک الہداد رضؓ فرستاد قبول نہ کردند بہ سبب آں کہ یک طالب برابر گردوں ہا بود۔

ترجمہ روایت ہے کہ ملک دولت شاہ ناگوری نے ایک بار حضرت ملک الہداد رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں چند گاڑیاں اور غلہ روانہ کیا آپنے اس وجہ سے قبول نہ فرمایا کہ ایک فقیر ان گاڑیوں کیساتھ تھے۔

---

[1] بفرستید (ب)

(۱۵۷) نقل است کہ برادران بی بی کدبانو رضؓ پیش میراں سید محمودؒ مبلغے گزرانیدند قبول نہ کردند و فرمودند کہ بسبب اقارب می دہید اگر برائے اللہ بدہید تا چندیں دائرہ ہستند چرا نمی دہید بعدہٗ بطریق پنہاں بی بی کدبانو رضؓ را دادند بعد از چند روز چونکہ میر انسید محمودؒ را معلوم شد بسیار زجر کردند و فرمودند کہ بروید در خانہائے برادرانِ خویش ایں مال بخورید[1]۔ بعدہٗ بی بی ہمہ مالِ مذکور کہ بود پیش آوردند۔ میر انسید محمودؒ آں را سویت کنانیدند۔

ترجمہ روایت ہے کہ بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا کے بھائیوں نے حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کی حضرت نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ قرابتداری کے لحاظ سے دے رہے ہو اگر اللہ کے لئے دینا مقصود ہوتا تو اتنے دائرے جو موجود ہیں وہاں کیوں نہ دیتے۔ اس کے بعد انھوں نے پوشیدہ طور پر بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا کو دیدیا چند دنوں بعد جب حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے بہت تہدید فرمائی۔ اور فرمایا کہ جاؤ اپنے بھائیوں کے گھر بیٹھکر وہیں یہ رقم کھاؤ۔ اس وقت بی بی نے تمام رقم حضرت کی خدمت میں پیش کر دی حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ نے وہ ساری رقم سویت کروادی۔

---

[1] "بخورید" کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے (ب) (ب-۱)

S. A. A. Zafar,

باب ہشتم

در بیان منع کردن از علم خواندن

(۱۵۸) نقل است کہ از حضرت میر انعلیہ السلام میاں نعمت رضؓ رخصت طلبید تا بروے علم خواند حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ اگر شما پیش ازیں علم خواندہ بودے مرا قبول نکردے۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے علم پڑھنے کی اجازت چاہی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اس سے پہلے علم پڑھے ہوتے تو مجھکو قبول نہ کرتے۔

(۱۵۹) برادر دیگر پرسید اگر رضاے میر انعلیہ السلام شود وقت قیلولہ علم بخوانم۔ فرمودند بلکہ بہتر است کہ قیلولہ کنید۔

ترجمہ ایک دوسرے صحابی نے درخواست کی کہ اگر حضرت کی اجازت ہو تو قیلولہ کے وقت علم پڑھ لیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ قیلولہ کرلیں۔

(۱۶۰) ملک نجن باڑیوال رضؓ میاں سید خوندمیر رضؓ را پرسیدند کہ از قرآن خواندن چیزے فائدہ ہست؟ فرمودند کہ اگر قرآن چنانچہ خواندن باید بخوانید ولے بر دلِ مومن پردہ نور ہم میان بندہ و حق تعالیٰ پیدا می شود۔ واز ذکر خدا تعالیٰ کہ لا الٰہ الا اللہ است پردہ نور دریدہ میشود۔

لہ۔ کہ نجسپید (ا۔ ج) (غ۔ ب) (د۔ ب) (ا۔ ا)

ترجمہ۔ ملک بخن باڑی وال رضی اللہ عنہ نے حضرت میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ قرآن پڑھنے سے کچھ فائدہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا اگر قرآن جیسا کہ پڑھنا چاہیئے پڑھا جائے تو مومن کے دل پر بندہ اور خدا کے درمیان پردۂ نور پیدا ہو جاتا ہے اور ذکر خدا جو کہ لا الٰہ الا اللہ ہے اس سے پردۂ نور بھی اٹھ جاتا ہے

(۱۶۱) نیز نقل[1] است میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ وقتی قیلولہ در حال خسپید و در دست خبر داشتہ۔ بندگیمیراں علیہ السلام رسیدند و فرمودند میاں نظامؓ چہ مطالعہ کنید؟ گفتند خبر است۔ فرمودند خبر را بیندازید و بنال ذکر باشید۔ بعد مدتے میر انعلیہ السلام در حجرۂ میاں نظامؓ آمدند و فرمودند کہ آں خبر کجا است کہ شما مطالعہ کردہ بودید۔ گفتند بجائے انداختہ فراموش کردم فرمودند بیارید از جائے پیدا کردہ۔ باز از جائے پیدا کردہ آوردند حضرت میراں علیہ السلام فرمودند ایں خبر مطالعہ کنید دریں ہم مقصود خدا است۔

ترجمہ روایت ہے کہ میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ قیلولہ کے وقت ہاتھ میں حدیث کی کتاب رکھے ہوئے سو گئے تھے (اتفاقاً) حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں نظام کیا مطالعہ کر رہے ہو؟ عرض کیا کہ حدیث (کی کتاب) ہے آپ نے فرمایا حدیث (کی کتاب) رکھدو اور ذکر میں مشغول رہو ایک عرصہ گزرنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام میاں نظام رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ حدیث (کی کتاب) کہاں ہے جو تم مطالعہ کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ کہیں رکھکر بھول گیا ہوں فرمایا ڈھونڈ لاؤ۔ آپ نے وہ کتاب تلاش کر کے پیش کر دی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حدیث کی اس کتاب کا مطالعہ کرو اس میں بھی خدا کا مقصود ہے۔

(۱۶۲) و مہتر عیسیٰ صلوۃ اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ من از زندہ کردن مردہ باذن[2] اللہ عاجز نیم

---

[1] ۔ روایت نمبر (۱۶۱) ان نسخوں میں نہیں ہے (ف۔ ب) (ا۔ ج) (د۔ ب) [2] باذن اللہ ان نسخوں میں نہیں ہے (د۔ ب) (ا۔ ب) (ب۔ ا)

ولیکن از تفہیم کردن عالمِ احمق عاجزیم۔

ترجمہ ۔ مہتر عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کر دینے میں عاجز نہیں ہوں لیکن عالم احمق کی تفہیم کرنے سے عاجز ہوں۔

(۱۶۳) نیز نقل است کہ در خراسان عالمے پیش حضرت میر انجیو علیہ السلام آمد و گفت کہ یاران شما احکام نماز نمی دانند حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند بندہ چہ می داند کہ ریش دراز کردہ اند و ایں مقدار ندانستہ اند بگوئید کہ میان یکدیگر بیاموزند۔ باز بعد از چند روز گفت کہ یاران شما نماز گزاردن نمی دانند فرمود ایں ہمیں نماز شما بگزارید۔

ترجمہ روایت ہے کہ خراسان میں ایک عالم حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے ساتھی نماز کے احکام نہیں جانتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مجھے کیا معلوم کہ یہ لوگ داڑھیاں لمبی کر چکے اور اتنا بھی نہیں جانتے۔ ان سے کہو کہ آپس میں معلومات حاصل کریں پھر چند دنوں بعد اسی عالم نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھی نماز ادا کرنا نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا ایسی نماز (جیسی کہ یہ ادا کرتے ہیں) تم ادا تو کرو!!! کونسی نماز؟

(۱۶۴) بعضے وقت حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ علم لابدی باید تا نماز و روزہ و احکام او بشناسد تا درست شود۔

ترجمہ ایک وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ علم لابدی چاہیئے تاکہ نماز روزہ اور اس کے احکام معلوم ہوں اور نماز درست طریقہ پر ادا ہو سکے۔

(۱۶۵) نیز فرمودند برائے فہم معانی قرآن نور ایمان بس است۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ قرآن کے معانی سمجھنے کے لئے نور ایمان کافی ہے۔

سہ بجائے (د۔ج) عالم (ب۔ا) سہ و مانند ایں درست شود (د۔ب) (ا۔ا) (ب۔ا)

(۱۶۶) یک روز میر انسید محمودؓ کتابے در دست داشتند حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کدام کتاب است جواب دادند کہ تمہید است فرمودند کہ کوشش ذکر بکنید تا حالے پدید آید وایں را فہم کردن بتوانید۔

ترجمہ ایک روز حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں کتاب رکھے ہوئے تھے حضرت میر انعلیہ السلام نے پوچھا کونسی کتاب ہے آپ نے عرض کیا کہ تمہید ہے فرمایا کہ ذکر کی کوشش کرو تاکہ کیفیت پیدا ہو اور اس کو سمجھنے کی قوت حاصل ہو۔

(۱۶۷) نیز نقل است بندگی میاں ابوبکر و بندگیمیاں سید سلام اللہ میر اںؒ سید محمودؓ را گفتند کہ علم بخوانید۔ فرمودند کہ از حضرت میر اں علیہ السلام رضا بگیرم۔ پیش حضرت میر اں علیہ السلام عرض کردند فرمودند کہ شما در کوچۂ ایشاں مروید۔ در یاد خدائے تعالیٰ باشید تا باطن بکشاید۔

ترجمہ روایت ہے کہ بندگیمیاں ابوبکر و بندگی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہما نے حضرت میر انسید محمود رضی اللہ سے کہا کہ آپ علم پڑھیئے۔ آپ نے کہا حضرت مہدی علیہ السلام سے اجازت حاصل کرلیتا ہوں۔ حضرت سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کے کوچہ میں جاؤ ہی نہیں خدا تعالیٰ کی یاد میں رہو یہانتک کہ باطن کھل جائے۔

(۱۶۸) حضرت میر انعلیہ السلام بدست میاں نظام رضی اللہ عنہ کتابے دیدہ فرمودند کہ چیست گفتند کہ انیس الغربا[۲] نزہۃ الارواح است فرمودند مخوانید[۳]۔ و در یاد حق مشغول شوید کہ پردۂ دیدار حق معائنہ روزی گردانیدہ شود بمنہ۔

---

[۱] برائے میراں سید محمود کوشش کردند کہ (ا-۱) (د-ب) (ب-۱) [۲] انیس الغربا و زاد المسافرین (ب-۱) گفتند کہ نزہۃ الارواح است (د-ب) [۳] مخوانید کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے (ا-۱) (ب-۱) مخوانید بعد از چند روز باز دیدند و منع کردند بعدہ میاں نظامؓ بکلی ایں خیال دور کردند الخ (د-ب)۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت میاں نظام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھکر فرمایا یہ کیا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ "انیس الغربا نزہتہ الارواح" ہے آپ نے فرمایا کہ مت پڑھو اور اللہ کی یاد میں مشغول رہو تاکہ اس ذات کے فضل و احسان سے دیدار حق نصیب ہو سکے۔

(۱۷۹) باز بعد از چند روز بدست بندگی میاں نظامؓ کتابے دیدند باز ہمیں نوع منع کردند[1] بعدہ میاں نظامؓ بکلی ایں خیال دور کردند بعد از مدتے حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ میاں نظام آں کدام کتاب بود گفتند انیس[2] الغربا۔ فرمودند کہ بخوانید و ببینید کہ بحال شما آں کتاب موافق است۔ بعدہ میاں نظامؓ آں کتاب گاہ گاہ خواندند۔ بعد از مدتے حضرت میر اعلیہ السلام فرمودند کہ چیزے علم بخوانید۔

ترجمہ چند روز بعد حضرت بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر آپنے کتاب دیکھی اور اسی طرح منع فرمایا۔ اس کے بعد سے حضرت میاں نظام رضی اللہ عنہ نے اس خیال کو بالکل ہی دور فرما دیا۔ ایک زمانہ بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میاں نظام وہ کونسی کتاب تھی عرض کیا کہ "انیس الغربا" فرمایا کہ پڑھو مطالعہ کرو کیونکہ اب تمہارے حال کے مطابق ہے۔ اس وقت سے حضرت میاں نظام رضی اللہ عنہ کبھی کبھی وہ کتاب پڑھا کرتے تھے اور کچھ زمانہ بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ علم بھی پڑھو۔

(۱۷۰) و فرمودند کہ از حضرت باری تعالیٰ جز امی علم لدنی عطا نمی شود۔ یا امی اصلی باشد یا جعلی۔ بندہ را پیش ازیں علم ظاہری بود آں علم را فراموش گردانیدند بعد از آں علم قرب[3] تقرب کردند

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بارگاہ رب العزت سے علم لدنی کے سوائے کچھ عطا نہیں ہوتا ہے۔ امی اصلی ہو یا جعلی (یعنے بعد میں امی بنا دیا گیا ہو) بندہ کو اس سے قبل جو علم ظاہری تھا وہ بھلا دیا گیا

---

[1] "منع کردند" کے بعد کا مضمون اس نسخہ میں نہیں ہے (غ۔ب) [2] ۔ نزہتہ الارواح (د۔ب) [3] ۔ روزی کردند۔ (ب۔ا) (ا۔ج) روزی کردند کہ امی را تخمۂ دل صاف ہست الخ (د۔ب)

اس کے بعد علم قرب سے مقرب کیا گیا ہے۔

(۱۷۱) نیز فرمودند کہ امی را تختہ سینہ صاف ہست ہر چہ بشنود بر دل بہ نشیند کما قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا (جز ۲۸ رکوع ۱۱)۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ امی کا سینہ صاف ہوتا ہے جو سنتا ہے دل نشین ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ وہی ہے جس نے امیوں میں رسول کو بھیجا (جز ۲۸ رکوع ۱۱)

(۱۷۲) نیز نقل است کہ ملک معروفؓ بندگیمیاں نظامؒ را گفتند شما را چیزے خواندن می آید فرمودند[1] لا یدی وچیزے اندک بعدہ ملک معروفؓ گفتند کہ بعد از شغل اندک اندک نسخۂ علم بکنیم۔ بندگیمیاں نظامؒ گفتند کہ خوب باشد بعدہ ملک معروفؓ فرمودند کہ ہر چہ می کنیم بغیر اذن حضرت میر انعلیہ السلام نمی کنیم۔ باید[2] کہ رخصت بستانیم ہر دو کس بدیں نیت پیش میر انجیو[3] آمدند چونکہ پیش نظر شدند حضرت میر انعلیہ السلام ناپرسیدہ ایں رباعی خواندند۔

علمے بطلب کہ با تو ماند — آنم کہ ترا ز تو رہاند
تا علم فریضہ را نخوانی — تحقیق صفات حق ندانی

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت ملک معروفؓ نے بندگیمیاں نظامؒ سے کہا کہ آپ کو کچھ پڑھنا آتا ہے؟ فرمایا کہ کچھ تھوڑا سا یعنی لا یدی حضرت ملک معروفؓ نے کہا کہ ہم شغل (ذکر) کے بعد تھوڑا تھوڑا علم حاصل کر لیا کریں گے۔ بندگیمیاں نظامؒ نے کہا اچھی بات ہے۔ ملک معروفؓ نے کہا کہ ہم جو کچھ کریں گے حضرت میراں علیہ السلام کی اجازت کے بغیر نہیں کریں گے۔ اجازت حاصل کر لینا چاہیئے۔ یہ دونو حضرات اس غرض سے حضرت میر انجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب پیش نظر ہوئے تو حضرت میراں علیہ السلام کچھ پوچھے بغیر یہ رباعی پڑھنے لگے (ترجمہ رباعی) ایسا علم طلب کرو جو تمہارے ساتھ رہے۔

---

[1] فرمودند اندکے (د۔ب) [2] نمی کنیم بحضور حضرت میر انعلیہ السلام بیائید رخصت بستانیم۔ (د۔ب) [3] رفتند (د۔ب)

اور وقت پر تم کو تمہاری ہستی کے زندان سے نجات دلادے۔ جبتک علم فریضہ حاصل نہ کروگے۔ صفات حق کی تحقیق نہ جان سکوگے۔

(۱۷۳) حضرت میراں علیہ السّلام فرمودند کسے کہ بسیار خواند بسیار خوار شدہ غلبہ[1] طلب دنیا گردد وگرنہ در عجب افتد وانچہ بندہ گوید بران عمل دارید تا بینا گردید[2]۔

ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بہت پڑھ لیتا ہے بہت خوار ہو جاتا ہے (کیونکہ) طلب دنیا غالب ہو جاتی ہے یا عجب و غرور میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بندہ جو کچھ تعلیم دیا کرتا ہے اسی پر عمل کروگے تو بینا ہو جاؤ گے۔

---

[1] اغلب طالب دنیا (ب۔۱) [2] تا بینا گردد۔ تمت "جناب فقیر سید دلاور صاحب بیگم بازار کا نسخہ نقل کردہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ اور جناب فقیر امیر میاں صاحب اہل اکیلی کا نسخہ یہاں ختم ہو گیا۔ اور جناب فقیر سید لشرف صاحب متولی جامع مسجد اہل چن پتن کے نسخہ میں مزید (۸۴) روایات منقول ہیں اور جناب فقیر غازی میاں صاحب حوم اہل بسیط پورہ (کاچیگوڑہ) کا نسخہ بھی اسی سے مطابق تو ہے لیکن چند روایات سہو کتابت کی وجہ چھوٹ گئی ہیں۔ اور جناب فقیر باجھو میاں صاحب اہل مصدق آباد (اپل گوڑہ) کے نسخہ میں مذکورہ (۸۴) روایات کے سوائے مزید (۵۴) روایات منقول ہیں۔ البتہ ان محولۂ بالا روایات میں باب بندی نہیں ہے گویا متفرقات ہیں۔

(متفرقات)

(۱۷۴) ونیز[1] معلوم باد۔ بعد از اخراج از موضع کھانبیل درمیان اندک روز خبر رسید کہ لشکر منکران مسجد و حجرہا سوختند۔ بند گمیانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند ایشاں بدایت کردند معبد گاہ و مسکن مومناں ناحق سوختند۔ و فتویٰ بر قتل مومناں بمجرد تصدیق بر سخن ولی کامل کہ بر کمالیت او منکراں مقر اند اوصاف و اخلاق و افعال و آثار کہ موجب تصدیق دعوت نبوت اند دراں ولی می یابند ہیچ فعلے و قولے و خلقے در عادت و عبادت مخالف اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمی یابند۔ براں ایں قرار بمجرد تصدیق دعوت آں ولی مخالف اجماع سنت و جماعت نیست حکم ضلالت و بدعت میکنند۔ و بر قتل مصدقاں و اخراج ایشاں فتویٰ میدہند سبب اجماع سنت و جماعت کہ احادیث مخالفت بعضے احادیث احاد کہ بموجب ظن اند حکم میکنند بودن اجماع سنت و جماعت کہ احادیث احاد موجب عمل اند و موجب اعتقاد نیستند نبشتہ اند اگرچہ صحیح الاسناد باشند۔ و مجتہداں برآں عمل فرمودہ باشند و دعوی آں ولی آنست کہ من از غیب می شنوم کہ ترا برگزیدہ بودیم و تو مہدی موعود آخر الزماں ہستی کہ بایں آیت معہود ایں ذات خاتم النبیین وعدہ کردہ بودند کہ در اولاد تو فرزندے شائستہ برائے بیان کتابے بر تو نازل شدہ است در آخر زماں پیدا خواہیم کرد برائے

---

[1] ۔ روایت (۱۷۴ تا ۱۸۷) صرف نسخہ (ب ۱۰) میں ہیں۔

روشن کردن اخلاق و افعال و اقوال تو آں فرزند سید محمد بن سید خاں تو ہستی و تصدیق و اطاعت بر ہمہ مسلمانان واجب کردم۔

بعد ایں دعوت سالہا ایں ولی را خدا تعالیٰ حیات بخشید و بریں دعویٰ بر اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولاً و فعلاً و خلقاً استقامت روزی گردانید و شب و روز گردہ او در حال حیات و بعد ممات زیادت شد و بر عقیدۂ سنت و جماعت توفیق یافت و عمل موافق کتب مقرر روزی شد بلکہ موافقت بالنبی علیہ السلام گردہ او در اعمال و اقوال و اخلاق

بدگردار کردند۔ ایں چنیں قوم را معلمان زمانہ تکفیر می گویند و بر اخراج و قتل فتویٰ میدہند و افترا ہا عوام مردماں بحضر کردند معتبر محضر ایں قرار دادہ اند و ایں قوم شب و روز ندا میکنند کہ بر ما خلاف شرع محمدی ثابت کنید در عقیدۂ ما عمل ما از (دین) ثابت شویم۔ بعدہ میگویند شما جاہل ہستند با شما محضر چہ حاجت بلکہ پائے زاغ آہنی مستعد کنانیدند و بعضے مصدقان کہ ترک دنیا نہ کردہ و دریں جماعت یکجا ماندہ اند و توفیق نیافتہ اند و در شہر می مانند و کسب می کنند ایشاں را ایذا می کنند و میگیرند و حبس میکنند۔ و حکم میکنند ہر کرا ازیں عقیدہ باز نیاید و سید محمد را مہدی بگوید بر پیشانی او بدیں پائے زاغ گرم کردہ داغ باید داد تا شناختہ شود بطالی است و بعضے ازیں قوم را بجاں کشتہ اند بہ سبب ہمیں عقیدہ نہ چیزے دیگر۔

برگزیدگان بعدہ برگزیدایں قوم خلاف او ہمہ یاران حضرت امام آخر الزماں اتفاق کردہ اند یعنی میاں سید خوندمیر فرمودند انچہ معلمان برایں قوم حکم کردہ اند ہمہ بر ایشاں باشد بہ حکم کتاب اللہ تعالیٰ و کتب اولیا، فرمودند ہر کہ ازیں فتوی دہندگاں را بکشد بزہ کار نشود زیرا چہ بدایت از ایشانست و فرمودند کہ علامات تعدی و حسد طالبی ایشانست خدا تعالیٰ بتدریج توفیق صلاح یعنی اتباع دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم از ایشاں بستاندہ منصب و جاہ ایشاں کہ سبب دین است آں نیز

بستاند و ہر کاں کہ بر فتوی ایشاں اعتقاد می کنند باخواری و فضیحتی بمیرند بلکہ کشتہ شوند و در نسل ایشاں نیز خواری در دین و دنیا آشکار گردد و ایں قوم را بیوہ نداند استقامت بر اتباع دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم روزی گردد و ہمیشہ مزید گردد بحرمت النبی و آلہ۔

ترجمہ واضح ہو کہ موضع کھانبیل سے اخراج[ع] کے بعد چند ہی دنوں میں خبر ملی کہ منکروں کے لشکر نے مسجد اور فقراء کے حجرے جلا دیئے ہیں۔ بندگیمیاں سید خوندمیر نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ظلم کیا ہے مومنین کی عبادتگاہیں اور قیامگاہیں ناحق جلادی ہیں اور مومنین کے قتل کا فتویٰ محض اس لئے دیا گیا ہے کہ ان مومنین نے ایک ایسے ولی کامل کے فرمان کی تصدیق کی ہے جس کے فضل و کمال کے خود منکرین قائل ہیں اور دعوی نبوت کی تصدیق کے لئے جن اوصاف و افعال و آثار کی ضرورت ہے وہ اس ولی کامل میں موجود پاتے ہیں۔ اور کوئی قول و فعل اور کوئی عادت و عبادت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے خلاف نہیں پاتے ہیں۔ اس کے باوجود اس ولی کامل کی دعوت کی صرف تصدیق بھی اجماع اہل السنت والجماعت کے خلاف نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ ضلالت و بدعت کا حکم عاید کر رہے ہیں۔ اور مہدویوں کے قتل و اخراج کا فتویٰ دے رہے ہیں بعض حدیثیں جو خبر واحد کا حکم رکھتی ہیں۔ ان میں علامات کا جو اختلاف پایا جاتا ہے اس پر سے قیاس کر کے حکم لگا رہے ہیں۔ (حالانکہ) اہل سنت و جماعت کی اجماع ہے کہ اخبار واحدہ موجب عمل ہیں موجب اعتقاد نہیں ہیں۔ اگرچہ کہ وہ اخبار صحیح الاسناد ہوں۔ اور مجتہدین نے (اسی اصول پر) عمل کیا ہے۔ اس ولی کامل کا دعویٰ یہ ہے کہ میں غیب سے سن رہا ہوں کہ ہم نے تم کو برگزیدہ کیا ہے۔ اور تم مہدی موعود آخر الزماں ہیں۔ خاتم النبیین سے اس آیت معہودہ کا وعدہ کیا گیا تھا کہ تمہاری اولاد میں ایک فرزند ایسا ہوگا جو کہ اس قرآن کا جو تم پر نازل ہوا ہے بیان کرنے کے لائق ہوگا۔ اخلاق و افعال و اقوال کو روشن کرنے کے لئے ہم آخر زمانہ میں پیدا کریں گے۔ وہ فرزند تم سید محمد بن سید خاں ہو۔ اور تمہاری تصدیق و اطاعت ہم نے تمام مسلمانوں پر واجب قرار دی ہے۔

ع۔ یہ ظلم و ستم سلطان مظفر نوجوان و ناتجربہ کار بادشاہ گجرات کے زمانہ میں علماء و قاضیوں نے محض حکومت و رعونت کی نشہ کیوجہ برپا کیا ہے۔

اس دعوے کے بعد اُس ولی کامل کو اللہ تعالیٰ نے سالہا سال زندگی بخشی اور اپنے اس دعوے پر اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر قولاً فعلاً خلقاً استقامت عطا فرمائی اور دن رات ان کی زندگی میں انکی جماعت میں ترقی ہوتی رہی اور ان کے بعد بھی ہو رہی ہے۔ اور سنت وجماعت کے عقیدہ پر قائم رہنے کی توفیق اس جماعت کو حاصل ہے۔ بلکہ اس جماعت کے اعمال واقوال واخلاق حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے بالکل مطابق ہیں۔ ایسی قوم کو علمائے زمانہ بدکردار کہتے اور اس کے اخراج وقتل پر فتوی دیتے ہیں۔ اور عوام کے بہتانوں پر لوگوں نے محضر کئے۔ اور معتبر محضر اسکو قرار دیا ہے اور یہ قوم دن رات ندا کر رہی ہے کہ شرع محمدیؐ کے خلاف کوئی بات کوئی عقیدہ ہمارے عمل اور ہمارے مذہب میں ہو تو ثابت کرو۔ (لیکن) یہ کہتے ہیں کہ تم جاہل ہو تمہارے لئے مجلس (مصالحت) کی ضرورت نہیں۔ بلکہ کوّے کے (پنجوں کی طرح) آہنی پنجے تیار کر رکھے ہیں۔ اور بعض مہدویوں کو جنھوں نے ترک دنیا نہیں کی ہے اور ہمارے دائرہ میں نہیں رہتے شہر میں رہتے ہیں۔ اور کسب کر لیا کرتے ہیں۔ ان کو ستاتے ہیں گرفتار کرتے ہیں۔ قید کرتے ہیں۔ اور حکم دیتے ہیں جو کوئی اس عقیدہ سے (یعنے سید محمد کو مہدی کہنے سے) باز نہ آئے اور سید محمد کو مہدی کہے تو اس کی پیشانی پر پنجۂ آہنی گرم کر کے داغ دینا چاہیئے تاکہ یہ پہچانے جائیں کہ گمراہ ہیں۔ اور اس قوم کے بعض لوگوں کو انھوں نے محض اس عقیدہ پر قائم رہنے کی وجہ جان سے مار ڈالا ہے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

اس کے بعد حضرت امام آخر الزماں کے تمام صحابہ اور آپکی قوم کے برگزیدہ لوگوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے یعنے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس قوم کے متعلق علما جو کچھ احکام عاید کر رہے ہیں وہ تمام احکام بحکم کتاب اللہ وکتب اولیا خود اُن علما، پر عاید ہوتے ہیں۔ جو (مہدوی) ان فتوی دینے والوں کو قتل کرے گا گناہ گار نہ ہوگا۔ کیوں کہ ظلم کی ابتدا ان علما سے ہوئی ہے۔

اور فرمایا کہ ان کے ظلم وحسد وزیادتی کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اتباع دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی توفیق ان سے بتدریج سلب فرما رہا ہے۔ اور بلحاظ دین ان کا جاہ و منصب جو موجود ہے گھٹتا جا رہا ہے اور جو سلاطین ان کے فتووں پر بھروسہ رکھتے ہیں ذلت اور فضیحت کی حالت میں مریں گے۔ بلکہ (بری طرح) مارے جائیں گے ان کی اولاد میں بھی بلحاظ دین و بلحاظ دنیا ذلت خواری آشکار رہے گی ۔ اور اس قوم کو بے وسیلہ نہ سمجھنا چاہیے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا ہوگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی حرمت سے (یہ توفیق) ہمیشہ زیادہ ہوتی رہیگی۔

(۱۷۵) معلوم باد چونکہ لشکر منکران حق با ستعداد تمام آمدہ گویا نید ازیں ولایت بروید کہ علما فتوی دادہ اند اگر نروند قتل کنید بعدہٗ میا نسید خوند میر فرمودند کہ کرت و مرات مارا کشیدند ما رفتیم دریں کرت مرا از حق تعالیٰ و از رسول علیہ السلام و از مہدی موعود علیہ السلام اذن شدہ است بدیں عبادت الا ان القضی فقد مضی ان صبرت فانک ماجور وان حذرت فانک معذور۔ تا یکبارگی ہمہ ایشاں از دست ایں ضعیفاں مقہور و مقتول شوند۔ بعدہ دوم کرت کہ جنگ شود بندہ با بعضے فقیراں شہید شود۔ بعد ایں جنگ امن و آرام و ارزانی ایں ولایت برود و منصب و عزت بادشاہ و اولاد او و منصب و عزت ملوکاں با ولاد ایشاں و منصب و عزت علماء و مشائخاں کہ داخل ایں فتوی اند برود و اولاد ایشاں خوار شوند۔ و کسے از ایشاں فتوی نہ طلبند۔ ایشاں را در ولایت ہیچ اعتبار نماند و فقراء ایں قوم بفراغ خاطر بعبادت حق تعالیٰ نصیحت خلق مشغول باشند سخن ایں بندہ نبشتہ بدارید۔ اگر چنیں شود چنانچہ می گویم اعتقاد کنید کہ بندہ ایں فعل باذن حق تعالیٰ و باذن رسول اللہ علیہ وسلم و باذن مہدی مراد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است بعدہٗ اعتقاد کنید کہ سید محمد مہدی برحق است و تصدیق او واجب است۔ والا بندہ ہر چہ می کند بہ پندار خود می کند۔ اگر تمام عالم و تمام یاراں با ما مخالفت کنند و اند کے با بندہ موافقت کنند و ایں کار شدنی است می شود۔

ترجمہ واضح ہو کہ جب مخالفین کی فوج پوری تیاریوں کے ساتھ آئی تو (افسروں نے) کہلایا کہ اس مملکت سے

چلے جاؤ کیونکہ علماء نے فتویٰ دیدیا ہے کہ اگر نہ جائیں تو قتل کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد میانسیہ خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو بار ہا کھینچکر (باہر کیا جاتا رہا) اور ہم اخراج قبول کرتے رہے۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حضرت رسول علیہ السلام و حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف سے بار بار اس عبارت میں حکم ہو رہا ہے کہ "خبردار جو ہونا ہے ہو کر رہیگا۔ اگر تم صبر کروگے تو اجر پاؤگے اگر ڈر جاؤگے تو (اللہ سے) دور ہو جاؤگے"۔ تاہم ایک بار یہ سب (فوجی) ان بے سروسامان فقراء کے ہاتھوں مبتلائے قہر و قتل ہوں گے۔ اس کے بعد دوسری بار ہی میں بندہ بعض فقیروں کیساتھ شہید ہو جائیگا اس جنگ کے بعد اس مملکت کا امن و آرام اور اس کی آسودگی و ارزانی سب جاتی رہیگی۔ اور بادشاہ اور اسکی اولاد۔ امراء و روسار اور ان کی اولاد اور علماء و مشائخین جنھوں نے اس فتوے میں حصہ لیا ہے اور ان کی اولاد ان سب کی عزت و عظمت اور ان کا جاہ و منصب جاتا رہیگا اور یہ اتنے ذلیل ہو جائیں گے کہ ان سے فتویٰ لینا کوئی گوارا نہ کریگا۔ اور مملکت میں یہ سب بے اعتبار ہو جائیں گے۔ اور اس قوم کے فقراء اطمینان خاطر اور فراغت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور لوگوں کو نصیحت کرنے میں مشغول رہیں گے۔ اس بندہ کی یہ باتیں لکھ رکھو۔ بندہ یہ جو کچھ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم و مہدی مراد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کر رہا ہے۔ بعد میں (جبکہ یہ باتیں پوری ہوتی نظر آئیں) تم لوگ اعتقاد (مضبوط) کر لو کہ سید محمد ہی مہدی برحق ہیں۔ اور ان ہی کی تصدیق واجب ہے۔ ورنہ سمجھ لو کہ بندہ نے جو کچھ کیا اپنی ہی سمجھ سے کیا ہے۔ اگر تمام دنیا اور تمام رفقاء بھی ہمارے مخالف بن جائیں اگرچہ تھوڑے ہی افراد بندہ کی موافقت میں رہجائیں، یہ کام ہونا ہے ہو کر ہی رہیگا۔

(۱۷۶) معلوم باد روزے جہاجراں یکدیگر اتفاق کردہ محضر کردند۔ بر کاغذے نبشتہ ہر یکے کتبہ کردہ پیش میاں سید خوندمیر رضؓ فرستادند۔ عبارت محضرہ اینست :-

اقرار کردند و اعتراف نمودند میاں نظامؓ و میاں ملکجیؓ و میاں نعمتؓ و میاں دلاؓ و میاں لاڑشہؓ درحال صحت ذات و ثبات عقل بریں جملہ کہ ماہر یکی اقرار کردیم اینست کہ اتباع دین محمدی کی

از بیان کتاب خدا تعالیٰ کہ بیان مہدی ثابت شدہ است صراط المستقیم می دانیم و بریں عقیدہ متفق ہستیم و نیز اتفاق می کنیم کہ کسے را بانکار کافر نگوئیم و اگر اخراج کنند با منکران جنگ نکنیم بلکہ اطاعت کنیم و تکفیر و قتل خلاف شرع میدانیم و اگر روا دانیم خلاف کتاب خدا و شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم آید قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلم لست مومنا (جزء ۵ رکوع ۱۰) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تکفروا اھل قبلتکم۔ قال علیہ السلام امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ الحدیث۔ و حضرت مہدی علیہ السلام نیز او را روا نداشتہ اند بلکہ ایں اعتقاد کفر است۔ زیرا کہ مہدی و نبی علیہما السلام بر کتاب بودند۔ تابع شریعت محمدی بودند۔ اگر تکفیر و قتال با کلمہ گویاں روا داریم پس زنان ایشاں و دختران ایشاں غارت کنیم و حلال طیب پنداریم و ایں حلال روا نیست بلکہ کفر است۔

اما منکران مہدی را چنانچہ در قرآن و حدیث مذکور است اعتقاد کنیم۔ قولہ تعالیٰ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ۔ قال النبی علیہ السلام من انکر المہدی فقد کفر۔ و اگر کسے از عمل کردن بفرمودہ مہدی علیہ السلام منع کنند و گویند کہ ایں عمل بدعت و ضلالت است ازیں باز آئید۔ و ترک کنید۔ و اگر از ما بیروں روید آمدن پس ما بیروں رویم و بے عمل بر قول مہدی علیہ السلام ترک نکنیم و اگر از بیروں آمدن مرا چیزے عذر باشد او شاں را معلوم کنیم اگر او شاں قبول نکنند و تعدی و ظلم پیش آیند اگر دفع کردن نتوانم بیروں رویم مواخذہ نباشد و اگر اخراج اختیار کنیم بیروں رویم و برابر اخراج کنیم و بہتر باشد۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور (جزء ۲۵ رکوع ۵)۔ و لیکن حق بیان کنیم و از حق بیان کردن باز نیائیم۔ قال اللہ تعالیٰ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف (جزء ۴ رکوع ۲) الآیۃ امر معروف بر سہ نوع است بالید واللسان والجنان بریں نوع کہ استطاعت دارند امر معروف کنند

ماجوراند. واگر منکران مہدی بہیچ تفہیم نشوند عذر قبول نکنند و تعدی وظلم کنند با ایشاں قتال جائز باشد۔ ہر کہ بعد ازیں قرار عدول کند وحجت پیش آرد نامسموع گردد۔ او مبتدع وضال باشد۔

بدیں اقرار مہاجران مذکور ایں کتبہ کردہ پیش میانسید خوندمیر رضؓ فرستادند میاں مذکور فرمودند کہ ایشاں از اقرار مہدویت برگشتہ اند۔ رجوع باید کرد چند بار ایں سخن تکرار فرمودند بعد ظہر ہمداں روز میاں ملک جیو دمیاں لاڑشہ آمدند و فرمودند کہ شما حلیم بودید حلیم شما کجا رفت میانسید خوندمیر فرمودند بندہ را معذور دارید کہ ہر وقت کسے سخن مہدی علیہ السلام را تاویل وتحویل می کند حلم بندہ می رود۔ بعدہٗ کاغذ کتبہا واپس طلبیدند۔ میانسید خوندمیر فرمودند ہرگز واپس ندہم ایں کتبہا پیش خدا تعالیٰ وپیش مہدی علیہ السلام بروز قیامت خواہم نمود۔ بعدہ یاراں گفتند کہ شما چہ می فرمائید میاں فرمودند بندہ ہیچ نمیگوید آنچہ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند ہماں می گویم۔

روز دیگر معلم با حضرت میر انعلیہ السلام بحث کرد ہیچ وجہ تفہیم نہ شد بعدہ فرمودند کہ ایشاں بحجت علیہ تفہیم نہ شوند۔ بعدہ حضرت میر انعلیہ السلام بدست مبارک خود شمشیر گرفتہ بالا کردند و فرمودند کہ با ایشاں ایں ماندہ است۔ اگر خدا تعالیٰ قوت دہد از ایشاں جزیہ بستانم کہ ایشاں را حکم جزیہ شدہ است۔

پس باید کہ آنچہ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند آں بگویند و بداں اعتقاد کنید۔ و آں را تاویل نکنند۔ بعدہ ہر یکے متفرق شدند۔ و در شہر آوازہ شد کہ یاراں بر میاں سید خوندمیر رضؓ حکم ضلالت کردہ اند ہمدریں روز بعد نماز عشا ہمہ بر صف نشستند پیش یاران دائرہ خود میاں سید خوندمیر رضؓ فرمودند کہ جملہ مہاجراں با بندہ بایں آیت قاتلوا وقتلوا موافقت نمی کنند ایشاں از حضرت مہدی علیہ السلام برگشتہ اند ولیکن خدا تعالیٰ ایشاں را رجوع خواہد بخشید۔ وافسوس بریں مخالفت خواہند کرد کہ زیرا کہ حضرت مہدی علیہ السلام در حق ایشاں بشارت فرمودند و بشر مہدی علیہ السلام ہستند۔

خدا تعالیٰ ایشاں را بر خطا اصرار ندہد۔

وبعد از نماز فجر باتمام یاران دائرہ خودش میاں ملکجیوؓ و میاں نعمتؓ آمدند و بعد ملاقات این آیت خواندند۔ ثم[1] اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الایۃ (جز ۲۲ رکوع ۱۶) فرمودند کہ حضرت میر انعلیہ السلام ظالم النفس کرا فرمودند و مقتصد و سابق بالخیرات، کرا فرمودند۔ اگر معلوم باشد بگوئید جواب دادند ما را معلوم نیست ما بر ظاہر حکم می کنیم۔ باز میاں فرمودند کہ ما را بر ظاہر حکم نیست بر فرمودہ حضرت میراں علیہ السلام حکم است۔ اگر سنگ را میر انجیوؓ جوہر گویند بر ظاہر حکم نکنیم و آنچہ می بینیم ظاہر اعتقاد نکنیم بر فرمودۂ میر انعلیہ السلام حکم کنیم۔ و آں سنگ را جوہر پنداریم۔

و نیز فرمودند اگر کسے بطریق اخلاص بپرسید آنچہ از حضرت میر انعلیہ السلام شنیدہ است بیان ظالم و مقتصد و سابق بالخیرات بشما گوید۔

یکجا ہم در مجلس بود گفتگوے خوند کار بیان کنید بعدہ میاں فرمودند اگر میاں نعمتؓ و میاں ملکجیوؓ پرسند بندہ بگوید۔ دریں گفتار ہیچ مقصود نیست جز آنکہ ظالم لنفسہ با سابق بالخیرات مخالفت می کنند و زیاں زدہ می شود۔ بعدہ ہیچ کس چیزے نگفت و مجلس تمام شد۔

ترجمہ واضح ہو کہ ایک روز بعض مہاجرین رضی اللہ عنہم نے متفق ہو کر محضر کیا اور ایک تحریر تیار کر کے میانسید خوند میر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کی۔ محضر کی عبارت یہ ہے :۔

"ہم میاں نظام و میاں ملکجی و میاں نعمت و میاں دلاور و میاں لاڑشہ بجالت صحت ذات و ثبات عقل اس امر پر اقرار و اعتراف کرتے ہیں اور اس امر پر قائم ہیں کہ بیان خدا تعالیٰ اور بیان مہدی علیہ السلام سے جو اتباع دین محمدی ثابت ہے اسی کو ہم صراط مستقیم سمجھتے ہیں اور اسی اعتقاد پر ہم متفق ہیں۔ اور ہم اس امر پر بھی اتفاق کرتے ہیں کہ کسی کو انکار (مہدیؑ) کی وجہ ہم کافر نہیں کہتے۔ اور منکرین

---

[1] ۔ اس آیت کی توضیح روایت (۲۲۳) میں ملاحظہ کیجا سکتی ہے۔

اگر ہمارا اخراج کریں تو ہم ان سے جنگ نہیں کرتے بلکہ اطاعت کرتے ہیں کافر قرار دینا اور قتل کرنا ہم خلاف شرع سمجھتے ہیں اگر ہم اس کو جائز قرار دیں تو کتاب خدا تعالیٰ اور شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی لازم آئیگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے تمہیں سلام کیا تم اسکو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ (جزء ۵ رکوع ۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اہل قبلہ کو کافر نہ بناؤ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں حکمدیا گیا ہوں کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جبتک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں"۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی اس کو روا نہیں رکھا ہے۔ بلکہ ایسا اعتقاد کفر ہے۔ کیونکہ مہدی نبی علیہم السلام قرآن پر (حکمدیتے اور عمل کرتے) تھے۔ شریعت محمدیہ کے تابع تھے۔ اگر کلمہ گویوں کی تکفیر اور ان سے قتال ہم جائز قرار دیں تو ان کی عورتوں اور بیٹیوں کو بھی مال غنیمت میں شمار کرنا ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔

لیکن مہدی علیہ السلام کے منکرین کے بارے میں جیسا کہ قرآن وحدیث میں مذکور ہے ہم اعتقاد رکھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ۔ قال النبی علیہ السلام من انکر المہدی فقد کفر۔ اگر کوئی حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان پر عمل کرنے سے مانع ہو اور کہے کہ یہ عمل بدعت وضلالت ہے اس سے باز آؤ۔ اور اس کو چھوڑ دو۔ اور اگر (منکرین) ہم کو باہر چلے جانے کا حکم دیں تو ہم باہر چلے جائیں گے لیکن مہدی علیہ السلام کے فرمان کی تعمیل ترک نہ کریں گے۔ اگر باہر ہو جانے میں ہمارے لئے کوئی عذر ہو تو ان (منکرین) کو ہم معلوم کر دیں گے۔ اگر وہ قبول نہ کریں ظلم وسختی سے پیش آئیں اور ان کی مداخلت کی ہم میں سکت نہ ہو تو ہم باہر چلے جائیں گے بدلہ نہ لیں گے۔ ہمارا اخراج قبول کرنا اور باہر ہو جانا ہی بہتر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے بیشک یہ بہترین کاموں میں سے ہے" (جزء ۲۵ رکوع ۴) لیکن ہم حق بیان کریں گے حق بیان کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم میں ایسی ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے جو نیکی کی طرف بلائے اور نیکیوں کا حکم دے"۔ (جزء ۴ رکوع ۲)

امر معروف کی تین سورتیں ہیں۔ ہاتھ سے۔ زبان سے۔ دل سے جس طریقہ پر عمل کرنے کی ہم قدرت رکھتے ہیں اس پر امر معروف کریں اجر حاصل کریں۔ اگر منکرین مہدیؑ کوئی تفہیم اور کوئی عذر قبول نہ کریں اور ظلم و سختی کریں تو اس صورت میں ان کے ساتھ قتال جائز ہوگا جو شخص اس (محضرہ) کی قرارداد کی خلاف ورزی کرے اور اس کے خلاف) دلیل لائے قابل سماعت نہ ہوگی۔ اور وہ بدعتی و گمراہ ہوگا۔

مہاجرین رضی اللہ عنہم نے یہ قرارداد مرتب کر کے میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کی۔ میاں مذکورؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ مہدویت کے اقرار سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ رجوع کرنا ہوگا۔ یہی بات آپ نے چند بار بیان فرمائی۔ اسی روز ظہر کے بعد میاں ملکجیوؓ و میاں لاڑشہ رضی اللہ عنہما خود آئے اور کہنے لگے کہ آپ تو بہت حلیم تھے وہ حلم کہاں گیا؟ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کو معاف کیجئے۔ جب کبھی کوئی شخص مہدی علیہ السلام کے فرمان میں تاویل و تحویل کریگا بندہ کا حلم باقی نہ رہیگا۔ اس کے بعد ان دونوں حضرات نے وہ تحریر واپس لینا چاہا میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز واپس نہ دونگا یہ تحریر قیامت کے روز خدا تعالیٰ اور مہدی علیہ السلام کے سامنے پیش کرونگا۔ اس کے بعد ان حضرات نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں؟ میاں نے فرمایا بندہ کچھ نہیں کہتا جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے وہی کہتا ہے :۔

"ایک روز ایک عالم حضرت مہدی علیہ السلام سے بحث کر رہا تھا اور کسی طریقہ سے بھی تفہیم نہ پا رہا تھا اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ دلیل اور علم سے تفہیم نہیں حاصل کریں گے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے تلوار بلند کر کے فرمایا کہ ان کے لئے اب یہی رہ گئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ حکم دیتا تو میں ان لوگوں سے جزیہ وصول کرتا۔ یہ لوگ جزیہ دہندہ کے حکم میں آچکے ہیں۔"

پس ہم کو چاہیئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جو فرمایا ہے اس پر اعتقاد رکھیں اس میں تاویل نہ کریں اس کے بعد وہ دونوں حضرات چلے گئے۔ اور شہر میں شہرت ہو گئی کہ صحابہ نے میاں سید خوندمیر (رضی اللہ عنہ) پر ضلالت کا حکم عاید کیا ہے۔ اسی روز عشاء کی نماز کے بعد سب لوگ صف پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے رفقاء دائرہ

سے میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب مہاجرین آیۂ قاتلوا وقتلوا کے بارے میں بندہ سے موافقت نہیں کر رہے ہیں یہ لوگ حضرت مہدی علیہ السلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ان کو رجوع کرنے کا موقع عطا فرمائیگا۔ اور اس مخالفت پر افسوس کریں گے کیونکہ ان لوگوں کے حق میں حضرت مہدی علیہ السلام نے بشارتیں فرمائی ہیں۔ یہ لوگ مبشر مہدی علیہ السلام ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو خطا پر مصر نہ رکھیگا۔

اور (دوسرے دن) فجر کی نماز کے بعد میاں ملک جیو و میاں نعمت رضی اللہ عنہما اپنے دائرہ کے لوگوں کے ساتھ آئے۔ ملاقات کے بعد یہ آیت سنائی۔ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"۔ پھر ہم نے ہمارے بندوں میں ان لوگوں کو قرآن کا وارث بنایا جن کو ہم نے برگزیدہ کیا" (جز ۲۲ رکوع ۱۶) اور فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ظالم لنفسہ کسکو فرمایا ہے۔ اور مقتصد و سابق بالخیرات کی کیا توضیح فرمائی ہے؟ اگر معلوم ہے تو بیان کرو۔ میاں نے جواب دیا ہم کو معلوم نہیں۔ ہم ظاہر پر حکم کرتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ظاہر پر نہیں بلکہ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان کے تحت حکم سناتے ہیں۔ اگر پتھر کو حضرت مہدی علیہ السلام نے جوہر فرمایا ہے تو ہم ظاہر پر حکم نہ لگائیں گے اور جو کچھ ہم بظاہر دیکھ رہے ہیں اس پر اعتقاد نہ رکھیں گے۔ بلکہ حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں ہم اس پتھر کو جوہر ہی سمجھیں گے۔

نیز اگر کوئی خلوص کے ساتھ پوچھتے کہ ظالم لنفسہ اور مقتصد اور سابق بالخیرات کے بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ نے جو سنا ہے بیان فرمایئے۔ (تو اس وقت آپ بیان فرماتے تھے)

ایک جگہ مجلس میں یہی گفتگو رہی کہ خوندکار بیان کریں۔ میاں نے فرمایا اگر میاں نعمتؓ و میاں ملک جیوؓ بھی پوچھیں تو بندہ بیان کریگا۔ اس گفتگو کا مقصد صرف اتنا ہیکہ جو ظالم لنفسہ ہیں سابق بالخیرات کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور گنہگار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کسی نے کچھ نہ کہا اور مجلس برخواست ہو گئی۔

(۱۷۷) بعد از مدتے چوں قتال نزدیک شد آمد کتبہ کنندگاں یکجا شدند و بدروازۂ شہر نہروالہ فرود آمدند و خواستند کہ امیر شہر را کاغذ یا کتبہ بفرستند کہ ما ازیں برادر علحدہ شدیم و بر دو حکم ضلالت کردیم

بعضے یاراں گفتند اگر چنیں می خواہند کہ امیر را کاغذ بفرستند پس دریں کاغذ آیت من یکفر من الاحزاب فالنار موعدہ۔ وحدیث من انکر المہدی فقد کفر تنویسند بعدہٗ میاں نعمت رضؓ مخالف ایشاں شدند فرمودند برادرم سید خوندمیر را ست گفت کہ شما از مہدی علیہ السلام منکر شدید کہ حجت مہدی علیہ السلام را از کاغذ دور می کنید۔ بعدہ کاغذ پیش مخالفاں فرستادند وگویا نیدند کہ یکے اربعین مہلت بدہید ما برادر خود را تفہیم کنیم اگر تفہیم نشود ما نیز قتال کنیم چوں مخالفاں کاغذ دیدند جواب فرستادند کہ شما ازیں جا شتاب بروید اگر خیریت خود خواہید مہلت یک روز شما را نیست اگر موت شما نزدیک آمدہ باشد تاخیر کنید والا زودتر بروید۔

بعد ازاں ہر یکے طرف جالور رفتند مخالفاں را بر قتال جحت استوار شد۔ الغرض قتال مومناں با سردار خود یعنی میاں سید خوندمیر رضؓ شہید شدند۔

ترجمہ۔ ایک عرصہ کے بعد جب جنگ کا زمانہ قریب آگیا تو "قرارداد" مرتب کرنے والے حضرات جمع ہو کر شہر نہروالہ کے دروازہ کے پاس آگئے اور امیر شہر کے پاس ایک تحریر روانہ کرنی چاہی کہ "ہم اس بھائی (میاں سید خوندمیر) سے الگ ہو گئے ہیں اور ان پر جلالت کا حکم ہم نے عاید کر دیا ہے بعض رفقاء نے مشورہ دیا کہ اگر امیر کے پاس تحریر روانہ کرنی ہی چاہتے ہیں تو اس میں آیت من یکفر بہ من الاحزاب فنار موعدہ۔ اور حدیث من انکر المہدی فقد کفر نہ لکھیں۔ میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ برادرم سید خوندمیر رضؓ سچ کہتے ہیں تم لوگ مہدی علیہ السلام سے برگشتہ ہو گئے ہو۔ کیونکہ حجت مہدیت کو تحریر سے نکالدینا چاہتے ہو۔ اس کے بعد تحریر مرتب کیجا کر مخالفین کے پاس روانہ کر دی گئی اور کہلایا گیا

چالیس روز کی مہلت دی جائے تو ہم اپنے بھائی (میاں سید خوندمیر) کی تفہیم کریں گے۔ اگر وہ تفہیم قبول نہ کریں تو ہم خود جنگ کریں گے۔ جب مخالفین نے تحریر دیکھی تو جواب روانہ کیا کہ تم لوگ اگر بہتری چاہتے ہو تو یہاں سے جلد چلے جاؤ۔ ایک دن کی مہلت بھی نہیں دی جائیگی۔ اگر تمہاری موت قریب آچکی ہے تو نکلنے میں دیر کریں گے۔ ورنہ جلد چلے جائیں گے۔

اس کے بعد سب جالور کی طرف روانہ ہوگئے۔ مخالفین کو (بندگیمیاں سید خوندمیر رضہ سے) جنگ کرنے کی دلیل مستحکم ہوگئی۔ غرض جنگ ہوئی مومنین اپنے سردار یعنی میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوگئے۔

(۱۷۸) بعد از مدتے میاں دلاورؓ از حق تعالیٰ معلوم کردند آنچہ سید خوندمیرؓ کردہ است ہمہ حق است بر آیت قاتلوہ و قتلوا عمل کردند۔

واینؔ بندہ کہ جمع کنندہ منقولات است مسمی دلی می گوید خدائے تعالیٰ شاہد است کہ میاں دلاورؓ بحضور این بندہ فرمودند کہ ما با سید خوندمیرؓ رشک کردیم و ہر وقت کہ میانسید خوندمیرؓ مایان ایشاں یاد می آیند سینہ بندہ سوزد و افسوس بسیار کردہ میشود۔ باز آنچہ فرمودند اگر من بگویم بسیار کساں باور ندارند۔

ترجمہ جنگ ہوچکنے پر ایک مدت کے بعد میاں دلاورؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ سید خوندمیرؓ نے جو کچھ کیا ہے برحق ہے اور آیت قاتلوہ و قتلوا پر عمل کیا ہے۔ اور یہ بندہ جمع کنندہ نقلیات مسمی بہ دلیؔ

ؔ۔ ممکن ہے یہ عبارت انصاف نامہ کے کسی نسخہ سے منتقل ہوگئی ہو لیکن ہم نے جتنے نسخے دیکھے کسی میں بھی یہ عبارت نہیں پائی گئی۔ یا ہوسکتا ہے کہ حضرت بندگیمیاں دلی جیؒ نے اپنی کوئی تحریر اس بارے میں حضرت بندگیمیاں عبدالرشیدؓ کو یا کسی اور کو لکھ بھیجی ہو جس میں یہ عبارت درج ہوگی جسے یہاں نقل کردیا گیا ہے۔ اور یہ دونوں حضرات ایک زمانہ میں حضرت بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کے دائرہ میں ایک جگہ بہت عرصہ تک رہے ہیں۔

کہتا ہے کہ خدا گواہ ہے میاں دلاور رضی اللہ عنہ نے اس بندہ سے فرمایا ہے کہ ہم نے سید خوندمیر کے ساتھ رشک کیا ہے۔ جب کبھی میاں سید خوندمیر ہم میں یاد آتے ہیں تو بندہ کا سینہ جلنے لگتا ہے اور بہت افسوس ہوا کرتا ہے۔ انھوں نے مجھے اور بہت ساری باتیں فرمائی ہیں۔ اگر بیان کروں تو باور نہ کریں گے۔

(۱۷۹) میاں ملکجو چہل روز و شب با وضو ماندند و توجہ خدا کردند کہ از حق تعالیٰ معلوم شود یک شب معلوم شد آنچہ سید خوندمیر کردند ہمہ حق بود بر آیت قاتلوا و قتلوا عمل کردند۔ چنانچہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ در گروہ مہدی بریں آیت عمل شود آں شد۔

ترجمہ۔ میاں ملکجوؒ چالیس روز تک دن رات باوضو رہکر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے رہے۔ ایک رات اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ سید خوندمیرؒ نے جو کچھ کیا سب حق تھا۔ انھوں نے آیت قاتلوا و قتلوا پر عمل کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی کی گروہ میں بھی اس آیت پر عمل ہوگا

(۱۸۰) و بعد از مدتے میاں ملک جیوؒ در جالور آمدند و فرمودند اگر کسے دامن ایں بندہ بگیرد و بندہ بر عمل و قول کہ میاں سید خوندمیر کردہ اند و گفتہ اند محبت بدہم آنچہ در کتبہائے دین نبشتہ اند میاں سید خوندمیرؒ کردند ہیچ خلاف نہ کردند۔

ترجمہ۔ کچھ عرصہ بعد میاں ملکجوؒ جالور میں آئے۔ اور فرمانے لگے کہ اگر کوئی بندہ کا دامن پکڑے تو بندہ اس قول و عمل کو جو میاں سید خوندمیرؒ نے کیا ہے ثابت کریگا۔ دین کی کتابوں میں جو باتیں لکھی گئی ہیں میاں سید خوندمیرؒ نے وہی کیا ہے۔ کوئی خلاف ورزی انھوں نے نہیں کی۔

(۱۸۱) و بعد از مدتے میاں نعمتؒ در جالور آمدند و از دکن باز گشتند فرمودند کسانیکہ مرا از موافقت سید خوندمیرؒ باز داشتند ایشاں را خدا تعالیٰ خواہد پرسید۔

ترجمہ ایک عرصہ بعد میاں نعمتؒ دکن سے واپس ہو کر جالور میں آئے۔ اور فرمانے لگے جن لوگوں نے

---

۱۶ ۔ بھادی پور۔ انفاس مرباب (۱۶)۔

مجھے سید خوندمیر کی موافقت سے باز رکھا ان کو خدا تعالیٰ پوچھیگا۔

(۱۸۲) و نیز نقلست کہ حضرت میراں علیہ السلام در ناگور ایں آیت بدیں عبارت خواندند۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم شد۔ واوذوا فی سبیلی شد۔ وقاتلوا وقتلوا ماندہ است ماشاء اللہ (خواہد شد) و زن حضرت میر انعلیہ السلام عرض کردند و گفتند میر انجیو آں گروہ در دائرہ نمی بینم فرمودند آرے آں گروہ ہنوز نیامدہ است خواہد آمد۔

ترجمہ نیز روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ناگور میں یہ آیت اس طرح پڑھی فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم ہو چکا۔ اور اوذوا فی سبیلی ہو چکا۔ قاتلوا و قتلوا۔ باقی ہے۔ اللہ جب چاہے ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ میر انجی وہ جماعت دائرہ میں نظر نہیں آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ لوگ ابھی نہیں آئے ہیں۔ آجائیں گے۔

(۱۸۳) و نیز روزے میاں یوسف مہاجر پیش حضرت میر انؑ عرض کرد کہ میاں سید خوندمیرؓ می پرسند قاتلوا و قتلوا از کدام کس خواہد شد و پیش از قتال سید خوندمیرؓ کرت و مرت ایں سخن فرمودند ایں بندہ نشستہ میشود چنانچہ کس را حق شود زیرا چہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ ایں کار از تو خواہد شد۔ و ہنوز نمی شود کہ شاید از ما چیزے تقصیرے واقع است۔

ترجمہ۔ ایک روز میاں یوسف مہاجرؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میاں سید خوندمیرؓ پوچھ رہے ہیں کہ قاتلوا و قتلوا کس شخص سے انجام پائیگا؟ اور قتال سے آگے میاں سید خوندمیرؓ نے بارہا فرمایا۔ جبکہ بندہ بیٹھا ہوا ہے کس کا حق ہو سکتا ہے؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ کام تجھ سے ہوگا۔ اور یہ ابتک نہ ہو سکا ہے شاید مجھ سے کوئی قصور سرزد ہوا ہو۔

(۱۸۴) حضرت میر انجیو علیہ السلام طریق قتال ہم نفرمودہ اند کجا و چوں خواہد شد۔ پس ہر کہ بہ کیفیت مقید کند از میاں و از حضرت میر انعلیہ السلام نیست و ہر کرا مشکل شود کہ قتال کلمہ گویاں چوں شود

جواب اینست کہ مہدی علیہ السلام مبعوث بر کلمہ گویان است بر مشرکان[۵] نیست و گروہ او را اخراج و ایذا از کلمہ گویان شدہ است نہ از مشرکان پس قتال نیز با موذیان شود نہ با دیگران۔ اکنون[۵] نہ بعد از قتال رجوع مہاجران و بعد از ظہر شدن آنچہ میانسید خوندمیر فرمودہ بودند حجت تصدیق مہدی علیہ السلام بر متفحصانہ لازم شد ہیچ عذر پوشیدگی نماند۔

ترجمہ اور حضرت مہدی علیہ السلام نے طریقۂ قتال بیان نہیں فرمایا ہیکہ کہاں اور کب ہوگا پس جو شخص کیفیت مقید کرے وہ میاں اور حضرت میراں علیہ السلام سے نہیں ہے۔ اور جسکو یہ امر مشکل معلوم ہو کہ کلمہ گویوں سے قتال کس طرح کیا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہیکہ مہدی علیہ السلام کلمہ گویوں پر مبعوث ہوئے ہیں مشرکوں پر نہیں ان کو اور ان کی گروہ کو اخراج و ایذا کلمہ گویوں سے ہو رہی ہے مشرکوں سے نہیں پس قتال بھی موذیوں کے ساتھ ہوگا نہ کہ کسی اور کیساتھ۔

۱۔ . . . . . .

(۱۸۵) معلوم باد کہ میانسید خوندمیر رض در رسالۂ خود نبشتہ انداے طالبان حق مہدی را گرویدہ ام و ایں منقول است کہ بندہ در گروہ است از اول از صحبت تا وقت رحلت حضرت میر انچہ بدین منقولست ہیچ تفاوت نیافتہ ایم و بریں جملہ اعتقاد و ایمان داریم و ہر کہ در بیان وے چیزے تاویلے و تحویلے می کند او مخالف بیان آں ذات باشد۔

ترجمہ واضح ہو کہ میاں سید خوندمیر رض نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہیکہ اے حق کے طالبو! میں مہدی پر گرویدہ ہو چکا ہوں۔ اور یہ بھی منقول ہیکہ بندہ مہدی کی جماعت میں ہے۔ ابتدائے صحبت سے رحلت تک کے جو (امور) اس (رسالہ میں منقول ہیں) ہم نے کوئی فرق نہیں پایا ہے۔ اور ہم ان تمام (منقولات) پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں۔ جو شخص (حضرت مہدی علیہ السلام کے) بیان میں کوئی تاویل یا تحویل کرے وہ اس ذات کے بیان کا مخالف قرار پائیگا۔

۵۔ مشرکاں و کافراں در حکم تعیم اند (انصافنا مہ باب ۱۶) منہ۔ یہ عبارت غلط و ناتمام ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔

(۱۸۶) معلوم باد حضرت میر انعلیہ السلام بحکم ایں آیت ومن یقتل مومنا متعمدا الآیہ۔ قاتل مومن را خلود نار فرمودہ اند اگر مفسران تاویل کردہ اند مرا گوئی (کہ چہ) تاویل فرمودند ہ اند پس فتوی دہندگان بقتل فقرا بمجرد تصدیق وعمل کنندگان بریں فتوی باشند بے ایمان وایشاں را خلود نار باشد۔ ومیانسید خوندمیر بر کلمہ گویاں فتوی دادند۔ بعد از زوال ایمان ایشاں فتوی دادہ اند ہیچ سوال وارد نشود۔

ترجمہ واضح ہو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت کے حکم سے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ نار جہنم خالدین فیہا الایۃ (جزء رکوع) یعنے جو شخص مومن کو عمداً قتل کریگا اس کی جزا جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا) مومن کے قاتل کو دائمی دوزخی فرمایا ہے اگر مفسرین نے کوئی اور تاویل کی ہو تو وہ کیا تاویل ہے مجھسے بیان کرو۔ پس محض تصدیق کی وجہ فقرا کے قتل کا فتوی دینے والے اور اس فتوی پر عمل کرنے والے بے ایمان اور دائمی دوزخی ہیں (اس لحاظ سے) میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے کلمہ گویوں پر جو فتوی دیا ہے ان کلمہ گویوں کے زوال ایمان کے بعد دیا ہے اس لئے کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

(۱۸۷) ایں مکتوب را بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ پیش سید کبیر فرستادہ بودند (انصافنامہ)

معلوم باد کہ چوں حضرت میر انعلیہ السلام پیش از دعوی مہدیت در گجرات بیان قرآن کردند وخلق را سوے ذکر ومحبت حقتعالی خواندند وخلق عداوت کردند میر انجیو فرمودند معلوم نمی شود موجب مخالفت ایشاں چیست اگر از بندہ سہوے یا غلطے شدہ باشد بر مسلماناں فرض است بحکم آیۃ انما المومنون اخوۃ (جز ۲۶ رکوع ۱۲) اعلام فرمایند وما ہم متفق شدہ سوے کتاب خدا تعالی رجوع کنیم وموافقت رسول خدا بنمائیم۔ کما قال سبحانہ وتعالی فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ ازما وشما بر اتباع کتاب خدا ورسول خدا قدم بیرون نہادہ باشد۔ آنکس توبہ کند وباز آید وموافقت باکتاب خدا تعالی بنمائیم وگر باز نیایند توبہ نکنند ومصر باشند واجب القتل اند مدت بست وپنج سال شدہ است کہ میراں سید محمد ویارانِ وے بریں معنی فریاد می کنند ہر کہ

مدعائے ما بطریق انصاف و بجہت علم معلوم نکنند۔ ما خوذ گردد بلکہ ہمیشہ بطریق تغلب و سلطنت
بر ما حکم بدعت و ضلالت کردہ اند۔ تا ایں زماں مظلوم گشتہ ایم بحدیکہ بعضے را در زنداں کردہ اند
و بعضی را اخراج کردہ اند و ظالماں بایں نوع ظلم پیش آوردند۔ و امیراں حکم بانصاف نمی کنند و اکنوں
ایں زماں بر ما لازم شدہ است کہ برائے نصرت دین جان خود را در بازیم و خدا تعالیٰ ناصر دین خود
است۔ قال اللہ تعالیٰ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ ولو
لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد یذکر
فیھا اسم اللہ کثیرا الایۃ (جزء ۱۷ رکوع ۱۳) بر مسلمانان فرض شدہ است کہ برائے خدائے
مظلوماں را نصرت کنند و انصار دین خدا شوند۔ کما قال سبحانہ وتعالیٰ ولولا انصار اللہ
ایں زمان نہایت رسیدہ است کہ ظلم و تعدی می کنند و کسے انصاف نمی کنند بدیں سبب ناچار
ما ہم فتویٰ دادیم کہ از مصداقاں یکے از مفتیاں و اعوان مفتیاں بکشد و گر خود کشتہ شود شہید
باشد در راہ خدا و در نصرت دادن دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زیرا چہ مہدی موعود جز اتباع رسول اللہ
و ترک بدعت و ذکر دوام چیزے نمی گوید و ہیچ عقیدہ جز عقیدۂ سنت و جماعت نمی کنانند پس عداوت
مسلماں جز کتاب حق قال اللہ تعالیٰ فی حقھم وآمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا
تکونوا اول کافر بہ۔ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا۔ وایای فاتقون ۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل
وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ الآیۃ (جزء ۱ رکوع ۵) (اگرچہ ما اندک وضعیف ہستیم ولیکن صاحب ما
توانا و غالب است کقولہ تعالیٰ ان اللہ لقوی عزیز)

ترجمہ (اس مکتوب کو حضرت بندگیساں سید خوندمیر نے سید کبیر کے پاس روانہ فرمایا) واضح ہو کہ حضرت
مہدی علیہ السلام دعوی مہدیت سے قبل گجرات میں بیان قرآن فرما رہے تھے اور لوگوں کو ذکر و محبت خدا تعالیٰ
کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اس وقت لوگ آپ سے عداوت کر رہے تھے حضرت مہدی علیہ السلام

یہ۔ انصاف نامہ کے لحاظ سے اس کے مضمون میں کچھ فرق ہے نیز یہ ناتمام بھی معلوم ہوتا ہے۔

نے فرمایا ان کی مخالفت کا سبب معلوم نہیں ہو رہا ہے اگر بندے سے کوئی سہو یا غلطی ہو گئی ہے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ بحکم آیہ انما المومنون اخوۃ (بیشک مومنین بھائی بھائی ہیں) آگاہ کریں اور ہم بھی متفق ہو کر کتاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت بتلائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اگر کسی مسئلہ میں نزاع واقع ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کر دو۔" ہم سے یا تم سے جس کا قدم اتباع کتاب خدا و رسولِ خدا سے باہر ہو گیا ہو وہ توبہ کرے اور باز آجائے۔ اگر ہم کتاب خدا سے موافقت اختیار نہ کریں اور باز نہ آئیں توبہ نہ کریں مصر رہیں تو واجب القتل ہیں۔ پچیس سال کا عرصہ گذرا ہے کہ میرا ں سید محمد اور ان کے صحابہ اس مضمون کے ساتھ لوگوں کو مخاطب کر رہے ہیں۔ جو شخص ہمارے مدعا کو انصاف اور محبتِ علم کے طریقہ سے معلوم نہیں کرتا وہ ماخوذ ہوگا۔ بلکہ (یہ لوگ) ہمیشہ صرف سلطنت و غلبہ حکومت کے تحت ہم پر بدعت و ضلالت کا حکم لگاتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہم تو اس درجہ مظلوم ہو گئے ہیں کہ ہم میں سے بعض کو قید کر دیئے ہیں اور بعض کا اخراج کیا ہے۔ ظالم لوگ اس طرح ظلم کر رہے ہیں اور حکام انصاف سے حکم نہیں کرتے ہیں۔ اب اس زمانہ میں ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ نصرت دین کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیں۔ خدا تعالیٰ اپنے دین کا ناصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک کا دوسرے سے ڈر نہ گھٹاتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے وہ سب منہدم ہو گئے ہوتے۔" مسلمانوں پر لازم ہو گیا ہے کہ خدا کے لئے مظلومین کی مدد کریں۔ اور انصار دین خدا بن جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ظلم و تعدی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ کوئی اس زمانہ میں انصاف کرنیوالا نہیں ہے۔ اس لئے مجبوراً ہم نے بھی فتویٰ دیا ہے کہ جو ہندوی ایک مفتی یا اس کے ایک مددگار کو قتل کر یگا یا خود مارا جائیگا تو وہ فی سبیل اللہ اور برائے نصرت دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہید قرار پائیگا۔ کیونکہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بجز اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ترک بدعت و

ذکر دوام کے کوئی اور بات (خلاف شرع) نہیں فرمائی ہے اور سنت وجماعت کے اعتقاد کے سوائے کوئی اور عقیدہ بیان نہیں فرمایا ہے پس علما کی عداوت کتاب خدا سے تعلق رکھتی ہے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور ایمان لاؤ اس قرآن پر جسے میں نے نازل کیا ہے دراں حالیکہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس توریت کی جو تمہارے ساتھ ہے اور مت بنو تم سب میں پہلے اس قرآن کے انکار کرنے والے اور میری آیت کے مقابلہ میں حقیر معاوضہ نہ لو۔ (یعنے دنیا کی محبت میں دین کو نہ چھوڑو) اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔ اور حق کو باطل کیساتھ مخلوط نہ کرو اور حق بات کو مت چھپاؤ جبکہ تم جانتے ہو" (اگرچہ کہ ہم تھوڑے ہیں لیکن ہمارا خدا توانا و غالب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ لقوی عزیز)

(۱۸۸) نقل است کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ مومن حقیقی آنکس است کہ بینا باشد بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب و اگر ہر سہ ندارد و طلب تمام دارد کہ بینائی روزی شود بر وے حکم ایمان است۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن حقیقی وہ شخص ہے جو بینا ہو چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں۔ اگر ان تینوں میں سے ایک بینائی بھی حاصل نہ ہو اور پوری طلب رکھتا ہو کہ بینائی روزی ہو۔ تو ایسے مومن پر بھی ایمان کا حکم کرتے ہیں۔

(۱۸۹) نیز فرمودند کہ بر طالب چہ چیز فرض است کہ بداں بخدا برسد۔ باز فرمودند کہ آں عشق است عشق چگونہ حاصل شود فرمودند کہ بتوجہ دل۔ دائم بسوے حق تعالیٰ دارد۔

ترجمہ نیز سوال فرمایا کہ طالب پر کونسی چیز فرض ہے کہ اسکی وجہ سے خدا کو پہنچ سکے؟ خود آپ نے ہی جواب فرمایا کہ وہ عشق ہے۔ عشق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ دل کی توجہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف قائم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱۹۰) نیز یاراں را فرمودند کہ شما کامل مستید اگر خلق طریق شما نیک خواہند دید بد رشما خواہند افتاد۔

ترجمہ نیز صحابہ سے فرمایا کہ تم کامل ہو اگر لوگ تمہارا نیک طریق دیکھیں گے۔ تو تم سے وابستہ ہو جائیں گے۔

لہ۔ آنست (غ۔ ب) (ا۔ ج)

لہ "بینائی روزی شود" ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج) (غ۔ ب)

(۱۹۱) منقول است کہ حضرت میر انعلیہ السلام درون حجرہائے طالبان میرفتے اگر بیاد خدا یافتے لطف کردندے[1] وخوشنود شدے واگر غلطیدہ یافتے نشستن نداوے وبسخن گوجری[2] فرمودے اچھے جی اچھے "تعلق نیست بندہ نشستہ است۔ اگر درون حجرہ نیافتے فرمودے بے ڈھنگے درون حجرہ نمی مانند اگر دوسہ کس را دیدندے کہ حکایت می کنند نزدیک آمدہ فرمودندے چہ می کنید زجر کردے بلکہ حکم زدن بچوبہا فرمودے۔

ترجمہ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام طالبان خدا تعالیٰ کے حجروں میں تشریف لیجایا کرتے اگر یاد خدا میں مشغول پاتے تو ان پر مہربانی فرماتے اور خوش ہوتے۔ اگر غافل پاتے تو ان کو (ذکر میں) بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے اور گوجری زبان میں فرماتے کہ: "اچھے جی اچھے" بندہ بیٹھا ہوا ہے مگر تعلق نہیں ہے۔ اگر حجرے میں موجود نہ پاتے تو فرماتے کہ بے ڈھنگے حجرے میں نہیں رہتے ہیں۔ اگر دو تین آدمیوں کو مصروف گفتگو پاتے تو نزدیک تشریف لاکر فرماتے کہ یہ کیا کر رہے ہو جھڑکتے بلکہ لکڑی سے مارنے کا حکم دیتے۔

(۱۹۲) روزے دوسہ کس را دیدند کہ حکایت می کنند نزدیک[3] آمدہ فرمودند چہ[4] می کنید گفتند چیزے حکایت دینی بود فرمودند اے برادران خدا را بحکایت نخواہند یافت ذکر کنید کہ جز ذکر بخدا رسیدن راہ نیست۔

ترجمہ ایک روز آپنے دو تین آدمیوں کو مصروف گفتگو پایا۔ قریب آکر فرمایا کہ کیا کر رہے ہو عرض کرنے لگے کہ دین سے متعلق کچھ قصہ تھا۔ فرمایا اے بھائیو! قصوں سے خدا تعالیٰ کو نہ پاؤ گے۔ ذکر کرو کیونکہ ذکر اللہ کے بغیر اللہ کو پہنچنے کا راستہ نہیں ہے۔

(۱۹۳) نیز فرمودند کہ تصدیق مہدی عمل کردن است۔ نہ اقرار نہ اعتقاد مجرد[5]۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ مہدی کی تصدیق عمل کرنا ہے نہ کہ صرف اقرار و اعتقاد۔

---

[1] "لطف کردندے" ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (ع۔ب) (ا۔ج) [2] "بسخن گوجری فرمودے اچھے جی اچھے" ان نسخوں میں نہیں ہے (ع۔ب) (ا۔ج)

[3] "نزدیک آمدہ" اس نسخہ میں نہیں ہے (ا۔ج) (ع۔ب) [4] "چہ می کنید گفتند چیزے حکایت دینی بود فرمودند اے برادران" ان نسخوں میں نہیں ہے (ع۔ب) (ا۔ج) [5] "مجرد" ان نسخوں میں نہیں ہے (ع۔ب) (ا۔ج)

(۱۹۴) روزے ایں آیت خواندند الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم (جزء ۴ رکوع ۱۱) فرمودند کہ فرمان خدائے تعالیٰ میشود کہ ایں آیت صفت گروہ مہدی است ایں آیت در حق گروہ مہدی است۔

ترجمہ۔ ایک روز یہ آیت آپ نے تلاوت فرمائی "جو لوگ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں"۔ (جزء ۴ رکوع ۱۵) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہو رہا ہے کہ اس آیت میں مہدی کی جماعت کی صفت کا بیان ہے۔ یہ آیت گروہ مہدی کے حق میں ہے

(۱۹۵) اگر کسے را پرسند کہ فراغ ہست گفتے کہ آرے ہست فرمودے بندہ فراغ ظاہری نمی پرسد خاطر با خدا ہست؟

ترجمہ۔ اگر کسی سے پوچھے کہ فراغ ہے؟ تو وہ کہتا کہ جی ہاں ہے۔ فرماتے کہ بندہ ظاہری فراغ کی نسبت نہیں پوچھ رہا ہے کیا دل خدا سے لگا ہے۔

(۱۹۶) باز فرمودے وقت طعام خوردن و آب نوشیدن و یا ہر کارے کہ باشد خاطر با خدا نباشد آں طعام و آں آب و آں کار حرام باشد۔ کما قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (جزء ۷ رکوع ۲) یعنے[1] بغفلت طیبات حرام می شوند۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق (جزء ۸ رکوع ۱) و شریعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینست۔ کما قال اللہ تعالیٰ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک[2] وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تفرقوا فیہ، کبر علی المشرکین ما تدعوھم الیہ (جزء ۲۵ رکوع ۳)۔ و ناداناں فہم کردہ اند کہ شریعت مشغول بودن بزراعت و تجارت کہ رخصت شریعت است ذکر باشد یا نباشد در حق ایں قوم خدائے[3] تعالیٰ فرمود۔ قال اللہ تعالیٰ یعلمون ظاھرا من الحیاۃ الدنیا وھم عن الاٰخرۃ ھم غافلون (جزء ۲۱ رکوع ۴)

[1] ۔ ایں آیت صفت گروہ مہدی است ۔ ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب، ا۔ ج) [2] ۔ یہ جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب) (ا۔ ج)

[3] ۔ خدائے تعالیٰ فرمود ۔ ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب) (ا۔ ج)

ترجمہ۔ ایک دفعہ فرمایا کہ کھانا کھانے اور پانی پینے میں یا جس کام میں بھی مشغول ہوں دل خدائے تعالیٰ کی طرف لگا ہوا نہ رہے تو وہ کھانا وہ پانی وہ کام حرام ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے مومنو! جو چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں تم انہیں حرام نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ (کی حدود) سے تجاوز نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے گذر جانیوالوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔ (جز ۷، رکوع ۲)۔ یعنے غفلت کی وجہ طیبات بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور تمہیں کوئی وجہ نہیں کہ ایسی چیزیں نہ کھائیں جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو (جز ۸، رکوع ۱) (ایضاً) اور ایسی چیزیں نہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بیشک (اس کا کھانا) فسق ہے (جز ۸، رکوع ۱) اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت یہ ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (اے محمد) ہم نے تمہارے لئے وہ دین انتخاب کیا ہے جس کا نوح کو حکم دیا تھا۔ اور ہم نے تم پر ایسی چیز وحی کی ہے جس کا ہم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ دین قائم کریں اور اس میں متفرق نہ ہو جائیں۔ جس دین کی طرف تم بلاتے ہو مشرکین پر بہت گراں و سخت ہے (جز ۲۵، رکوع ۱) اور بے سمجھ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ زراعت و تجارت وغیرہ کاروبار میں مشغول رہنے کی شریعت میں اجازت ہے ذکر اللہ جاری رہے یا نہ رہے ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:۔ لوگ حیات دنیا کی ظاہری چیزیں جانتے ہیں۔ اور وہ (امور) آخرت سے غافل ہیں (جز ۲۱، رکوع ۴)۔

(۱۹۷) نقلست کہ برادرے[1] برائے خوردن غلہ یا چیزے می کوفت حضرت میر انعلیہ السلام دیدند و فرمودند کہ چہ می کنید گفت میر انجیو[2] باجری می کوبم فرمودند کہ میاں اگر یکمشت غلہ دادن ایں کار شود وقت خود را ضائع نباید کرد۔ یکمشت غلہ بدہید و خود در یاد خدائے تعالیٰ باشید۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ ایک صحابی غلہ یا کھانے کی کوئی چیز کوٹ رہے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے دیکھکر فرمایا کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا میر انجی باجرہ کوٹ رہا ہوں۔ فرمایا کہ میاں اگر ایک مٹھی غلہ دیدیتے تو یہ کام ہو جاتا اپنا وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ ایک مٹھی غلہ دو اور خود اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہو۔

---

[1] ۔ عزیزے (ب۔ ا)۔ [2] "میر انجیو" ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب)، (ا۔ ج)۔

(۱۹۸) نقلست بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ فرمودند فتوح حق کسے را ہست کہ بر خدا توکل کند و کسب ترک کند۔ قال اللہ تعالیٰ۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ۔ الآیۃ (پ۳، رکوع ۵) و کسبیاں را سویت نداوند بلکہ از دائرہ بیروں کردند۔ آنہا را کہ بعد از کسب اختیار کردند۔ میر انعلیہ السلام ایں باعی خواندند

ہر آں کو غائب از وے یک زمان است — دراں دم کافر است اما نہانست
اگر خود غائبی پیوستہ باشد — درِ اسلام بروے بستہ باشد

فرمودند طالب حق را باید کہ"

پاسبان دل بشو در کل حال — تا نیابد ہیچ دزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دز دداں — ایں ریاضت مومناں را فرض داں
غیر حق ہر زہ است کاں مقصود نیست — تیغ لا بر کش کہ آں معبود نیست

ترجمہ۔ روایت ہیکہ بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا فتوح ان فقراء کا حق ہے جو خدا تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوں۔ اور کسب ترک کر چکے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان فقراء کیلئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں محصور ہو گئے ہوں" الی آخرہ۔ اور کسب کرنے والوں کو سویت نہیں دیتے تھے بلکہ جن لوگوں نے بعد میں کسب اختیار کیا ہو ان کو دائرہ سے باہر کر دیتے تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ اشعار بیان فرمائے ہیں۔

جو اس سے (اللہ سے) تھوڑی دیر کیلئے غافل ہے۔ اس دم یعنی وقت غفلت میں وہ کافر ہے لیکن باطن میں کافر ہے۔ اگر کوئی آدمی ہمیشہ خدا سے غافل رہیگا تو سمجھو کہ اسلام کا دروازہ اس پر بند ہے۔

فرمایا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ"

ہر حالت میں دل کی نگرانی کرتا رہے تاکہ کوئی چور وہاں داخل نہ ہوے۔ غیر حق کے ہر خیال کو چور سمجھ

لہ۔ "بر خدا توکل کند" کے بعد کی عبارت صرف فقیر باچو میانصاحب اہل اپل گوڑہ کے نسخہ میں ہے۔

یہ ریاضت مومنوں کے لئے فرض جان غیر حق بیہودہ ہے کیونکہ وہ مقصود نہیں ہے۔ اس پر لا کی تیغ کھینچ کہ وہ معبود نہیں ہے۔

(۱۹۹) نیز نقلست کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ چہار قسم است۔ یکے لا الٰہ الا اللہ گفتنی است۔ دوم لا الٰہ الا اللہ دانستنی است۔ سوم لا الٰہ الا اللہ دیدنی است چہارم لا الٰہ الا اللہ شدنی است۔ دو مرتبہ از ایشاں انبیاء و اولیاء راست۔ یعنی علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین۔ و یک قسم[1] کہ گفتن است ایمان منافقاں۔

ترجمہ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی چار قسم ہیں۔ ایک لا الٰہ الا اللہ صرف کہنے کی حد تک ہے۔ دوسری لا الٰہ الا اللہ جو صرف جاننے کی حد تک ہے تیسری لا الٰہ الا اللہ جو دیکھنے کی حد تک ہے چوتھی لا الٰہ الا اللہ جو ہونے کی حد تک ہے۔ ان میں سے تین مرتبے تو انبیاء و اولیاء کے لئے ہیں یعنی علم الیقین عین الیقین حق الیقین اور ایک قسم جو کہ صرف کہنے کی حد تک ہے منافقوں کے ایمان سے متعلق ہے۔

(۲۰۰) نیز فرمودند کہ اگر لا الٰہ الا اللہ بر دل بندہ ایں مقدار قرار کند کہ دانۂ مونگ بر شاخ گاؤ، پس کار آں بندہ تمام شود۔

ترجمہ نیز فرمایا کہ اگر لا الٰہ الا اللہ بندہ کے دل پر اس قدر اثر کرے جتنا مونگ کا دانہ گائے کی سینگ پر کر سکتا ہے تو اس بندہ کا مقصد پورا ہو سکیگا۔

(۲۰۱) بدیں عبارت ہم فرمودند کہ لا الٰہ الا اللہ بر دل مومن ایں مقدار بماند چنانچہ خانہ پُر پنبہ باشد اینجا ذرہ آتش آورد شود سوختہ شود۔ ولیکن صفت لا الٰہ چنیں ہست کہ ہمہ محبتہائے غیر خدا سوختہ کند۔

ابیات[2]:-

انفاس پاسدار اگر مرد عارفی ملک دو کون ملک تو گردد بہ یک نفس

---

[1] یہ جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے (غ-ب) (ا-ج)۔ [2] ابیات ان نسخوں میں نہیں ہیں (غ-ب) (ا-ج)

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گو ہریست — کاں را خراج ملک دو عالم بود بہا
میپسند کایں خزانہ دہی رائیگاں بباد — انگہ روی بخاک تہی دست و بینوا
دے کز یاد مولیٰ نیست خرم — مبادا ہیچ گاہے خالی از غم
کس ایں کند کہ دل از یار خویش بردارد — مگر کسے کہ دل از سنگ سخت تر دارد

کما قال اللہ تعالیٰ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ الآیۃ (جزء ۱۶ رکوع ۱۶)۔ حدیث قدسی۔ یا ابن آدم تفرغ لعبادتی املاء صدرک غنیً واسد فقرک وان لم تفعل املاء یدک شغلا ولم اسد فقرک۔ قال اللہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین۔

لہ۔ تفرغ لعبادتی (ا۔ ج) (غ۔ ب) لہ۔ غنیً (ا۔ ج) (غ۔ ب) سہ۔ اس کے بعد نسخہ (ب۔ ا) میں حسب ذیل ابیات ہیں جنہیں کتابت کی بھی بہت ساری غلطیاں ہیں۔ ابیات مثنوی۔

آں روز خود مباد کہ بے یار بگذرد — گرچہ ہزار عیش بود زار بگذرد
افسوس صد ہزار کہ بے تو و دے — لعنت براں حیات کہ بے یار بگذرد

مثنوی:۔ سعدی چو وصل یار میسر نمی شود — بارے بیاد دوست زمانہ بسر بری
با ما بزباں یاری دل با دگراں داری — انصاف چنیں باشد شاباش ز ہے یاری
تا دل ز وجود خویش بر کندہ نہ — در بند خودی خدائے را بندہ نہ
گیرم کہ تو جانی و جہاں زندہ بہ تست — تا زندہ بجاناں نشوی زندہ نہ
ایں دم کسے دمے داری دریاب کیں دمے — ایں فرصت یکدم را عمرے ابدی کردانہ
زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مرا — زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

قال اللہ تعالیٰ:۔ واذکر ربک فی نفسک الخ (ب۔ ا)

ترجمہ ۔ اسی مضمون کے متعلق آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ سے مومن کے دل پر ایسا اثر ہونا چاہیے جیسا کہ روئی سے بھرے ہوئے گھر میں ایک چنگاری کر سکتی ہے کہ جس سے ساری روئی جل جاتی ہے لیکن لا الٰہ الا اللہ کی تاثیر تو یہ ہیکہ غیر اللہ کی محبت پوری پوری سوختہ ہو جاتی ہے ۔

اپنے سانسوں کی نگرانی کر اگر تو عارف ہے ۔ دونوں جہاں کی بادشاہت تیری ملک ایک ہی سانس میں ہو جائیگی ۔ عمر کی ہر ایک سانس جو نکل رہی ہے ایک موتی ہے جسکی قیمت دونوں جہان کی بادشاہت ہے ۔ اس خزانہ کو رائگاں کرنا تو پسند نہ کر ایسا کریگا تو خاک میں بینوا اور خالی ہاتھ جائیگا ۔ جو دل خدا کی یاد سے خوش نہیں ہے وہ کسی وقت بھی ایسا نہ ہو کہ غم سے خالی رہے ۔ کوئی شخص اپنے محبوب سے دل اٹھا لیتا ہے ۔ تو شاید وہ شخص وہی ہے جس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی تو بیشک اس کی معیشت تنگ و سخت ہے ۔ اور ہم اس کا حشر قیامت کے دن اندھوں میں کریں گے ۔ (جزء ۱۶ رکوع ۱۶) حدیث قدسی ہیکہ اے آدم کے بیٹے تو میری عبادت کے لئے (غیر حق) سے خالی ہو جا اپنے دل کو تونگری سے بھر لے اور اپنی محتاجی کو شدید کر دے ۔ اگر تو ایسا نہ کریگا تو میں تجھے دنیاوی افکار سے بھر دونگا اور تیری محتاجی کو بند نہ کرونگا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور صبح و شام ڈر اور عاجزی سے اپنے رب کا ذکر بغیر آواز کے اپنے دل میں کرو اور غافلین میں مت ہو جاؤ (جزء ۹ رکوع ۱۴)

(۲۰۲) فرمودند یک وقت سلطان النہار دیگر وقت سلطان اللیل ہر کہ ایں ہر دو وقت را بدیں ترتیب نگاہدارد از و شب و روز ضائع نہ رود ۔ ہر کہ ایں دو وقت ضائع[1] کرد فقیر دین نباشد ۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک وقت سلطان النہار ہے اور دوسرا سلطان اللیل ہے جو شخص ان دو وقت کی حفاظت کر رہا ہو گویا اس سے دن اور رات ضائع نہیں جا رہے ہیں ۔ ان دو وقتوں کو جو فقیر

---

[1] ۔ ضائع کرد فقیر دین نباشد (ا ۔ ج) ضائع کند فقیر دین نباشد (ب ۔ ا)

ضائع کرے وہ فقیر دین نہیں ہے۔

(۲۰۳) وحکم ذکر پنج پاس ذکر کثیر است بدیں ترتیب فرمودند کہ اول صبح تا یک ونیم پاس وبعد از ظہر تا بہ عشا بیاد حقتعالیٰ باشد۔ وذکر قلیل صفت منافقاں است۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ لا یذکرون اللہ الا قلیلا (جز ۵ رکوع ۱۰) وذکر چہار پاس را ذکر مشرکاں فرمودند۔ کما قال اللہ تعالیٰ من الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ۔ (جز ۲ رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور پانچ پہر کے ذکر کا جو حکم ہے وہ ذکر کثیر ہے۔ اس کی ترتیب آپ نے یہ بیان فرمائی کہ ابتدا فجر سے ڈیڑھ پہر دن تک۔ اور ظہر سے عشا تک اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے۔ (اور فرمایا کہ) ذکر قلیل منافقوں کی صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا یذکرون اللہ الا قلیلا۔ یعنی بہت تھوڑا ذکر کرتے ہیں (جز ۵ رکوع ۱۰) اور چار پہر کے ذکر کو مشرکوں کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بعض لوگ غیر اللہ کو (اللہ تعالیٰ کا) شریک بنا لیتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرح محبت کرتے ہیں۔ اور جو مومنین ہیں (وہ تو صرف) اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں سخت ہیں۔ (جز ۲ رکوع ۴)

(۲۰۴) نقلست کہ میراں سید محمود رضی اللہ عنہ بعد از ہفتہ محضر میکردے و دراں محضر اکثر مہاجراں بودند۔ ہمچو ملک معروف دمیاں دلاور ومیاں لاڑ ومیاں سید سلام اللہ وچند طالباں کہ در دائرہ بودند میراں سید محمود ہر بار کہ محضر میکردند یک یک مہاجراں را نام ستدہ میفرمودند کہ ایں بندہ درمیان برادراں خوردتر است۔ آنچہ شما از حضرت میر انعلیہ السلام معلوم کردہ اید بگوئید بعدہ مہاجراں ہر یکے فرمودند کہ شما بفرمائید چند بار ایں سخن یکدیگر تکرار شد۔ بعدہ میر انسید محمود فرمودند کہ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ ذکر کثیر کنید وذکر کثیر بدیں ترتیب فرمودند از اول صبح تا یک ونیم پاس در حجرہ باشند دو کس یک جا نشوند وبعد از ظہر تا وقت عصر مشغول باشند۔ وبعدہ تا مغرب بیان قرآن بشنوند وبعد از مغرب تا وقت عشاء

لہ۔ بودند وچند صد طالبان حق (غ ب) (ا ۔ ج)

بذکر مشغول باشند۔ واگر از حجرہ کسے دریں اوقات بیروں آید آں حجرہ را پارہ پارہ کنند۔ اورا از دائرہ بیروں کنند اگرچہ ایں بندہ باشد ہمچناں کنند ہمہ یاراں قبول کردند۔

ترجمہ روایت ہیکہ حضرت میر السید محمود رضی اللہ عنہ ہر ایک ہفتہ کے بعد حضرہ کرتے تھے اس اجماع میں اکثر مہاجرین رہا کرتے تھے مثلاً حضرت ملک معروف و حضرت میاں دلادرو حضرت میاں لاڈو حضرت میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہم اور چند طالبان خدا جو دائرہ میں موجود تھے (سب جمع ہوتے تھے) حضرت میر السید محمود رضی اللہ عنہ جب اجماع کرتے ہر دفعہ ایک ایک مہاجر مہدی علیہ السلام کا نام لے لیکر فرماتے کہ یہ بندہ آپ بھائیوں میں بہت چھوٹا بھائی ہے آپ لوگ حضرت مہدی علیہ السلام سے جو معلومات حاصل کئے ہیں بیان کریں ہر ایک مہاجر یہی کہتے کہ آپ ہی فرمایئے۔ باہم ایسی ہی تکرار کے بعد حضرت میر السید محمود رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ذکر کثیر کرو۔ اور ذکر کثیر کی ترتیب یہ بیان فرمائی کہ اول فجر سے ڈیڑھ پہر دن تک حجرہ میں رہیں۔ دو آدمی ایک جگہ نہ ملیں۔ اور ظہر سے عصر تک مشغول رہیں اور عصر کے بعد مغرب تک بیان قرآن سنیں۔ اور مغرب سے عشا تک ذکر میں مشغول رہیں۔ اگر اپنے اوقات میں کوئی حجرہ سے باہر آجائے تو اس کے حجرہ کو پارہ پارہ کردیں اور اس کو دائرہ سے باہر کردیں۔ اگر یہ بندہ بھی ہو تو یہی عمل کریں۔ تمام صحابہ نے قبول کیا۔

(۲۰۵) روزے میر السید محمود رضؓ در حجرہ میاں خوند شیخ رضؓ پنہاں نشستند کہ ببینم کدام کس از حجرہ بیرون آید بعد از ساعت یک مہاجر آہستہ آہستہ از حجرہ بیروں آمد میراں سید محمود رضؓ بہ دیدند و فرمودند میاں خوند شیخ اورا گرفتہ بیاریدید فرمودند ہمہ برادراں چہ قرار داده[1] اند۔ گفت دیروز ہیزم یکجا کردہ گزاشتہ آمدہ ام مبادا کسے ببرد بداں سبب بیروں آمدم۔ فرمودند ہیچ کس ہیزم شما نخواہد برد واپس بروید فائدہ جمعیت ہمیں است

ترجمہ ایک روز حضرت میر السید محمود رضی اللہ عنہ، میاں خوند شیخ رضی اللہ عنہ کے حجرہ میں چھپ کر بیٹھ گئے (اور فرمایا) کہ کون حجرہ سے باہر آتا ہے میں دیکھتا ہوں۔ ایک گھڑی بعد ایک مہاجر آہستہ آہستہ حجرہ سے نکل آئے۔

---

[1] قرار کردہ اند (غ۔ ب) (ا۔ ج)

حضرت میانسید محمود رضی اللہ عنہ نے دیکھکر فرمایا کہ میاں خوندشیخ انکو پکڑ لاؤ۔ (جب انکو پیش کیا گیا تو) آپنے فرمایا کہ (تمہیں معلوم نہیں کہ) بھائیوں نے کیا طے کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ کل لکڑیاں جمع کرکے چھوڑ آیا ہوں کوئی لے نہ جائے اس لئے باہر نکلا ہوں۔ آپنے فرمایا کوئی تمہاری لکڑیاں نہ لیجائیگا۔ واپس جاؤ جمعیت (سب کی ساتھ داری) کا فائدہ یہی ہے۔

(۲۰۶) نقلست کہ وقت صبح حضرت میر انعلیہ السلام در حجرۂ میانسید امین محمد و میاں یوسف رضی اللہ عنہما جہت دفع سرما بر تنور رفتند دیدند کہ نان می پزند فرمودند ایں کار شما نیست ایشاں[1] گفتند کہ میر انجیو تنور گرم شدہ بود بداں سبب کردیم فرمودند دریں وقت نباید پخت و نباید خورد۔

ترجمہ روایت ہیکہ صبح کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام میانسید امین محمد و میاں یوسف رضی اللہ عنہما کے حجرہ میں سردی کی وجہ تنور کے پاس تشریف لیگئے۔ آپنے دیکھا کہ (حضرات مذکور) روٹی پکا رہے ہیں۔ فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میرانجی تنور گرم ہے اس لئے ہم نے روٹیاں پکالی ہیں۔ فرمایا اسوقت نہ تو پکانا چاہیئے نہ تو کھانا چاہیئے۔

(۲۰۷) نقلست کہ فرمودند مبتدیاں را قرآن نباید خواند کہ دل غافل میشود۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ (حضرت مہدی علیہ السلام نے) فرمایا کہ مبتدیوں کو قرآن نہ پڑھنا چاہیئے دل (ذکر سے) غافل ہوجاتا ہے۔

(۲۰۸) نقلست کہ بندگیمیانسید خوندمیر[2] اول وقت نماز بطعام مشغول شدے موذن را خبر کردے[3] کہ تاخیر کند کہ میاں طعام میخورند۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ بندگیمیانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نماز سے پہلے اول وقت تناول طعام میں مشغول ہوجاتے تو (بعض اہل دائرہ) موذن کو مطلع کردیتے تھے کہ ذرا ٹھیر جائے تاکہ میاں کھانے سے فارغ ہوجائیں۔

---

[1] "ایشاں گفتند کہ میر انجیو تنور گرم شدہ بود بداں سبب کردیم" یہ جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ ب) (ا۔ ج)

[2] منع کردے (غ۔ ب) (ا۔ ج)۔

(۲۰۹) در دائرہ بندگیمیاں نظامؓ وقت ظہر جماعت شدہ بود میاں خوند شیخ مہاجرؓ ایک دو رکعت نماز باجماعت فوت شد۔ میاں نظامؓ فرمودند میاں خوند شیخ[1] در شما صفت منافقی مینماید کہ از شما دو رکعت نماز باجماعت فوت شد۔ گفتند چگونہ تکبیر اولیٰ فوت شد؟ میاں خوند شیخؓ گفتند بطعام خوردن نشستہ بودم بدان عذر تاخیر شد۔ بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ فرمودند شما این چنیں متابعت حضرت میر علیہ السلام میکنید حضرت میر علیہ السلام بعد از شنیدن اذان لقمہ کہ در دست بود بے نخورد و فرو گذاشتے۔

ترجمہ حضرت بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں نماز ظہر کی جماعت کا وقت ہو گیا تھا۔ نماز باجماعت سے میاں خوند شیخ مہاجر رضی اللہ عنہ کی ایک دو رکعت چھوٹ گئیں۔ حضرت میاں نظام رضی اللہ عنہ نے فرمایا میاں خوند شیخ تم میں منافقی کی صفت پائی جاتی ہے جس کی وجہ دو رکعت چھوٹ گئیں۔ اور فرمایا کہ تم نے تکبیر اولیٰ کیوں چھوڑ دی۔ میاں خوند شیخؓ نے عرض کیا کہ کھانے پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے دیر ہو گئی۔ حضرت بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع ایسی ہی کر رہے ہو؟ حضرت مہدی علیہ السلام تو اذان سننے کے بعد جو لقمہ ہاتھ میں ہوتا چھوڑ دیتے تھے اور کھانا نہیں کھاتے تھے۔

(۲۱۰) نقل است کہ یکے بدست خاشاک گرفتہ پارہ پارہ کردو یکے دوالی شمشیر گرفتہ می جنباند حضرت میر علیہ السلام فرمودند کہ یک لمحہ فرشتگاں را فرصت دہید تا نہ نویسند۔

ترجمہ روایت ہے کہ ایک صاحب کاڑی ہاتھ میں لیکر ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے۔ اور دوسرے صاحب تلوار کا پٹہ پکڑ کر گھما رہے تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک لمحہ تو فرشتوں کو (نامۂ اعمال) لکھنے سے فرصت دو۔

(۲۱۱) حضرت مہدی علیہ السلام در اوقات ذکر حکایت دینی ہم لایعنی فرمودہ اند۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اوقات ذکر میں دینی گفتگو کو بھی لایعنی فرمایا ہے۔

---

[1] "میاں خوند شیخ در شما صفت منافقی می نماید کہ از شما دو رکعت نماز فوت شد۔" یہ جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے

(غ۔ب) (ا۔ ج)

(۲۱۲) بعد از مغرب ملک معروفؓ و میاںؓ لاڑؓ مذاکرہ آیت کہ وقت عصر بیان شدہ بود میفرمودند کہ میراں سید محمودؓ فرمودند جمعیت را بشکنید۔ پراگندہ شدید۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (جزء ۲۸ رکوع ۱۲)

ترجمہ مغرب کے بعد حضرت ملک معروف و حضرت میاں لاڑ رضی اللہ عنہما اس آیت سے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے جس آیت پر عصر کے وقت بیان ہوا تھا حضرت میر السید محمود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جماعت (کے اتفاق) کو توڑ دیجئے منتشر ہو جاؤ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جب نماز ادا کر لیجائے تو منتشر ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جستجو میں ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرو تاکہ تم فلاح یاب ہو جاؤ (جزء ۲۸ رکوع ۱۲)

(۲۱۳) نقل است کہ حضرت میر الشہید علیہ السلام در ین آیت۔ یا یھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ (جزء ۵ رکوع ۴) مستی دنیا مراد داشتہ اند۔

ترجمہ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے آیہ کریمہ یا یھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ (اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز نہ ادا کرو (جزء ۵ رکوع ۴)) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد دنیا کی نشہ بھی ہے۔

(۲۱۴) روزے یک خراسانی باوند شراب در دائرہ بیامد برادراں اذن طلبیدند کہ آوند او بشکنند فرمودند مستی او بعد از ساعتے خواہد رفت پیش بندہ مستان دنیا آمدہ ہشیاری شوند۔

ترجمہ ایک روز (بیان قرآن کے وقت) ایک خراسانی شراب کا شیشہ لئے ہوئے دائرہ میں آیا صحابہ نے اس کا شیشہ توڑ دینے کی اجازت طلب کی۔ آپنے فرمایا اسکی نشہ تھوڑی دیر بعد جاتی رہیگی۔ بندہ کے پاس تو دنیا کی نشہ والے آکر ہشیار ہو جاتے ہیں۔!!

(۲۱۵) منقول است از میاں نعمت رضی اللہ عنہ کہ در دائرہ خود بعضے زنان را یافتند کہ کشیدنی کنند

لہ ملک معروفؓ و میاں ولاڑؓ (ب۔۱) سے می کردند (ب۔۱) سے پراگندہ شدید ان نسخوں میں نہیں ہے سے روایت نمبر (۲۱۵) ان نسخوں میں نہیں ہے۔
(ع۔ب) (ا۔ج) (ع۔ب) (ا۔ج)

برائے قوت خود۔ میاں نعمتؓ فرمودند فتوح حق کسے است کہ بر خدا تعالیٰ توکل میکند و کسب ترک میکند قال اللہ تعالیٰ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ (جزء ۳ رکوع ۵)

ترجمہ ۔حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے دائرہ میں بعض مستورات کو اپنے قوت کیلئے کشیدہ کاری کرتے ہوئے پاتے تو فرماتے کہ فتوح ان لوگوں کا حق ہے جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں اور کسب ترک کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان فقراؤں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں محصور ہیں۔ (جزء ۳ رکوع ۵)

(۲۱۶) نقل است یکے از یاراں پرسید ند میر انجیو بعضے کساں بعد از نماز فجر خواب می کنند۔ زجر بسیار کردند کہ نباید خفت۔ یکے گفت حضرت ہم خواب می کنند۔ تبسم کردہ فرمودند کہ بندہ بعد ازیں نخواہد خسپید۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ ایک صحابی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ بعض فقرا نماز فجر کے بعد سو جایا کرتے ہیں۔ آپ نے بہت تہدید کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ سونا چاہیئے۔ ایک نے عرض کیا کہ خود حضرت بھی تو سو جایا کرتے ہیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بندہ اب نہیں سوئیگا۔

(۲۱۷) بعد از چند روز بعد نماز فجر حضرت[1] میر انعلیہ السلام در جماعت خانہ نشستند و سوئے قرآن خواں التفات کردند و فرمودند کہ بندہ را نشستن نمی دہد بسخن گوجری فرمودند کہ بندہ را[2] پوٹ کردہ می اندازد و ازیں آں سبب پہلو بر زمین می نہم۔

ترجمہ ۔ چند روز بعد نماز فجر کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام جماعت خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور قرآن خواں کی طرف پلٹ کر فرمایا کہ بندہ کو تم بیٹھنے نہیں دیتے ہو اور گوجری زبان میں فرمایا کہ بندہ کو بے تاب کر دیا ہے۔ اس لئے پہلو زمین پر رکھتا ہوں۔

(۲۱۸) نقل است کہ حضرت میراں علیہ السلام بیان عشق می کردند۔ مولنا درویش محمدؒ[3] نعرہ بزد و جامہ پارہ کرد و گفت عشق از کجا بیاریم۔ فرمودند بندہ عشق کسبی بیان می کند کار کنید تا عشق بیابید عشق عطائی پیغمبراں[4] ہے

---

[1] ۔ حضرت میراں علیہ السلام در جماعت خانہ نشستند" یہ جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ب) (ا۔ج) [2] ۔ لوت لوت کردہ اند (غ۔ب) (ا۔ج) پوٹ کردہ می اندازد بداں سبب (ب۔ا) [3] ۔ نعرہ بزد و گفت (غ۔ب) (ا۔ج) [4] جز انبیا نیست (ب۔ا)

را بود علیہم السلام۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام عشق کا بیان فرما رہے تھے مولٰنا درویش محمدؒ نے جامہ چاک کر کے نعرہ لگایا کہ ہم عشق کہاں سے لائیں۔ آپ نے فرمایا بندہ عشق کسبی بیان کر رہا ہے کام کرو تاکہ عشق حاصل ہو سکے عشق عطائی تو پیغمبروں کے لئے مخصوص ہے علیہم السلام۔

(۲۱۹) و نیز فرمودند کہ خدائے را بچشم سر در جہاں دیدنی است، باید دید و بر ہر یکے مرد و زن طلب دیدار خدا فرض است یا بچشم دل یا در خواب۔

ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے اس دنیا میں دیکھنا ہے دیکھنا چاہیئے اور ہر ایک مرد و عورت پر طلب دیدار خدا فرض ہے خواہ چشم دل سے ہو خواہ خواب میں۔

(۲۲۰) نیز فرمودند کہ ایمان ذات خدا ہست و تعالیٰ مرا فرستادہ است برائے بیان احکام ولایت محمدیہ کہ از بیان مہدی تعلق دارد۔

ترجمہ۔ (حضرت مہدی علیہ السلام نے) فرمایا کہ ایمان ذات خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت محمدیہ کے ان احکام کو بیان کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے جو کہ مہدی موعود سے متعلق ہیں۔

(۲۲۱) نیز فرمودند کہ آدم علیہ السلام گندم کاشت و نوح علیہ السلام آب داد ابراہیم علیہ السلام کشت پاک کرد و خاشاک بیرون انداخت و موسیٰ علیہ السلام درو کرد و عیسیٰ علیہ السلام خرمن کرد۔ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرد کرد و نان پخت و خود چشید و برائے مہدی داشت و از مہدی بتابعان رسید۔

ترجمہ۔ (حضرت مہدی علیہ السلام نے) فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کی کاشت کی۔ اور حضرت نوح علیہ السلام نے کھیت کو پانی دیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھیت کو زوائد سے پاک کیا اور کانٹے کچرا نکال پھینکدیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فصل کی کاٹی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غلہ جمع کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ۔ روایت (۲۱۹) ان نسخوں میں نہیں ہے (غ ب) (ا - ج) ۲ ایمان ذات خدا ست کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے (غ ب) (ا ج)

نے علہ جمع کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹا بنایا روٹی پکائی خود کھائی اور مہدی کے لئے رکھ چھوڑا اور مہدی سے اس کے متبعین کو بھی پہونچی۔

(۲۲۲) میاں سید خوندمیرؓ کرت و مرت ایں حکایت فرمودند کہ وقت رحلت حضرت میر انعلیہ السلام سر خود بکنار میانسید امین محمد داشتہ بودند ہم دریں میانسید خوندمیرؓ آمدند میر انجیو فرمودند کہ کدام است جواب دادہ شد کہ سید خوندمیر۔ میر انجیو فرمودند نزدیک بیائید چوں نزدیک شدم سر خود بکنار من نہادند۔ آیتہ خواندند۔ قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (جزء ۱۳ رکوع ۱۶) ۔ و نیز گوجری ہم فرمودند و فرمودند میانسید خوندمیر شما را فہم نمی شود آنچہ بندہ میگوید واضح گفتن نمی تواند کہ زبان بستہ شدہ است۔ وسبحان اللہ وما انا من المشرکین۔ میاں سید خوندمیرؓ یعنی چنیں فرمودند کہ اکثر مومناں مشرک اند۔ (جزء ۱۳ رکوع ۱۶)

ترجمہ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بارہا یہ روایت بیان فرمائی کہ رحلت کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام اپنا سر مبارک میانسید امین محمد رضی اللہ عنہ کے گود پر رکھے ہوئے (لیٹے) تھے اتنے میں میانسید خوندمیرؓ آگئے میر انجی علیہ السلام نے پوچھا کون ہیں؟ جواب دیا گیا کہ سید خوندمیر میں میر انجی علیہ السلام نے فرمایا نزدیک آجاؤ جب میں نزدیک ہوا تو حضرت نے اپنا سر مبارک میرے گود پر رکھدیا اور یہ آیت شریفہ پڑھنے لگے "کہو یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کیطرف بصیرت پر بلاتا ہوں۔ اور وہ بھی (بلائیگا) جو میرا تابع ہے نیز گوجری زبان میں بھی کچھ) فرمایا۔ اور فرمایا سید خوندمیر! بندہ کی گفتگو تمہاری سمجھ میں نہ آرہی ہوگی قدرے زبان میں بستگی ہے بندہ واضح طور پر نہیں کہہ سکدہا ہے۔ (جزء ۱۳ رکوع ۱۶)

(پھر یہ آیت آپ نے پڑھی) "سبحان اللہ ہم دونوں مشرکین سے نہیں ہیں۔ میانسید خوندمیر یعنی ایسا فرمایا کہ اکثر مومنین مشرک ہیں۔

(۲۲۳) حضرت ایں آیت را بفرمان خدا تعالیٰ در حق گروہ مہدی داشتہ اند ثم اورثنا الکتاب

۱؎ روایت (۲۲۲) و (۲۲۳) ان نسخوں میں نہیں ہیں۔ (ر غ ب) (ا ج)

الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذالک ھو الفضل الکبیر (جز ۲۲ رکوع ۴) ۔ بیان چنین فرمودہ اند کہ بعضی ظالم لنفسہ باشند یعنی ملکوتی اند اند کے بناسوت ماندہ باشند و بعضی مقتصد باشند یعنی جبروتی و اند کے میل بملکوتی دارند و بعضی سابق بالخیرات یعنی لاہوتی ۔ دریں مراتب مذکورہ سبب ایراث و اصطفینا از حق فضلی بزرگ و عبارتے دیگر نیز فرمودند ظالم لنفسہ آنکہ فنا چشیدہ باشد و مقتصد آنکہ نیم فنا شدہ باشد ازیں سہ فرقہ یکی علم الیقین دارد و یکی عین الیقین و یکی حق الیقین چنانچہ ملکوتی ۔ جبروتی ۔ لاہوتی ۔ پس بہ بین اے برادر تو ازیں مرتبہ مومن ملکوتی و میان جبروتی و لاہوتی ازیں سہ مقام بیروں ہستی ناسوتی ۔ و ایں مقام کافران است ۔ بیشک ہر یکی ازیں سہ مقام ندارد و طلب سعی ہم ندارد و ماتم نمی کند آں از گروہ مہدی نباشد از مدعیاں و مکذباں باشد ۔

ترجمہ ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت کو خدا تعالیٰ کے حکم سے مہدی کے گروہ کے حق میں بیان فرمایا ہے "ہم نے ہمارے بندوں سے جس کو برگزیدہ کیا اس کو پھر ہم نے کتاب (قرآن) کا وارث بنایا ان میں سے بعض ظالم لنفسہ ۔ ہیں اور بعض مقتصد" (متوسط درجہ کے) ہیں اور بعض اللہ کی توفیق سے سابق بالخیرات (نیکیوں میں ترقی کرنے والے) ہیں ۔ یہ تو بہت ہی بڑا فضل ہے ۔ (جز ۲۲ رکوع ۱۶) ۔ اس آیت کی یہ تفسیر بیان فرمائی کہ بعض لوگ ظالم لنفسہ ہیں یعنی ملکوتی ہیں تھوڑا سا ناسوت کا اثر ان میں باقی ہے ۔ اور بعض "مقتصد" ہیں یعنے جبروتی ہیں تھوڑا سا ملکوت کا اثر ابھی باقی ہے ۔ اور بعض "سابق بالخیرات" ہیں یعنی لاہوتی ہیں ۔ ان مراتب میں وراثت اور برگزیدگی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے ۔

نیز ایک مطلب یہ بھی بیان فرمایا کہ "ظالم لنفسہ" وہ ہے جو فنا چشیدہ ہو اور "مقتصد" وہ ہے جو نیم فنا ہو ۔ ان تین جماعتوں میں ایک کو علم الیقین ایک کو عین الیقین ایک کو حق الیقین حاصل رہتا ہے ۔ چنانچہ ملکوتی ۔ جبروتی ۔ لاہوتی ۔ پس اے بھائیو! تمہیں غور کر لینا چاہیئے کہ ملکوتی جبروتی لاہوتی مومن کے ان

تین مقامات سے تم باہر تو نہیں ہیں (اگر) ہیں تو (سمجھ لو کہ) تم ناسوتی ہو۔ اور یہ کافروں کا مقام ہے (اللّٰھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ومن کید الابلیس فقیر محمود غفرلہٗ)

جو شخص ان تین مقامات سے کوئی مقام نہیں رکھتا اور کوشش بھی نہیں کرتا اور (اپنے اس نقص پر) رنج و غم بھی نہیں کرتا ہے بیشک وہ مہدی کی گروہ سے نہیں ہے۔ دعویٰ کرنے والوں اور جھٹلانے والوں میں اس کا شمار ہوگا (اللّٰھم اتنا تصدیق المھدی کما ھو تصدیقہ واحینا فی زمرۃ المھدی وامتنا فی زمرۃ المھدی واحشرنا یوم القیمۃ فی زمرۃ المھدی۔ فقیر محمود غفرلہ)

(۲۲۴) نقل است کہ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ خدا تعالیٰ بندہ را آنگہ فرستاد کہ از خلق معنی دین رفتہ بود مگر در مجذوباں۔

ترجمہ ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بندہ کو اس وقت بھیجا جبکہ مخلوق میں دین کا مطلب باقی نہ رہا تھا مگر (تھا تو صرف) مجذوبوں میں تھا۔

(۲۲۵) نیز فرمودند صورت بے معنی[1] با صورت کمال سود ندارد۔

ترجمہ ۔ نیز فرمایا کہ (جس شخص کا باطن) بے معنی ہو (اس کا) صورتاً (بظاہر) باکمال ہونا بے سود ہے)۔

(۲۲۶) نیز فرمودند آنچہ در بیان آید ہمہ شریعت است و حقیقت در بیان نیاید۔

ترجمہ ۔ نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ بیان کیا جا سکتا ہے وہ سب شریعت ہے۔ اور حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔

(۲۲۷) نیز فرمودند کہ بندہ قدم بر قدم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ است در بینائی چشم سر و چشم دل بصدقہ متابعت تمام۔ ولیکن بچشم سر و چشم دل یعنی ہو بہو آئینہ وچشم شدہ است۔

ترجمہ ۔ نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتا آیا ہے۔

---

[1] صورت بے معنی با صورت باکمال (دغ۔ ب) صورت بے معنی مردود و معنی بے صورت نقصان و معنی با صورت کمال (ب۔ ۱)

اور بینائی چشم سر و بینائی چشم دل میں آنحضرت ہی کی پوری پوری متابعت رکھتا ہے لیکن چشم سر و چشم دل کی اطلاقیت اس درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ ایک ایک رونگٹا آئینہ اور چشم بن چکا ہے۔

۲۲۸) حضرت میر انعلیہ السلام در خراسان میان مجمع بیان فرمودند کہ فرمان حق تعالیٰ شد کہ اے سید محمد خدائے را بچشم سر دیدہ گفتم آرے خداوندا دیدہ ام۔ باز فرمان شد خدا تعالیٰ را در آئینہ چشم سر و چشم دل یعنی مو بمو دیدہ گفتم آرے خداوندا دیدہ ام فرمودند کہ دریں حضرت رسول علیہ السلام حاضر اند بپرسید۔ گواہ شدہ اند بر بینائی ما۔

ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خراسان میں ایک عام مجلس میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہو رہا ہے اے سید محمد! تم نے خدا تعالیٰ کو چشم سر سے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں خداوندا میں نے دیکھا ہے۔ پھر فرمان ہوا کہ خدا تعالیٰ کو چشم سر و چشم دل کے ورے یعنی مو بمو دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں خداوندا میں نے دیکھا ہے (آپ نے یہ بھی) فرمایا کہ اس مجلس میں حضرت رسول علیہ السلام موجود ہیں پوچھ لو۔ وہ گواہ ہیں۔

۲۲۹) روزے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ایشاں سروران دین مصاحبان رسول علیہ السلام بودند برابر ایشاں در فضیلت صحبت ہیچکس نباشد اگرچہ کامل و اکمل اولیا بودند لیکن در مرتبہ بینائی ہمچو خاتم الاولیاء نہ بودند زیرا کہ بار امانت کما حقہ ہمیں دو تن برداشتند محمد نبی و محمد مہدی علیہما السلام۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (صحابہ نبوت) دین کے سردار اور حضرت رسول علیہ السلام کے مصاحب ہیں فضیلتِ صحبت میں ان کے برابر کوئی شخص نہیں ہے اگرچہ کامل و اکمل اولیا تھے لیکن بینائی کے مرتبہ میں خاتم الاولیاء کے جیسے نہیں تھے کیونکہ بار امانت کما حقہٗ صرف دو ہی تن نے برداشت کیا ہے۔ ایک محمد نبی دوسرے محمد مہدی (صلی اللہ علیہما)

۱۔ "بر بینائی ما" ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب) (ا۔ ج) ۲۔ بودند اگرچہ کامل بودند اولیاء (غ۔ ب۔ ا۔ ج)

۳۔ "اولیا" نہیں ہے (ب۔ ا)

(۲۳۰) نقل است وقتے حضرت میر علیہ السلام ایں بیت خواندند۔ مصرعہ اولیٰ[1] چند بار تکرار کردند بعدہٗ برخواستند[2] و بوریا از زیر خود برداشتند[3] و بر زمین خسپیدند۔ مصرعہ دوم خواندند[4] چند بار تکرار کردند غرض آنکہ سخن[5] بر عمل از زبان مبارک بیرون نیامدہ است و آں بیت ایں است۔

سوئے[6] طریق سالکاں جز تو نظر کہ میکند بر سر خاک خفتگاں جز تو گذر کہ میکند

ترجمہ۔ روایت ہیکہ ایک وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ بیت پڑھی ایک مصرعہ آپنے بار بار پڑھا۔ اس کے بعد برخواستہ ہوگئے اور بوریا اپنے نیچے سے (جو بچھا ہوا تھا) اٹھا کر زمین پر لیٹ گئے پھر دوسرا مصرعہ بار بار پڑھنے لگے۔ غرضکہ کوئی بات بغیر عمل کے زبان پر نہیں آئی ہے۔ وہ بیت یہ ہے۔

سالکوں کے طریقہ کی طرف تیرے سوائے کون نظر کرتا ہے۔ خاک پر سونے والوں پر سے تیرے سوائے کون گزر کرتا ہے۔

(۲۳۱) وقال اللہ تعالیٰ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان (جز ۲۷، رکوع ۱۱) دریں آیت حضرت مہدی علیہ السلام چنیں فرمودہ اند کہ مراد از علم القرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اند بود تند برائے اظہار ظواہر قرآن کہ تعلق بہ نبوت دارد القرآن کہ تعلق بولایت دارد۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودہ اند۔

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "وہ رحمٰن جس نے قرآن سکھایا۔ انسان کو پیدا کیا (اسکو) بیان سکھایا۔ (جز ۲۷، رکوع ۱۱)

اس آیت کے بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا ہیکہ علم القرآن سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ اُن ظواہر قرآن پر بیان کرنے کے لئے مامور ہیں جو نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور القرآن

---

[1] ۔ اولیٰ نہیں ہے (ب۔۱) [2] برخواستہ بوریا از زیر خود برداشتہ الخ (غ۔ب) (ا۔ج)۔ [3] از بستر خود (ب۔۱)

[4] خواندند غرض آنکہ (غ۔ب) (ا۔ج) [5] سخن یعنے عمل (ب۔۱) [6] ۔ سوئے طرف دل شکستگان جز تو نظر کی کند (ب۔۱)

[7] ۔ روایت (۲۳۱، ۲۳۲) ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج)۔

جو کہ ولایت سے تعلق رکھتا ہے وہ مہدی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

(۲۳۲) و مراد از ایں آیت شمان علینا بیانہ ذات مہدی ہست یعنی خدا تعالیٰ وعدہ با پیغمبر علیہ السلام کردہ است کہ تواند وہ مکن عبارت قرآن و مشیت احکام کہ تعلق باحسان دارد از تو فوت نہ شود بلکہ در آخر زماں کہ محل فترہ وحی است معنی قرآن کہ تعلق بہ قلوب دارد بہ زبان مہدی بیاں خواہد شد و گروہ مہدی بریں عمل خواہند کرد یعنی ظواہر قرآن و اسرار ایں ہر دو آیت حضرت مہدی علیہ السلام بامر اللہ و باذن اللہ بیان کردہ است بلکہ مہدی علیہ السلام بیان جملہ قرآن بامر اللہ و اذنہ کردہ است تمام گروہ مہدی علیہ السلام بریں اعتقاد ہستند اللھم ثبتنا علی دینک وطاعتک بحرمت النبی و آلہ الامجاد۔

ترجمہ۔ اور اس آیت (شمان علینا بیانہ۔ قرآن کا بیان کچھ ہم پر ضروری ہے) سے مراد ذات مہدی ہے یعنی خدا تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ (اے پیغمبر) تم رنجیدہ نہ ہوں۔ قرآن کے احکام کی مشیت اور اسکی مرادیں جو احسان سے تعلق رکھتی ہیں تم سے فوت نہیں ہوں گے۔ بلکہ آخر زمانہ میں جو کہ فترۂ وحی کا وقت ہے اس وقت قلوب سے تعلق رکھنے والے معانی و احکام قرآن مہدی کی زبان سے بیان ہونگے۔ اور مہدی کی گروہ اس پر عمل کریگی یعنے قرآن کے ظواہر و اسرار دونوں کا بیان حضرت مہدی علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے فرمایا ہے۔ بلکہ پورے قرآن شریف کا بیان حضرت مہدی علیہ السلام نے بامر اللہ و باذنہ فرمایا ہے۔ مہدی علیہ السلام کی پوری گروہ کا یہی اعتقاد ہے۔ اے اللہ ہم کو تیرے دین اور تیری اطاعت پر قائم رکھ۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پاک آل کی حرمت کے طفیل

(۲۳۳) نیز فرمودند کہ مراد از حدیث ان الدین بدء غریبا و سیعود الدین کما بدء فطوبی للغرباء مراد۔ از غریب دوم زمانہ ظہور مہدی است۔

ترجمہ۔ نیز فرمایا کہ "ان الدین بدء غریبا و سیعود الدین کما بدء فطوبی للغرباء" حدیث شریف میں "غربت دوم" سے مراد ظہور مہدی کا زمانہ ہے۔

(۲۳۴[1]) نیز فرمودند قال اللہ تعالیٰ واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ (جزء ۷ رکوع ۱۹) مراد ازیں بلغ مہدی است چنانچہ در آیات دیگر کہ دریں گروہ مشہور اند قال اللہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ مراد آخرین گروہ مہدیست (جزء ۲۸ رکوع ۱۱)

ترجمہ۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ قرآن میرے پاس بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تم کو ڈراؤں اور وہ شخص بھی ڈرائیگا جو میرا تابع ہے۔ (جزء ۷ رکوع ۸)۔ اس آیۂ شریفہ میں من بلغ سے مراد مہدی ہے۔ نیز دوسری آیات کے متعلق بھی قوم میں مشہور ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ وہی ہے جس نے امیوں میں ایک اُمّی رسول کو مبعوث کیا جو ان کے سامنے اسکی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور اگرچہ کہ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (اسکی بعثت) ان آخرین کیلئے بھی ہے جو ان (سابقین) سے ملیں۔ اس آیۂ شریفہ میں آخرین سے مراد مہدی علیہ السلام کی جماعت ہے۔

(۲۳۵[2]) روزے بعد وفات میراں سید محمود[3] اکثر مہاجراں جمع بودند و طالبان خدا چند دائرہ یکجا بودند بعد ادائے ظہر بندگی میاں سید خوندمیر توجہ بطرف مہاجراں کردند و التماس نمودند کہ بیان کنید۔ و مہاجراں توجہ بطرف بندگی میاں سید خوندمیر میکردند کہ بیان کنید تا دیرہیں خاموش ماندند کسے بیان نہ کردند برخاستند۔ و بخلوتہائے خویش رفتند بعد از ادائے عصر ہمچنیں کردند۔ کسے بیان نہ کرد۔ ہر یکی بتوجہ یکدیگر نشستند۔ بعد از مراقبۂ دراز بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ چشم کشادہ فرمودند کہ دانستہ بودم کہ چہ بیان کنم لیکن ہمین زماں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ مصحف بدست بندہ دادہ فرمودند کہ بیان کن بیان کردند معلوم مباد مہاجراں بعد از ادائے نماز ظہر مقدار یک رکوع بیان کردند و در وقت

---

[1] روایت (۲۳۴) ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ ب) (ا۔ ج) [2] باطالبان خدا (ب۔ ا)

[3] مہاجراں علیس بیان کردند (ب۔ ا) [4] "بیان کردند" کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ ب) (ا۔ ج)

نشستن برائے بیان باادب نشستہ اند دوہ انگشت دست خلط کردہ دست پیش کردہ نشستہ اند۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت میر ہاں سید محمود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اکثر مہاجرین کرام رضی اللہ عنہم جمع تھے اور دائرہ کے چند طالبان خدا بھی جمع تھے نماز ظہر کے بعد حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کی طرف توجہ کی اور التماس کیا کہ آپ بیان (قرآن) کریں۔ اور مہاجرین نے حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضہ کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ آپ بیان کریں۔ کچھ دیر تک سب ساکت تھے کسی نے بیان نہ کیا سب برخواست ہوگئے اور اپنی اپنی خلوت گاہ میں چلے گئے۔ عصر کی نماز کے بعد بھی ایسا ہی ہوا کسی نے بیان نہ کیا۔ ایک دوسرے پر نگاہ جائے بیٹھے رہے۔ طویل مراقبہ کے بعد حضرت بندگی میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھولکر فرمایا کہ میں سمجھا تھا کہ کیا بیان کروں لیکن اسی وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہوکر قرآن شریف اس بندہ کے ہاتھ میں دیکر فرمایا ہے کہ بیان کرو۔ اس کے بعد آپنے بیان (قرآن) فرمایا۔ واضح ہو کہ نماز ظہر کے بعد مہاجرین رضی اللہ عنہم نے بھی ایک ایک رکوع بیان قرآن فرمایا ہے۔ اور بیان کے وقت جب بیٹھتے تو ہاتھوں کی دس انگلیاں ملا کر ہاتھ سامنے رکھے ہوئے ادب سے بیٹھتے تھے۔

(۲۳۶) نقل است کہ حضرت میر علیہ السلام فرمودند ہر کہ علم نخواندہ است۔ و بیان قرآن میکند بے دیانت است مگر بطریق[1] سماع یعنی آنچہ شنیدہ باشد بطریق حکایت بگوید۔ کہ چنیں شنیدہ ام۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص علم نہ پڑھا ہو اور بیان قرآن کرے تو وہ بے دیانت ہے۔ مگر سماع کے طریقہ پر کہ جو کچھ سنا ہے نقل کیطرح بیان کرے کہ میں نے یہ سنا ہے۔

(۲۳۷) نقل[2] است کہ بندگیمیاں نظام رضی اللہ عنہ پیش میر علیہ السلام التماس کردند اگر اذن باشد

---

[1] ۔ بطریق سماع آنچہ شنیدہ باشد بطریق حکایت بگوید (غ۔ ب) (ا۔ ج)

[2] ۔ منقول است روزے در حال می ماند کہ میاں نظام جائے ماندہ بود حضرت میر علیہ السلام نزد ایشاں آمدہ فرمودند میاں نظام آنجا باشید کہ از کسے چیزے بشنوید و یا خود بگوئید تا دیگراں بشنوند۔ (ب۔۱۰)

بندہ از خلوت گاہے بیروں نیاید۔ فرمودند کہ از کس بشنوید و یا خود کس را بشنوانید۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ بندگی میاں نظام رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں التماس کیا کہ اگر اجازت ہو تو بندہ خلوت سے کبھی باہر نہ آئیگا۔ آپنے فرمایا کسی سے (دین کی باتیں) سنو یا خود کسی کو سناؤ۔

(۲۳۸) نقل است کسے از حضرت میراں علیہ السلام التماس کرد پارہ جامہ از اندام مبارک یا کفش کہنہ[1] مرحمت شود تا بندہ او را تبرک کردہ بدارد تا در قبر سبب نجات بود۔ فرمودند جامہ بندہ و کفش بندہ تبرک[2] داشتن نجات از قبر نباشد عمل کنید بے عمل اگر پوست بندہ بپوشد ہرگز از عذاب نجات نیابد تا کہ بر گفتہا عمل نہ کند۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ کسی نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ جسم مبارک کے کپڑے کا ٹکڑا یا پرانی نعلین مبارک مرحمت ہوں بندہ بطور تبرک اٹھا رکھیگا تاکہ قبر میں نجات کا باعث ہو۔ آپنے فرمایا کہ بندہ کا کپڑا اور بندہ کی نعلین بطور تبرک رکھنے کی وجہ سے قبر سے نجات نہ ہوسکیگی عمل کرو بے عمل اگر بندہ کا پوست بھی پہنے ہرگز عذاب سے نجات نہ پائیگا۔ جبتک کہ بندہ کی تعلیمات پر عمل نہ ہو

(۲۳۹) نقل است کہ فرمودند در دائرۂ من مومن و کافر و منافق ہستند چنانچہ در دائرۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بودند لیکن اینہا را حقتعالیٰ در دائرہ نمیراند۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کے دائرہ میں مومن۔ کافر منافق ہیں جیسا کہ حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ میں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو دائرہ میں موت نہیں عطا کرتا۔

(۲۴۰) باز فرمودند دین خدائے را بدو چیز[3] نصرت و قوت است یک اتفاق برادران دینی دوم ایثار[4] الموجود و ہزیمت و ضعف شدن دین خدائے را نیز دو چیز است یکے اختلاف دوم بخل۔

---

[1] کفش پائے مبارک (ب۔۱) [2] جامہ بندہ کفش بندہ استعمال کنید بطریق تبرک ندارند اگر پوست بندہ (ب۔۱)

[3] نصرت است (ع۔ب، ا۔ج) [4] بذل مال (ب۔۱)

ترجمہ ۔ ایک دفعہ آپنے فرمایا خدا تعالیٰ کے دین کو دو امور سے نصرت و قوت ہوگی ایک اتفاق برادران دینی دوسرا ایثار الموجود اور دین خدا کو ہزیمت و ضعف پہنچنے کے بھی دو سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک اختلاف دوسرا بخل۔

(۲۴۱) ۔ میر العلیہ السلام فرمودند اگر دو برادراں در یک حجرہ بمانند و یکدیگر خدمت کنند تا عبادت خدا تعالیٰ ہر دو را آساں شود[1] در دائرہ میانسید خوندمیر و میاں نظام و میاں نعمت رضی اللہ عنہم بریں عمل بود بلکہ دیگر معذوراں را ہم موافق کردے در ہیزم و آب دادن و جامہ شستن۔

ترجمہ ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اگر دو برادرانِ (دین) ایک حجرہ میں رہیں اور ایک دوسرے کی خدمت کریں تو خدا تعالیٰ کی عبادت دونوں کیلئے آسان ہوگی۔ میانسید خوندمیر و میاں نظام و میاں نعمت رضی اللہ عنہم کے دائرے میں اسی پر عمل تھا۔ بلکہ لکڑی پانی لانے میں اور کپڑے دھونے میں دوسرے معذورین کی مدد کرتے تھے۔

(۲۴۲) بندگیمیانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ وقتِ ابتلا در دائرہ خود گلیم پوشیدے و ہر چہ در خانہ بودے در راہ خدا بفقراں ایثار کردے[2] صدیق ولایت متابعت صدیق نبوت کردند۔

ترجمہ ۔ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ دائرہ میں ابتلا کے وقت خود کمبل پہن لیتے اور جو کچھ گھر میں ہوتا فی سبیل اللہ فقرا کے دائرہ پر ایثار کر دیتے تھے۔ صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے صدیق نبوت رضی اللہ عنہ کی اتباع کی۔

(۲۴۳) حضرت میر العلیہ السلام فرمودند ہر کہ دو جامہ دارد و برادرے را برہنہ بیند و اگر او را ندہد منافق است۔

ترجمہ ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دو کپڑے رکھتا ہو ایک (دینی) بھائی کو برہنہ پائے اور اس کو نہ دے تو وہ منافق ہے۔

(۲۴۴) نقل است اگر در دائرہ میر انسید محمود رضی اللہ عنہ از کسے گناہ شرعی صادر شدے بزبان یا بدست یا بچشم و یا بگوش یا بپائے ہمہ اصحاب دائرہ و مہاجراں کہ در دائرہ بودند جمع کردے و او را باگواہانِ معتبر تحقیق کردے و مہاجراں را بعد از تحقیق پرسیدے کہ از روے شرع ایں[3] گناہ کنندہ را چہ

---

[1] آساں شود کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج) [2] ایثار کردے تک کے بعد کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج) [3] ایں را عمل کردے بغیر مشورت حکم نکردے (غ۔ب) (ا۔ج)۔

تعزیہ باید کرد ہر چہ مہاجراں قرار دادند بر اں عمل کردے و بغیر مشورت ہیچ حکم نہ کردے[1] و ایں روش در عہد میراں سید محمود رضی اللہ عنہ بود و ایں زمانہ در جملہ دائرہ ہمیں روش است۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں اگر کسی کی زبان یا پیر یا آنکھ یا کان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا تو آپ تمام اصحاب دائرہ کو اور ان مہاجرین کو جو دائرہ میں ہوتے جمع کرتے۔ اور معتبر گواہوں سے اس متعلقہ کی تحقیق فرماتے اور تحقیق کے بعد مہاجرین رضی اللہ عنہم سے پوچھتے کہ اس گناہ پر از روئے شرع شریف کیا تعزیر کرنی چاہیئے مہاجرین رضی اللہ عنہم جو تعزیر قرار دیتے اس پر عمل فرماتے تھے مشورہ کے بغیر کوئی حکم صادر نہیں فرماتے تھے۔ یہ طریقہ حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں رہا ہے اور اس (مولف تعلیقات) کے زمانہ میں بھی تمام دائروں میں یہی طریقہ ہے۔

(۲۴۵) مرثیہ

اشرف القول[ف] فخر آل رسول	ہم جگر گوشہ از رسول و بتول
رشد نیک سید خوندمیر[ف] مرشد	تابع حضرت بنور ضمیر
روز جمعہ چہاردہم شوال	رفت در ظل حق باحسن حال
سال تاریخ او ظہور از ظل ۹۳۰	زانکہ او بودہ است صاحبدل

---

[1] "ہیچ حکم نہ کردے" کے بعد کا جملہ اور مرثیہ کے اشعار ان نسخوں میں نہیں ہیں (غ۔ب) (ا۔ج)

[2] نظم مذکور کی صحت کیلئے ہم نے دوسری کتابوں کا مطالعہ کیا تو تاریخ سلیمانی سے معلوم ہوا کہ میاں قاضی شہ تاج نے الکمالیہ الجیلانی میں حضرت صدیق ولایت رضی کی شہادت کے واقعات اور شہدا کے ناموں کی تفصیل لکھی ہے۔ اسی کتاب میں یہ مرثیہ بھی درج ہے۔

اشرف القوم فخر آل رسول	ہم جگر گوشہ رسول و بتول
مرشد نیک سید خوندمیر	تابع حضرت بنور ضمیر
روز جمعہ چہاردہم شوال	رفت در ظل حق باحسن حال
سال تاریخ او ظہور از ظل	زانکہ او بودہ است آگہ دل

اس کے بعد خود میاں قاضی شہ تاج کی نسبت صاحب تاریخ نے یہ لکھا ہے:۔

بداں اے عزیز ایں بصحت نرسیدہ کہ میاں قاضی شہ مشار الیہ کہ از طرف عینل اصل نزد بندگیماں آمدہ بودند باز در مقال عنان عینل بدحال گرفتند آں ہستند یا دیگرے؟ اگر آں ہستند تا عجب می آید کہ باوجود چنیں عقیدت و وفدویت کہ بجناب صدیق ولایت بود بفوج منکراں چنیں نعمت عظمیٰ را گزاشتہ چوں مانند و اگر بعض گویند کہ شرط نمک بود ایں ہم عجب چرا کہ در ہر امور شرط نمک بود ایں ہم عجب اچرا کہ در ہمہ امور شرط نمک است مگر ریں وقت نیست (باقی سلسلہ بر صفحہ (۱۵۵)

ترجمہ

مرثیہ

اشرف القوم فخر آل وجگر گوشۂ رسول وبتول علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کے نور ضمیر کے تابع مرشد نیک حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ چودہ شوال جمعہ کے دن حق کے سایہ میں (منزل شہادت کو) پہنچ گئے۔ اس صاحبدل ہستی کی (شہادت کی) تاریخ (لفظ) ظل سے ظاہر ہے (یعنی نوسو تیس ہجری)

(۲۴۶) منقول[1] است کہ چوں خبر رسید میاں شیخ کبیر[2] بجماعت کثیر بدیں طرف متوجہ شدند حضرت میر انعلیہ السلام شاد شدند فرمودند کہ چند مقدار آمدہ اند یاراں گفتند نزدیک آمدہ اند حضرت میر انجیو چند بار از حجرہ بیروں آمدند پرسیدند چہ مقدار دور اند اندرون خانہ بی بی بون پرسیدند کہ حضرت میر انجیو چہ سبب خندی و خوشی میکنید فرمودند چوں خوشی نکنیم کہ فرزند بصفت فرزندی می آید سبب شادی ست کہ درمیان ایشاں بعضے کسانیں اند کہ در صحبت ایشاں بسیار کس مہدی شوند حضرت بی بی پرسیدند ایشاں کدام اند بفرمایید تا تعظیم ایشاں بکنیم فرمودند میر انسید محمود میانسید خوندمیر۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ میاں شیخ کبیر جماعت کثیر کیساتھ (خراسان میں) حضرت کیطرف آنے کی خبر پہنچی تو حضرت مہدی علیہ السلام خوش ہوکر استفسار فرمانے لگے کہ کتنی منزل قریب ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے کہ قریب آگئے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام اپنے حجرہ مبارک سے چند بار باہر تشریف لاتے اور پوچھتے رہے کہ کتنی دور ہیں حضرت بی بی بون رضی اللہ عنہا گھر میں دریافت کیا کہ حضرت! آپ اتنا خوش خوش کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا خوشی کیوں نہ کروں جبکہ فرزند اوصاف فرزندی کیساتھ

---

[1] روایات (۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷) ان نسخوں میں نہیں ہیں (غ ب) (ا - ج) [2] "میاں شیخ کبیر کیساتھ اس جماعت میں حضرت بندگیمیانسید محمود اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ یہ روایت انھیں کی بشارت سے متعلق ہے۔

(بسلسلہ صفحہ (۱۵۴) چوں استیلا کفر بر اسلام شد در معاونت کفر ماندن نارواست۔ (تاریخ سلیمانی جلد ثانی)

یعنی جان اے عزیز کہ یہ بات صحت کو نہیں پہنچی ہے کہ میاں قاضی شہ تاج جو کہ معین الملک بدتوفیق کی طرف سے بندگیمیاں کے پاس آئے تھے اور قتال کے وقت معین الملک بدحال کی باگ پکڑے ہوئے تھے یہ وہی ہیں یا کوئی دوسرے میاں قاضی شہ تاج ہیں۔ اگر وہی ہیں تو تعجب ہوتا ہے کہ جناب صدیق ولایت سے ایسی عقیدت وفدائیت کے باوجود ایسی نعمت عظمیٰ کو چھوڑ کر منکرین کی فوج میں کیسے شریک رہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ شرط نمک تھی۔ تو یہ بھی تعجب کی بات ہے کیونکہ تمام امور میں شرط نمک کا لحاظ رکھا جاسکتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔ جب کہ کفر اسلام پر غلبہ کر رہا ہو تو کفر کی معاونت میں رہنا جائز نہیں ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدیق ولایت کی شہادت کے واقعات اسی وقت قلمبند کر لئے گئے تھے۔ اور یہ مرثیہ بھی اسی وقت کا لکھا ہوا ہے ـــــ اور حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہ کے والد حضرت بندگیمیانسید یوسف نے بھی یہ مرثیہ مطلع الولایت میں میاں قاضی شہ تاج کی طرف منسوب کرکے درج فرمایا ہے البتہ "تابع حضرت" کے بجائے "تاج حضرتش" ہے۔

آرہا ہے خوشی کا ایک سبب تو یہ بھی ہے کہ ان کی جماعت میں بعض ایسے بھی ہیں جنکی صحبت میں بہت سارے لوگ ہدایت پا گئے (یا ہدایت یافتہ) ہیں گے۔ بی بی نے عرض کیا وہ کون ہیں معلوم فرما دیجئے تاکہ ہم انکی تعظیم کریں حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا میر سید محمود میاں سید خوندمیر"

(۲۴۷) روزے ہمہ مہاجراں رضی اللہ عنہم اجماع کردہ بود بر گفتگوے فضیل دو جواناں یکے ازیں جماعت گفت خصوصیت دو جواناں معلوم است لیکن تعین نشدہ است کہ آں دو جواناں کدام ہستند بعد میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند کہ بندہ را سماع ایں چنیں است کہ حضور آنحضرت بی بی بون رضی اللہ عنہا پرسیدند حضرت میر انجبو علیہ السلام نام ہر دو پیش حضرت بی بی فرمودند بیائید تا از حضرت بی بی بپرسیم بعد ہماں مہاجراں رضی اللہ عنہم پیش حضرت بی بی رفتند و میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرمودند بندہ می پرسد بدیں عبارت پرسیدند کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر است حضرت میر انجبو علیہ السلام نیز حاضر اند۔ از حضرت میر انجبو علیہ السلام شنیدہ باشید یا نشنیدہ باشید فرمایند حضرت میر انجبو علیہ السلام نام دو جواناں پیش شما فرمودہ اند کدام اند۔" بعد حضرت بی بی بون رضی اللہ عنہا بدیں عبارت فرمودند کہ "حضرت میر انجبو علیہ السلام در حال دعوت فرمودند فرمان میشود کہ اے سید محمد دو جواناں سید ابو الوفا از حضرت مادر سادات حضرت ما بر تو منت است کہ پیش تو نہ ایں چنیں کسان ہستند اگر ترا نفرستادے ایشاں ہر دو لائق ایں مقام بودندے بی بی فرمودند چونکہ من ایں حکایت شنیدم پرسیدم کہ حضرت میر انجبو آں دو جواناں کدام اند میر انجبو فرمودند در کار خود باشید خدا تعالیٰ اظہار خواہد کرد بعد عرض کردم میر انجبو بدیں سبب می پرسیم تا تعظیم ایشاں کنیم بچوں تعظیم خوندگار۔ بعد فرمودند آں دو جواناں میر سید محمود و میاں سید خوندمیر اند۔

ترجمہ۔ ایک روز تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا تھا۔ "فضیلت دو جواناں" پر گفتگو ہوئی ایک صاحب نے کہا کہ دو جوانوں کی خصوصیت معلوم تو ہے لیکن دو جواناں کون ہیں ان کا تعین (ہمارے علم میں) نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ کو ایسی سماع ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حضوری میں حضرت بی بی بون نے سوال کیا ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے بی بی سے دونوں کے نام فرما دیئے ہیں۔ آپ لوگ بھی چلئے تاکہ حضرت بی بی سے پوچھ لیں۔ اس وقت تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم حضرت بی بی کے پاس گئے میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بندہ پوچھتا ہے۔ اور اس طرح پوچھنے لگے کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ (یہ سمجھو کہ) حضرت مہدی علیہ السلام بھی موجود ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ نے جو کچھ سنا ہے بیان فرما دیجئے۔ حضرت نے آپ سے دو جوانوں کے نام جو فرمائے ہیں وہ کون ہیں؟ حضرت بی بی بون رضی اللہ عنہا نے اس طرح جواب دیا کہ "حضرت مہدی علیہ السلام تبلیغ (مہدیت) کا بیان فرما رہے تھے اسی حالت میں فرمایا کہ (خدا تعالیٰ کا) فرمان

ہو رہا ہے کہ اے سید محمد دو سید نوجوانوں کو ہماری بارگاہ سے بے واسطہ پہنچتا ہے۔ اور یہ ہماری طرف سے آپ پر فضل و احسان ہے کہ آپ کے پاس ایسے لوگ ہیں۔ اگر تم مبعوث بھی نہ ہوتے تو یہ دونوں اسی مقام کے لائق ہوتے بی بی بون رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میں نے یہ بیان سنا تو پوچھا کہ حضرت میرانجیو وہ دو جوان کون ہیں۔ میرانجیو نے فرمایا کہ تم اپنے کام میں رہو خدا تعالیٰ ظاہر فرما دیگا۔ میں نے عرض کیا۔ میرانجیو! اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ آپ کی طرح ان کی بھی تعظیم کرنا چاہتی ہوں۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ وہ دو جواناں میراں سید محمود و میاں سید خوندمیر ہیں (رضی اللہ عنہما)

(۲۴۸) نقلست کہ بحضور[1] میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ بعضے مہاجراں پیش حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ گفتند کہ میانسید خوندمیر بر ہمہ یاراں خود را افضل میدہند میرانسید محمودؓ فرمودند بندہ فضل خود نہادہ است ہر کہ بخواہد بگیرد۔ پس ایں خبر بند گمیانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ شنیدند۔ فرمودند کہ بندہ گاہے خود را بر یاراں فضل ندادہ است کہ حضرت میر علیہ السلام دائم نیستی و فنا فرمودہ اند فضل دادن صفت ہستی است۔

ترجمہ روایت ہیکہ میانسید خوندمیر کے زمانہ میں چند مہاجرین نے حضرت میرانسید محمود رضی اللہ عنہ سے کہدیا کہ میانسید خوندمیر اپنے کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ حضرت سید محمود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ خود اپنا فضل رکھتا ہے جو چاہے حاصل کرلے۔ اس کے بعد بندگمیانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ "بندہ نے کبھی صحابہ پر اپنا فضل نہیں جتلایا ہے۔ کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ہمیشہ نیستی اور فنا کی تعلیم فرمائی ہے فضل جتانا تو ہستی کی صفت ہے۔

(۲۴۹) و نیز[2] بعضے مہاجراں رضی اللہ عنہم گفتند کہ حضرت میر علیہ السلام کدام وقت تخصیص دو جواناں کردہ اند گفتند در وقت عصر میرانسید محمود و میرانسید خوندمیر رضی اللہ عنہما یکجا برائے نماز ایستادہ بودند ہم در نماز میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ را از حقتعالیٰ معلوم شد فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم (جزو ۱ رکوع ۶)

بعد از نماز در گوش میرانسید محمود رضی اللہ عنہ میرانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ گفتند کہ ایں چنیں معلوم می شود

---

[1] بحضور میانسید خوندمیر ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ب) (ا۔ ج) [2] روایات (۲۴۹) و (۲۵۰) ان نسخوں میں نہیں ہیں (غ۔ب) (ا۔ ج)

میر انسید محمود رضی اللہ عنہ باواز بلند فرمودند اٰمنا و صدقنا میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ این بیت خواندند و در حجرہ رفتند۔ بیت

خدا آں عابداں را بر گزیند کہ در راہ خدا خود را نہ بیند

باز در خلوت از حقتعالیٰ باعتاب (بحضرت میر علیہ السلام) معلوم شد کہ حق پوشی چرا کردی جواب داد نخواستم فدا چیزے حجت باید۔ باز معلوم شد کہ سنت ماچنیں جاریست من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکائیل فان اللہ عدو للکافرین (جزء ۱ رکوع ۱۲) حضرت میر علیہ السلام ہمہ برادران را بشارۃ فرمودند ولیکن بشارۃ دو جوانان تخصیص است ہمچوں درمیان فرشتگاں جبریل ومیکائیل علیہما السلام۔

ترجمہ نیز (در روایت ہیکہ) بعض مہاجرین رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ حضرت میر علیہ السلام نے دو جوانوں کی تخصیص کس وقت بیان فرمائی ہے۔ جواب دیا گیا کہ عصر کے وقت میر انسید محمود و میر انسید خوندمیر رضی اللہ عنہما ایک جگہ نماز میں کھڑے تھے۔ نماز کی حالت میں میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ "فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم۔ (پس بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کی ان سے فرمایش کیگئی تھی۔ (جزء ۱ رکوع ۶) نماز کے بعد میر انسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے میر انسید محمود رضی اللہ عنہ کے کان میں (آہستہ) کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا ہے۔ میر انسید محمود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا اٰمنا و صدقنا میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے یہ بیت پڑھی اور حجرہ میں چلے گئے۔ (ترجمہ بیت)

خدا تعالیٰ انھیں عابدوں کو برگزیدہ فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے پر نظر نہیں رکھتے ہیں

پھر خلوت میں (حضرت مہدی علیہ السلام کو) عتاب کیساتھ معلوم ہوا کہ حق بات چھپاتے کیوں ہو؟ آپ نے جواب دیا خداوندا کچھ حجت (اعجاز) بھی چاہیئے (بارگاہ رب العزت سے) معلوم ہوا کہ ہمارا طریقہ اسی طرح جاری رہا ہے (ترجمہ آیت) جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہے۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ (ان) کافروں کا دشمن ہے (جزء ۱ رکوع ۱۲) حضرت مہدی علیہ السلام نے (اسی وقت) تمام

صحابہ کے حق میں بشارتیں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن دو جوانوں کی بشارت اسی طرح مخصوص ہے جیسے کہ فرشتوں میں جبرئیل و میکائیل علیہما السلام (کی خصوصیات) ہیں۔

(۲۵۰) حضرت میر اعلیہ السلام دست میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ گرفتہ درون حجرہ بردند و فرمودند سید خوندمیر سہ ماہ شدہ اند فرمان از حق می شود کہ ہر پنج انگشت بر سینہ خود نہادند و فرمودند آنچہ در دل ایں بندہ نزول میشود کہ آں در سینۂ شما ظہور شدہ است۔ بعدہٗ ہماں پنج انگشت سہ بار بر سینۂ میاں رضی اللہ عنہ نہادند و فرمودند کہ ایں جا ظہور شدہ است۔

ترجمہ حضرت مہدی علیہ السلام (ایک دفعہ) میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں لیگئے اپنے سینہ مبارک پر اپنے ہاتھ کی پانچ انگلیاں رکھتے ہوئے فرمایا۔ سید خوندمیر تین مہینے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہو رہا ہے کہ جو کچھ اس بندے کے دل میں نزول ہوتا ہے وہ تمہارے سینہ میں ظہور پایا ہے۔ اس کے بعد وہی پانچ انگلیاں تین بار میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھکر فرمایا کہ اس جگہ ظہور ہوا ہے۔

(۲۵۱) نقل است وقتے بندگیماں یوسفؓ را جذبہ شد ہمہ برادراں پسخوردہ میاں ندکور نوشیدند میراں سید محمود رضی اللہ عنہ از درون خانہ پیش آمدہ بسیار زاری کردند بحضرت میر اعلیہ السلام خبر شد کہ میراں سید محمود بسیار زاری می کنند۔ حضرت میراں علیہ السلام خود آمدہ فرمودند چرا چناں کنید گفتند کہ میر انجو مرا با شما سہ نسبت اند یکے پدری دوم استادی و سوم مرشدی و میاں یوسف را چنیں حال روزی شد و بندہ را چیزے نیست۔ فرمودند کہ شما ایں چہ آرزو کنید او را تجلی روحی شدہ است او آہ آہ می کند حال شما ازیں بہتر است شما آرزوئے پدر خود بکنید۔ فرمودند خدا تعالیٰ صدقۂ خوندکار روزی کند۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرمودند بھائی سید محمود صدقۂ خوار نباید شد مردانگی باید کرد و حال میاں یوسف چہ آرزو می کنند رحال

نہ۔ بی بی بون پیش حضرت میر اعلیہ السلام عرض کردند حضرت میر انجو میر انسید محمود ہلاک میشوند خوندکار بیائید میر انجو آمدہ فرمودند (ب۔ا) ۲ گفتند کہ میاں یوسف ما الخ (غ۔ب۔ا۔ج) ۳ دیگر باید کرد (غ۔ب۔ا۔ج) ۴ مردانگی باید کرد کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے (ع۔ب) (ا۔ج)

میانسید خوندمیر بہ بینید تجلی الوہیت تجلی بر تجلی می شود بشریہ ہم تغیر نمی شود۔

ترجمہ ۔ روایت ہیکہ ایک وقت بندگیاں یوسف رضی اللہ عنہ کو جذبہ ہوا تمام صحابہ نے صاحب موصوف کا پسخوردہ پیا۔ حضرت میرانسید محمود رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے (تو یہ دیکھکر) بہت زاری کرنے لگے حضرت مہدی علیہ السلام کو اس کی اطلاع دیگئی آپ خود تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ میرانجی! آپ سے بھی تین نسبتیں حاصل ہیں۔ پدری۔ استادی۔ مرشدی۔ میاں یوسف کو جو کیفیت روزی ہوئی ہے اور بندہ کو ایسا کچھ نہیں آپنے فرمایا کہ تم یہ کیا تمنا کر رہے ہو۔ ان کو وہی تجلی ہوئی ہے جسکی وجہ وہ آہ آہ کر رہے ہیں۔ تمہارا حال تو اس سے بہتر ہے۔ تم اپنے باپ (کے حال) کی آرزو کرو۔ (حضرت سید محمودؓ نے) عرض کیا کہ خوندکار کا صدقہ خدا تعالیٰ روزی کرے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی سید محمود صدقہ خوار نہ بننا چاہیئے۔ مردانگی کو عمل میں لانا چاہیئے۔ میاں یوسف کے حال کی آرزو کیا کر رہے ہو۔ میانسید خوندمیر کا حال دیکھو تجلی پر تجلی ہوتی ہے بشریہ بھی متغیر نہیں ہوتا ہے۔

(۲۵۲) فرمودند[1] بھائی سید محمود شما مسجد جامع برابر این بندہ نیائید پیش شدہ بیائید یا پس خدا تعالیٰ غیور است۔

ترجمہ ۔ (حضرت مہدی علیہ السلام نے) فرمایا بھائی سید محمود تم جامع مسجد کو بندہ کے برابر نہ چلو۔ یا تو آگے ہو جایا کرو یا پیچھے (کیونکہ) خدا تعالیٰ غیور ہے۔

(۲۵۳) فرمودند کہ بھائی سید محمود شما را سیر نبوت است و سید خوندمیر را سیر ولایت۔

ترجمہ ۔ (حضرت مہدی علیہ السلام) نے فرمایا کہ بھائی سید محمود تمکو سیر نبوت ہے اور سید خوندمیر کو سیر ولایت۔

(۲۵۴) فرمودند کہ این دو جواناں کہ چپ و راست نشستہ اند فرمان می شود کہ پرورش ایشاں از حضرت ما بے واسطہ است۔

ترجمہ (حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دو جوان جو سیدھے اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں (ان کے

---

[1] روایات (۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۷) ان نسخوں میں نہیں ہیں (ع۔ ب) (ا۔ ج)

بارے میں فرمان ہو رہا ہے کہ ان کی پرورش ہماری بارگاہ سے بے واسطہ ہو رہی ہے۔

(۲۵۵) روزے اکثر مہاجراں[1] بعد رحلت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ جمع شدہ نشستہ بودند بندگیمیانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ سنگ ریزہ بدست گرفتہ فرمودند کہ ایں سنگ را میر انعلیہ السلام گوہر فرمودہ اند شما چہ میگوئید بعدہ میاں سلام اللہ رضی اللہ عنہ خاشاک بدست گرفتہ فرمودند کہ ایں را میراں علیہ السلام شاہ فرمودہ اند شما چہ میگوئید حضرت بندگیمیاں نظام و دیگر مہاجراں[2] رضی اللہ عنہم فرمودند آں سنگ گوہر است و آں خاشاک شاہ است[3]۔ بعدہ میاں نعمت میاں دلاور رضی اللہ عنہ را گفتند کہ شما بگوئید میاں دلاور رضی اللہ عنہ گفتند کہ بندہ کمینہ است سخن ما را چہ اعتبار است۔ استادہ شدند ملک بخن رضی اللہ عنہ پس میاں دلاور رضی اللہ عنہ نشستہ بودند دامن میاں دلاور رضی اللہ عنہ گرفتند میاں دلاور را نشاندند۔ باز میاں نعمت رضی اللہ عنہ گفتند حقیقت است بگوئید میاں دلاور رضی اللہ عنہ گفتند سخن ما را چہ اعتبار است۔ باز برخواستند باز ملک بخن رضہ دامن گرفتہ میاں دلاور رضہ عنہ را نشاندند میاں نعمت گفتند انچہ از حضرت میر انعلیہ السلام معلوم است چرا نمی گوئید بعدہ میاں دلاور رضی اللہ عنہ گفتند کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را شرف نزول قرآن بود و محمد مہدی صلی اللہ علیہ وسلم را شرف بیان قرآن شد اکنوں ہم خدا تعالیٰ ہر کرا بیان قرآن دادہ شد او را بر ہمہ یاراں فضل است پس بہ بینید کہ بیان قرآن مثل سید خوندمیر رضہ کراہست جنگ نیست پس ہمیں حجت بسندہ است بر فضل میاں سید خوندمیر رضہ پس ہر کہ عمر و عثماں رضی اللہ عنہما صفت باشند باید کہ بیعت کنند۔ بعدہ ازاں ہر یکے بر خواستند چونکہ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ بدر خانہ خود رسیدند میاں نظام رضی اللہ عنہ شتابی آمدند و بیعت کردند و گفتند میاں سید خوندمیر بندہ را و برادران خود شمارند بعدہ میاں نعمت رضی اللہ عنہ بہ برادران خود گفتند کہ شما را پیش بندہ ماندن حاجت نیست۔ میاں دلاور رضہ میانسید خوندمیر رضہ را فضل دادہ اند کسے کہ فاضل شد صحبت او باید کرد۔ اگر خدا تعالیٰ بندہ را فضل ایشاں معلوم خواہد کرد بندہ ہم صحبت ایشاں اختیار خواہم کرد۔ بعدہ میاں دلاور رضی اللہ عنہ گفتند کہ میاں نعمت رضہ

---

[1] اکثر مہاجراں نشستہ بودند (ب۔۱) [2] "دیگر مہاجراں" نہیں ہے (ب۔۱) [3] "شاہ است" کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (ج)

چرا رنجش می شوید شمار اہم حضرت میر علیہ السلام در آخرین شمردہ اند۔ دیگراں ہم دراں سبب با میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ بیعت کردند۔

ترجمہ۔ حضرت میر سید محمود رضی اللہ کی رحلت کے بعد اکثر مہاجرین رضی اللہ عنہم ایک روز جمع ہوئے تھے۔ بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے ایک سنگریزہ ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اس سنگریزہ کو حضرت مہدی علیہ السلام نے گوہر فرمایا ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت میاں سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے کاہ (یعنے ایک کاڑی) ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کو شاہ فرمایا ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت بندگیمیاں نظام اور دوسرے مہاجرین رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ سنگریزہ گوہر ہے اور وہ کاہ شاہ ہے۔ اس کے بعد میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے میاں دلاور رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ فرمائیے۔ میاں دلاور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ کمترین ہے بندہ کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ کھڑے ہوگئے۔ ملک بخن رضی اللہ عنہ نے جو میاں دلاور رضی اللہ کے پیچھے ہی تشریف فرما تھے میاں دلاور رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر بٹھالیا۔ میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو حقیقت ہے بیان کردیجئے میاں دلاور رضی اللہ نے فرمایا ہماری بات کا کیا اعتبار ہے پھر اٹھ گئے۔ ملک بخن رضی اللہ عنہ نے دوبارہ دامن پکڑ کر بٹھایا میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام سے جو کچھ معلوم ہوا ہے آپ کیوں بیان نہیں فرماتے اس وقت میاں دلاور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نزول قرآن کا شرف تھا اور محمد مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن کے بیان کا شرف ہے۔ اب بھی خدائے تعالیٰ جس کو بیان قرآن عطا فرمائے اس کو تمام (موجودہ) صحابہ پر فضیلت رہیگی پس دیکھ لو کہ سید خوندمیر کی طرح کسی کو بیان قرآن حاصل ہے؟ بحث نہیں ہے میانسید خوندمیر کی فضیلت پر یہی حجت کافی ہے۔ جو صحابی حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی صفت پر ہوں انھیں بیعت کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد سب اٹھ گئے جب میانسید خوندمیر رضی عنہ اپنے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو حضرت میاں نظام رضی اللہ نے تیزی سے تشریف لاکر بیعت کی۔ اور فرمایا میانسید خوندمیر بندہ کو آپ کے برادرانِ دائرہ میں شمار کیجئے! اس کے بعد حضرت میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے اپنے برادرانِ دائرہ

فرمایا کہ آپ لوگوں کو میرے پاس رہنے کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ کیونکہ میاں دلاور نے میانسید خوندمیر کی فضیلت بیان کی ہے۔ جو صاحب فضیلت ہے اسکی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ اگر خدا تعالیٰ ان کی فضیلت اس بندہ پر بھی ظاہر فرما دیگا تو بندہ بھی ان کی صحبت اختیار کریگا۔ اس کے بعد میاں دلاور رضی اللہ عنہ نے میاں نعمت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کیوں رنجیدہ ہو رہے ہیں آپ کو بھی حضرت مہدی علیہ السلام نے آخرین میں شمار فرمایا ہے۔ دوسرے صحابہ نے بھی اسی لئے حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہے۔

(۲۵۶) میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کرت دمرت فرمودند کہ حضرت میر انعلیہ السلام کرات ومرات در حجرہ ایں بندہ آمدہ اند وہر بار فرمودہ اند کہ سید خوندمیر امروز در حق شما ایں چنیں فرمان میشود از خدا تعالیٰ۔ بندہ جواب دادے حضرت میر انجیو بندہ ہیچ چیز نیست حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ بندہ چہ داند فرمان میشود

ترجمہ۔ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بار بار فرمایا کہ حضرت میر انعلیہ السلام اس بندہ کے حجرہ میں کئی بار تشریف لاکر یہ فرمایا کرتے کہ آج تمہاری شان میں حقتعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان ہوا ہے۔ بندہ عرض کرتا کہ حضرت میر انجی! بندہ کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے کہ بندہ کو کیا معلوم۔ فرمان ایسا ہو رہا ہے۔

(۲۵۷)۔ یکبار میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ معاملہ دیدند در حال حیات حضرت میر انعلیہ السلام کہ وصال شدہ است۔ وبرادران غسل دادہ جنازہ مستعد کردند بعدہٗ یاراں قصد کردند کہ جنازہ بردارند نتوانستند بعدہ بندہ در خاطر آورد اگر برادران بندہ را بگویند بندہ بردارد بعدہ ہمہ برادران بندہ را فرمودند پس بندہ باسبکی وآسانی چوں چند قدم روانہ شدم چہ بینم کہ حضرت میر انعلیہ السلام در جنازہ نشستہ اند وہر دو دست بندہ بر سینہ ماندہ حضرت میر انعلیہ السلام در ذات من غائب شدند ایں معاملہ پیش میراں جیو علیہ السلام عرض کردم حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند آرے ہمچنیں است چنانچہ دیدی۔ آں بار ولایت حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است جز شما کسے برداشتن نتواند شما را فنا در ذات من است بندہ وشما ہر دو یک ذات اند ہیچ فرق نیست۔

ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی حیات مبارک کے زمانے میں حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے ایک معاملہ (خواب) دیکھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا وصال ہوگیا ہے صحابہ نے غسل دیکر جنازہ تیار کر دیا ہے۔ اس کے بعد صحابہ نے جنازہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اٹھا نہ سکے بندہ کے دل میں بات آئی کہ اگر بندہ سے کہا جائے تو بندہ اٹھالیگا اس کے بعد تمام صحابہ نے بندہ کو جنازہ اٹھانے کے لئے فرمایا بسکی وآسانی کیساتھ (جنازہ اٹھاکر) چند قدم روانہ ہوا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہوں حضرت مہدی علیہ السلام جنازہ میں اٹھ بیٹھے ہیں اور (حضرت کے بجائے) بندہ کے دونوں ہاتھ بندہ کے سینہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام میری ذات میں غائب ہوگئے ہیں۔ یہ معاملہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حضوری میں عرض کیا تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہاں! تم نے جیسا دیکھا ویسا ہی ہے۔ وہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کا بار ہے تمہارے سوا کوئی اٹھا نہیں سکتا تم کو بندہ کی ذات میں فنا ہے۔ بندہ اور تم دونوں ایک ذات (ہوچکے) ہیں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲۵۸) روزے حضرت میر انعلیہ السلام بیان فضل ولایت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم می فرمودند ہم دریں میان فرمودند کہ فرمان حضرت عزت می شود اے سید محمد[1] جائیکہ ختم ولایت می شود آں جا بسیاراں قائم مقام انبیا شوند بعضی را سیر ابراہیم علیہ السلام بعضی را سیر موسیٰ[2] علیہ السلام بعضی را سیر عیسیٰ علیہ السلام بشود[3] میانسید خوندمیر پرسیدند حضرت میر انجو کسے را سیر مصطفیٰ و سیر مہدی ہم باشد فرمودند آرے میراں سید محمود را سیر مصطفیٰ است شمارا در ذات بندہ سیر است۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی فضیلت بیان فرما رہے تھے اس اثنار میں آپ نے فرمایا کہ حضرت رب العزت کا فرمان ہو رہا ہے کہ اے سید محمد جہاں ولایت ختم ہوگی وہاں بہت سارے قائم مقام انبیا ہوں گے بعض کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیر اور بعض کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

---

[1] ۔ اے سید محمد ہر کہ ختم ولایت مصطفیٰ شود اینجا بعضی قائم مقام انبیا شوند (ب۔ا) [2] ۔ سیر موسیٰ روزی صلوات علیہم اجمعین نام بعضے تعین فرمودند (ب۔ا) [3] ۔ بشود کے بعد کی عبارت نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج)۔

سیر اور بعض کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیر حاصل ہوگی۔ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کسی کو سیر مصطفیٰ ﷺ و سیر مہدی بھی ہوگی! آپ نے فرمایا ہاں! میرانسید محمود کو سیر مصطفیٰ ہے اور تم کو بندہ کی ذات میں سیر۔

(۲۵۹)۔ روزے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ معاملہ دیدند در حال حیات حضرت میر انعلیہ السلام کہ حضرت میر انعلیہ السلام را وصال شدہ است و بعضی یاراں با ما مخالفت میکنند بعدہ معاملہ پیش حضرت میر انعلیہ السلام عرض کردند۔ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند ہر چہ دیدید ہمچناں خواہد شد[1]۔ و بر شما بے دینی ثابت خواہند کرد شما مستقیم باشید حق طرف شما است ایشاں رجوع خواہند کرد۔

ترجمہ۔ ایک روز میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی حیات مبارک کے زمانہ میں معاملہ (خواب) دیکھا۔ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا وصال ہوگیا ہے۔ اور بعض صحابہ آپ سے مخالفت کر رہے ہیں اس کے بعد آپ نے یہ معاملہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت نے فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا ہے ایسا ہی ہوگا۔ تم پر بے دینی ثابت کریں گے تم استقامت سے رہو حق تمہاری طرف ہے یہ لوگ رجوع کریں گے۔

(۲۶۰) روزے حضرت میر انعلیہ السلام دو کس[2] را علی الیقین فرمودند کہ شما را سیر ابراہیم علیہ السلام است اگر حیات شما باشد از ہیں بیشتر شوید لیکن حیات نیست۔ یکے ازاں ہر دو سومی روز رحلت کرد و دیگر روز نہمی متوفی شد۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے دو صاحبین کے متعلق علی الیقین فرمایا کہ تم کو سیر حضرت ابراہیم علیہ السلام حاصل ہے۔ اگر تمہاری حیات اور ہوتی تو تم اور ترقی کر جاتے لیکن حیات نہیں ہے۔ ان دونوں میں سے ایک صاحب تیسرے دن اور دوسرے صاحب نویں دن رحلت کر گئے۔

(۲۶۱)۔ وقتی چشمہاے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ[2] پر آب شدند بسیار گریہ کردہ فرمودند کہ از حق تعالیٰ معلوم میشود اے سید خوندمیر بار تو تمام شدہ است لیکن چیزے حکمت است کہ ترا زندہ می دارم۔

---

[1] خواہد شد کے بعد کی عبارت نہیں ہے (غ۔ ب) (ا۔ ج) [2] رضی اللہ عنہ بسیار دو سیکر دند (غ ب) (ا۔ ج) [2] انصافاً میں ان دو حضرات کا نام میاں عزیز اللہ مذکور ہے۔

ترجمہ۔ ایک وقت حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے بہت زاری کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہو رہا ہے کہ اے سید خوندمیر تمہارا باقم تو پورا کر چکے ہو لیکن کچھ حکمت ہے کہ جسکی وجہ ہم نے تمہیں زندہ رکھا ہے۔

(۲۶۲) روزے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ[1] را بعد از تخفیف دردشکم کہ مبالغت شدہ بود فرمودند کہ از حقتعالیٰ معلوم میشود کہ اے سید خوندمیر ترا و کسانیکہ در دائرہ تواند خلعتہا و تشریفہا کردیم از خلعتہا این است کہ گوشت و پوست و استخوان و مو بمو ترا فنا بخشیدیم و بی بی خونزا را فرمودند کہ در دن دائرہ خبر کنید کہ دوگانہ شکرانہ ادا کنند شمارا حق تعالیٰ امشب تشریف کردہ است یکی از ان اینست کہ از جملہ گناہان بخشیدہ و از ہر یکی خوشنود شدہ است[2]۔ بعدہ ملک الہداد را طلبیدند آنچہ عطا شدہ بود یکبیک عیان فرمودند این نیز فرمودند کہ عیسیٰ صلوات اللہ علیہ را نزدیک نمودند۔

ترجمہ۔ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے ایک روز شدید دردشکم میں کمی ہونے کے بعد فرمایا کہ حقتعالیٰ کی طرف سے معلوم کیا جارہا ہے کہ اے سید خوندمیر تم کو اور ان لوگوں کو جو تمہارے دائرے میں ہیں خلعت اور بزرگیاں ہم نے عطا کی ہیں۔ ایک خلعت یہ بھی ہے کہ تمہارے گوشت، پوست، استخوان بلکہ بال بال کو ہم نے فنا بخشی ہے اور بی بی خونزا کو آپ نے فرمایا کہ دائرہ میں یہ خبر معلوم کردو کہ دوگانہ شکرانہ ادا کریں۔ کیونکہ تم لوگوں کو آج رات جو بزرگیاں عطا ہوئی ہیں ان میں ایک بزرگی یہ ہے کہ تمام گناہ بخشے گئے۔ اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت ملک الہداد رضی اللہ عنہ کو بلاکر جو کچھ عطا ہوا تھا ایک ایک کی تفصیل آپ نے بیان فرمائی نیز فرمایا کہ حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو قریب دکھائے ہیں۔

(۲۶۳)۔ روزے میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ بمیراں سید محمود رضی اللہ عنہ عرض کردند کہ بندہ را در دائرہ خود جاے بدہید تا باد[3] دائرہ خویش آمدہ بماند فرمودند حضرت میراں علیہ السلام آنچہ در حق بندہ

---

[1] رضی اللہ عنہ را تسلیم در مبالغہ شدہ بود (غ۔ب) (ا۔ج) [2] خوشنود شدہ است کے بعد کی عبارت نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج) [3] تا بندہ پیش ما باند۔ (ب۔۱۰)

فرمودہ اند آں در حق شما ہم فرمودہ اند۔ ہیچ فرق نیست و فرق نہ کردند و فرمودند کہ برادر حقیقی شما ہر دو ہستید[1]۔ و یاران شما از شما فیض گرفتہ اند پیش بندہ ماندن نتوانند۔ چناں کنید کہ نزدیک بما نید۔ بمقداریکہ وقت حاجت خبر شما و خبر من بشما در یک روز رسد۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت میر انسید محمود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بندہ کو اپنے دائرہ میں جگہ دیجئے تاکہ اپنے اہل دائرہ کے ساتھ بندہ رہجائے۔ آپنے فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام نے جو کچھ بندہ کے حق میں فرمایا ہے وہی آپکے حق میں بھی فرمایا ہے نہ کوئی فرق ہے نہ کوئی فرق حضرت مہدی علیہ السلام نے کیا ہے۔ اور آپنے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم دونوں برادر حقیقی ہیں اب آپ ایسا کیجئے کہ اتنا قریب اپنا دائرہ قائم کریں کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی خبر ایک دن میں پہنچ سکے۔

(۲۶۴) منقول[2] است کہ چوں رحلت حضرت میراں علیہ السلام نزدیک رسید در مسجد جامع بعد از ادائی نماز جمعہ وتر گزاردند بعضے یاراں را فہم شد دانستند کہ حضرت میر انعلیہ السلام بعد ازیں در مسجد جامع نیایند زیرا کہ نبی علیہ السلام نیز آخر عمر روز جمعہ بعد از ادائی نماز جمعہ وتر گزاردند چنانچہ دانستہ بودند ہمچناں شد بعدہ در مسجد جامع نیامدند۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کا زمانہ قریب آپنچا تو جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد آپنے نماز وتر ادا فرمائی بعض صحابہ نے اس عمل کو سمجھا اور جان لیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام اس کے بعد جامع مسجد میں تشریف نہیں لائیں گے کیونکہ حضرت نبی علیہ السلام نے بھی عمر کے آخری حصہ میں جمعہ کے روز نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد وتر ادا فرمائی ہے۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو سمجھا تھا وہی ہوا)۔ اس کے بعد (حضرت مہدی علیہ السلام) جامع مسجد میں تشریف نہیں لائے۔

---

[1] ہستید و چناں کنید کے درمیان کی عبارت ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج)۔ [2] روایات (۲۶۴) و (۲۶۵) (۲۶۶) و (۲۶۷) و (۲۶۸) ان نسخوں میں نہیں ہیں۔ (غ۔ب) (ا۔ج)

(۲۶۵) منقول است کہ در خراسان ہر کہ با حدیث محبت کردے و گفتے کہ میرانجیو نشانہائے مہدی علیہ السلام کہ دریں احادیث مذکور اند در ذات خود کار یافتہ نمیشود۔ فرمودند کہ در احادیث اختلاف بسیار است صحیح از سقیم جدا کردن مشکل است ہر حدیثے کہ موافق کتاب خدا تعالیٰ و حال بندہ باشد آں صحیح است کما قال علیہ السلام ستکثر لکم الاحادیث من بعدی فاعرضوا علی کتاب اللہ تعالیٰ فان وافقوا فاقبلوا والا فردوہ۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ مقام خراسان میں جو لوگ احادیث پر سے بحث کرتے اور کہتے کہ میرانجی ان احادیث میں مہدی علیہ السلام کی جو نشانیاں بیان ہوئی ہیں خوند کار میں نہیں پائی جارہی ہیں۔ آپنے فرمایا کہ احادیث میں بہت اختلاف ہے سقیم سے صحیح کو الگ کرنا مشکل ہے جو حدیث کہ خدا تعالیٰ کی کتاب اور بندہ کے حال کے موافق ہو وہی صحیح ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تمہارے لئے احادیث میں کثرت ہوجائیگی اُن احادیث کو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ملاؤ اگر موافق پاؤ تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو۔

(۲۶۶) منقول است حضرت میرانعلیہ السلام وقتی فرمودند معلوم می شود کہ مہدی را و قوم او را ہیچ جائے مقام و مسکن نباشد۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک وقت فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ مہدی اور اس کی جماعت کے لئے کوئی جگہ مقام و مسکن نہیں ہے۔

(۲۶۷) نیز منقول است کہ حضرت میرانعلیہ السلام بست سال ایں ندا شنیدے کہ تو مہدی موعود آخر الزماں ہستی پوشیدہ داشتند و اظہار نہ کردند۔ چوں ندا بعتاب شد اظہار کردند۔

ترجمہ۔ نیز روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام بیس سال سے ندائے (غیب) سماعت فرمارہے تھے کہ تم مہدی موعود آخر الزماں ہو۔ آپنے پوشیدہ رکھا۔ کسی پر ظاہر نہ فرمایا۔ جب ندا عتاب کے ساتھ ہوئی تو آپنے ظاہر فرمایا۔

(۲۶۸) نیز روزے فرمودند کہ سفر معلوم میشود و یاراں برائے استعدادِ سفر مرکب خریدند و دیگر استعداد ہم کردند بعد از چند روز فرمودند سفر باطنی مراد است۔

ترجمہ۔ نیز (روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے) ایک روز فرمایا معلوم ہو رہا ہے کہ سفر (کرنا ہوگا) صحابہ رضی اللہ عنہم نے سفر کی تیاری کیلئے سواری خریدی اور دوسری ضروریات بھی مہیا کرلیں۔ چند دن بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا (اس حکم سے) سفر باطنی مراد ہے۔

(۲۶۹) بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ معاملہ دیدند کہ سلطان مظفر و بی بی رانی زنِ او اطاعت من کردند۔ ایں معاملہ پیش بندگیمیاں سید خوندمیر رحمہ گفتند[1] و اجازت رواں شدن بچاپانیر طلبیدند میاں سید خوندمیر فرمودند شما فہم کردید مراد ایں معاملہ نیست ایں صورت نہ شود مراد از سلطان مظفر نفس شما است و از بی بی رانی مراد ہوائے شما است۔ میاں نعمت رضی اللہ عنہ ایں تعبیر قبول نہ کردہ بچاپانیر رفتند پشیمان شدند چنانچہ مشہور است۔

ترجمہ۔ ایک روز بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ نے معاملہ (خواب) دیکھا کہ سلطان مظفر اور اسکی بیوی بی بی رانی نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے۔ یہ معاملہ آپنے بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ اور چاپانیر جانے کی رضامندی چاہی۔ میاں سید خوندمیر رحمہ نے فرمایا۔ آپ نے جو سمجھا ہے اس کا نہ وہ مطلب ہے اور نہ ایسا ہوگا سلطان مظفر سے مراد آپ کا نفس اور بی بی رانی سے مراد آپ کی ہوس ہے۔ میاں نعمت رضی اللہ عنہ نے اس تعبیر کو قبول نہ کیا چاپانیر تشریف لیگئے۔ (لیکن اپنی کی ہوئی تعبیر پوری نہ ہوئی) جیسا کہ مشہور ہے۔

(۲۷۰) نیز منقول است در یارانِ میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ چند روز ایں آوازہ بود کہ بعد قتال غلبہ صورت شود اما ملک گیری نہ شود ولیکن قاتلوا و قتلوا (جزء ۲۸ رکوع ۱۱) شود۔

---

[1] ۔ ایں معاملہ پیش بندگیمیاں سید خوندمیر گفتند فرمودند کہ مراد سلطان مظفر نفس شما است و مراد از بی بی رانی ہوائے شما است (غ۔ ب) (ا۔ ج)

ترجمہ نیز روایت ہیکہ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے (دائرے کے) فقرا میں چند دن یہ شہرت رہی کہ قتال کے بعد غلبہ حاصل ہوجائیگا لیکن ملک گیری نہوگی (صرف) قاتلوا و قتلوا (کی تکمیل) ہوگی۔

(۲۷۱) روزے[1] بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ معاملہ دیدند کہ از پروردگار حکم شد اے میاں نعمت شمارا توکل عطا کردیم ولیکن بتمام متوانید رسید۔ بعدہ بندگیمیاں دلاور رضی اللہ عنہ گفتند فرمودند کہ تمام متوکل حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت مہدی موعود علیہ السلام ہستند ازاں جہت بتمام نتوانید رسید۔ (رجز ۲ رکوع ۱۱)

ترجمہ۔ ایک روز بندگیمیاں نعمت رضی اللہ عنہ نے معاملہ دیکھا کہ پروردگار کی طرف سے حکم ہوا کہ اے میاں نعمت ہم نے تم کو توکل عطا کیا ہے لیکن تم توکل کے کامل درجہ کو نہ پہنچ سکوگے۔ آپ نے (یہ معاملہ) بندگیمیاں دلاور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپنے فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام ہی کامل متوکل ہیں۔ اسی جہت سے آپ توکل تام کو نہ پہنچ سکوگے۔

(۲۷۲) نقل است کہ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ پس من کسانے شوند کہ با ایشاں اقامت دین شود چنانچہ از پس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شدہ است[2] ہر یک مہاجراں اجماع کردند کہ این تعلق بمعنی دارد نہ بصورت یعنی ملک گیری۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت میر انعلیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے کہ جن سے دین قائم ہوگا جیساکہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا ہے۔ سب مہاجرین رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا ہے کہ اس فرمان کا تعلق باطن سے ہے ظاہر یعنی ملک گیری سے نہیں ہے۔

(۲۷۳) نقل است کہ علما سوال کردند کہ مہدی بادشاہ شود حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند آرے لیکن سرگین اسپاں نکشاند۔

---

[1] ۔ روایت (۲۷۱) اس نسخہ میں نہیں ہے (ب۔ا) [2] ۔ شد است کے بعد کا جملہ ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج)

ترجمہ ۔ روایت ہیکہ علماء نے سوال کیا کہ مہدی تو بادشاہ ہوگا؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہاں لیکن گھوڑوں کی لید کھینچوانے والا ہوگا۔

(۲۷۴) ۔ نقل است روزے کافرِ مشرک برائے دردِ زہ زن خود را پسخوردہ طلبید حضرت میر انعلیہ السلام دادند او را چشانید و بآخر مرد چنانچہ معتاد کافر انست کہ بسوزند نسوخت خبر بحضرت میر انعلیہ السلام رسید فرمودند سوختہ نخواہد شد۔ بگوئید کہ دفن کنند۔ پس آخر دفن کردند۔

ترجمہ ۔ روایت ہیکہ ایک روز ایک مشرک کافر اپنی عورت کی دردِ زہ کی وجہ سے پسخوردہ طلب کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے دیدیا۔ اس عورت کو پلایا گیا۔ آخر وہ مرگئی۔ کافروں نے اپنے طریقہ کے موافق جلانا چاہا۔ نعش نہ جلی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اسکی خبر پہنچی آپنے فرمایا وہ نہ جلے گی۔ ان لوگوں سے کہدو کہ دفن کردیں آخر ان لوگوں نے دفن کردیا

(۲۷۵) ۔ روزے در دائرہ سگ مار را[1] دید و دوید بدہان گرفت۔ مار زبانِ سگ را گزید۔ پیش حضرت میر انعلیہ السلام زبان فرود[2] کردہ آمد حضرت میر انعلیہ السلام پرسیدند کہ سگ را چہ شد یاران گفتند مار گزیدہ است حضرت میر انعلیہ السلام لعاب خود بر زبانِ او انداختند فی الحال زہر مار دفع شد۔

ترجمہ ۔ ایک روز دائرہ میں کتے نے سانپ دیکھا اور دوڑ کر منہ میں پکڑ لیا۔ سانپ نے کتے کی زبان ڈس لی کتا حضرت مہدی علیہ السلام کے سامنے زبان لٹکایا ہوا آیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس کتے کو کیا ہوا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا سانپ نے ڈس لیا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن اس کی زبان پر ڈالدیا اسی وقت سانپ کا زہر دفع ہوگیا۔

(۲۷۶) روزے دیگر سگ را مار گزید در سکرات شد میر انعلیہ السلام[3] لطف فرمودہ بر سر آں سگ آمدند پسخوردہ آب بدہانِ او ریختند بہ شد۔

ترجمہ ۔ ایک اور دن سانپ نے کتے کو ڈس لیا کتا سکرات میں ہوگیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ازراہ رحم

---

[1] ۔ بر مار دوید (ب ۱۰) [2] ۔ کشیدہ آمد لعاب خود بر زبان او انداختند (غ ب) (ا - ج) [3] ۔ میر انعلیہ السلام پسخوردہ آب (غ ب) (ا ج)

کتے کے قریب لے کر پسخوردہ کا پانی اس کے منہ میں ڈالدیا کتا اچھا ہوگیا۔

(۲۷۷) روزے پیش حضرت میراں علیہ السلام مردے[1] جوان آسیب زدہ را آوردند حضرت میر انعلیہ السلام بزبان شیریں آں جن را پرسیدند کہ شما کدام کس ہستید گفت[2] من شاہ جنیاں ہستم۔ بعدہٗ پسخوردہ خود نوشانیدند[3]۔ چوں آب در حلق رسید فی الحال نعرہ زد والتماس کرد کہ باز پسخوردہ بدہید وایں آب در بعضی اندام رسید واسلام آورد اگر آب ہمہ اندام رسیدے ہمہ اندام اسلام آوردے۔ دیگر بار پسخوردہ دادند نوشید وکلمہ عرض کرد۔ وآسیب زدہ را صحت شد۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام کے آگے ایک آسیب زدہ شخص لایا گیا حضرت نے اپنی زبان شیریں سے اس جن پر سوال فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جنات کا بادشاہ ہوں آپ نے اپنا پسخوردہ پلا دیا جب پانی حلق میں پہنچا تو اسی وقت چیخ اٹھا اور التماس کرنے لگا کہ پسخوردہ اور دیجئے۔ یہ پانی جسم کے کچھ حصہ میں پہنچا ہے وہ مسلمان ہوگیا ہے۔ اگر تمام جسم میں یہ پانی سرائیت کر جائے تو بالکل مسلمان ہو جائیگا۔ دوبارہ پسخوردہ دیا گیا۔ پیتے ہی کلمہ پڑھا اور آسیب زدہ کو صحت ہوگئی۔

(۲۷۸) نقل است اگر کسے حضرت میر انعلیہ السلام را پرسیدے اگر رضا باشد خواندن علم ظاہری بگذارم[4] واگر واعظ بودے گفتے وعظ بگذارم واگر کاسب بودے گفتے کہ کسب بگذارم واگر اہل دنیا بودے گفتے کہ دنیا بگذارم تا ذکر قرار گیرد ہر یک را جواب فرمودند کہ چرا می گذارید کوشش ذکر کنید واگر بغیر پرسند کسے ایں چیز ہا گذاشتہ بیاید[5] فرمودے مرادنگی کردید خوب کردید۔

---

[1] مردے (غ۔ب) (ا۔ج) [2] گفت بادشاہ زادہ خراسان (غ۔ب) (ا۔ج) [3] اس کے بعد کی عبارت نسخہ (غ۔ب) (ا۔ج) میں نہیں ہے بلکہ صرف یہ جملہ ہے "بعدہ پسخوردہ نوشانیدند بہ شد و بگردید و ہمراہ شد" [4] واگر وعظ بودے گفتے وعظ بگذارم (ا۔ج) میں نہیں ہے بلکہ صرف یہ جملہ ہے "بعدہ پسخوردہ نوشانیدند بہ شد و بگردید و ہمراہ شد" [5] خوب کردید نہیں ہے (ب۔ا) اور اسی نسخہ میں اس کے بعد ایک روایت بیان ہوئی ہے جس کا مضمون وہی ہے جو روایت نمبر (۲۱۰) میں بیان ہو چکا۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت مہدی علیہ السلام سے سوال کرتا کہ اجازت ہو تو علم ظاہر چھوڑ دیتا ہوں اگر واعظ ہوتا تو عرض کرتا کہ وعظ چھوڑ دیتا ہوں۔ اگر کاسب ہوتا تو کہتا کہ کسب چھوڑ دیتا ہوں۔ اگر اہل دنیا سے ہوتا تو کہتا کہ دنیا چھوڑ دیتا ہوں تاکہ ذکر قرار پائے۔ ہر ایک کو آپ یہی جواب دیتے کہ کیوں چھوڑتے ہو ذکر کی کوشش کرو۔ اگر کوئی آپ سے اجازت حاصل کئے بغیر از خود ان امور کو چھوڑ کر حاضر ہو جاتا تو فرماتے کہ تم نے مردانگی کی تم نے بہت اچھا کیا ہے۔

(۲۷۹) نقلست کہ مادر حضرت میر انعلیہ السلام را حمل شد در خواب دیدند کہ آفتاب در شکم من آمدہ است پیش برادر[1] ملک قیام الملک گفتند فرمودند مادر خاتم نبوت ایں خواب دیدہ بودند شاید کہ در شکم شما خاتم ولایت[2] ثابت شد

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو حمل ہوا تو آپ نے خواب دیکھا کہ آفتاب شکم مبارک میں آگیا ہے۔ اپنے بھائی قیام الملک سے آپنے اس خواب کا ذکر کیا قیام الملک نے کہا کہ خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ شاید کہ تمہارے شکم مبارک سے خاتم ولایت کا ظہور ہو۔

(۲۸۰)[3] منقول است شیخ دانیال مردے کامل و اکمل بود و با خواجہ خضر در ہر روز جمعہ ملاقات داشتند میانسید احمد برادر میر السید محمد بودند و صحبت با شیخ دانیال کردند۔ روزے با شیخ التماس کردند کہ انصاف نباشد کہ شما با خواجہ ملاقات می کنید و ما را علیحدہ می نشانید حق صحبت بجا آورید۔ و مرا نیز ملاقات کنانید بعدہٗ شیخ از خواجہ رضا طلبیدہ خواجہ فرمودند کہ سید احمد را بگوئید برادر خود را کہ نام سید محمد است ہمراہ خود بیاریدتا آنچہ حضرت رسالت پناہ برائے او امانت فرستادہ اند آں بدہم در روز جمعہ بعد ادائے نماز شیخ دانیال باہر دو سید آں پیش خواجہ رفتند خواجہ حضرت میر[ؒ] را در کنار گرفت و بر دو زانو نشاندند فرمودند کہ جد شما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدست ایں بندہ چیزے امانت فرستادہ است بستانید میر انعلیہ السلام فرمودند خوب است پس خواجہ ایں ذکر پاس انفاس عرض کردند۔ و دیگر ہم رازہا گفتند و بعد از

---

[1] پیش دانائے خواب گفتند دانا گفت کہ اے مادرم مادر ختم نبوت ایں خواب دیدہ بودند (ب۔۱)

[2] ۔ خاتم نبوت باشد بعدہٗ آں دانا سر بر پائے آں مادر نہاد و گفت مبارکباد (ب۔۱)

[3] ۔ روایت (۲۸۰) ان نسخوں میں نہیں ہے (۱۔ ج) (غ۔ب)

عرض سہ بار فرمود امانت جد شما رسید۔ میراں علیہ السلام فرمودند آرے رسید باز خواجہ صلواۃ اللہ علیہ وسلم فرمودند کہ از جانب جد شما ایں ذکر را تلقین بہ ہمہ کس کنید و ارشاد نمائید۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ شیخ دانیال رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل و اکمل انسان تھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہر جمعہ کو ملاقات کیا کرتے تھے۔ حضرت میراں سید محمدؒ کے بھائی میا نسید احمد تھے۔ شیخ دانیال رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا کرتے تھے ایک روز انھوں نے شیخؒ سے التماس کیا کہ یہ انصاف نہیں ہے آپ خواجہؒ سے ملاقات کریں اور ہم علحدہ بیٹھے رہیں صحبت کا حق ادا کیجئے۔ اور ہم سے بھی ملاقات کرائیے۔ اس کے بعد شیخؒ نے خواجہؒ سے اجازت چاہی۔ حضرت خواجہ علیہ السلام نے فرمایا۔ سید احمد سے کہو کہ اپنے چھوٹے بھائی جنکا نام سید محمدؒ ہے ان کو اپنے ساتھ لائیں۔ تاکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جو کچھ امانت عطا فرمائی ہے۔ ان کے حوالہ کردوں جمعہ کے روز نماز کے بعد شیخ دانیال رحمۃ اللہ علیہ دونوں سیدوں کیساتھ خواجہ علیہ السلام کے پاس گئے۔ خواجہ علیہ السلام نے حضرت میراںؒ کو گود میں لے لیا۔ اور اپنے زانو پر بٹھا کر فرمایا کہ تمہارے دادا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندہ کے ذریعہ کچھ امانت روانہ فرمائی ہے لو میراں علیہ السلام نے کہا اچھا ہے۔ خواجہ علیہ السلام نے ذکر پاس انفاس بیان کیا۔ اور دوسرا ذکر بھی بیان کئے۔ اس کے بعد آپ نے تین بار سوال کیا کہ آپکے دادا کی امانت پہنچی؟ میراں علیہ السلام نے فرمایا ہاں پہنچی۔ خواجہ صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپکے دادا کی جانب سے سب لوگوں کو اس ذکر کی تلقین کیجئے اور ارشاد کیجئے (یعنی مرشدی کیجئے)

(۲۸۱) نقلست کہ چوں حضرت میراں علیہ السلام بعد بلوغ ہجرت کردند و بمقامے رسیدند دراں مقام درویش بود آمد ملاقات شد۔ گفت مسکن من ازیں مقدار سہ صد کروہ است در آں مقام مشغول بودم ناگاہ خوشبوئی بے نہایت بمشام من رسید در بیان نیامد از غیب ندا آمد کہ فلاں مقام ذات مہدی پیدا شد[1] و بعد از بلوغ او ہجرت در راہ خدا کردہ است برو با او بیعت کن۔ آں وقت رسیدہ است کہ تو مہدی موعود آخر الزماں ہستی من با تو بیعت کنم تا روز قیامت من در گروہ مہدی باشم۔

---

[1] فلاں جا ذات مہدیؑ است (غ۔ ب) (ا۔ چ)

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے بلوغ کے بعد جب ہجرت فرمائی اور ایک مقام پر پہنچے وہاں ایک فقیر رہتا تھا آیا۔ ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ میرا مقام یہاں سے تین سو منزل پر ہے۔ میں وہاں اپنے شغل میں تھا اتفاقاً بے انتہا ناقابل بیان خوشبو معلوم ہونے لگی غیب سے ندا بھی سنائی دی کہ فلاں جگہ ذات مہدی کا ظہور ہوا ہے درجہ مہدیت کو پہنچنے کے بعد اس نے فی سبیل اللہ ہجرت اختیار کرلی ہے۔ جاؤ اس کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ آپ مہدی موعود آخر الزماں ہیں۔ میں آپکے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں تاکہ قیامت کے دن مہدی کی جماعت میں رہوں۔

(۲۸۲)۔ در ایام ہجرت بمقامے رسیدند پیش دروازۂ شہرے یاران رسیدند مردے پیش در شہر نشستہ بود گفت شما سوداگران ہستید رسم دیوانی بدہید بعدہ بروید لحہ ایشاں توقف کردند حضرت میرا علیہ السلام رسیدند فرمودند چرا توقف کردید۔ جواب دادند ایں مرد چنیں می گوید۔ فرمودند او را حضور بیارید حضور آمدہ گفتند

ناہم[1] لادیں لونگ سپاری ناپرتب[1] کی دوا[2] ہم تو لادیں پیو کی پچناں[2] واں کہانکا لاکا[3]

آں مرد بمجرد شنیدن ایں سخن دیوانہ شد رقص کناں و نبال شد بچشم گریاں و بدل بریاں تکرار می گفت "واں کہاں کا لاکا" مقدار راہ برابر آمد بعدہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند خیال خود باش چہ دیوانگی می کنی ہماں جا ایستادہ شد۔

ترجمہ ہجرت کے دنوں میں ایک مقام پر شہر کے دروازہ کے قریب پہنچے۔ ایک سپاہی شہر کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا تم لوگ سوداگر ہو پہلے رسم دیوانی ادا کرو بعد یہاں سے گزرو۔ کچھ دیر یہ لوگ ٹھہر گئے (اتنے میں) حضرت مہدی علیہ السلام بھی پہنچ گئے فرمایا کہ کیوں ٹھہرے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ شخص ایسا کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسکو حاضر کرو۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپنے فرمایا۔

---

[1] پرتب (غ۔ ب) ناپرتب (ا۔ ج)، [2] پیو کی بچناں ہو کی واں کہانکا لاکا (ا۔ ج) [3] ان نسخوں میں صرف اتنی عبارت ہے "آں مرد بمجرد شنیدن دیوانہ شدہ ہمراہ شدو دیگر دید (غ۔ ب۔ ا۔ ج) [4] صرف یہ شعر نقلیات حضرت میانید عالمؒ میں بجا درج ہے [5] او را (غ۔ ب۔ ا۔ ج) (ب۔ ا) (نقلیات میانید عالمؒ) [6] "لاگا" (نقلیات میانید عالمؒ)

(ترجمہ شعر) "تاہم لوگ سپاری لاد کر لائے ہیں اور نہ ہمارے پاس پہاڑ کی جڑی بوٹی ہے ہم تو اپنے محبوب (اللہ تعالیٰ) کا عشق و محبت لائے ہیں ہمارے پاس دنیا کا سامان نہیں ہے۔" سپاہی اس کلام کو سنتے ہی دیوانہ بن گیا (وجد طاری ہو کر) رقص کرنے لگا اور ساتھ ہو گیا۔ آنسو بہاتے ہوئے سوز دل سے بار بار کہنے لگا "واں کہاں کالا کا"۔ تھوڑی دور (اسلاح) ساتھ چلا تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔ دیوانگی کیا کر رہے ہو۔ اپنے ہوش میں رہو۔ وہیں ٹھہر گیا۔

(۲۸۳)۔ روزے دندان مبارک حضرت میر انعلیہ السلام از مقام خود جدا شد بر زمین افتاد۔ بی بی الہدائی رضی اللہ عنہا برداشتند[1] کہ بحرمت بدارند۔ برادر بی بی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ مزاحم شدند کہ مرا عطا کنید ایں تبرک بدارم چند تنازع شد بعدہٗ حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند خصومت مکنید آں نور خدا است نور از نور جدا نخواہد شد۔ بعدہ بی بی الہدی رضی اللہ عنہا دندان مبارک در جامہ پیچیدہ در صندوقچہ نہادہ قفل کردند بعد از چند روز صندوق کشادند دندان مبارک نیافتند۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت میر انعلیہ السلام کا دندان مبارک دہن مبارک سے الگ ہو کر زمین پر آ گیا۔ بی بی الہدیٰ رضی اللہ عنہا نے حرمتہً محفوظ کرنے کے ارادہ سے اٹھا لیا۔ بی بی کے بھائی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے مزاحمت کی کہ مجھے دیدیجئے میں بطور تبرک رکھ لونگا۔ کچھ دیر باہم مزاحمت جاری تھی کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مزاحمت نہ کرو وہ تو خدا کا نور ہے نور نور سے جدا نہ رہیگا۔ اس کے بعد بی بی الہدیٰ رضی اللہ عنہا نے دندان مبارک کپڑے میں لپیٹ کر صندوق میں محفوظ کر کے قفل لگا دیا چند دن بعد صندوق کھولا تو دندان مبارک نہ پایا۔

(۲۸۴)[2] نیز منقول است در ولایت، مانڈو روزے فتوح بسیار رسید بحدیکہ حضرت میر انعلیہ السلام بہر دو دست مبارک پُر کردہ می دہند بسیار خلق مطیع شد۔ ہر کہ می آمد گفتے اے خداوند قسمت ما را بدہ

---

[1] نسخہ (ا۔ ج) (غ۔ ب) میں اس روایت کا مضمون یہ ہے: "الہدیٰ رضی اللہ عنہا برداشتہ در صندوق نگاہ کردند بعد ملتے دندان را جستند نیافتند حضرت میراں علیہ السلام فرمودند چہ می بینید گفتند دندان خوند کار مینم نمی یابم۔ فرمودند دندان نور خدا است نور از نور جدا نخواہد ماند"۔ [2] روایت (۲۸۴) ان نسخوں میں نہیں ہے (ا۔ ج)، (غ۔ ب)

ہیچ کس محروم نماند یکے دف زن آمد ہمچنیں سخن گفت یک تسبیح مروارید قیمتی ماندہ بود آں دف زن را مرحمت کردن طلبیدند میانسید سلام اللہ عرض کردند حضرت میر انجیواں مروارید بیش قیمتی ہست فرمودند کہ ہمچنیں است وفرمانِ خدائے تعالیٰ اینست قل متاع الدنیا قلیل و ایں متاع دنیا را خدائے تعالیٰ اندک گفتہ است این مقدار مروارید چند مقدار خواہد بود۔ بعدہٗ میانسید سلام اللہ رضی اللہ عنہ آوردہ دادند۔ بعد ازاں برائے ادائے نماز بکنار حوض رفتند و خلق آں مقدار دنبال شد کہ در شمار نیاید دراں روز ہم و بعضے یاراں فہم کردند کہ قدمبارک[1] کہ بالائے تمام خلق است چپ و راست ایستادہ دیدند از ہر یکے سر مبارک بالا یافتند۔

ترجمہ: نیز روایت ہیکہ شہر مانڈو میں ایک دن فتوح اتنی زیادہ آئی کہ حضرت مہدی علیہ السلام اپنے دونوں دست مبارک بھر بھر کر دے رہے تھے۔ بہت لوگوں نے اطاعت قبول کی جو شخص آتا عرض کرتا کہ خداوند ہم کو حصہ دیجئے۔ کوئی محروم نہ رہا۔ ایک دفالی (دف بجانے والا) آیا اس نے بھی دست سوال دراز کیا۔ مروارید کی قیمتی تسبیح رہ گئی تھی۔ دفالی کو دینے کے لئے حضرت نے منگوائی حضرت میانسید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت میر انجی اس تسبیح کے مروارید بہت قیمتی ہیں۔ آپ نے فرمایا قیمتی تو ہیں لیکن خدائے تعالیٰ کا فرمان یہ ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل (کہدو کہ دنیا کی متاع قلیل ہے) جب اللہ تعالیٰ نے متاع دنیا کو قلیل فرمایا ہے تو یہ مروارید بھی قلیل ہیں حضرت میانسید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے تسبیح لاکر پیش کردی اس کے بعد (حضرت مہدی علیہ السلام مع جماعت) نماز کے لئے حوض کے پاس تشریف لائے۔ بے شمار لوگ حضرت کے پیچھے ہو گئے۔ اس دن ہم نے اور بعض صحابہ نے سمجھا کہ (حضرت مہدی علیہ السلام کا) قدمبارک تمام لوگوں سے بلند ہے۔ دائیں بائیں جانب کھڑا ہو کر بھی ہم نے دیکھا تو ہر ایک سے حضرت کا سر مبارک بلند پایا۔

(۲۸۵) علامت مہدیؑ آں بود کہ قدمبارک[1] بالائے از تمام خلق بود و چوں استادہ شدے دست مبارک تا زانو رسیدے۔

ترجمہ: مہدی کی علامت یہ ہیکہ قدمبارک تمام خلق سے بلند ہو۔ اور جب کھڑے ہو جائیں تو ان کے ہاتھ

---

[1] قدم مبارک (غ۔ب)

زانو تک پہنچ جائیں۔

(۲۸۶) نقل است لما تقولون ما لا تفعلون (جز ۲۸ رکوع ۹) حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ درین محل تا سہ روز بیان نکردند کہ قال باحال باید۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ لما تقولون ما لا تفعلون (تم جو کرتے ہو کہتے کیوں ہو) اس آیت پر حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ نے تین دن تک بیان نہیں فرمایا اور فرمایا کہ قال باحال ہونا چاہیئے۔

(۲۸۷) نقل است کہ در راہ رہزناں قصد رہزنی کردند چوں یاراں دیدند پرسیدند چہ باید کرد گفتند (حضرت میر انعلیہ السلام) مشغول باخدا باشید خود از اسپ فرود شدند و شمشیر و سپر بدست گرفتہ پیش یاراں روان شدند لشکر رہزناں مستعد بسیار بود۔ چوں نظر حضرت براں افتاد دیگر نپختند یاراں بسلامت پیشتر شدند۔ یک فقیر پس ماندہ بود او را رہزناں گرفتہ پرسیدند راست بگو این لشکر ازاں کیست باچندیں فیلاں و اسپاں و با سلاح آہنی می گذشت۔ گفت کہ حضرت میر انعلیہ السلام است۔ بعدہٗ او را رہا کردند چوں این خبر از حضرت میر انعلیہ السلام پرسیدند باخشم و عتاب فرمودند کہ دنبال ذکر باشید درین ہیچ بزرگی نیست بندگان خدائے را در طلب خدا شدن باید۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ چند رہزن راستہ میں رہزنی کا ارادہ رکھتے تھے جب آپکے صحابہ نے دیکھ لیا تو حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہو۔ خود گھوڑے سے اتر گئے تلوار اور سپر ہاتھ میں لئے ہوئے صحابہ کے آگے آگے چلنے لگے۔ رہزنوں کا لشکر جو تیار تھا جب حضرت مہدی علیہ السلام کی نظر اس پر پڑی بھاگ گیا۔ صحابہ امن و عافیت سے آگے بڑھ گئے دائرے کے ایک فقیر صاحب پیچھے رہ گئے تھے رہزنوں نے ان کو پکڑ کر دریافت کیا کہ سچ کہو یہ لشکر کس کا ہے۔ جو اتنے ہاتھیوں، گھوڑوں اور اسلحہ کے ساتھ گزرا ہے انہوں نے کہا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ہے۔ اس کے بعد ان کو رہزنوں نے

لے۔ روایت (۲۸۶) نسخہ (ب۔۱۰) میں نہیں ہے۔ ۲ے۔ ترجمہ کردنے کے بعد کا مضمون اس نسخہ میں نہیں ہے (ع۔ب۔ ۱۲ منہ)

چھوڑ دیا جب اس بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپ نے خشم و عتاب سے فرمایا کہ ذکر میں مشغول ہو۔ اس میں کوئی بزرگی نہیں ہے۔ بندگانِ خدا کو صرف خدا کی طلب میں رہنا چاہیئے۔

(۲۸۸) روزے شراب خوار متکبر بدکار و مالدار باشوخی پیش حضرت میراں علیہ السلام آمد۔ بعضے یاراں مانع شدند قبول نکرد نزد حضرت آمدہ نشست بقصد بیان آیتہا[1] در منع وارد شد۔ او باز گشت یاراں التماس کردند کہ باوند شراب آمدہ بود اگر بزبانِ مبارک ممنوع شدے توبہ کردے فرمودند مرا برائے تبلیغ فرستادہ و برائے منع صریح نفرستادہ۔ ہر کہ از شنیدن بیان کلام اللہ پند نخواہد گرفت بمنع صریح چہ سود۔ ایں سخن بگوش آں شراب خوار رسانید آں گفت اگر بزبان مبارک منع کنند توبہ کنم باز ہمیں صورت پیش حضرت آمد و آوند شراب بکشاد۔ چہ بیند کہ در و موشے ریزیدہ خلط شدہ است نیز ممنوع نہ شد۔ کرت دیگر بیامد بعدہ مستعد شد آوند شراب بشکست و ضایع شد و داں ہم ممنوع نہ شد۔ یاراں گفتند کہ بزبان حال او را منع کنند۔ ہشیار باش آں مرد گفت اگر بزبان قال منع کنند باز خواہم ماند۔ سوم کرت باذوقانوشید در دشکم گرفت کہ جان کندن شروع گشت چیں بہماں حال پیش حضرت میر انعلیہ السلام آمدہ گفت اے سید امیر مرا چند ایں خوار چرا کردی فرمودند اے برادر با حضرتِ بے نیاز چندیں سرکشی نباید کرد۔ پس آب پنجودہ نوشانیدند بہ شد و توبہ نصوح کرد تلقین شدہ صحبت اختیار کرد۔

ترجمہ۔ ایک روز (بیان قرآن کی مجلس میں) ایک شراب خوار جو مغرور و بدکار و مالدار تھا شوخیانہ انداز میں حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔ بعض صحابہ نے اس کو روکا لیکن اس نے ایک نہ سنی حضرت کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ اور اس نے نیت یہ کر رکھی تھی کہ (حضرت سے ان آیات کا) بیان سنے جن میں ممانعت وارد ہوئی ہے اور جب وہ واپس ہو گیا تو صحابہ نے التماس کیا کہ شراب کے شیشہ کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ اگر زبان مبارک سے

---

[1] ۔ اینہا (غ۔ ب) (ا۔ ج) (ب۔ ا)۔

منع فرما دیتے تو وہ باز آجاتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے لئے بھیجا ہے منع صریح (یعنی شخصی تخاطب سے منع کرنے) کے لئے نہیں بھیجا ہے۔ جو شخص بیان کلام اللہ سنکر نصیحت حاصل نہیں کرتا ہے اس کے لئے منع صریح سے بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ بات اس شراب خوار کے کانوں تک پہنچائی گئی تو اس نے کہا کہ اگر حضرت زبان مبارک سے منع کریں گے تو میں باز آجاؤنگا اس کے بعد ایک اور مرتبہ اسی طرح حضرت کے پاس آیا شراب کا شیشہ کھولا کیا دیکھتا ہے کہ اس میں گلا سڑا چوہا خلط ملط ہو گیا ہے یہ دیکھکر بھی باز نہ آیا۔ اور ایک مرتبہ اسی طرح آیا۔ شراب کا شیشہ کھولنے پر شیشہ ٹوٹ کر شراب ضائع ہو گئی اس وقت بھی باز نہ آیا۔ صحابہ نے اس سے کہا کہ حضرت زبان حال سے منع فرما رہے ہیں ہشیار ہو جاؤ۔ اس شخص نے کہا کہ زبان قال سے منع کریں گے تو باز آجاؤنگا اور ایک مرتبہ جو آیا تو چاشنیوں کے ساتھ شراب پی گیا۔ پیٹ میں درد اتنا شدید شروع ہوا کہ جان کندنی کی نوبت آگئی۔ اسی حالت میں حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ اے سید مجھکو آپنے اتنا رسوا کیوں کیا۔ آپنے فرمایا اے بھائی (اللہ تعالیٰ) کے بے نیاز دربار سے اتنی سرکشی نہ کرنی چاہیئے۔ آپ نے پسخوردہ کا پانی پلا دیا۔ اچھا ہو گیا۔ اور توبہ خالص کی اور تیقین حاصل کر کے صحبت میں رہ گیا۔

(۲۸۹) روزے[1] شوخے بلباس شیخی آمدہ گفت کہ سید را خبر کنید یاراں گفتند صبر کن خود بیرون خواہند آمد۔ ہمدریں میان بیرون آمدند پس آں گفت در دنیا دیدنی نیست فرمودند کہ وعدۂ دیدار بعد از ممات مومن را در بہشت ہست یا نہ۔ گفت آرے فرمودند ان للہ جنۃ لا یفھا حور ولا قصور ولکن تجلی ربہ ضاحکا۔ ایں حدیث است یا نہ گفت آرے۔ حال او بدیدن روے مبارک تغیر شد ہیچ سخن گفتن نتوانست باز گشت۔

ترجمہ۔ ایک روز ایک شوخ مزاج شخص مشائخانہ لباس میں آکر کہنے لگا کہ سید کو معلوم کرو (کہ میں آیا ہوں) صحابہ نے کہا صبر کرو (کچھ دیر میں) خود باہر تشریف لائیں گے۔ اس اثنا میں حضرت باہر تشریف لائے۔ اس نے

---

[1] ۔ روایت (۲۸۷)، (۲۸۸)، (۲۸۹) کا مضمون نسخہ (ب۔ل) میں خلط ملط اور مقدم موخر ہو گیا ہے۔

کہا کہ دنیا میں (خدا کا) دیدار ممکن نہیں ہے آپ نے سوال فرمایا کہ مومن کیلئے مرنے کے بعد بہشت میں دیدار کا وعدہ ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے سوال کیا کہ "ان للہ جنۃ لا فیھا حور ولا قصور ولکن تجلی ربہ ضاحکا۔ (بے شک اللہ کی ایک جنت ہے جس میں حور ہیں نہ محل لیکن رب کی تجلی ہوگی اس حال میں کہ وہ ہنس رہا ہے) یہ حدیث ہے یا نہیں؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ (اس نوبت پر) حضرت کے چہرۂ انور کو دیکھتے ہی اس شخص کی حالت متغیر ہونے لگی۔ کچھ کہہ نہ سکا واپس ہو گیا۔

(۲۹۰) منقول[1] است کہ در راہِ کعبہ حضرت میر انعلیہ السلام بر کشتی سوار بودند وقتِ طوفان شیخ بیرون صبر نہ کرد و گفتگو آغاز کرد۔ ہمدریں میان حضرت میر انعلیہ السلام بیرون آمدند او را نیت بحث بینائی بود حضرت میراں علیہ السلام ناپرسیدہ فرمودند رویت اللہ لھذا العین واقعۃ وہر دو انگشت بر ہر دو چشم نہادند کسے او را گفت در غیب بحث میکردی۔ اکنوں چرا نمی پرسی۔ آں شیخ با ہیبت و عظمت گفت، علماء گویند در دنیا دیدار جائز نیست حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند کہ موتوا قبل ان تموتوا۔ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہست یا نہ؟ فرمودند وعدہ دیدار بعد از ممات مومن در بہشت است یا نہ؟ گفت آرے ہست۔ فرمودند۔ ان للہ جنۃ لا فیھا حور ولا قصور ولکن تجلی ربہ ضاحکا۔ ایں حدیث مشہور است یا نہ گفت آرے ہست شیخ بدید کہ روئے مبارک چناں متغیر شد کہ ہیچ سخن گفتن نہ توانست باز گشت حضرت میراں علیہ السلام فرمودند ما را برائے دیدن یار آفریدہ اند و نہ بچہ کار آفریدہ اند۔

ترجمہ روایت ہے کہ کعبہ کے راستے میں حضرت مہدی علیہ السلام جہاز پر سوار تھے جب طوفان ہوا تو ایک شیخ جو بیرونی حصہ میں تھا صبر نہ کر سکا کچھ کہنے لگا۔ اتنے میں حضرت مہدی علیہ السلام بھی بیرونی حصہ میں تشریف لائے۔ اس کا ارادہ بینائی خدا کے بارے میں بحث کرنے کا تھا۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بغیر کسی سوال کے

---

[1] روایت (۲۹۰) ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب) (ا۔ ج)

از خود فرمایا کہ رویۃ اللہ لھذہ العین واقعۃ ۔ اور اپنی دونوں انگلیاں دونوں آنکھوں پر رکھیں
کسی نے اس شیخ سے کہا حضرت کے فیاب میں بحث کیا کرتے تھے اب سوال کیوں نہیں کرتے ؟ اس شخص نے
حضرت کی عظمت کی وجہ ہیبت کے عالم میں سوال کیا کہ علماء کہتے ہیں کہ دنیا میں دیدار جائز نہیں ہے حضرت
مہدی علیہ السلام نے فرمایا موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث ہے یا نہیں ؟ ۔ اور فرمایا کہ بہشت میں دیدار کا وعدہ ہے یا نہیں ؟ کہا جی ہاں ۔ فرمایا ان للہ جنۃ
لا فیھا حور ولا قصور ولکن تجلی ربہ ضاحکا " بے شک اللہ کی ایک جنت ہے جس میں حور ہیں نہ محل
لیکن رب کی تجلی ہوگی اس حال میں کہ وہ ہنس رہا ہے " یہ حدیث مشہور ہے یا نہیں ۔ اس نے کہا جی ہاں ۔
شیخ نے دیکھا کہ حضرت کا روئے انور متغیر ہو گیا کچھ کہہ نہ سکا واپس ہو گیا ۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا
" ہم کو دیدار یار کیلئے ہی مبعوث کیا گیا ہے ۔ ورنہ اور کیا کام ہے جس کے لئے بعثت کی ضرورت ہو ۔

(۲۹۱) ۔ نقل است کہ مقامے کودکے جوانے گذاشتہ بدنبال حضرت میراں علیہ السلام روان شد
پدرش در خانہ حاضر نبود ۔ مادرش پدرش را نوشت[1] کہ چنیں معاملہ شدہ است اگر تو زود نیائی پسر را
نیاری من در خانہ نخواہم ماند ۔ پدرش فی الحال آمد سخنہائے ناشائستہ آغاز کرد کہ آں سید پسران مردماں
را جمع می کند و در ولایت دیگر فروختن می خواہد چنیں گفتہ در گردہ آمد حضرت میراں علیہ السلام را
در مجلس دعوت یافت دعوت شنید در عظمت مہابت دیوانہ شد ہمدریں میان کسے شرینی آورد
فرمودند سوبیت کنید سوبیت کردند حصہ حضرت میراں علیہ السلام بر زانوئے نہادند ہمدریں مجلس باز کسے
شرینی آورد ۔ نیز فرمودند کہ سوبیت کنید باز حصہ خود بدست گرفتہ فرمودند کہ مومن را ذخیرہ نباید
اول حصہ کہ بر زانو بود بکس عطا دادند و ایں حصہ بر زانو نہادند ۔ چونکہ آں مرد ایں معاملہ دید حالت
نیاز در او را جذبہ پدید آمد ہمراہ شد ۔ بعد بر اسب سوار شدند آں کودک از پدر بگریخت نزدیک میراں علیہ السلام

---

[1] ۔ نوشت کہ اگر تو پسر را نیاری (غ ۔ ب) (ا ۔ ج) ۔

آمد چونکہ پدر نزدیک پسر آمد۔ پسر دوم طرف میراں می رود۔ کرت مرت چنیں شد بعدہ پدرش گفت اے پسر چرا می گریزی سگ نیست کہ برائے گرفتن تو آمدہ بودم اکنوں بدیدنِ روے مبارک چناں شدم اما پیغام مادر تو بتو رسانم کہ مادر تو گفتہ است کہ یکبار روے تو بینم تا مرا آرام شود۔ گفت اکنوں پیغام بمادر من برساں کہ در راہ خدا ہجرت کرد۔ وصحبت امام آخر الزماں اختیار کرد۔ تو ہم دریں راہ بیا پس آں مرد بدست کس پیغام پسر گویا نید۔ وخود نرفت ودنبال حضرت میر انعلیہ السلام روان شد۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ ایک مقام پر ایک جوان لڑکا (اپنا گھر) چھوڑ کر حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ چلا۔ اس کا باپ گھر میں نہ تھا اس کی ماں نے اس کے باپ کو لکھوا بھیجا کہ یہاں یہ واقعہ پیش آیا ہے اگر تم جلد نہ آؤ میرا لڑکا مجھے نہ پہنچا دو تو میں گھر میں نہ رہونگی اس لڑکے کا باپ اسی وقت (گھر) آیا۔ اور ناشائستہ باتیں کہنے لگا۔ کہ وہ سید لوگوں کے بچوں کو جمع کر رہا ہے اور دوسرے ملک میں فروخت کر دینا چاہتا ہے (نعوذ باللہ) اس قسم کی بکواس کرتے ہوئے جماعت میں آیا حضرت مہدی علیہ السلام کو دعوت وتبلیغ کی مجلس میں پایا۔ بیان دعوت سننے لگا آپ کی عظمت اور رعب کے اثر سے فریفتہ ہو گیا۔ اس عرصہ میں کسی نے شیرینی پیش کی۔ آپ نے سوئیت کا حکم دیا۔ حضرت نے اپنا حصہ اپنے زانوے مبارک پر رکھ لیا۔ اسی مجلس میں ایک اور شخص نے شیرینی پیش کی اس دفعہ بھی آپ نے سوئیت کا حکم صادر فرمایا اور اپنا یہ حصہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "مومن را ذخیرہ نہ باید" (مومن کو ذخیرہ نہ کرنا چاہیئے) پہلا حصہ جو کہ زانوے مبارک پر تھا کسی کو عطا فرما دیا اور یہ حصہ زانوے مبارک پر آپ نے رکھ لیا۔ جب اس شخص نے یہ معاملہ دیکھا برداشت نہ کر سکا اس پر جذبہ طاری ہو گیا اور خود بھی ساتھ ہو گیا۔ جب آپ گھوڑے پر سوار ہوئے تو وہ لڑکا باپ سے بھاگتے ہوئے حضرت مہدی علیہ السلام کے نزدیک آ گیا۔ باپ لڑکے کے قریب آنے لگا تو لڑکا حضرت مہدی علیہ السلام کی دوسری جانب ہو گیا۔ بار بار ایسا ہی ہوتا رہا آخر اس کے باپ نے کہا بیٹا (تو مجھ سے کیوں بھاگ رہا ہے۔ میں تیرا باپ ہوں) کتا نہیں ہوں جو تجھے پکڑنے آ رہا ہو۔ حضرت کے چہرۂ مبارک کو دیکھنے کے بعد آپ جیسا

ہوگیا ہوں ظاہر ہے۔ میں صرف تیری ماں کا پیغام تجھے پہنچا دیتا ہوں۔ تیری ماں نے کہا ہے کہ ایک بار تیری صورت دیکھ لینا چاہتی ہوں تاکہ تسکین ہو۔ لڑکے نے جواب دیا کہ اب آپ میرا پیغام میری ماں کو پہنچا دیجئے کہ تمہارا بیٹا خدا کی راہ میں ہجرت کر چکا ہے اور امام آخر الزماں کی صحبت اختیار کر چکا ہے۔ تم بھی یہی راستہ اختیار کرو۔ اس شخص نے کسی کے ذریعہ لڑکے کا پیام کہلا دیا۔ خود نہ گیا حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ روانہ ہوگیا۔

(۲۹۲)[1] منقول است کہ میاں یوسف سہیت در عہد حضرت میراں علیہ السلام در تقوی و علم و مکاشفہ و مقتدائے تمام شہر مشہور بودند۔ بعد مشرف شدن بہ پابوسی میراں جیو علیہ السلام در میان اندک روزے اورا مکاشفہ شد و الہام معلوم شد کہ ایں ذات مہدی آخر الزماں ہست۔ بعدہ بعلم ظاہری الہام خود را مقابلہ کرد، ہیچ فرق در ذات نیافت مگر آنکہ در خاطر او ماندہ بود چنانچہ حضرت رسالت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مہر نبوت بر پشت بود مہدی علیہ السلام را نیز مہر ولایت باید ولیکن طاقت نبود برائے پرسیدن یک روز حضرت میراں علیہ السلام دست میاں مذکور گرفتہ در حجرہ بردند و جامہ را از پشت مبارک خود جدا کردند و فرمودند آنچہ می طلبید بہ بینید۔ چوں میاں یوسف رضی اللہ عنہ مہر ولایت دیدند بوسہ دادند و تصدیق باقرار کردند۔ بعد چند روز نیاد آمد کہ یکے مجذوب در جذبہ گفتہ بود کہ امروز امام آخر الزماں مہدی تولد شد۔ میاں یوسف سخن مجذوب شنیدہ تاریخ نبشتہ بودند۔ ورق تفحص کردہ پیش حضرت میراں علیہ السلام ایں مذاکرہ گفت و عمر مبارک پرسیدند حضرت میراں علیہ السلام فرمودند بندہ نمی داند و میاں ابوبکر رضی اللہ عنہ را پرسیدند چوں از میاں ابوبکر رضی اللہ عنہ تحقیق کردند تاریخ مقابلہ کردند یک روز تفاوت نہ بود۔ شکر کرد و گفت الحمد للہ علی ھذہ الحال۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت میاں یوسف سہیت رضی اللہ عنہ تقویٰ و علم و مکاشفہ کے لحاظ سے تمام شہر میں مشہور تھے حضرت مہدی علیہ السلام کی پابوسی و صحبت سے مشرف ہونے کے بعد چند ہی دنوں میں ان پر مکاشفہ ہوا۔

---

[1] روایت (۲۹۲) ان نسخوں میں نہیں ہے۔ (غ۔ ب) (ا۔ ج)

جس میں ان کو معلوم ہوا کہ یہی ذات مہدی آخرالزماں ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے علم ظاہری سے اپنے اس الہام کا مقابلہ کیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات میں کوئی فرق نہ پایا۔ مگر ایک بات جو ان کے دل میں رہ گئی وہ یہ تھی کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر جس طرح مہر نبوت تھی اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام کیلئے بھی مہر ولایت ہونی چاہیئے۔ لیکن پوچھنے کی مجال نہ تھی۔ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام میاں مذکور کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ میں لے گئے اور اپنی پشت مبارک سے کپڑا ہٹا کر آپ نے فرمایا جو چاہتے ہو دیکھ لو۔ میاں یوسف رضی اللہ عنہ نے مہر مبارک دیکھکر بوسہ دیا اور تصدیق باقرار کرلی۔ چند دن بعد یاد آیا کہ ایک مجذوب نے جذبہ کی حالت میں کہا تھا کہ آج امام آخرالزماں مہدی موعود پیدا ہوئے ہیں۔" حضرت میاں یوسف رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اسی وقت تاریخ لکھکر رکھ لی تھی۔ کاغذ تلاش کیا۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا اور عمر مبارک دریافت فرمائی حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ نہیں جانتا۔ حضرت میاں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور ان سے تحقیق کرکے تاریخ کا مقابلہ کیا تو ایک دن کا بھی فرق نہ پایا۔ شکر ادا کرتے ہوئے (حضرت میاں یوسف رضی اللہ عنہ نے) کہا۔ الحمد للہ علی ھذا الحال۔

(۲۹۳)۔ روز سے حضرت میر نعلیہ السلام بیان قرآن میکردند یکے عالم حاضر بود گفت ایں در تفاسیر نیست فرمودند در تفسیر باشد یا نہ باشد در قواعد علم عربی مناسب ہست یا نہ گفت ہست فاما اگر در تفاسیر یافتہ شود اطمینان زیادہ گردد فرمودند کہ در خانۂ شما کدام تفسیر ہا است۔ گفت چندیں تفاسیر بنام آورد حضرت میراں علیہ السلام یک تفسیر معین کردہ فرمود آں را بیارید[1] بہ بینم او رفت دید کہ آں معنی دراں تفاسیر نیست با ایں ہم آورد و آں محل کشیدہ پیش حضرت میر نعلیہ السلام نہاد۔ در آں[2] ورق حاشیہ بود حضرت میراں علیہ السلام براں انگشت نہادہ فرمودند بہ بینی چہ نوشتہ اند دید کہ ہماں معنی کہ حضرت میر نعلیہ السلام

---

[1] بیارید او گفت چند بار در ایں محل مطالعہ کردہ ام اما ایں معنی دراں نیست و آں محل کشیدہ (غ۔ ب) (ا۔ ج)۔

[2] دراں ورق حاشیہ نبشتہ اند دید ہماں معنی کہ فرمودند نبشتہ اند حیران شد (غ ب) (ا۔ ج)

فرمودند دیدہ حیران شد و سر خود بر پائے مبارک نہاد و تصدیق کرد۔ و ہمراہ شد۔ دراں مجلس بسیار کساں تصدیق کردند۔

ترجمہ۔ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام بیان قرآن فرما رہے تھے ایک عالم صاحب حاضر تھے انھوں نے کہا کہ یہ (تفسیر) کتب تفاسیر میں نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کتب تفاسیر میں ہو یا نہو قواعد علم عربی کے مناسب ہے یا نہیں اس نے کہا ہاں ہے لیکن اگر تفاسیر میں پائی جائے تو زیادہ اطمینان ہوگا۔ آپ نے سوال فرمایا کہ تمہارے گھر میں کونسی کتب تفاسیر ہیں؟ انھوں نے چند کتابوں کے نام سنائے حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک تفسیر مقرر کرکے فرمایا کہ وہ لاؤ میں دیکھوں گا انھوں نے جاکر دیکھا کہ وہ معنی اس تفسیر میں نہیں ہیں اس کے باوجود لاکر انھوں نے کتاب کا وہ مقام نکالکر حضرت کے سامنے کتاب رکھدی حضرت مہدی علیہ السلام نے اس ورق کے حاشیہ پر انگلی رکھکر فرمایا کہ دیکھو کیا لکھا ہوا ہے انھوں نے دیکھا کہ وہی معنی لکھے ہوئے ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمائے تھے یہ دیکھکر حیران ہوگئے انھوں نے اپنا سر حضرت کے قدموں پر ڈالدیا اور تصدیق کرلی ساتھ ہوگئے اس مجلس میں بہت لوگوں نے تصدیق کا شرف حاصل کیا۔

(۲۹۴) نقل است[1] روزے در ولایت دار الحرب حضرت میراں علیہ السلام با دائرہ می رفتند ثور عزیز با شد حضرت میراں علیہ السلام را خبر کردند کہ ایں دار حرب است چہ باید کرد میراں جیو علیہ السلام توجہ بحق تعالیٰ کردند۔ چوں چشم کشادند فرمودند قربان میشود ذبح کنند۔ اگر غلبہ خواہند کرد کافراں معجزہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است کہ مقہور شدند تا اطاعت کنند۔ با ما سر کشی چنیں کردن نتوانند و ترا خاتم ولایت محمدیہ گردانید ترا ہم ایں کرامت دادہ ام و با تو ہم کافراں ایں دو کار یکے خواہند کرد ولیکن ترا باید چوں بیایند روے خود بطرف لشکر ایشاں کنی۔ ببینی تا چہ پیدا شود۔ بعدہٗ آں ثور را ذبح و التماس کردند کہ ایں در راہ خدا گزرانیدیم فرمودند سویت کنید چوں یاراں در سویت مشغول شدند ناگاہ کافرے افتاد شور و غوغا کرد پیش بادشاہ خود رفت و بانگ کرد کہ دریں ملک کارے کہ گاہے نہ شدہ است در عہد تو می شود۔ بادشاہ کوچک بود ما در ش لشکر

---

[1] روایت (۲۹۴) ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ ب) (ا۔ ج)۔

نامزد کرد وزیر دانا بود و گفت که شتابی نکنید اگر لشکر مسلمانان با قوت باشد ناگاه بی آگاه آوردن نتوانستند اغلب از ناداناں ایں کار شده است که من با ندک سواراں بروم اغلب ایں خبر دروغ است تا چنانچه من گفتم همچنانست آرنده را خبر پرسیدند۔ ایں مردماں چه شکل دارند گفت فقیرانند باز پرسید چه مقدارانند هفتاد و هشتاد کس باشند۔ وزیر گفت آنچه من میگویم حکایت همچنانست که جماعت ناداناں هستند بارے آں وزیر آمد چه بینند که سویت کنند۔ گفت اے ناداناں چه کار کردید یاراں جواب دادند بفرموده سرلشکر ما ایں کار کردیم گفت سرلشکر شما می نمائید۔ بعده حضرت میراں علیه السلام را خبر کردند و میرانجی علیه السلام سوار شده آمدند چوں وزیر روے مبارک حضرت میر انعلیه السلام دید هر یک فی الحال از اسپ فرود آمدند و سر بر پائے مبارک نهادند و گفتند که ملک شما است ما نوکر شما هستیم حضرت میراں علیه السلام مر ایشاں را سوے دین محمد صلی الله علیه وسلم دعوت کردند۔ چوں از دعوت فارغ شدند کافراں گفتند مشکل ما امروز حل شد فرمودند چه مشکل؟ گفت شنیده بودم پیش از آں آغاز اسلام پیش یک مسلمان دو کافراں می گریختند چونکه مسلمان ضعیف شدند پیش مسلمان یک کافر گریخته و ایں زماں خود یکساں شده اند مسلماناں و کافراں۔ اکنوں معلوم شد آں مسلماناں پیشیں همچوں بوده باشند۔ حضرت میر انعلیه السلام تبسم کردند و فرمودند همچناں است۔ بعده آں وزیر سر بر پائے مبارک نهاده التماس کرد که چند روز روانه مشوید۔ فرمودند حقتعالیٰ ایں ملک را داده است۔ بغیر فرمان حقتعالیٰ ازیں ملک بیروں نخواهیم شد۔ وزیر گفت ما نوکر شما هستیم هر چه رضا باشد بکنید وزیر باز گشت پیش مادر بادشاه گفت ایں چه بلا کرده بودی ملک خود بدست خود تلف کرده بودی! ناں مردانِ خدا پرستانند گاهے ایں چنیں مردماں ندیده ام آنچه حکایت پیشیناں شنیده بودیم که اندک مومنان ولایت کافراں گرفتند و تاراج کردند دراں جاے اسلام کردند و بتخانه شکستند و بعضے کافراں اطاعت مسلماناں کردند۔ و آنانکه مسلمان نه شدند جزیه اسلامی قبول کردند۔ ایشاں آنانند که با ایشاں قتال ممکن نیست۔ باید که دل ایشاں معمور کنند و خوشنود گردانند۔ و بعده مادر آں بادشاه بسیار خدمتی فرستاد

بلکہ چند گوسفنداں ہم فرستاد۔ بعد ازاں چند روز فرمان حقتعالیٰ شد ازیں ولایت بیشتر استعداد روانہ شدن کردند۔ وزیر باز آمد و التماس کرد اے خداوند دریں راہ رہزنانند۔ ما ہم مستعد شویم و ہمراہ بیائیم تا آنکہ ازاں مقام بیشتر شوند تا دزداں مزاحمت نہ دہند۔ فرمودند آں خدا کہ ایں جا قوت غلبہ دادہ است ہمیشہ ہمراہ من است۔ ہمہ جائے امان و غلبہ دہندہ ہمونست حاجت شما نیست ایں فرمودند و روانہ شدند۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ایک روز اپنی جماعت کیساتھ ایک مملکت میں داخل ہوئے جو دار الحرب کے حکم میں تھی۔ ایک اہل دائرہ کا بیل بیمار ہوگیا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ دار الحرب ہے کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ (کچھ دیر بعد) چشم مبارک کھولکر فرمایا۔ اس کو ذبح کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ اگر کفار حملہ بھی کریں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیکہ وہ اتنا مقہور ہوں گے کہ اطاعت کریں گے۔ ہم سے سرکشی نہ کر سکیں گے۔ ہم نے تم کو ولایت محمدیہ کا خاتم بنایا ہے تم کو بھی وہی معجزہ دیا ہے کفار تمہارے ساتھ بھی ان دو کاموں میں سے ایک کام کریں گے۔ لیکن تمہیں چاہیئے کہ جب وہ آئیں تو اپنا منہ ان کے لشکر کی طرف رکھیں پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اہل دائرہ نے اس بیل کو ذبح کر دیا اور حضرت سے عرض کر دیا کہ یہ ہم نے فی سبیل اللہ پیش کر دیا ہے حضرت نے سویت کا حکم صادر فرمایا جب صحابہ سویت میں مشغول ہوئے۔ اتفاقاً ایک کافر ادھر سے گزرا شور مچایا۔ اپنے بادشاہ کے پاس پہنچکر فریاد کی کہ اس مملکت میں جو کام کبھی نہ ہوا تھا اب آپکے زمانہ میں ہوا ہے۔ بادشاہ کمسن تھا اس کی ماں نے فوج کو حکم دیدیا۔ وزیر عقلمند تھا عرض کیا جلدی نہ کیجئے۔ اگر مسلمانوں کیساتھ طاقت ور لشکر بھی ہوتا تو اس طرح بے اطلاع نہ آسکتے۔ غالباً ناواقف لوگوں سے یہ کام سرزد ہوا ہے۔ میں چند سواروں کیساتھ جاکر تحقیق کرونگا۔ غالباً یہ خبر جھوٹی ہے۔ پھر مخبر سے پوچھنے لگا کہ ان لوگوں کی علامات کیا ہیں؟ اس نے کہا فقیراں ہیں۔ پوچھا کتنے ہیں؟ کہا ستر یا اسّی نفوس ہوں گے۔ وزیر نے کہا۔ میں جو خیال کر رہا ہوں یہ خبر ویسی ہی ہے کہ یہ ناواقف لوگوں کی جماعت ہے۔ وزیر اس مقام پر پہنچا دیکھا سویت ہو رہی ہے کہا۔ اے ناواقف

لوگو۔ تم نے یہ کیا کام کیا صحابہ نے جواب دیا۔ ہم نے ہمارے سردار کے حکم سے کیا ہے۔ کہا تمہارے سردار سے ملاؤ۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اطلاع دیگئی۔ حضرت سواری پر تشریف لائے حضرت مہدی علیہ السلام کا چہرہ انور دیکھتے ہی گھوڑوں سے سب اتر پڑے۔ اور قدموں پر سر رکھدیئے۔ اور کہنے لگے ملک آپکا ہے ہم آپکے غلام ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے ان پردین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ السلام کی تبلیغ فرمائی جب بیان تبلیغ سے آپ فارغ ہوے تو کافروں نے کہا آج ہماری مشکل حل ہوئی۔ فرمایا۔ کونسی مشکل؟ عرض کیا ہم نے سنا تھا کہ آج سے پہلے آغاز اسلام کے زمانہ میں ایک مسلمان کے مقابلہ میں۔ دو کافر بھاگتے نظر آے ہیں۔ اور اس زمانہ میں اتنے کمزور ہوگئے ہیں کہ مسلمان دو کافر ایک نظر آرہے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ اگلے مسلمان ایسے ہی تھے۔ (جیسے کہ آپ لوگ نظر آرہے ہیں) حضرت مہدی علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا ہاں صحیح ہے۔ اس کے بعد وزیر نے پیر پر سر رکھکر عرض کیا کہ چند روز یہیں تشریف رکھئے۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں دیدیا ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ہم یہاں سے نہ جائیں گے۔ وزیر نے عرض کیا ہم تو آپکے غلام ہیں۔ آپ جو چاہیں کیجئے۔ وزیر واپس ہوا۔ بادشاہ کی والدہ سے کہا۔ آپنے تو بلا نازل کرلی تھی۔ اپنے ہاتھوں اپنا ملک تباہ کرچکی تھیں۔ وہ لوگ خدا پرست ہیں۔ ایسے لوگ تو کبھی دیکھنے میں نہیں آے۔ جیسا کہ اگلے لوگوں کے قصے ہم سنتے آئے ہیں کہ تھوڑے مومنین کافروں کے ملک پر غلبہ پاجاتے تھے۔ وہاں اسلام قائم کرتے اور بتخانے توڑ دیتے تھے۔ اور کفار اطاعت قبول کرتے تھے جو مسلمان نہ ہوتے انسے جزیہ وصول کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی کچھ ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ان سے جنگ ممکن نہیں ہے۔ ان لوگوں کی دلداری کرنی چاہیئے اور انکو خوش کرنا چاہیئے اس کے بعد بادشاہ کی والدہ نے بہت سارے خدمتگار روانہ کئے بلکہ چند بکرے بھی بھجوائے۔ چند روز بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا تو اس مملکت سے روانہ ہونے کی تیاری شروع کردی گئی وزیر حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ اے خداوند اس راستہ میں ڈاکو ہیں ہم بھی تیار ہوکر ساتھ چلتے ہیں تاکہ آپ اس خطرناک مقام سے گزر جائیں اور ڈاکو مزاحمت کرنے نہ پائیں۔ آپنے فرمایا جس خدا نے یہاں غلبہ عطا فرمایا ہے ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے اور ہر جگہ امن و غلبہ عطا فرمانے والا وہی ہے۔ تمہاری ضرورت نہیں۔ یہ فرمایا اور روانہ ہوگئے۔

روایت (۱۹۴) مندرجہ بالا کے بجائے نسخہ (غ۔ب) و (ا - ج) میں روایت ذیل مذکور ہے بلحاظ مضمون ہم اس کو بطور حاشیہ درج کر رہے ہیں۔

نقلست۔ چوں بسندھ رسیدند ستور را مذبوح کردہ گرفتند پیش بادشاہ فریاد آمد کہ طائفہ گاو را ذبح کردہ و گوشت او گرفتہ درون قلعہ آمدہ بجائے فرود آمدند۔ دلشاد وزیرے بود گفت رضا بدہ تا رفتہ بند کردہ بیارم۔ بعدہٗ بادشاہ گفت یک بار یک آدمی باید فرستاد تا بگوید کہ ازیں ولایت پیشتر شوید۔ مردم معتبر ایں پیغام رسانید۔ فرمودند کہ مرا از حق تعالیٰ فرمان شدہ است کہ ایں ملک ترا دادیم بغیر فرمان ازیں ملک بیروں نہ شوم اگر بر تو غلبہ کنند چوں روے تو بہ بینند بگریزند۔ ایں معجزہ جد تست۔ ترا ایں کرامت دادیم۔ اگر خاطر خوار شدن باشد زود بیائید۔ چوں ایں حکایت آئندہ پیش بادشاہ رسانید پس دلشاد قرار داد کہ بقالاں را عہد کنانید کہ دوکانہا بستہ دارند۔ و ایشاں را چیزے غلہ ندہند۔ تا بگرسنگی بمیرند۔ یا بروند دو سہ روز چنیں گزشت۔ یاراں بیراں علیہ السلام خبر رسانیدند۔ فرمودند کہ فرمان می شود ملک شما را دادہ ام چیزے بستانید۔ یاراں دویدند دوکانہا بزور کشادند۔ و ہر چہ خواستند ستدند۔ خبر بہ دلشاد رسید بہ بادشاہ رسانیدہ مشورت کرد۔ بطریق اخلاص ایشاں را در کشتی کردہ در آب غرق کنیم۔ گویانیدند پس لب آب جائے خوب است آمدہ بہ بینید فرمودند فرمان می شود جہاز بیارید جہاز آوردند دو کشتی نشستند چوں در میان آب رسید خواستند کہ غرق کنند۔ ناگاہ در آب جوش شد فرمان رسید کہ بخیم فرمودند کہ فرمان می شود کہ ہمدریں مقام نزول کن و با یاران خود بگو کہ بعد از نماز عشا، ہر کہ شک آرد او مردود است۔ در آں مقام نزول کردند و ہمہ یاراں بعد عشا خفتند و آں مرد ہیبت زدہ ہمراہ بود کہ ہیچ یکے نمرد و ہمہ یاراں برائے نماز فجر یکجا شدند در تحیر شد پیش حضرت میراں علیہ السلام تصدیق کرد و دنبال حضرت میراں علیہ السلام نگذاشت و تارک دنیا شد۔ (غ۔ب) (ا۔ج)

سہ۔ چوں بسندھ رسیدند بشہر پار میر ستور را مذبوح کردہ گرفتند (ا۔ج)

(۲۹۵)۔ نقل است کہ سگے ہمراہ بود ہر جا کہ حضرت مہدی علیہ السلام منزل کردے او نیز آنجا بودے چوں رواں شدے او نیز شدے و پنج وقت بانگ نماز گفتے[۲] بلکہ بعضے وقت بانگ نماز

۲ہ۔ گفتے در زانو مشغول بودے (غ۔ب) (ا۔ج)۔

مؤذن او بانگ گفتے و ہر روز آں سگ تا ربع روز بر زانو نشستہ مشغول بودے یک محل[1] برائے آزمودن طعام پیش او نہادے میل ہم نہ کردے و در ذکر بودے اورا سویت بود یاراں پرسیدند کہ روز قیامت حال سگ چوں خواہد شد۔ فرمودند ایں یار سگ اصحاب کہف خواہد بود[2] و فرمان می شود کہ اورا در گروہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وایں را در گروہ مہدی شمردہ خواہد شد۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ (حضرت کے دائرہ میں) ایک کتا تھا سفر میں ساتھ رہتا آپ جہاں مقام کرتے وہ بھی ٹہر جاتا آپ جب روانہ ہوتے وہ بھی ساتھ ہو جاتا تھا اور پانچوں نمازوں کے وقت (اپنی زبان حال میں) بانگ دیتا تھا۔ بلکہ بعض وقت مؤذن کے ساتھ ساتھ اذاں دیتا تھا اور ہر روز سوا پہر تک دو زانو بیٹھکر ذکر میں مشغول رہتا تھا۔ ایک وقت آزمایش کے طور پر (اس کے شغل ذکر کے وقت) اس کے سامنے کھانا رکھا گیا اس نے رغبت بھی نہ کی اور ذکر میں مشغول رہا۔ اس کے لئے سویت بھی مقرر تھی صحابہ نے سوال کیا کہ قیامت کے دن اس کتے کا کیا حال رہیگا۔ آپنے فرمایا یہ اصحاب کہف کے کتے کے ساتھ رہیگا۔ اور فرمان ہوتا ہے کہ اسکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں اور اس کو مہدی کی جماعت میں شمار کیا جائیگا۔

(۲۹۶) نقل است کہ کسے مبتلائے افیون بودے چوں پسخوردہ حضرت میر انعلیہ السلام خوردے حاجت افیون دیگر بار نیفتے۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ ایک شخص افیون کا عادی تھا جب حضرت مہدی علیہ السلام کا پسخوردہ پیتا اس کو کبھی افیون کی ضرورت پیش نہ آتی۔

(۲۹۷)[3] روزے یک شخص پیش حضرت میر انعلیہ السلام عرض کرد مادر فلاں کودک آہ میگوید دست زن بر سینہ درخانۂ ایں مہدی باد کہ پسر ما را کشیدہ تسبیم کردہ فرمودند کہ مہدیاں تا قیام قیامت باشند بہ بینم تا بر کدام کس آہ و دست زوتی بر سینہ می افتد۔

---

[1] ۔ بحذیکہ (ب ۱۰) [2] ۔ "خواہد بود" کے بعد کا مضمون ان نسخوں میں نہیں ہے (غ ب) (ا - ج) ۔ [3] بر صفحہ (۱۹۲) ملاحظہ ہو۔

ترجمہ ایک دن ایک شخص نے حضرت میر انعلیہ السلام کے سامنے عرض کیا کہ فلاں کی ماں آہ وبکاہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اس مہدی کے گھر میں (ہمارے مثل) ماتم (سینہ پٹنا) ہوکہ اس نے ہمارے بچہ کو کھینچ لیا ہے۔ آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا کہ مہدیاں قیام قیامت تک رہیں گے ہم دیکھیں گے کہ کس کے حصہ میں آہ وواویلا اور سینہ کوبی آتی ہے۔

(۲۹۸) نقل است[1] حضرت میر انعلیہ السلام ایں آیت تا آخر بیان کردند۔ فالذین ھاجروا و اُخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا (جزء ۴ رکوع ۱۱) ایں آیت اصالتاً در بیان شرف صحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وتابعان وے است و در گروہ مہدی شرف برائے آنانکہ بدیں صفت موصوف باشند۔ بعد بیان ایں آیت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ آمدند حضرت میر انعلیہ السلام فرمودند بے چارہ بریں سید چہا چہا خواہد شد۔

ترجمہ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت کے آخری حصہ تک بیان فرمایا "جن لوگوں نے ہجرت کی اور جن کو گھروں سے نکالا گیا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ستائے گئے اور جنھوں نے (فی سبیل اللہ) جنگ میں حصہ لیا اور جو شہید ہوئے) (جزء ۴ رکوع ۱۱) یہ آیت بطور اصالت اصحاب و تابعین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کے بیان میں ہے اور مہدی کی جماعت میں جو لوگ ان اوصاف سے متصف ہوں گے ان کو بھی اس آیت کا شرف حاصل ہے۔ اس آیۂ شریفہ پر بیان ہوچکنے کے بعد حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ آگئے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا اس بے چارے سید پر تو چہا چہا ہوگا۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۹۱ ۔ اس نقل کی عبارت انصاف نامہ میں اس طرح ہے۔ ونیز نقلست در وقت میران پسر یکے در راہ خدا تعالیٰ پیش حضرت میران آمد و مادرش دستہا بر سینۂ خود میزند و میگوید واہ مہدیؑ واہ مہدیؑ پیش میر انجنیو عرض کردند کہ ہمچناں دیوانگی میکند بعدہ آنحضرت فرمودند کہ پئے از من تا قیامت ایں چنیں مہدیاں باشند کہ در ہر خانہ دستہا بر سینہ زنند۔

[1] روایت (۲۹۸) ان نسخوں میں نہیں ہے (غ۔ب) (ا۔ج)۔

روایت (۲۹۸) کے بجائے نسخہ (غ۔ب) (ا۔چ) میں روایت ذیل مذکور ہے۔ چونکہ اس روایت کا مضمون خلط ملط پایا جا رہا ہے اس لئے ہم نے اس کو بطور حاشیہ درج کر دیا ہے۔

نقلست .. بعد رحلت ہر یکے اتفاق کردند این جوے را مدتے شدہ است از حق تعالیٰ می خواہد کہ لقمہ پسخوردہ حضرت مہدی علیہ السلام این را برسد۔ این پسخوردہ می خواہد۔ فرمودند آنچہ خوردہ بودم پسخوردہ آں بیائید حضرت میر انغلیہ السلام ماہی خوردہ بودند استخواں ہائے آں آوردند و بدست مبارک خود دراں انداختند۔ فرمودند کہ ہیچ اندیشہ مکنید حافظ خدا است ہر چند قصد غرق کردن می کردند نتوانستند باخیریت در خشکی فرود آمدند بعدہ رواں شدند بمقامے رسیدند وراہ پیش آمدہ دیدند یک راہ آب دارد و دیگر راہ بے آب۔ بطرف بے آب پیشتر شدند۔ یاراں گفتند دریں راہ آب نیست فرمودند کہ فرمان بریں راہ رفتن است بعد ساعتے غیر معتاد ابرے پدید آمد و ببارید کہ ہمہ منزل کفایت کند۔ در راہ می رفتند مردے ہشت خوردہ پیش آمدہ گفت کہ ایں راہ مروید پرسیدند چرا گفت دریں راہ امشب من با چندیں آدمیاں بمقامے نزول کردہ بودم با اسباب بسیار مرا فراغ نبود۔ شب بیدار بودم دیدم یاراں خسپیدند ہر یکے مردند مگر من ماندہ ام اسباب ہمہ بجا گزاشتہ کہ نزدیک مقبرہ شریفہ مقام کند تا موت نیاید لیکن در خواب حضرت میر انغلیہ السلام امر کردند کہ ازیں ولایت بروید بریں ولایت قہر است بداں سبب ہر یکے باز گشتند چنانچہ در خواب فرمودند ہمچناں عیاں شد۔ (غ۔ب) (ا۔چ)

(۲۹۹). نقلست حضرت میر انغلیہ السلام وقت رحلت ایں دو آیت خواندند قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (جز ۱۳ رکوع ۶) و دیگر الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ (جز ۶ رکوع ۵) یکے ہما جر با آواز بلند گریہ کرد فرمودند[1] بر گریہ کنندگاں آنچہ خبر دادنی بود از حق تعالیٰ خبر دادم۔ اکنوں کردن و ناکردن شما دانید۔

ترجمہ۔ روایت ہیکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے رحلت کے وقت اس آیۂ شریفہ پر بیان فرمایا کہ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (اے محمد کہو یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی

[1] ہر کہ گریہ می کنی بر خود گریہ کن۔ (ب۔۱)

طرف بصیرۃ پر بلاتا ہوں اور وہ (مہدی) بھی بلائیگا جو میرا تابع ہے۔ (جزء ۱۳ رکوع ۶) اور دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ۔ پر بھی بیان فرمایا۔

ایک مہاجر رضی اللہ عنہ بلند آواز سے رونے لگے آپ نے فرمایا رونے والوں کو جو کچھ معلوم کرنا تھا منجانب اللہ میں نے معلوم کر دیا ہے۔ اب اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا۔ وہ تم جانیں۔

(۳۰۰) منقول[1] است کہ بعد از رحلت ہر یکے اتفاق کردند ازیں جا برویدکہ دریں ولایت قہر شدنی است بداں سبب ہر یکے باز گشتند چنانچہ حضرت میراں علیہ السلام در خواب فرمودہ بودند ہمچناں شد عیاں۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ (حضرت مہدی علیہ السلام کی) رحلت کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس امر پر اتفاق کیا کہ یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس شہر میں قہر نازل ہونے والا ہے۔ اس لئے سب وہاں سے واپس ہو گئے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے خواب میں جس (قہر) کی خبر دی تھی وہی ہوا۔

(۳۰۱) منقول است کہ حضرت میر انعلیہ السلام بہ شب قدر بعد ادائے نماز عشاء با سنت موکدہ یک دوگانہ گزاردند و خود امام شدند و تمام یاراں مقتدی بعد از سلام حضرت میر انعلیہ السلام ایں دعا خواندند۔ اللّٰھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین بفضلک وبکرمک وبرحمتک یا ارحم الراحمین۔ بعدہ میانسید سلام اللہ التماس کردند کہ میر انجیو مایاں را فراموش کردند ایشاں ازیں دعا بے نصیب شدند بعد بدیں طریق خواندند۔

اللّٰھم احینا مسکیناً وامتنا مسکیناً واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین

وایں دعا نیز خواندند۔ اللّٰھم صغر الدنیا باعیننا وعظم جلالک فی قلوبنا اللّٰھم وفقنا لمرضاتک وثبتنا علی دینک وطاعتک بفضلک وکرمک وبرحمتک یا ارحم الراحمین۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً

[1] روایت (۳۰۰) و (۳۰۱) ان نسخوں میں نہیں ہے (غ ب) (ا۔ ج)

وارزقنا اجتنابہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وایں دوگانہ میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ خود امامت کردہ ہمیشہ گزاردہ اند جہت متابعت حضرت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم وجملہ مہاجران کہ بودند بدنبال میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ گزاردند۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے شب قدر میں سنت موکدہ کیساتھ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد ایک دوگانہ خود اپنی امامت میں ادا فرمایا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اقتدا کی سلام کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی "اللھم احیینی الخ (اے اللہ تو مجھے مسکین جلا مسکین حالت میں موت دے اور قیامت کے دن میرا حشر مسکینوں کے زمرہ میں فرما اپنے فضل وکرم سے اے بہترین رحم فرمانے والے" اس وقت میانسید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا بجی آپنے ہم کو فراموش فرما دیا ہم تو اس دعا سے بے نصیب رہ گئے پھر حضرت نے اس طریقہ پر دعا پڑھی اللھم احیینا الخ اے اللہ تو ہمیں مسکین جلا اور مسکین حالت میں موت دے اور قیامت کے دن ہمارا حشر مسکینوں میں فرما۔ اور آپنے یہ دعا بھی پڑھی۔ اللھم صغر الدنیا الخ اے اللہ ہماری نظروں میں دنیا کو حقیر بنا دے اور اپنے جلال کو ہمارے قلوب میں بڑھا دے اے اللہ تو اپنی مرضی پر چلنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اور اپنے دین اور اپنی اطاعت پر ہمیں ثابت قدم رکھ اے اللہ تو ہمیں حق کو حق کی حالت میں دکھا اور اس کی اتباع روزی کر اور ہمیں باطل کو بطلان کی حالت میں دکھا اس سے ہم کو بچا لے اپنی رحمت سے اے بہترین رحم فرمانے والے" اور یہ دوگانہ حضرت میانسید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع کے طور پر خود امام بنکر ہمیشہ ادا فرمایا ہے اور تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم بھی شریک رہتے آپکی اقتدا میں ادا کرتے تھے۔

(۳۰۲) نقل است حضرت مہدی علیہ السلام درحق بندگمیاں نظام رضی اللہ عنہ بن خداوند۔ ہفت[1] بشارتہا فرمودند یکے دیدن وچشدن دوم دریانوش سوم مست ہشیار چہارم کشتگ لاست پنجم بل ھو کل فیہ ششم گواہی چشم سر برویت حق تعالیٰ ہفتم رجال لا تلھیھم تجارۃ

[1] "ہفت" نہیں ہے (ع۔ ب) (ا۔ ج)

ولا بیع عن ذکر اللہ الآیۃ۔

ترجمہ۔ روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت بندگمیاں نظام بن خداوند رضی اللہ عنہ کے حق میں سات بشارتیں فرمائی ہیں۔ ایک "دیدن وچشیدن" دوسری "دریا نوش" تیسری "مست ہشیار" چوتھی "کشک ملاست" پانچویں "بل ھو کل فیہ" چھٹی "گواہی رویت حقتعالیٰ بچشم سر" ساتویں رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ الآیۃ۔

تمت الکتاب بعون اللہ
الملک الوھاب

ماہ محرم ۱۳۶۹ سنہ ہجری

فہرست مضامین حصہ توضیحات

مضمون	صفحہ
۱	۲
نعت در شانِ مہدی موعود علیہ السلام	۲
لمعات (تمہید)	۳
لمعۂ اول حمد و صلوٰۃ	
لمعۂ دوم بعثتِ مہدی موعودؑ	۴
خلیفۃ اللہ کی بعثت صرف منشاء و مصلحت خدا تعالیٰ پر منحصر ہے۔	۴
وحی، الہام، و کشف کا فرق۔	۴
وحی اور اس کے اقسام کی توضیح	۴
وہ احادیث جن میں مہدی علیہ السلام کی بعثت کا ذکر ہے۔	۵
مہدی موعودؑ آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے	۵
مہدی موعودؑ اور ان کے والد کا نام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے والد کے نام پر ہوگا	۵
قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جبتک کہ مہدی موعودؑ کی بعثت نہ ہو جائے۔	۵
مہدی موعودؑ وسطِ امت محمدیہ میں ظہور پائیں گے۔	۵
مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہیں اور ان کی بیعت فرض ہے	۶
مہدی موعودؑ معصوم عن الخطا ہوں گے۔	۶
مہدی موعودؑ آنحضرتؐ کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔	۶

مضمون	صفحہ
۱	۲
مہدی موعودؑ اور مجتہد کا فرق	۶
جب مہدی موعودؑ کی بعثت ہوگی تو آپ سے قبل کے مجتہدین کے تمام مذاہب کی تقلید بالعمل باطل ہو جائیگی	۷
مہدی موعودؑ کی بعثت کے مسئلہ میں جتنی کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں اتنی کثرت کسی اور مسئلہ کے متعلق نہیں پائی جاتی۔	۷
احادیث بعثت مہدی موعودؑ کو اکابر علمائے اہل سنت نے متواتر المعنیٰ تسلیم کیا ہے۔	۸
جو امور تواتر سے ثابت ہوں ان سے قطعی و یقینی علم حاصل ہوتا ہے جن کا انکار نقل و عقل کے خلاف ہے۔	۸
ابن خلدون نے احادیثِ بعثت مہدی موعودؑ سے جو اختلاف کیا اصول محدثین کے خلاف ہے	۹
احادیث متواترہ میں راویوں کے ضعف و قوت سے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔	۱۰
یہ کہنا صحیح نہیں ہیکہ خلفائے بنی عباس کے زمانہ میں احادیث مہدی موعودؑ پروپگنڈے کیلئے وضع ہوئی ہیں۔	۱۰
لمعہ سوم	
بخاری و مسلم میں مہدی موعودؑ کا ذکر نہ ہونا۔	۱۰
امام بخاری کا زمانہ اور ان کی مشغلات	۱۰

اصول حدیث کے تحت صحیح بخاری کی ایک حدیث پر بحث	۱۱
صحیح بخاری کو اصح الکتب کہنے کا مطلب	۱۲
علم دین کا انحصار صرف بخاری و مسلم پر نہیں ہے۔	〃
مسائل حنفیہ کی بنیاد جن احادیث پر ہے ان میں کی اکثر احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہی نہیں ہیں	〃
بخاری و مسلم اور موطا امام مالکؒ میں مناسبت	〃
امام بخاری نے چھ لاکھ صحیح حدیثیں کالی ہیں جنمیں سے احادیث صحیحہ کا کثیر حصہ صحیح بخاری میں درج نہیں ہوا ہے	۱۳
بخاری و مسلم میں بعثت مہدی موعودؑ کی احادیث نہ ہونے کے باوجود علمائے اکابر اہل سنت نے مسئلہ مہدی موعودؑ کو داخل اعتقادیات قرار دیا اور عقاید کی کتابوں میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے۔	
لمعہ چہارم	
مہدیؑ و عیسیٰؑ ایک زمانہ میں نہ ہونے کی بحث۔	〃
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وقت واحد میں دو خلیفے بعیت لیں تو ایک کو قتل کر ڈالو۔	〃
امام نوویؒ نے بیان کیا کہ ایک زمانے میں دو خلیفے جمع نہونے کے بارے میں سلف نے اجماع کیا ہے۔	۱۴
بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں جیش۔ امیر۔ امام وغیرہ الفاظ سے بعض لوگوں نے مہدی موعود جو مراد لی ہے صحیح نہیں ہے۔	〃
علامہ قاضی نجیب الدین جونپوریؒ نے ثبوت مہدیت امامنا علیہ السلام پر "مخزن الدلائل" ایک کتاب عربی زبان میں لکھی ہے جسمیں عیسیٰؑ و مہدیؑ ایک زمانہ میں ہونیکے خیال کو دلائل قطعیہ سے باطل قرار دیا ہے۔	〃
جب یہ بات تسلیم ہیکہ بخاری مسلم میں مہدیؑ کا ذکر نہیں ہے تو پھر صحیح بخاری و مسلم میں جیش، امیر، امام وغیرہ الفاظ جن حدیثوں میں آئے ہیں ان سے مہدیؑ مراد نہیں لی جا سکتی بلکہ اس سے کوئی اور شخص مراد ہے	۱۵
علامہ قسطلانیؒ نے شرح مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ کا مہدیؑ کی اقتدا کرنا یا مہدیؑ کا عیسیٰؑ کی اقتدا کرنا ایک بے اصل بات ہے جسکی کوئی سند نہیں عیسیٰؑ و مہدیؑ ایک زمانہ میں ہونے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے	۱۶
لمعہ پنجم	
قرآن مجید میں لفظ مہدیؑ کا ذکر کیوں نہیں ہے۔	〃
ایک شخص کی بعثت کا ذکر قرآن میں پایا جاتا ہے احادیث بعثت مہدی موعود ان آیات ہی کی تفسیر ہیں۔	〃
قرآن میں جس شخص کی بعثت کا ذکر ہے حضرت رسول اللہؐ نے اس کو لفظ مہدیؑ سے نہی فرمایا ہے	۱۷
لمعہ ششم	
مختصر حالات و خلاصہ احکام۔	〃
نویں دسویں صدی ہجری کے حالات اور ضرورت بعثت	〃
جو لوگ امامنا کی تصدیق سے مشرف ہوئے انھوں نے آپکی صداقت کو اسی معیار پر پایا جن اصول معیار پر انبیاء کی صداقت کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔	۱۸
اپنے پرائے سب آپکے تقدس مآب اخلاق عادات کے معترف رہے ہیں۔	
عبادات کی تین قسم ہیں جسمانی مالی قلبی نفسانی	〃

جسمانی و مالی عبادات کے مسائل کی خوب شگافی کی ہے لیکن قلبی عبادات کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔		متعلق احادیث۔	
رائے دلپت اور سلطان حسین شرقی کی جنگ میں امامنا کی شرکت اور غیر معمولی قوت کا ظہور۔	۱۸	ہماری حقانیت و کتاب و سنت کی موافقت کو عمیق و انتہائی محتاط نظر سے جانچنے کی ضرورت ہے	۲۱
رائے دلپت کے قلب پر اس بت کی تصویر نظر آئی جسکی وہ پوجا کرتا تھا۔	〃	عموماً دھوکہ یہ ہوتا ہیکہ حنفیہ ہی اہل سنت ہیں حالانکہ چاروں ائمہؒ اہل سنت میں داخل ہیں۔	〃
دماغ مقام تصور ہے دل مقام تصدیق۔	〃	موافقت اہل سنت کی توضیح۔	〃
امامناؒ پر جذبہ حقانی نمودار ہوگیا اور یہ بارہ سال رہا ہے۔ بتاسا سال ایسے گزرے کہ کچھ کھایا پیا۔	۱۹	امامناؒ کا دعویٰ کتاب اللہ و سنت رسول اللہؐ کی موافقت پر تھا۔	〃
علم تفرد کے بارے میں مشہور معروف علمائے معقول کے شواہد۔	〃	حضرت سید محمد جیونپوری کی ذات مہدی موعودؑ مسلّم ہونے کی وجہ ہم انھیں عقائد کے پابند ہیں جو مہدی موعودؑ کی نسبت ہونے چاہئیں۔	〃
جذبہ کے عالم میں بھی کوئی خلاف شرع فعل تو کیا ماثور ہوتا نماز تک قضا نہ ہونے پائی۔	〃	مہدویوں نے حدیث فقہ و کلام کی کتابیں علٰحدہ مرتب نہیں کی ہیں۔ ان کا استدلال ان کتابوں سے ہوتا ہے جو اکابر اہل سنت نے مرتب کیں اور انھیں معتبر و مسلم رہی ہیں۔	۲۲
امامناؒ نے طریقت و معرفت کی تعلیم اس نہج پر دی کہ کسی حال اور کسی مقام میں بھی شرک نہونے پائے اور آداب شریعت کی پابندی لازم قرار دیکر دھوکہ اور فریب کے راستے بند کر دیئے۔	〃	آمد مہدیؑ کے بارے میں جو لوگ معترض ہیں ان میں کے اکثر کا ماخذ ابن خلدون کے خیالات ہیں اور مذہب مہدویہ پر جو لوگ اعتراض کی جسارت کرتے ہیں اس کی وجہ زیادہ تر "ہدیہ مہدویہ" مولفہ زماں خاں شاہجہانپوری یا اس سے استفادہ کی ہوئی کتابوں کا مطالعہ ہے۔	〃
اقرب الطریق یعنی نزدیک کے راستہ کی توضیح۔	۲۰	مولف ہدیہ مہدویہ کے واقعہ قتل سے دو سال قبل ہی ہدیہ مہدویہ کے جوابات نکل چکے تھے۔	۲۳
نفس کے مطالبات کی توضیح۔	〃	کلام خصم کی بنا پر بغیر تحقیق کسی جماعت کو یا کسی فرد کو مورد الزام نہیں کیا جا سکتا۔	〃
الرھبانیۃ فی الاسلام کی صحیح اتباع کیساتھ انبیاء صحابہ و کاملین کی زندگی اختیار کرنے کا طریقہ، تعلیمات امامناؒ سے معلوم ہو سکتا ہے۔	〃		
مسلمانوں کا کوئی فرقہ اکابر اہل سنت کا اتنا موافق نہ نکل سکیگا جتنا مہدویہ کا مسلک ہے۔	〃		
میت کی زیارت چوتھے دن جو کیجاتی ہے اس کے	〃		

استدلال کا ایک اصول یہ ہے، کہ فریق مقابل کے مسلمات سے اپنا ثبوت مہیا کیا جائے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے تمام مسلمات ہمارے مسلمات ہوجائیں	۲۳
قرآن و حدیث و اولیائے کرام سے جو بھی استفادہ کریگا اس کا کلام مذہب مہدویہ سے زیادہ موافق پایا جائے گا۔	〃
(اختتام مضمون تمہید)	
توضیحات	
توضیح روایت ۱ و ۲ و ۲۶۵ در بیان صحت نقلیات مبارکہ۔	۲۴
اصول حدیث و اصول رجال کی بحث۔	〃
جو روایات محض راویوں کے غیر ثقہ یا تفرد کی وجہ محدثین کے پاس قابل استناد قرار نہ دی گئی ہوں اور ضعیف ہونے کی وجہ استخراج مسائل میں ان کو ناقابل استفادہ قرار دیا گیا ہو اور حقیقۃً وہ روایات صحیح ہیں تو مہدی موعودؑ کی بعثت کے بعد ان روایات کی صحت کی تصدیق یقیناً ممکن ہے۔	〃
توضیح روایات در بیان ثبوت مہدیت	۲۵
تفسیر آیۂ شریفہ افمن کان علی بینۃ من ربہ۔	〃
بعثت مہدی موعودؑ کا مہتم بالشان مسئلہ قرآن میں مذکور نہونا صحیح نہیں ہے۔	〃
ان احادیث کی تطبیق بالقرآن سے یہ معلوم کرنا آسان ہوجاتا کہ وہ احادیث کن آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہیں۔	۲۶
آیت مذکورہ کی تفسیر میں "من" کی ذات خاص خلیفۃ اللہ سے متعلق ہے۔	〃
"من" اور اس کے متعلقہ ضمائر۔	۲۶
"من" کا صاحب بینہ ہونا۔	〃
آیات و بینات کا استعمال قرآن مجید میں صرف اُن امور سے متعلق ہوا ہے۔ جو طاقت بشری سے خارج ہوں عام ازیں کہ وہ امور انبیاء کی نبوت پر دال ہوں یا خاص قدرت الٰہیہ پر دال ہوں۔	۲۷
جنگ بدر کا واقعہ	〃
معرفت ذات و صفات نور ولایت کے بغیر ممکن نہیں اس لئے ہر نبی کو پہلے ولایت حاصل ہوتی ہے	۲۸
"ولکن جعلناہ نوراً" آیۂ شریفہ کی تفسیر حضرت شاہ قاسم مجتہد گردیزیؒ نے جو تحریر فرمائی ہے	〃
ولایت مصطفیٰؐ کی توضیح جو حضرت موصوفؒ نے بیان فرمائی ہے۔	〃
ولایت کے متعلق دیگر علماء کے اقوال۔	۲۹
مؤلف ہدیہ مہدویہ کی غلط بیانی۔	۳۰
"بینہ" سے مراد اتباع ولایت مصطفیٰؐ ہے۔	〃
امامنا علیہ السلام کا صاحب ولایت ہونا ان لوگوں نے بھی تسلیم کیا ہے جنھوں نے آپ کے دعوے مہدیت کی تصدیق نہیں کی۔	〃
قولاً۔ فعلاً۔ حالاً بے خطا اتباع صرف خلیفۃ اللہ سے ممکن ہے۔	〃
"یتلوہ" کی ضمیر کی تخصیص۔	۳۱
"اولئک یومنون بہ" کی تفسیر۔	〃
اس سے "من" کی ذات داخل ایمانیات	〃

قرار پاتی ہے۔ اور امت رسولؐ میں بجز حضرت عیسیٰ و مہدی موعود علیہما السلام کے کوئی فرد ایسا نہیں جس پر ایمان لانا فرض ہو۔	
"ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ" کی تفسیر	۳۱
اس سے "من" کا انکار کفر اور اس کی تعزیر دوزخ ثابت ہوتی ہے۔	〃
جب اس کا انکار کفر ہے تو وہ خلیفۃ اللہ ہی ہو سکتا ہے	〃
"فلا تک فی مریۃ منہ" کی تفسیر	۳۲
"انہ الحق من ربک" اور "اکثر الناس لا یومنون" صاف دلالت کر رہے ہیں اس "من" سے خلیفۃ اللہ و مفترض الطاعۃ والایمان فرد مراد ہے۔	〃
توضیح روایت ۹ و ۱۰	۲۸۰
امامناؑ نے فرمایا "بندہ کو روزانہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے۔	〃
وحی بالتوسط و بلا توسط کی توضیح۔	〃
امامناؑ کو وہبی علم حاصل تھا۔	۳۳
ولادتِ باسعادت کا اہم واقعہ کہ جنتکے کپڑے نہ پہنائے گئے آپنے شرمگاہ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے	〃
امامناؑ کی تسمیہ خوانی کا اہم واقعہ۔	۳۴
شاہ دانیال کے مدرسہ میں تعلیم پانا۔	۳۵
سات سال کی عمر میں کلام اللہ حفظ فرمایا بارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ تمام علماء نے "اسد العلما" کا خطاب دیا۔	۳۶
آپ کے استاد سے جو عقدے حل نہ ہو سکتے تھے آپنے حل فرما دیئے۔ اور اکثر ایک ہی جواب میں مطلب ادا ہو جاتا تھا۔	۳۷
حضرت خواجہ خضرؑ کا امامناؑ کو امانت سپرد کرنے کا اہم واقعہ۔	〃
امامناؑ کا اپنے استاد کے علم پر فوقیت رکھنا حیرت کی بات نہیں۔	〃
داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ایک مقدمہ میں فیصلہ	〃
بارہ سالہ عمر کے اندر اندر علم کسبی سے جو تعلق رہا وہ صرف اظہار اعجاز کیلئے تھا۔	۳۸
توضیح روایت ۱۰	
"ثم ان علینا بیانہ" کی تفسیر	۴۰
مولف ہدیہ مہدویہ کا اعتراض و جواب۔	〃
لفظ "فارقلیط" کی تحقیق۔	۴۱
اسلام۔ ایمان۔ احسان کی توضیح۔	۴۲
توضیح روایت ۱۱	
امامناؑ کا منجانب اللہ بعض امور مخفیہ پر آگاہ رہنا۔	
مولف ہدیہ مہدویہ کا اعتراض و جواب۔	〃
علم غیب کی تعریف و توضیح۔ آیات و احادیث کی روشنی میں۔	۴۴ تا ۴۸
توضیح روایت ۱۲	
مہدی موعودؑ اور ان کے والد ماجد کے نام کے بارے میں علماء کا سوال۔ امامنا علیہ السلام کا جواب مولف ہدیہ مہدویہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔	۴۸ تا ۵۳

عبداللہ" کی توضیح	۵۲
توضیح روایات ۲۶ و ۲۷	
امامنا علیہ السلام کی حیات طیبہ میں حق کی تاثیر ہر روز ترقی پا رہی تھی۔	۵۳
توضیح روایات در بیان معجزات	
نشانی یا دلیل طلب کرنا انسان کی فطری خصوصیت ہے	۵۴
خلیفۃ اللہ ایسی نشانیاں دکھاتا ہے جو قدرت بشری سے خارج ہوں۔	〃
معجزہ۔ کرامت۔ اور سحر کا فرق	۵۵
امامنا علیہ السلام کے بعض اخبار مغیبہ جنکو آپ نے بطور تحدی و حجت مہدیت بیان فرمایا۔	۵۶
	۵۷
توضیح روایات در بیان پسخوردہ	
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسخوردہ اور اس کی تاثیر۔	〃
پسخوردہ کی تاثیر محض صالحیت و لطف الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔	۵۸
حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کا واقعہ	〃
دائرہ میں کتار رہنے پر مولف ہدیہ مہدویہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔	〃
توضیح روایات در بیانِ انکار مہدی	
انکار مہدی کفر ہونے کے وجوہ	۵۹
اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی آدمی کو کافر کہتے پھریں۔	〃
قلت و کثرت قابلِ لحاظ نہیں احکام شرع قابل لحاظ ہیں	۶۰
مخالفین کی صحبت سے بچنے کی ہدایات۔	〃
امام مہدیؑ کا ظہور ہو تو فقہا و علما ہی دشمن ہونگے پیشگوئی۔	۶۱
توضیح روایات در بیان عشق	
عشق کی ایک اہم نوعیت کی توضیح۔	〃
خاتمین کی خصوصیت یہ ہے کہ حب ذاتی اور عشق حقیقی کے اکمل مظاہر ہیں۔	۶۲
کنت نبیا و آدم بین الماء والطین حدیث شریف کی تشریح۔	〃
خاتم ولایت محمدیہ کہنے کا مطلب	۶۳
نفوس ناطقہ کے لحاظ سے صفت عشق کی توضیح۔	〃
توضیح روایات در بیان ترغیب عشق	〃
عشق کسبی اور وہبی کا فرق۔	〃
امامناؑ کی صحبت میں بعض ہستیاں وہبی عشق سے بھی سرفراز تھیں۔	۶۴
اس کی پیشگوئی حدیث شریف میں بھی ہے۔	〃
عشق و محبت الٰہی فی الحقیقت بدن اسلام کی روح ہے امامنا علیہ السلام کی تعلیمات بے روح علمیت کے خلاف ایک جہاد عظیم ہیں۔	۶۵
بیعت شیخ بھی ضروریاتِ عشق میں داخل ہے۔	〃
دور نبوت میں بھی بیعت کا عمل تھا دور ولایت میں بھی جاری ہے۔	〃
آیات و احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب صالحین و راشدین کا وجود ختم ہو جائیگا تو وہی قیامت کے وقوع کا وقت ہوگا۔	۶۶

فرائض ولایت

امامؑ کے احکام، احکام شرعیہ کے مماثل ہیں۔ ۶۶

جن مسائل کو ائمہ مجتہدینؒ نے مستحب قرار دیا ہو ان کو فرض قرار دینے سے نسخ لازم نہیں آتا۔ ″

شریعت و طریقت کی توضیح ۶۷

ظاہر و باطن کے مسائل کی حقیقت ″

توضیح روایات در بیان طلب دیدار خدا

اللہ تعالیٰ کے وجود اور اسکی وحدانیت پر ایمان و اعتقاد کے بعد اس کی طلب پیدا ہونا ایک فطری لازمہ ہے۔ ۶۸

جذبہ طلب کا صحیح یا غلط استعمال۔ ۶۹

دنیا میں کوئی خدا کا منکر نہیں اصطلاحات و تصورات کا فرق ہے۔ ″

بعض لوگ صرف ظاہری نظام عبادات و معاملات کی حد تک مظاہرہ محبت و اطاعت پر اکتفا کرتے ہیں اور بعض کے جذباتی عنصر میں اتنا انقلاب پیدا ہوجاتا ہیکہ وہ ان حدود سے اوپر ترقی چاہتے ہیں۔ ۷۰

اللہ تعالیٰ کے وجود کا تصور جتنا زیادہ قریب صحت ہوگا اقرار توحید کی منازل میں اس کا مقام بلند ہوگا ۷۱

طلب دیدار خدا کی فرضیت اور مولفۃ قلوبہ یہود یہ کے اعتراضات کی بحث۔ ″

اللہ تعالیٰ کا دیدار چشم سر یا چشم دل یا خواب میں ہونا مسلمات اہل سنت میں داخل ہے۔ ۷۳

مسئلہ دیدار خدا سے متعلق ایک آیہ شریفہ پر نہایت بادلیل بحث۔ ″

شرعی ضابطہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس امر کا حکم دے اور جس امر سے منع کرے اور اس کی خلاف ورزی کی سزا دوزخ قرار دے تو اس کی اتباع اور امر ممنوع کو ترک کرنا فرض ہوگا۔ ″

دیدار سے متعلق آیت قرآن کے لفظ "لقاء" کی تحقیق ۷۵

متقدمین متکلمین کے طرز استدلال کی خصوصیت ۷۶

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں مادی جسم کی رویت کی شرائط و لوازم کے اصول پر بحث کرنا غلطی ہے۔ ″

جو حکم قرآن و حدیث متواتر سے ثابت ہو اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ خواہ ہماری عقل اس کو سمجھنے قاصر ہو ۷۷

آیت قرآن مجید جس میں "دیدار" کی آرزو کرنے والے کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا گیا ہے۔ ″

فرمان امام علیہ السلام میں بینائی کی تشریح۔ ۷۸

رویت مطلقہ و رویت مقیدہ کی توضیح

توضیح در بیان رموز حقیقت

آنچہ در بیان می آید ہمہ شریعت است و حقیقت در بیان نمی آید: کی تشریح۔ ۷۹

ولایت بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایک خصوصیت ہے ۸۰

ولایت کی حقیقت بیان میں نہ آسکتا اور ہی دیدار الٰہی و سیر ولایت اور ۸۱

توضیح در بیان ترک دنیا

"رہبانیۃ" کا ترجمہ "ترک دنیا" کرنا غلط اور اصول اسلام کے منافی ہے۔ ″

قرآن مجید میں لفظ "دنیا" کے استعمال کی خصوصیت ″

احادیث میں "ترکِ دنیا" کے لفظ اور اسکی فضیلت پائی جاتی ہے۔	۸۱
"رہبانیۃ" اور "زہد" کے فرق کی توضیح۔	۸۲
زہد فی الدنیا اور "ترک دنیا" بالکل ہم معنی ہیں۔	〃
ائمہ مجتہدین صرف عبادات و معاملات کے مسائل کی کاوشوں میں منہمک رہے عشق و محبت الٰہی کے لوازم سے تعلق رکھنے والے مسائل میں انھوں نے موشگافی نہیں کی۔	〃
بعض آیات قرآن میں دنیا کی مذمت اور دوزخ کی سزا کا بیان۔	۸۳
ترک دنیا اور توکل کے مسائل کا فرق	〃
"حیات دنیا" اور "متاع حیات دنیا" سے متعلق امامنا علیہ السلام کا فرمان۔	〃
"متاع حیات دنیا" کی توضیح	〃
دنیا میں منہمک و مشغول ہونا منع ہے صاحب زن و فرزند ہونا منع نہیں۔	۸۴
رہبانیت اور تعلیمات امامنا علیہ السلام کا فرق	〃
للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ آیت قرآن کی تفسیر۔	〃
اصحاب صفہ کی اہم خصوصیات	۸۵
احصار فی سبیل اللہ کا مطلب۔	〃
لا یستطیعون ضرباً فی الارض کی تفسیر	〃
فقر اضطراری و اختیاری کا فرق	〃
مومن کے لئے کسب ممنوع نہیں ہے۔	۸۶
"تعفف" یعنی استغناء و سوال سے بچنے کی خصوصیت	〃
سوال حرام ہونے کی توضیح۔	۸۶
تعرفھم بسیماھم کی تفسیر۔	۸۷
کسی فقیر کو پہچاننا ہر شخص کے بس کی بات نہیں	〃
اللہ غنی وانتم الفقرا۔ اور۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ کا فرق	〃
امامنا نے ترک محبت متاع حیات دنیا کی ہی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ یہ بھی کہ مومن آخرت کے ثواب پر بھی نظر نہ رکھے۔	۸۸
حصول دیدار خدا ہی عین جنت ہے۔	〃
مہدویت کا مرکز صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔	〃
ترک دنیا کی ظاہرہ صورت، ترک محبت متاع حیات دنیا ہے۔ اور اسکی باطنی صورت، ترک ہستی و خودی۔	〃
حیات دنیا کی توضیح۔	〃
ترک شرک کا کمال یہ ہیکہ ترک خودی بھی ہو جائے۔	۸۹
حیات طیبہ کی توضیح۔	〃
اضطراری موت اور اختیاری موت کا فرق۔	〃
ترک خودی سے دیدار خدا نصیب ہو سکتا ہے۔	۹۰
آیت قرآن کے لفظ "عمل صالح" کی تفسیر۔	〃
طریقہ مہدویہ کے لحاظ سے ایک اور نوعیت کی توضیح۔	〃
ترکِ دنیا سے متعلق مولف ہدیۂ مہدویہ کے اعتراضات اور اس کے جواب۔	〃
توضیح روایات در بیان ذکر اللہ	
جن آیات میں "ذکر اللہ" کا بیان ہے اس پر بعض لوگوں نے جو تاویل کی ہے اس پر تنقید۔	۹۲

بعض آیات جن میں معرفتِ توحید پر زور دیا گیا ہے	۹۳
قرآن مجید کے مضامین بھی آیات الٰہی ہیں اور کائنات و موجودات بھی آیات الٰہی ہیں۔	۹۴
بعض آیات جنمیں ذکر اسم الٰہی کی ہدایات ہیں۔	〃
امامناء کی بعثت کا مقصد عشق و محبت الٰہی کی تعلیم ہے اس لئے آپ کی تعلیمات کا موضوع طلب دیدارِ خدا ہے اور طلب کا لازمہ ذکر و توجہ بھی ہے۔	۹۵
بعض لوگوں نے "ذکر" سے مراد نماز جو بیان کی ہے اس کی حقیقت آیات و احادیث کی روشنی میں۔	〃
آیتِ قرآن سے "ذکر" کی فرضیت کا ثبوت	۹۶
"نماز" اور "ذکر" کا فرق	〃
ذکر اللہ سے غفلت موجب عتاب و عذاب ہے تو اس کی فرضیت کو تسلیم کرنا اصول شرعیہ میں داخل ہے	۹۷
قرآن کے الفاظ میں "الوالالباب" کی خصوصیت جو بیان ہوئی ہے عہدویہ جماعت میں اس کی مطابقت پائی جاتی ہے۔	۹۸
عالیت و عزیمت اور رخصت کا فرق	〃
سلطان اللیل۔ سلطان النہار کی توضیح۔	〃
حضرت سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؑ کا حکم تعلیماتِ امامناء کے خلاف نہیں ہو سکتا۔	〃
ذکر لا الٰہ الا اللہ کے بعض مراتب کا بیان۔	〃
ذکر لا الٰہ الا اللہ کی تاثیر۔	۹۹
مراقبہ و مشاہدہ۔	۱۰۰
ذکر خفی تمام اذکار مراتبی میں افضل ترین ہے اس لئے فقرائے عہدویہ میں اورادِ وظائف اور تسبیح کے دانوں یا انگلیوں کی گنتی پر عمل نہیں رہا ہے۔	〃
ذکرِ پاس انفاس کی توضیح جو حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔	۱۰۰
ذکر خفی میں بجز ذات باری تعالیٰ کے کوئی اور تعلق نہیں ہو سکتا لیکن اورادِ وظائف میں غیر اللہ کا تعلق ہو سکتا ہے۔	۱۰۱
لا الٰہ الا اللہ کی توضیح جو حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان فرمائی۔	〃
ذکر الٰہی اور عبادات میں خیال ماسوی اللہ کا شمہ برابر بھی دخل باعث خلل تصور کیا جائے۔	۱۰۳
ترک خیال ماسوی اللہ کے متعلق ایک اہم روایت۔	〃
توضیح روایات در بیان توکل	
آیات سے استدلال۔	۱۰۵
توکل کو ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے اس لئے ہر مومن پر توکل فرض ہو جاتا ہے خواہ یہ کتنا ہی کم درجہ کا ہو۔	۱۰۶
رازق حقیقی کا بیان۔	〃
توکل کا انتہائی مرتبہ یہ ہیکہ تمام ذاتی کاروبار کو خدا پر سونپ دے راضی برضا اور بے اختیار ہو جائے۔	۱۰۷
آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ میں توکل کی خصوصیت۔	〃
حلال اور حلال طیب کا نازک فرق جو امامناء نے بیان فرمایا۔	〃
اللہ تعالیٰ نے حلال چیزیں امتحان کے لئے پیدا کی ہیں۔	۱۰۸

حضرت بندگی ملک الہداد رضؓ کی انتہائی احتیاط تقویٰ کا ایک واقعہ۔	۱۰۸	بعض روایات سے کاسبین کے گھر پر دعوت میں جانے کا حکم بھی پایا جاتا ہے۔	۱۱۴
حلال طیب کی شرط کی حفاظت کے متعلق ایک اہم روایت۔	۱۰۹	ایک روایت جس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ فقر و توکل زہد و تقویٰ کو مہدویوں کے شعار کی حیثیت سے کس قدر شہرت ہوچکی تھی۔	
تعلیم توکل میں سوال سے بچنے کی زیادہ اہمیت پائی جاتی ہے۔	〃	فقرا کے لئے بھائی بیٹے وغیرہ قریبی قرابتداروں کی کمائی سے استفادہ بھی منافی توکل قرار دیا گیا	۱۱۵
سفر خراسان میں امامنا علیہ السلام کی مناجات آپ نے صرف سوال ہی کو توکل کے منافی نہیں قرار دیا بلکہ صورت سوال سے بھی صریح طور پر منع فرمایا۔	۱۱۰	ایک روایت کی توضیح جو حضرت امامناؑ نے ایک دفعہ روٹی ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا کہ بندہ اور خدا کے درمیان یہی پردہ ہے۔	〃
بعض روایات جن سے توکل کی خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں۔	〃	زندگی کا مقصد صرف روٹی نہیں قرار دیا جاسکتا۔	〃
حضرت نبی الہادی رضی اللہ عنہا وفات پائیں تو ان کی دامنی سے سونے کا ایک تنکہ نکلا امامناؑ نے فرمایا گرم کرکے ان کی پیشانی پر داغ دو۔	۱۱۱	ہر تخلیق و ایجاد کا ایک مقصد ہوتا ہے غور کرنا چاہیئے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے۔	۱۱۶
آیت و حدیث میں بھی داغ دیئے جانے کا ذکر ہے	〃	کسب و تجارت کی خصوصیت کیا ہونی چاہیئے امامناؑ نے بیان فرمائی ہے۔	〃
جو لوگ داہوتی مقام پر ہوتے ہیں بغیر حلال طیب کسی اور طریقہ و تدبیر کی غذا کو اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں۔	۱۱۲	ہر انسان اپنے حدود اختیار سے آگے خدا پر بھروسہ کرنے پر مجبور ہے۔	۱۱۷
توکل کے باب میں امامناؑ کی تعلیمات میں رخصت کی صدر کھنے والے احکام بھی موجود ہیں۔	〃	بندگی کا مقصد بقائے صحت و توانائی ہے صحت و توانائی کا مقصد ذکر و عبادت الٰہی ہے تاکہ باطن کھل جائے۔	〃
حضرت سید محمود سیدنجی خاتم المرشدینؑ نے رسالہ خدادو وقت کردہ بخورید جو حکم فرمایا وہ حکم مہدی کے تحت ہی فرمایا ہے۔	〃	ایک فرمان امامناؑ سے توکل کے اعلیٰ ترین مفہوم کا علم ہوتا ہے۔	〃
حضرت بندگیماں سید محمود سیدنجی رضی اللہ عنہ کے عمل سے توکل کی ایک اور اعلیٰ مثال کا علم ہوتا ہے۔	۱۱۳	رزق کی نسبت سے خدا پر بھروسہ کرنا بھی ایک گونہ غیر اللہ سے وابستگی کا حکم رکھتا ہے۔	〃
		فقرائے مہدویہ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کیجاتی ہے	〃

تو اللہ کی طرف منسوب کرنے کی نیت سے اللہ دیا" کیا جاتا ہے اس کی توضیح آیات قرآن مجید کی روشنی میں	
توضیح روایات در بیان صحبت صادقاں	
آیۂ شریفہ کونوا مع الصادقین کی تفسیر	۱۱۸
اتقوا اللہ کی تفسیر	۱۱۹
جس طرح تقویٰ ہر مومن پر فرض و لازم ہے اسی طرح صحبت صادقاں بھی فرض ہے۔	〃
بری صحبت کا اثر مومن کے ایمان کو بھی متاثر کر سکتا ہے	〃
فقرا کی خصوصیت اور بیعت کی اہمیت۔	۱۲۰
مرشد کی صحبت کے گیارہ آداب اور ان پر آیات قرآن مجید سے استدلال۔	〃
توضیح روایات در بیان ہجرت	
ہجرت کے بارے میں قرآن و حدیث سے استدلال	۱۲۱
ہجرت و اخراج کا فرق۔	۱۲۲
مولف ہدیہ مہدویہ کے اعتراضات اور اس کے جواب۔	〃
آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہؓ کی ہجرت	〃
لا ھجرۃ بعد الفتح کی تحقیق۔	〃
حق تو یہ ہے کہ اگر ہجرت کی تعلیم اور اس کی اہمیت تعلیمات امامناؑ میں موجود نہ ہوتی تو یقیناً دعوی مہدیت کی صداقت متاثر ہو جاتی۔	۱۲۳
امامناؑ نے اپنی صحبت سے مستفید ہونیوالوں کی نسبت فرمایا جو شخص صبح میں ہجرت کر کے دائرہ میں آجائے وہ اس شخص کا مرشد ہے جو شام میں آئے۔	〃
آیۂ شریفہ لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر کی تفسیر۔	〃

یہاں مولف ہدیہ مہدویہ کا اعتراض کہ اس تفسیر سے مہدی اور ان کے صحابی سید خوندمیر کی قرآن فہمی معلوم ہوتی ہے۔	۱۲۴
اس کا تحقیقی اور مسکت جواب۔	〃
نازک تفہیم کو قرآن فہمی کے خلاف کہنا خود معترض کے مقام علم کا مظہر ہے۔	۱۲۵
آیت قرآن میں ترک ہجرت کی سزا دوزخ قرار دی گئی ہے اس لئے ہجرت از روئے اصول فرض ہے۔	〃
ہجرت ظاہری و باطنی کا فرق۔	〃
حضرت سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؑ کے علم کی توضیح۔	〃
آیۂ شریفہ لن ترانی کی تفسیر و تحقیق۔	۱۲۶
فقرائے مہاجرین کا ترکہ" ان کے ایسے ورثاء کو نہیں دیا گیا جنھوں نے ہجرت نہ کی۔	〃
اس پر یہ خیال کرنا غلط ہے کہ مہدویوں کے پاس آیات مواریث کے مطابق "متروکہ" تقسیم نہیں کیا جاتا۔	۱۲۷
ناسخ و منسوخ کے بارے میں مہدویوں کا نقطۂ نظر۔	۱۲۸
تقسیم ترکہ کے بارے میں جو روایات زیر بحث ہیں وہ آیت قرآن مجید کے بالکل مطابق ہیں۔	〃
آنحضرتؐ صلعم کے باغ فدک کا مشہور واقعہ۔	۱۲۹
ہجرت ظاہری ہو یا باطنی ہر صورت میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہؐ کے خلاف کوئی حیثیت مذہب مہدویہ میں موجود ہی نہیں ہے۔	〃
توضیح روایات در بیان علم خواندن	
علم اور عالم کے فضائل میں آیات و احادیث۔	〃
تعلیمات امامناؑ میں علم کی اجازت و ممانعت دونوں	

پائی جاتی ہیں اس مسئلہ کی تحقیق۔	
علم کی لغوی و اصطلاحی بحث۔	۱۳۰
امی مہدوی، غیر مہدوی عالم پر کس طرح غالب آتے تھے۔	۱۳۱
علم دین کی خصوصیت اور صوفیہ و محققین کی اس بارے میں تشریح۔	۱۳۲
امامناؑ کی صحبت کی اہمیت اور اس کا اثر۔	۱۳۴
ممانعتِ تحصیل علم یا مطالعہ کتاب کی حقیقت۔	۱۳۵
امامناؑ نے علوم شرعیہ کی تحصیل سے بھی منع نہیں فرمایا	۱۳۶
بعض اہم روایات کی توضیح۔	۱۳۷
ایک روایت پر مولف ہدیہ مہدویہ کی غلط فہمی کا ثبوت	〃
ان روایات کا بیان جنہیں ضرورت علم پر زور دیا گیا ہے	۱۳۸
جن صحابہؓ کو امامناؑ نے پہلے مطالعہ کتب سے منع فرمایا تھا بعد میں خود آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔	〃
علم لدنی کی تحصیل کیلئے رہبر کے احکام و ہدایات کی پابندی اور اس کے بتلائے ہوئے مشاغل میں انہماک لازم و ضروری ہوتا ہے۔	۱۳۹
توضیح روایات در بیان فضائل صحابہؓ	
سوانح صحابہؓ مہدی موعودؑ میں رضا و تسلیم۔ صبر و توکل اور فنا و نیستی کی اعلیٰ مثالیں پائی جاتی ہیں	۱۴۰
حضرت سید خوندمیرؓ کا فرمان کہ دوسروں پر اپنی فضیلت جتلانا ہستی کی صفت ہے جو تعلیمات امامناؑ کے بالکل مغائر ہے۔	〃
سیدین کی خصوصیات کی ایک اہم روایت۔	۱۴۱
سیر ثبوت اور سیر ولایت کے فرق کی توضیح۔	〃
بعض دیگر صحابہؓ کو سیر انبیاءؑ کی بشارات۔	۱۴۲
ایک حدیث شریف جسمیں قوم مہدی موعودؑ کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔	〃
اس پر ہدیہ مہدویہ کا اعتراض اور اس کا جواب آیت قرآن مجید کی روشنی میں۔	〃
فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ	۱۴۳
آیت قرآن کی تفسیر اور حدیث زیر بحث کی تطبیق۔	
نہ صرف حضرت مہدی علیہ السلام ہی موعود خدا و رسولؐ ہیں بلکہ آپکی قوم بھی موعود خدا و رسولؐ ہے	۱۴۵
سیر انبیاءؑ کی بشارات کی تحقیق۔	〃
توضیح روایات در بیان قاتلوا وقتلوا	
سلسلہ روایات جس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے قتال اور بدلہ ذات ہونے کی روایت سے کتنے جلیل القدر صحابہؓ کا بحیثیت راوی تعلق رہا ہے۔	۱۴۶
پہلی دفعہ جب حاضر ہوئے تو بندگیمیاںؒ پر مکاشفات ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سر مبارک کی قربانی مع ایک صد سر کے قبول فرمائی۔	۱۴۷
آیت قاتلوا وقتلوا پر اور حامل بار امانت پر امامناؑ کا اہم بیان۔	۱۴۸
حضرت بندگیمیاں شاہ نعمتؓ کے ذریعہ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیرؓ نے حامل بار امانت کون ہے معلوم کرنا چاہا۔ امامناؑ کا جواب۔	〃
اس روایت پر ایک غلط استدلال کا ازالہ۔	۱۴۹
بدلہ ذات ہونے کی بشارات مہدی علیہ السلام نے	۱۵۰

بحکم خدا تعالیٰ بیان فرمائی ہیں۔		پایا جاتا ہے۔ اور جس طرح وہاں کسی کے متعلق تقید کی ذرا سی کمی خسارۂ ایمان و آخرت کا باعث ہو سکتی ہے یہاں بھی دل میں شبہ اور دامن خیال پر دھبہ نہ آنا چاہیئے۔	
یہ ثابت ہے کہ خبر شہادت کا علم حضرت سید نذیر حسین رضؓ کے سوائے دوسرے صحابہؓ کو بھی تھا اس لئے یہ خبر واحد نہیں بلکہ خبر مشہور و قطعی الصدور و قطعی الدلالت کی شان رکھتی ہے۔	۱۵۳	صحابہؓ کا باہم اخلاص اور بندگیاںؓ کا شرف بیان قرآن۔	۱۶۱
خبر قتال حجت مہدیؑ ہونے کی بحث۔	״	بندگی میاںؓ کا بیان قرآن وہی ہوتا تھا جو حضرت امامؑ سے سنا اور سمجھا ہو۔	۱۶۲
پہلی جنگ اس خصوصیت کی مقتضی تھی کہ امراء و رؤساء شریک نہونے پائیں۔ دوسری جنگ اس امر کی مقتضی تھی کہ صحابہؓ سے کوئی شریک نہوں۔	۱۵۵	کتبات اختلاف کا وقوع مقدر اور منشاء خداوندی کے مطابق تھا۔	۱۶۳
متقدمین و متاخرین مہدویہ نے بلا اختلاف خبر قتال کو بلا حجت مہدیت تسلیم کیا ہے۔	۱۵۶	ان کتبات کا تعلق خبر قتال سے نہیں ہے بلکہ اسباب و موقع و محل سے متعلق ہے جسکو مشورہ سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔	״
شرط و مشروط اور آیت و حجت کا استدلالی فرق	״		
اتمام حجۃ تک دعوئی مہدیت کے مشتبہ رہنے کا غلط ہے۔	״	کتبات میں جو امور معترضہ ہیں ان کی تحقیق اور بندگیاںؓ کے موقف کی حقیقت	۱۶۳ تا ۱۶۶
قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک اہم واقعہ۔	״	وقوع جنگ کے کچھ عرصہ بعد جن حضرات نے کتبات روانہ کئے تھے بندگیاںؓ کے حق بجانب ہونے کو تسلیم کر لیا ہے۔	۱۶۶
آیت فالذین ھاجروا و اخرجوا من دیارھم کی عمومیت و خصوصیت کی بحث۔	۱۵۸		
اسباب جنگ و مختصر حالات۔	۱۵۹	یہ اختلاف اختلاف امتی رحمۃ حدیث شریف کے مصداق رحمت ثابت ہوا۔ اور خود اصحاب کتبہ نے اس اختلاف کو باقی نہ رکھا جسکی وجہ گروہ مہدی موعودؑ خطرہ میں مبتلا ہونے سے بچ گئی۔	۱۶۷
واقعات جنگ اور ہمعصر مورخین۔	۱۶۱		
اسباب جنگ کے بارے میں بعض صحابہؓ کا اختلاف یا مشورہ یعنی بعض صحابہؓ کے کتبات (تحریرات) جو بندگیاں سید نذیر حسینؓ کی تیاری جنگ کے خلاف مشہور ہیں ان کی تحقیقی بحث۔	״	وہ خبر مشہور و قطعی الصدور و قطعی الدلالت جو امامؑ نے بیان فرمائی پوری پوری صادق آئی خبر متواتر کا حکم رکھتی ہے جس کی قطعیت کا انکار نقلاً عقلاً	۱۶۸
یہ اختلاف ویسا نہ تھا جیسا کہ صحابہؓ نبوت میں	״		

جائز نہیں۔

توضیح روایات در بیان امتناع تاویل و تحویل

مؤلف ہدیہ مہدویہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔ ۱۶۸

عبارت قرآنی میں بعض جگہ تاویل درست ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔ 〃

محکم و متشابہ کی لغوی و اصطلاحی تحقیق۔ ۱۶۹

محکم و متشابہ کے بارے میں آیت کریمہ کی تفسیر ۱۷۱

محکم و متشابہ کے بارے میں چند احادیث شریفہ کا بیان۔ ۱۷۲

محکم و متشابہ کے بارے میں فقہا کا مسلک۔ ۱۷۳

راسخین کے بارے میں فقہا کے اختلاف کی تطبیق۔ 〃

جس طرح قرآن میں محکمات و متشابہات ہیں اسی طرح احادیث و نقلیات مبارکہ میں بھی ہیں۔ ۱۷۴

کل نقلیات کو محکم کہنے کی تحقیق۔ 〃

راسخ فی العلم سے مراد مہدویہ نقطۂ نظر سے۔ 〃

متاخرین مہدویہ میں محکم و متشابہ کے بارے میں جو مباحث ہوئے اس کی تحقیق۔

متشابہات کے بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام نے رہبری فرمائی ہے۔ ید اللہ فوق ایدیھم کی تفسیر۔ ۱۷۵

"درائے ترک دنیا ایمان نیست" میں لفظ "ایمان" بنائے بحث تھا۔ دوسرے زمان سے اس کی ایسی توضیح کہ اختلاف مرتفع ہو جاتا ہے۔ ۱۷۶

ایمان کامل یا ناقص کی حیثیت سے بحث کی جائے تو از روے اصول اس پر متشابہات کا اطلاق ہی نہیں ہو سکتا البتہ مجمل کی قسم میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ 〃

مؤلف ہدیہ مہدویہ نے بلا لحاظ خصوصیت عبارات قرآنی میں تاویل درست ہونے کا دعویٰ جو کیا بالکل غلط ہے کیونکہ تاویل کا لفظ متشابہات کے لئے متعارف ہے جس پر قرآن مجید بھی شاہد اور مانع ہے۔

S. A. A. Zafar,

منظوم تاریخ

از

خان علامہ مولانا محمد سعادۃ اللہ خاں صاحب ہوش مندوزئی

اسعدِ علما نے لکھی | شرح نقول و مرویات
ہی جو باعث شرح الصدر | نام ہی جسکا توضیحات
اچھی نیت اچھے کام | الاعمال بالنیات
ہوش نے یوں تاریخ کہی | انجم گوہر توضیحات

۱۹۵۰ء

S. A. A. Zafar,

حصّۂ توضیحات

شان مہدی موعودؑ

من خاتم الولایۃ ضوء الھدایۃ انتشر
صار القلوب بالتمع کالشمس والقمر
تالله رای الیدا ام الی نور وجهه
قالوا ثنی محمد المصطفیٰ قد ظهر

لاستاذنا علا العصر مولنا محمد سعادۃ اللہ خاں صاحب مسعود زی
سابق پرنسپل دارالعلوم کالج بلدہ
حیدرآباد دکن

ترجمہ :- خاتم الولایت کے ذریعہ ہدایت کی روشنی پھیلی - قلوب شمس و قمر کی طرح منور ہو گئے
صاحب حال ان کے رخ انور کو دیکھکر - کہنے لگے کہ محمد مصطفیٰ نے دوبارہ ظہور پایا ہے

لہ یہ اشارہ بتسلیم سیر ولایت و سیر نبوت کی طرف ہے .

۸۶ء

لمعات

سب تعریفیں اس پاک ذات کے لئے ہیں جو کائنات کی خالق ہے۔ کبریائی اسی قادر مطلق کے لئے سزاوار ہے جس کی شان یہ ہے کہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔ اللہ جسے ہدایت فرمائے کوئی اسکو گمراہ کر نہیں سکتا اور جسے گمراہ کردے کوئی اسکو ہدایت کی راہ پر لا نہیں سکتا۔

درود وسلام نازل ہو خاتمین علیہما السلام پر جن کے ذریعہ دین اسلام اس درجہ مکمل کردیا جاچکا کہ قیامت تک پیدا ہونے والی انسانی نسلیں اس ایک نظام دین سے مستفید ہوسکیں معاش ومعاد اور وصال الی المحبوب کی بلند تر خصوصیات کے حامل بن سکیں۔ تاکہ "اشرف المخلوقات" کا خطاب اپنے مفہوم تام کیساتھ صادق آسکے مخلوقات ہیں ملائکہ بھی ہیں اس لئے اس کا مفہوم اسی وقت مکمل ہوسکتا ہے جبکہ انسانیت ملائکہ کی لطافت اور ان کے شرف قرب الٰہی پر اشرف ہو۔!!!

درود وسلام نازل ہو ان تمام صحابۂ نبوت وولایت پر جنھوں نے خاتمین علیہما السلام کی صحبت اور نظر کیمیا اثر کے طفیل تعلیم دین کی اس درجہ پیروی کی کہ خدا تعالیٰ اور حضرات خاتمین علیہما السلام نے ہدایت کے روشن ستارے "سلمہ اللہ تعالیٰ" وغیرہ اعلیٰ بشارتوں سے انکو سرفراز فرمایا۔ اور امت کے لئے ان کے اتباع کو اتباع خاتمین قرار دیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

واضح ہو کہ اکثر مخلصین کی خواہش تھی کہ "نفلیات" کی کتاب مع شرح چھپوائی جائے۔ مکمل شرح کی صورت میں طباعت کا انتظام موجودہ نازک حالات کی وجہ دشوار تھا اس لئے فی الوقت چند خاص مقامات کے توضیحی مضامین پر اکتفا کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت نفس کتاب کی طباعت ہماری نظر میں مقدم تھی۔ آئندہ مکمل شرح کی طباعت کی کوشش بھی کیجائیگی بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ العمیم۔

بعثت مہدی موعودؑ

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہر شخص اپنی جد و جہد سے نبی و خلیفۃ اللہ نہیں بن سکتا خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس منصب کے لئے منتخب فرما لیتا ہے اور ابتداء ہی سے اسکو ایسی استعداد و صلاحیت عطا کر دی جاتی ہے کہ وہ اس بار نبوت و خلافت کا حامل بن سکے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے استفاضہ کر سکے اسی لئے خلیفۃ اللہ کی پیدائش کے وقت ہی سے مافوق العادت امور کا اظہار ہونے لگتا ہے جن کو علمائے کرام علامات ارہاصیہ کہتے ہیں پس جس طرح نوع انسان میں مختلف قسم کی استعداد رکھنے والے اصناف پائے جاتے ہیں مثلاً ادیب، شاعر، فلسفی، مہندس وغیرہ اسی طرح خلفائے الٰہی بھی ایک صنف ہے اور نوع انسانی کی اس بلند پایہ صنف کو چند ایسی خصوصیات و لوازم عطا کر دیئے جاتے ہیں کہ اس کو دوسرے اصناف انسانی سے ممتاز بنا دیں۔

اس مقدس صنف کی ایک اہم خصوصیت "استفاضہ و افاضہ" ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے فیضان حاصل کرنا اور اس کو عام انسانوں تک پہنچانا۔ یہ وہبی علم کہلاتا ہے۔ وہبی علم کے تین ذرائع ہیں۔ وحی۔ الہام۔ کشف پھر وحی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وحی توسط جو مخصوص فرشتے کے ذریعہ بھیجی جاتی ہے۔ دوسری وحی بلا توسط جس میں کسی ذریعہ کے بغیر خود ذات باری تعالیٰ سے علم حاصل ہوتا ہے۔ وحی ایک قطعی و یقینی امر ہے اس لئے وحی کو جس طرح خود موحی الیہ (نبی یا خلیفۃ اللہ) کے لئے قطعی اور یقینی قرار دیا گیا ہے اسی طرح دوسروں کے لئے بھی یقینی و قطعی اور قابل حجت و عمل قرار دیا گیا ہے اس کے برخلاف الہام و کشف صرف اسی کے لئے حجت ہے جس پر وہ ظاہر ہو اور دوسروں کے لئے ظنی قرار دیا گیا ہے۔ من رئی الھلال فعلیہ الصوم۔

اس مختصر توضیح سے ظاہر ہے کہ خلیفۃ اللہ کا صاحب وحی ہونا اس کی ایک اہم خصوصیت ہے اور جب حضرت محمد مصطفیٰ صلعم افضل و خاتم الانبیاء ہیں تو بدرجۂ اولیٰ صاحب وحی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (نجم)	(حضرت محمد صلعم) جو بولتے ہیں اپنی طرف سے نہیں بولتے بلکہ وہی بولتے ہیں جو ان کو وحی کیجاتی ہے۔

اس آیہ کریمہ میں "وما ینطق" کے الفاظ عمومیت تامہ کا مفہوم رکھتے ہیں اس لئے آنحضرت صلعم کا ہر قول وحی ہے خواہ وہ آیات قرآنی ہوں یا احادیث شریفہ جن کی سند حضرت رسول اللہ صلعم کیطرف صحیح ہو۔

اسی لئے علماء نے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے متعلق وحی کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ وحی متلو وحی غیر متلو۔ وحی متلو میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم کرائے جاتے ہیں ان کی پابندی و حفاظت لازم ہوتی ہے اور اسکو کلام اللہ یا آیات قرآنی کہا جاتا ہے۔ اور وحی غیر متلو میں ایسی پابندی نہیں ہوتی بلکہ رسول منشاء الٰہی کی توضیح اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ گویا احادیث شریفہ آیات کلام اللہ کی صحیح تفسیر اور تفصیل قوانین قرآنی کی تعلیم کا فائدہ دیتی ہیں حامل کلام

یہ کہ جب آپ صاحب وحی ہیں اور آپ کا ہر قول تعلیم خداوندی پر مبنی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت کے بارے میں جو کچھ احادیث صحیحہ بصورت اخبار غیبیہ موجود ہیں وہ من جانب اللہ ہیں۔ اس لئے انکار مہدی کو کفر قرار دیا گیا ہے کیونکہ آیات الٰہی اور احادیث رسولؐ کا انکار لازم آتا ہے۔

آنحضرت صلعم نے مہدی موعودؑ کی ضرورت، بعثت سے متعلق کئی طریقوں سے اہمیت و تفصیل کے ساتھ خبر دی ہیں۔ طبقۂ انبیاء میں کسی نبی کے بارے میں پیشگوئی کی ایسی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ دارقطنی، طبرانی، ابونعیم، حاکم وغیرہ محدثین نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یذھب الدنیا حتی یبعث اللہ تعالی رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی الخ۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ختم نہ ہوگی جبتک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو مبعوث نہ کرے جو میرے اہل بیت سے ہوگا اس کا نام میرے نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے جیسا ہوگا الخ۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یملک رجل من اھل بیتی الخ۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جبتک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص مالک نہ ہو جائے۔ الخ

اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح کی ایک روایت کی ہے:۔

عن زر بن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔

حضرت زر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بالفرض دنیا ختم ہونے کو ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس ایک ہی دن کو اتنا طویل فرما دیگا کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص مبعوث ہو جائے جس کا نام میرے نام کے اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مشابہ ہوگا۔

اس حدیث شریف میں خصوصاً "لطول اللہ ذالک الیوم" کے الفاظ ضرورت بعثت کی قطعیت کو ثابت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جن سے زمانۂ بعثت کا بھی علم ہو سکتا ہے چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں عبداللہؓ ابن عباسؓ سے اور کنز العمال میں حضرت علیؓ سے اور مشکوۃ میں باختلاف الفاظ یہ روایت مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی ابن مریم فی اٰخرھا والمھدی فی وسطھا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی (کیونکہ) میں اس کے شروع میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخر میں اور مہدی درمیان میں ہیں۔

اس روایت سے نہ صرف زمانۂ بعثت ظاہر ہوتا ہے بلکہ مہدی علیہ السلام کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرح دافع ہلاکت امت ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے اس کے علاوہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے مہدی علیہ السلام کا خلیفۃ اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ العرف الوردی فی اخبار المہدی میں ابن ماجہ اور حاکم اور ابو نعیم کے حوالے سے حضرت ثوبانؓ کی جو روایت لکھی گئی ہے یہ الفاظ بھی ہیں:۔

ثم یجیء خلیفۃ اللہ المہدی فاذا سمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی۔

پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئیگا پس جب تم اس کی خبر سنو تو اس کے پاس جاؤ اور اس کی بیعت کرو اگرچہ کہ تمہیں برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں۔ اور ان کی بیعت فرض ہے کیونکہ "فبایعوہ" کا مستفاد یہی ہے اور "لو حبوا علی الثلج" کے الفاظ تاکید اکید اور "فانہ خلیفۃ اللہ" کے الفاظ توجیہ فرضیت پر دلالت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت مہدی علیہ السلام کا معصوم عن الخطا ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ اکابر سلف صالحین اہل سنت نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

المہدی منی یقفوا اثری ولا یخطی۔

مہدی میری اولاد سے ہوگا میرے نقش قدم پر چلیگا خطا نہ کریگا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب (۳۶۶) میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

ما نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امام من ائمۃ الدین یکون بعدہ یرثہ ویقفوا اثرہ ولا یخطی الا المہدی خاصۃ فقد شہد بعصمتہ کما شہد الدلیل العقلی بعصمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی امام کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ وہ میرے بعد وارث ہوگا اور میرے نقش قدم پر چلیگا اور خطا نہ کریگا۔ خاص مہدی کے بارے میں فرمایا ہے۔ پس آنحضرت نے مہدی اور احکام مہدی کی عصمت کے بارے میں اسی طرح شہادت دی ہے جس طرح کہ خود آنحضرت صلعم کی عصمت پر دلیل عقلی شاہد ہے۔

علامہ طحطاوی نے حاشیہ دار المختار میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

المہدی لیس بمجتہد اذ المجتہد یحکم بالقیاس وھو یخیر وعلیہ القیاس لان المجتہد یخطی وھو لا یخطی قطعا فانہ معصوم فی احکامہ بشہادۃ النبیؐ وھو مبنی علی عدم جواز الاجتہاد فی حق الانبیاء

مہدی مجتہد نہیں ہیں کیونکہ مجتہد کے احکام قیاسی ہوتے ہیں اور مہدی کے لئے قیاس حرام ہے اس لئے کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور مہدی سے ہرگز خطا نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے احکام میں معصوم ہے جس کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی ہے اور آنحضرت کی یہ شہادت اس امر پر مبنی ہے کہ انبیاء و خلفائے الٰہی کے لئے اجتہاد جائز نہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی نے چشمہ پر ایک درخت کا نقشہ کھینچتے ہوئے شریعت اور احکام کی تصویر ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کو معصوم عن الخطا ثابت کیا ہے۔

فانظر یا اخی الی العین التی فی اسفل الشجرۃ والی الفروع والاغصان والثمار تجدھا کلھا متفرعۃ من عین الشریعۃ فالفروع الکبار مثال اقوال ائمۃ المذاھب والفروع الصغار مثال اقوال اکابر المقلدین والاغصان المتفرعۃ عن جوانب الفروع مثال اقوال طلبۃ ھؤلاء المقلدین والنقط الحمرۃ التی فی اعالی الاغصان الصغار مثال المسایل المستخرجۃ من اقوال العلماء فی کل دور من ادوار الزمان الی ان یخرج المھدی علیہ السلام فیفصل فی عصرہ التقلید بالعمل بقول من قبلہ من المذاھب کما صرح بہ اھل الکشف ویلھم الحکم بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحکم المطابقۃ بحیث لو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودا لاقرہ علی جمیع احکامہ کما اشار الیہ فی حدیث ذکر المھدی بقولہ یقفوا اثری ولا یخطی (المیزان جلد ۱ فصل ۲۹)

اے بھائی اس چشمہ کو دیکھو جو درخت کے نیچے ہے اور ان پھلوں شاخوں اور پھیلوں کو بھی دیکھو جو سب کے سب اسی چشمہ شریعت سے بہرہ ور ہیں۔ بڑے بڑے پھاٹے ائمہ مذاہب (اربعہ) کے اقوال کی مثال ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی ڈالیاں اکابر مقلدین کے اقوال کی مثال ہیں۔ جو ڈالیاں شاخ در شاخ ہیں وہ انھیں مقلدین کے تلامذہ کے اقوال کی مثال ہیں اور چھوٹی چھوٹی ڈالیوں پر سرخ نقاط جو دکھائے گئے ہیں اقوال علماء کے ان مسائل مستخرجہ کی مثال ہیں جو خروج مہدی علیہ السلام تک ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور (جب مہدی علیہ السلام کی بعثت ہو جائیگی تو) مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ان سے پہلے کے سارے مذاہب کی تقلید باطل ہو جائیگی جیسا کہ ارباب کشف نے اس کی تصریح کر دی ہے اور مہدی علیہ السلام ایسے احکام بیان کریں گے جو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مطابق ہوں گے اس طرح کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوں تو مہدی علیہ السلام کے تمام احکام (کی صداقت) کا اقرار کریں گے جیسا کہ اس بات کا اشارہ ذکر مہدی کی حدیث میں بھی پایا جاتا ہے کہ ... وہ میرے نقش قدم پر چلیگا خطا نہیں کریگا۔

غرض حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق جتنی احادیث کثیرہ موجود ہیں اتنی کثرت کسی دوسرے مسایل کے بارے میں کم ملیگی۔ برزنجی نے "اشاعہ فی اشراط الساعہ" میں لکھا ہے کہ :-

واعلم ان الاحادیث الواردۃ فیہ علی اختلاف رواياتها لا تکاد تنحصر ولو تعرضنا لتفصیلھا لطال الکتاب وخرج عن موضوعھا۔

واضح ہو کہ مہدی علیہ السلام سے متعلق مختلف احادیث اتنی کثیر وارد ہوئی ہیں کہ ان کا حصر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم اسکی تفصیل کریں تو کتاب طویل ہو جائیگی اور یہ اس کا موضوع بھی نہیں

جب علماے حدیث و اصول نے احادیث کی اتنی کثرت دیکھی اور سب حدیثوں کو بعثت مہدی کے بارے میں متفق پایا تو انھوں نے مسئلہ مہدیت کو تواتر معنوی کے درجہ میں داخل کر لیا چنانچہ علامہ قاضی نجیب الدین جونپوری نے تحریر فرمایا ہے کہ :۔

واما ما اختارہ السلف واتفقوا فی شانہ فقد ذکر فی القرطبی وقد تواترت الاخبار واستفاضت بکثرۃ رواتھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المھدی۔ (مخزن الدلائل)	بہر حال سلف نے جو اختیار کیا اور مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو اتفاق کیا ہے وہ قرطبی میں مذکور ہے مہدی علیہ السلام سے متعلق جو حدیثیں ہیں اپنے راویوں کی کثرت کی وجہ تواتر کے درجے کو پہنچ گئی ہیں۔

شیخ ابن حجر ہیثمی نے "القول المختصر" میں تحریر فرمایا ہے کہ :۔

قال بعض ائمۃ الحفاظ ان کون المھدی من ذریۃ علیہ السلام تواترت عنہ علیہ السلام	بعض حفاظ ائمہ حدیث نے فرمایا ہے کہ مہدی کا آل رسول علیہ السلام سے ہونا حضرت رسول علیہ السلام سے تواتراً مروی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "لمعات شرح مشکوۃ" کے باب الساعۃ میں لکھا ہے کہ :۔

قد وردت فیہ الاحادیث کثیرۃ متواتر المعنی	مہدی علیہ السلام کے بارے میں متواتر المعنی کثیر احادیث وارد ہیں

نیز لکھتے ہیں کہ :۔

قد تظاھرت الاحادیث البالغۃ حد التواتر معنا فی کون المھدی من اھل بیتی من ولد فاطمۃ۔	مہدی علیہ السلام اہل بیت رسول علیہ السلام اولاد فاطمہ سے ہونے کی احادیث تواتر معنوی کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

بحر العلوم عبدالعلی ملک العلماء نے "اشراط الساعۃ" میں لکھا ہے کہ :۔

احادیثے کہ دال اند بر خروج امام مہدی کثیر اند کہ مبلغ آں بتواتر رسیدہ۔	مہدی کی بعثت پر دلالت کرنے والی حدیثیں اتنی کثیر ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں۔

اکابر اہل سنت و علماء حدیث و اصول کے ایسے بہت سارے اقوال ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی بعثت کی احادیث تواتر معنوی ہونے پر جمہور کا اتفاق ہے کیونکہ سب احادیث آمد مہدی کے بارے میں ایک زبان ہیں البتہ اختلاف ہے تو آثار و علامات میں ہے۔

نیز یہ امر بھی ذہن نشین ہونا چاہیے کہ جو امور تواتر کے درجے میں ہوں ان سے قطعی و یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ جن کا انکار نقل و عقل کے خلاف ہے۔ محدث علامہ حافظ ابن حجر مکی نے "شرح نخبۃ الفکر" میں تحریر فرمایا ہے کہ :۔

وھذا کون المتواتر مفیداً للعلم الیقینی	متواتر سے علم یقین کا فائدہ ہوتا ہے اور لائق اعتبار ہے۔

هو المعتمد لان خبر المتواتر يفيد العلم الضروري وهو الذي يضطر الانسان اليه بحيث لا يمكنه دفعه۔

کیونکہ خبر متواتر علم ضروری کا ایسا فائدہ دیتی ہے کہ جس کو ماننے پر ہر آدمی مجبور ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کا رد کرنا ممکن نہیں۔

اور اصول فقہ کی معتبر کتاب "اصول الشاشی" میں لکھا ہے کہ:۔

ثم المتواتر يوجب العلم القطعي ويكون رده كفرا

حدیث متواتر سے علم قطعی واجب ہوتا ہے اور اس کا رد کرنا کفر ہے۔

ہم نے مختصراً جن امور کی توضیح کی ہے اس سے ناظرین کرام اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیسی مہتم بالشان پیشگوئی ہے جس طرح قیامت وغیرہ پیشگوئیوں پر اعتقاد لازم ہے اسی طرح بعثت مہدی علیہ السلام کی پیشگوئی بھی ناقابل انکار ہے اور حق تو یہ ہے کہ سلف صالحین اہل سنت کا پیرو ایسی مستند و محکم پیشگوئی سے ہرگز روگردانی نہیں کر سکتا۔

ابن خلدون نے "محی مہدی" کے بارے میں جو اختلاف کیا ہے یہ مسلمات اہل سنت کے صریح مغائر ہے اور اس نے جن روایات پر جرح کی ہے اس کی تعدیل بھی کیجاتی رہی ہے۔ حال میں ہی ایک کتاب "ابراز الوہم المکنون من کلام ابن خلدون" دمشق شام سے شائع ہوئی ہے جس میں ابن خلدون کے اوہام باطلہ کو رد کر دیا گیا ہے۔ یہاں اس کی توضیح طوالت کا باعث ہوگی۔ اور مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ نے "مکاتیب امام غزالی" کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:۔

"اس قسم کا مغالطہ جس سے ابن خلدون نے مسلمانوں کے "نظریہ مہدویت" کو مضمحل کرنے میں کام لیا تھا ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اس کا تذکرہ کر کے کہ آئندہ مہدی علیہ السلام کی شکل میں مسلمانوں کو ایک نجات دہندہ ملیگا اس خیال کو اس نے غیر عقلی عقیدہ قرار دیا ہے وجہ یہ بیان کی ہے کہ قوموں کا حال بھی افراد کا ہے بچپن جوانی بڑھاپا کے دور سے جیسے افراد گذرتے ہیں قوموں کو بھی ان ہی دوار سے گذرنا پڑتا ہے مسلمان جوانی کے بعد پیرانہ سالی کے حدود میں داخل ہو چکے ہیں اب دوبارہ ان کی نئی زندگی کی امید ایسی ہوئی جیسی کسی بوڑھے آدمی کے متعلق جوان ہونے کی خوش خیالی میں کوئی مبتلا ہو۔ لیکن ابن خلدون نے یہ نہیں سوچا کہ اسلام اور امت اسلامیہ کا تعلق کسی خاص نسل یا خون یا وطن کے باشندوں سے نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک قوم مثلاً عرب یا ترک اپنے ادوار ختم کر چکی ہوں لیکن کوئی دوسری تازہ دم قوم مسلمان ہو کر اسلام کو پھر تر و تازگی بخش سکتی ہے۔ تیرہ سو سال سے اس کا تجربہ ہو رہا ہے۔ اور ہوتا رہیگا۔ اور اسی سے ابن خلدون کے خیال کی غلطی ظاہر ہوتی ہے۔ باقی مہدی کے متعلق جو حدیث کی کتابوں میں روایتیں ہیں ان پر ابن خلدون نے جو اعتراضات کئے ہیں ان کی بھی حیثیت سے کوئی وقعت نہیں ہے اور مہدی کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے۔ (مکاتیب امام غزالی صفحہ ۱۳ مطبوعہ کراچی پاکستان)

فی الواقع ابن خلدون کی جرح خلاف اصول ہے کیونکہ تواتر کی صورت میں راویوں کے ضعف و قوت سے

بحث نہیں کیجاتی۔ محدث علامہ حافظ ابن حجر مکی شارح بخاری نے "شرح نخبۃ الفکر" میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

والمتواتر لا یبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث لایحابہ الیقین وان ورد عن الفساق بل عن الکفرۃ (ماخوذ از براز الوہم المکنون)

خبر متواتر کی شان یہ ہے کہ اس کے راویوں سے بحث نہیں کیجاتی بلکہ اس پر بغیر بحث کے عمل کرنا واجب ہے کیونکہ خبر متواتر موجب یقین ہوتی ہے اگرچہ وہ روایت فاسقوں بلکہ کافروں سے ہوئی ہو

اس کے علاوہ سلف صالحین اہل سنت واکابر علماء حدیث واصول کے مقابلہ میں ایک مورخ کے ذاتی خیالات کو ترجیح نہیں دیجاسکتی۔

نیز یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ "خلفائے بنی عباس کے زمانے میں اس قسم کی احادیث پروپگنڈہ کے لیئے وضع کرلی گئی ہیں" یہ بات اصول منقول کے خلاف ہے اور غیر معقول۔ کیونکہ ان روایات سے صاف ظاہر ہیکہ راویوں کے زمانے اور ظہور مہدی کے زمانے میں صدیوں کا فاصلہ ہے پس جن لوگوں نے اپنی ذاتی ضروریات ومصالح کے لئے بعثت مہدی کی روایات وضع کرلی ہوں ان کو ایسی روایات کے وضع کرنے سے ان کی ضروریات و مصلحتوں میں کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا جن کا وقوع صدیوں بعد ہونے کی خبر دیگئی ہے۔!

بخاری ومسلم میں مہدی موعود کا ذکر نہ ہونا

بخاری اور مسلم میں اگر مہدی موعود سے متعلقہ کوئی حدیث نہیں پائی جاتی ہو تو اس کے یہ معنی نہیں ہوسکتے کہ بعثت مہدی موعود کا مسئلہ ہی صحیح نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ علماء نے بخاری کو اصح الکتب تسلیم کیا ہے لیکن یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ جامع بخاری نے کوئی صحیح حدیث نہیں چھوڑی۔ بلکہ اس کے برخلاف اس میں کی بعض حدیثیں زیر بحث ہیں۔

جامع بخاری کا زمانہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو سال بعد کا ہے۔ آج کی جیسی سہولتیں اس وقت میسر نہ تھیں۔ ایک ہزار سال قبل کے زمانے پر غور کیا جائے کہ تار نہ ٹیلیفون۔ ریل نہ ریڈیو۔ اونٹوں پر سفر پیدل سفر۔ غربت بے سروسامانی کسی ایک جگہ احادیث کا ذخیرہ نہیں۔ پتہ چلا کہ فلاں مقام پر کسی صاحب کے پاس حدیث ہے ادھر ہی چلے۔ راوی کی دیانت وصداقت کو آزمایا۔ بات دل کو لگی تو اس کی بیان کی ہوئی حدیث لے لی ورنہ چھوڑ دی۔

یہ تو اسباب کی مشکلات ہیں پھر اختلافات کی مشکلات الگ تھیں اور زیادہ تر احادیث زبانوں پر تھیں کیوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرمان سن لیتے اور جو عمل دیکھ لیتے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس بطور سند محفوظ رہتا تھا اور بحیثیت احادیث بعد کے لوگ اس سے استفادہ کرتے رہے۔

اس میں شک نہیں کہ صاحب بخاری شریف نے بہت محنت اٹھائی اور حتی الامکان صحیح احادیث جمع کرنے کی کوشش کی۔ اس کے باوجود آخر بشر تھے۔ خطا و نسیان اور استخراج نتائج کی لغزش سے بری نہ تھے۔ صحابی یا تابعی بھی نہ تھے تقدد بھر راویوں کو جانچکر روایت لے لیا کرتے تھے۔ علما نے ان کی کتاب کو اصح الکتب تسلیم تو کیا لیکن یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے کوئی صحیح حدیث نہیں چھوڑی اور یہ دعویٰ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کتاب میں جمع کی ہوئی کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں کلام ہو۔

ہم یہاں اصول حدیث کی ایک بحث کا ذکر کرتے ہیں جو راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کے اقسام معین کرنے کے بارے میں کی گئی ہے۔ اس بحث کے ضمن میں بخاری شریف بھی زیر بحث آ گئی ہے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا کہ "اصح الکتب" کہنے کا مطلب فی الحقیقت کیا ہے۔

احمد بن علی الملقب بہ شہاب الدین مکی جو ابن حجر کے لقب سے بھی مشہور تھے۔ جن کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ "ریاست فی الحدیث آپ پر ختم ہو چکی آپ کے جیسا کوئی حافظ حدیث آپ کے زمانہ میں تھا اور نہ بعد پیدا ہوا۔ ان کی تصانیف میں ایک کتاب "نخبۃ الفکر" آج بھی داخل نصاب ہے۔ اس میں حدیث عزیز کی تعریف اور اس سے متعلق جو بحث کیگئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

"ایسی حدیث جس کے راوی کسی مرتبہ میں بھی دو سے کم نہوں اور حدیث تواتر و حدیث مشہور کی شرائط اس میں نہ پائی جاتی ہوں تو اس کو "عزیز" کہتے ہیں حاکم و جبائی نے صحت حدیث کے لئے یہ شرط قرار دی ہے کہ اس کے راوی دو سے کم نہوں۔ اور قاضی ابوبکر نے اس کو شرط بخاری کہا ہے۔ یعنی امام بخاری نے کوئی ایسی حدیث جمع ہی نہیں کی جس میں یہ شرط نہ پائی جائے۔

قاضی صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ بخاری شریف میں حدیث "الاعمال بالنیات" جو موجود ہے اس کو حضرت عمرؓ نے حضرت علقمہؓ سے روایت کیا ہے اور ان کے ساتھ کوئی دوسرا راوی شریک نہیں۔

قاضی صاحب کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ حدیث جمعہ کے خطبہ میں پڑھکر سنائی ہے۔ جس کو سینکڑوں نے سنا کسی نے اعتراض نہ کیا۔ اس لحاظ سے سب کی مسلمہ حدیث ہو چکی۔

یہ جواب قابل تسلیم نہیں کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ صحابہؓ نے حضرت عمرؓ سے یہ حدیث خطبہ میں سنی اور خاموش رہے۔ لیکن ان کے اس سکوت سے یہ کیسے ثابت کیا جا سکیگا کہ انھوں نے یہ حدیث حضرت عمرؓ کے سوائے کسی اور سے بھی سنی تھی۔ در آں حالیکہ اس کا ثبوت

ہی موجود نہیں ہے کہ حضرت علقمہ سے محمد بن ابراہیمؒ کے سوائے کسی اور نے بھی سنا ہو۔
دلو بالفرض اس حدیث کے بارے میں عدم تفرد تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ بخاری نے اپنی "صحیح" میں اس شرط کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ اور کوئی ایسی حدیث جمع نہیں کی جس کے راوی کسی مرتبہ میں بھی دو سے کم ہوں۔

اس کے برخلاف ابن حبان کہتے ہیں کہ روایت دو کس از دو کس کا وجود ہی نہیں ہے ہم ابن حبان کے اس قول سے بھی متفق نہیں ہیں۔ البتہ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ ابتدا سے آخر تک اسناد کے کسی مرتبہ میں بھی راویوں کی تعداد دو سے بڑھے نہ گھٹے تو ایسی نوعیت کا پایا جانا ایک حد تک مشکل التسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن "حدیث عزیز" کی جو تعریف جمہور نے کی ہے جو اوپر بیان ہو چکی اس میں صرف دو سے کمی کی نفی کی گئی ہے۔ زیادتی کی نفی نہیں کی گئی۔ اس لحاظ سے ایسی احادیث جن کے راوی کسی مرتبہ میں بھی دو سے کم نہ ہوں یعنی کہیں دو اور کہیں دو سے زیادہ ہوں تو ایسی حدیث کو "عزیز" کہیں گے۔ اور ایسی کئی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کی اس بحث سے ظاہر ہے کہ صحیح بخاری میں "عزیز" سے کم درجہ کی حدیث "غریب" بھی موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ "اصح الکتب" کا یہ مطلب ہے کہ صاحب بخاری نے زیادہ تر صحیح احادیث جمع کی ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے کوئی صحیح حدیث نہیں چھوڑی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن مجید کے بعد علم دین کا دار و مدار کیا صرف صحیحین پر ہے؟ دوسری حدیث کی بڑی بڑی کتابیں ناقابل استفادہ ہیں۔؟ یا جو اور جتنے مسائل صحیحین میں پائے جاتے ہیں وہی قابل تسلیم ہیں اور دوسری حدیث کی کتابوں میں جو مذکور ہیں قابل لحاظ نہیں ہیں؟۔

جب ان دونوں باتوں کا انحصار صحیحین پر نہیں ہے اور یہ دعویٰ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ صاحب بخاری سے کوئی صحیح حدیث نہیں چھوٹی تو پھر یہ سوال کس حد تک درست ہو سکتا ہے کہ بعثت مہدی موعودؑ دین کا اہم مسئلہ تھا تو صحیحین میں اس کے متعلق کوئی حدیث کیوں نہیں ہے؟ حالانکہ مسائل حنفیہ کی بنیاد جن احادیث پر ہے ان میں کی اکثر احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہی نہیں ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بخاری و مسلم "موطا" امام مالک کی ترقی یافتہ صورتیں ہیں۔ اور موطا "مسائل عبادات" کی حد تک مخصوص ہے۔ اسی لئے بخاری و مسلم شریف میں بھی وہی مسائل پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ابن حجر عسقلانی نے خود صاحب بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ:۔

وقال ابو علی الغسانی روی عنہ (ای البخاری)	ابو علی غسانی نے کہا بیان کیا ان سے (صاحب صحیح بخاری نے)

انه قال خرجت الصحیح من ستمائة الف حدیث وروی الاسماعیلی عنه قال لم اخرج فی هذا الکتاب الا صحیحا وما ترکت من الصحیح اکثر قال الاسماعیلی لانه لم اخرج کل صحیح عنده لجمع فی الباب الواحد حدیث جماعة من الصحابة ولذکر طریق کل واحد منهم اذا صحت فیصیر کتابا کبیرا جدا (مقدمه فتح الباری شرح صحیح البخاری مولفه امام ابن حجر عسقلانی رح)

کہ "میں نے چھ لاکھ صحیح حدیثیں نکالی ہیں"۔ اور اسماعیلی نے ان سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ "میں نے اس کتاب (صحیح بخاری) میں صرف صحیح حدیثیں جمع کی ہیں۔ اور جن صحیح حدیثوں کو میں نے چھوڑ دیا ہے بہت ہیں"۔ نیز اسماعیلی نے سبب بیان کیا کہ "اگر ہر وہ حدیث جو اُن کے پاس صحیح ہو درج کیجاتی تو ہر باب میں صحابہ کی ایک جماعت کی حدیثیں جمع ہو جاتیں اور ان کی صحت معلوم کرنے کے لئے ہر صحابی کے طُرق و سلسلے بیان کئے جاتے جسکی وجہ کتاب بہت بڑی ہو جاتی"۔

وقال ابو احمد بن عدی سمعت الحسن بن الحسین البزاز یقول سمعت ابراهیم بن معقل النسفی یقول سمعت البخاری یقول ما ادخلت فی کتاب الجامع الا ما صح وترکت من الصحیح حتی لا یطول (مقدمہ فتح الباری ص۷)

اور ابو احمد بن عدی نے کہا کہ میں نے حسن ابن حسین بزاز سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابراہیم بن معقل النسفی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے بخاری کو کہتے ہوئے سنا کہ "میں نے کتاب جامع (صحیح بخاری) میں صرف صحیح حدیثیں جمع کی ہیں اور میں نے کئی صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں تاکہ (کتاب) طویل نہ ہو جائے"۔

اس سے ظاہر ہے کہ دین اسلام کا انحصار صرف صحیحین پر نہیں ہے۔ اسی لئے اکابر اہل سنت نے مسئلہ مہدیت کا ذکر صحیحین میں نہ ہونے کے باوجود مجی مہدی موعود کو داخل اعتقادیات قرار دیا اور عقاید کی کتابوں میں اس مسئلہ کا ذکر ضرور کیا ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے جامعین حدیث و ائمہ و حفاظ نے مسئلہ مہدیت سے متعلق روایات جمع کی ہیں۔ اور علما و نقادانِ سلف نے اس مسئلہ کو ضروریاتِ دین میں شمار کیا ہے جسکی وجہ آمد مہدی موعود کی اتنی شہرت ہو چکی کہ غالباً مسلمانوں کا کوئی فرقہ اس سے ناواقف نہ رہا۔

مہدی و عیسیٰ علیہما السلام ایک زمانہ میں ہونے کی بحث

عام طور پر مسلمان مہدی موعود کی نسبت صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ قیامت کے زمانے میں ظہور پائیں گے اور عیسیٰ و مہدی ایک زمانے میں ہوں گے۔ یہ معلومات بھی بالکل سطحی درجہ کی بے تحقیق کتابوں کا نتیجہ ہے حضرت رسول اللہ صلعم نے تو یہ فرمایا ہے کہ :-

اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا احدهما۔

جب دو خلیفے بیعت لیں تو ایک کو قتل کر ڈالو۔

اور اسی بنا پر نووی نے ذکر کیا ہے کہ :-

اجمع السلف فی عدم جواز اجتماع الخلیفتین فی زمان واحد۔

دو خلیفے ایک زمانے میں جمع ہونا جائز نہ ہونے کے بارے میں سلف نے اجماع کیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مہدی و عیسیٰ ایک زمانہ میں جمع ہونے کا خیال باطل اور مخالف اجماع ہے۔

اصل یہ ہے کہ بخاری و مسلم وغیرہ بعض کتابوں میں چند روایتیں ایسی ہیں جن میں حبش۔ امیر۔ امام وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ اس پر سے بعض لوگوں نے یہ شبہ کیا ہے کہ حبش سے لشکر مہدی اور امیر سے امام مہدی مراد ہے۔ علامہ قاضی منتجب الدین جونپوری جو حضرت امام مہدی مسعود علیہ السلام کی تصدیق و بیعت سے مشرف ہوئے ہیں انہوں نے ثبوت مہدیت پر عربی زبان میں "مخزن الدلائل" ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں عیسیٰ و مہدی ایک زمانہ میں ہونے کے خیال پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اور دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ یہ خیال غلط ہے۔ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ،

واما ما قالوا بان المهدی یؤم ویقتدی عیسیٰ خلفه وذالك قول لا نفاذ له لوجه من الوجوه لانه مخالف لهذا الحدیث الصحیح کیف تهلك امة انا فی اولها وعیسیٰ فی آخرها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها وقد صرح ببطلانه فی شرح المقاصد الامام سعد الدین تفتازانی فقال فما یقال ان عیسیٰ یقتدی بالمهدی او بالعکس شیٔ لا مستند له فلا یتجاسر ان یعول علیه انتهی کلامه۔

اور لیکن جو یہ کہتے ہیں کہ مہدی امامت کریں گے اور عیسیٰ ان کی اقتدا کریں گے۔ یہ بات کئی وجوہ سے ناقابل نفاذ ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح کے مخالف بھی ہے (جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) امت کیونکر ہلاک ہو سکیگی جب کہ میں اس کے شروع میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخر میں ہیں اور مہدی جو میرے اہل بیت سے ہیں اس کے درمیان ہوں گے۔ اور (عیسیٰ و مہدی کے جمع ہونے کے بارے میں) امام سعد الدین تفتازانی نے اپنی کتاب شرح مقاصد میں اس خیال کا صریح بطلان کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پس یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ مہدی کی اقتدا کریں گے یا وہ ان کی کریں گے یہ ایک ایسی بات ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حضرت منتجب الدینؒ نے جس حدیث صحیح کو پیش فرمایا ہے اسکی شرح میں صاحب مرقاۃ نے لکھا ہے،

(عن جعفر) ای صادق (عن ابیه) ای محمد باقر (عن جده) ای زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنهم وسمی مثل هذا السند سلسلة الذهب۔ یعنی اس حدیث کی جیسی سند کو سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی زنجیر کہا جاتا ہے۔ اور یہ روایت مسند امام احمد بن حنبل میں عبداللہ بن عباس سے اور کنز العمال میں حضرت علیؓ سے اور اشعۃ اللمعات جلد چہارم میں زرین سے اور مشکوۃ میں باختلاف الفاظ مروی ہے۔

جب یہ بات ثابت ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ مسلم و بخاری کی جن حدیثوں میں

جیش۔ امیر۔ امام کا ذکر ہے اس سے امام مہدی موعود مراد نہیں ہے۔ ورنہ اجتماع ضدین لازم آئے گا جو محال ہے!!!

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب یہ تسلیم ہے کہ بخاری و مسلم میں مہدی کا ذکر نہیں ہے تو پھر بخاری و مسلم کی روایتوں کے ان الفاظ (جیش۔ امیر۔ امام) سے مہدی مراد نہیں کیا جا سکتی اور یہی وجہ ہے کہ امام بخاری و امام مسلم نے صحیح بخاری و مسلم میں "باب المہدی" قائم ہی نہیں کیا ہے۔

مسلم نے ابوہریرہؓ سے ایک روایت کی ہے جس میں "امامکم منکم" اور "فامکم منکم" آیا ہے۔ امام بخاری نے بھی یہ روایت درج کی ہے۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ:۔

مراد بہ امام "عیسیٰ است و مراد بہ بودن او از شما حکم کردن اوست باحکام شریعت نہ باحکام انجیل و در روایتے دیگر آمدہ است "فیومکم بکتاب ربکم و سنۃ نبیکم" پس امامت می کند شما را بہ کتاب پروردگار شما و سنت پیغمبر شما پس معنی چنیں باشد کہ امامت می کند شما را عیسیٰ در حال بودن او از دین شما و ملت شما و حاکم بہ کتاب و سنت شما۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۵۳)

یعنی امام سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کے تم میں سے ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تمہاری شریعت کے مطابق حکم دیں گے انجیل کے مطابق نہیں۔ دوسری روایت میں فیومکم بکتاب ربکم و سنۃ نبیکم آیا ہے یعنی وہ امامت کریں گے تمہاری تمہارے پروردگار کی کتاب (قرآن) اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق پس معنی یہ ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت کریں گے اور وہ اس حال میں ہوں گے کہ وہ تمہارے دین و ملت سے ہوں گے اور تمہاری کتاب و سنت سے حکم دیں گے۔

اس سے ظاہر ہے کہ امیر یا امام سے مراد امام مہدی نہیں۔ بلکہ کوئی اور ہے چنانچہ حضرت قاضی نتجب الدینؒ نے توضیح فرمائی ہے کہ:۔

فثبت ان فاتح قسطنطنیۃ جیش من بنی اسحاق والمصلی مع عیسیٰ امیرھم فلا یفھم منہ المھدی لانہ من بنی اسمٰعیل لکونہ من اولاد فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم لقولہ المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ رواہ ابو داؤد۔

(مخزن الدلائل)

پس ثابت ہوا کہ فاتح قسطنطنیہ بنی اسحاق کا لشکر ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھنے والا اسی لشکر کا امیر ہوگا۔ اس روایت سے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اس امیر سے مراد مہدی ہیں۔ کیونکہ وہ تو بنی اسمٰعیل سے ہوں گے اس لئے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوں گے۔ اس فرمان آنحضرتؐ کے مطابق جو آپ نے فرمایا کہ "مہدی میری عترت یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ اس کی روایت ابوداؤدؒ نے کی ہے۔

لہ۔ مشکوٰۃ صفحہ (۴۶۲) پر بھی یہ روایت درج ہے۔

اسی لئے علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں تصریح کر دی ہے کہ :-

ثم لم یرد فی حالہ ای عیسیٰ مع امام الزمان حدیث سوی ما روی انہ قال علیہ السلام لا یزال طایفۃ من امتی یقاتلون علی الحق الحدیث فما یقال ان عیسیٰ علیہ السلام یقتدی بالمہدی او بالعکس شی لا یستدل فلا ینبغی ان یعول علیہ[1]

امام مہدی کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے ہونے کے بارے میں کوئی حدیث صحیح روایت نہیں کیگئی سوائے اس حدیث کے جس میں لا یزال طایفۃ من امتی الی آخرہ درج ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ امام مہدی کی اقتدا کریں گے یا امام مہدی عیسیٰ کی اقتدا کریں گے یہ ایک ایسی بے اصل بات ہے جس پر بھروسہ نہ کیا جانا چاہیئے۔

علامہ قاضی منتجب الدینؒ نے عیسیٰ و مہدی کے ایک زمانے میں نہ ہونے کے بارے میں مستقل بحث فرمائی ہے۔ تمام بحث یہاں درج نہیں کیجا سکتی ہم نے مختصراً بعض حصے پیش کر دیے ہیں۔ ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ :-

فثبت انہما لا یجتمعان فی زمان واحد فمن اصر علیہ بعد تمام ما تمیز فہو من قبیل ان یتبعون الا الظن وانہم الا یخرصون

(مخزن الدلائل)

پس ثابت ہے کہ وہ دونوں (عیسیٰ و مہدی) ایک زمانہ میں جمع نہوں گے۔ اس کے متعلق تمام باتوں کو جاننے کے بعد جس کسی نے عیسیٰ و مہدی کے ایک زمانے میں ہونے پر اصرار کیا تو اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں اور وہ صرف بے اصل باتیں کرتے ہیں۔

تعجب ہیکہ یہ نظریہ عوام میں پوری شدت کیساتھ پھیل گیا کہ عیسیٰ و مہدی ایک زمانہ میں ہوں گے۔ حالانکہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود ہی نہیں ہے۔

قرآن مجید میں لفظ "مہدی" کا ذکر

قرآن مجید میں بہت سارے مسائل ایسے ہیں جن کی تفسیر و تطبیق احادیث شریفہ کے بغیر ممکن نہیں مثلاً قرآن مجید میں صرف اقیموا الصلوٰۃ ہے لیکن صلوٰۃ الفجر، صلوٰۃ الظہر وغیرہ نمازوں کی خصوصیتیں اور ان کو ادا کرنے کی ترکیبیں ذات سرور کائنات ہی سے معلوم ہوتی ہیں۔ ان خصوصیتوں اور ترکیبوں کا قرآن میں مذکور نہونا مخالف استدلال کے لئے مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سب ان آیات ہی کی تفسیر تسلیم کی جاتی ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت رسول میں ایک شخص کی بعثت کا ذکر قرآن میں اجمالاً موجود ہے جیسا کہ آنحضرت کا ذکر اگلے کتب سماویہ میں اجمالاً پایا جاتا ہے۔ اس کی توضیح[2] ان آیات کی بحث میں آگے معلوم ہو جائیگی ان آیات میں صرف ایک شخص کی بعثت کا ذکر ہے اس کا نام و لقب مخصوص کہیں کیا گیا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] شرح مقاصد المجلد الثانی صفحہ (۲۰۸) [2] روایات ۲ روایات ۳، ۵ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۴ میں ایسی آیات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ نیز ان روایات کے توضیحی مضامین توضیحات کے حصہ میں آئیں گے۔

احادیث شریفہ جو مہدی موعود کی بعثت کے متعلق پائی جاتی ہیں وہ فی الحقیقت ان آیات ہی کی تفسیر ہیں صرف آنحضرت کے ناموں ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا نام "محمد" اور لقب "مہدی" ہے۔ اور وہ نسلاً نبی فاطمہ سے ہوگا۔ اور اس کے والدین کا نام آنحضرت کے والدین کے نام پر ہوگا۔ یہ توضیحات جبکہ ان آیات کی تفسیر و تطبیق ہیں تو ماننا پڑیگا کہ قرآن میں جس شخص کی بعثت کا ذکر ہے وہ مہدی ہی ہیں۔ اسی لئے احادیث شریفہ میں مہدی کیلئے مامور من اللہ کی خصوصیت بھی بیان ہوئی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ لفظ "مہدی" قرآن میں نہ ہونا مخالف استدلال کی بنا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ نعوذ باللہ احادیث صحیحہ و متواترہ مخالف قرآن ہونا لازم آئیگا۔ حاصل یہ کہ "مہدی" حضرت رسول اللہ کا دیا ہوا خطاب ہے اس لئے کلام رسول میں موجود ہے۔ لہٰذا کلام اللہ میں نہ پایا جانا خارج از بحث ہے۔ اسی لئے حضرت بندگیمیاں عبدالرشیدؓ نے خطبہ افتتاحیہ میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

والسلام علی الامام فی آخر الزمان من حضرۃ الرحمان الموعود فی القرآن المخاطب بالمہدی باللسان من نبی الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام	اور بارگاہ رحمن سے سلام نازل ہو امام آخر الزماں پر جن کی بعثت کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ اور جن کو نبی الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے "مہدی" کا خطاب دیا گیا ہے۔

مختصر حالات و خلاصۂ احکام و تعلیمات

تاریخ بین حضرات پر مخفی نہیں کہ نویں دسویں صدی ہجری میں قوم مسلم کی قیادت کے ذمہ دار اکثر افراد خواہ علما ہوں یا صوفیہ بلحاظ دینیات اپنے اپنے فرایض منصبی پر کس حد تک عامل تھے۔ اور انھوں نے اپنے کو کن حالات و کیفیات میں مبتلا کر رکھا تھا۔ دیکھو تذکرہ ابوالکلام آزاد۔

جب قائدین ملت کا یہ حال ہو تو عوام کا ذکر ہی کیا؟ ایسے وقت ضرورت تھی ایک ہادی برحق کی جو خلیفۃ اللہ و معصوم عن الخطا و کی خصوصیات کا حامل ہو اور درس اسلام کو اس کے حقیقی معنی و مفہوم کے ساتھ پھر ایک بار دہرا دے جس سے ثم ان علینا بیانہ کی شان پوری طرح جلوہ گر ہو جائے۔ اور خوابیدہ و بے راہ مسلمانوں کو آگاہ کر دے کہ ان کا ہر کام ان کی ہر حرکت ان کی زندگی ان کی موت سب کچھ خدائے واحد و برتر ہی کے لئے ہو۔ اور معلوم ہو جائے کہ عشق و محبت اور وصال الی المطلوب میں اقرب الطریق کیا ہے اور ہر مقام و ہر حال میں آداب شریعت کی پابندی کس درجہ لازم ہے۔

ضرورت تھی ایک جماعت کی جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کی علمبردار ہو اور وعدہ خداوندی فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ کی پوری پوری مصداق ہو

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پھر ہم پر اس (قرآن) کا بیان لازم ہے"۔ ۲۔ امر میں ایسی جماعت کا ہونا بہت ضروری ہے جو خیر کی طرف بلانے والی نیکیوں کا حکم دینے والی اور برائی سے روکنے والی ہو۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ قریب میں ایک ایسی قوم کو لائیگا کہ اللہ اس قوم سے محبت رکھتا ہو اور وہ اللہ سے محبت رکھتی ہو۔

اور جس کی تعلیم جس کے اصول و اعمال اشد[1] حبا للہ کا مظہر تام ہوں اس طرح کہ یقفوا اثری ولا یخطی[2] رسول خدا کی پیشگوئی کا صحیح صحیح ثبوت ملے۔

قدرت کاملہ نے اس اہم ضرورت کو آیات و بینات کا درجہ رکھنے والی کھلی نشانیوں کے ساتھ پورا کیا یعنی آفتاب ہدایت سیدنا امامنا حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ضیا پاشیوں میں صراط مستقیم کو اپنے بندوں پر واضح فرمایا جس سے قلوب منور ہو گئے۔ باطنی جوہر چمک اٹھے عرفان کے حقیقی رموز منکشف ہوئے اور معراج المومنین کے اعلیٰ مدارج تک رسائی نصیب ہوئی۔

جو لوگ امامنا علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے ہیں انھوں نے آپ کے دعوے کی صداقت کو اسی معیار پر پایا جن اصول و معیار پر انبیا علیہم السلام کی صداقت کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اخلاق و عادات احکام و تعلیمات اور معجزات وغیرہ ہر حیثیت میں آپ کی صداقت کا کامل ثبوت موجود ہے۔

دعوئ مہدیت سے قبل عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ اور پر تاثیر مواعظ حسنہ کی وجہ سید الاولیا کے لقب کے ساتھ آپ کی شہرت ہو چکی تھی۔ اپنے پرائے سب آپ کے تقدس مآب اخلاق و اعادات کے معترف رہے ہیں۔ البتہ یہ اور بات ہیکہ دعوے مہدیت کے بعد تسلیم دعوے کی حد تک اختلاف پیدا ہو جائے۔ یہ خصوصیت بھی آپ کے اعلیٰ مراتب و بلند پایہ شہرت کی بین دلیل ہے۔

عبادات کی تین قسمیں ہیں۔ جسمانی۔ مالی قلبی۔ اکثر فقہا نے جسمانی و مالی عبادات کے متعلقہ مسائل کی خوب موشگافی کی ہے لیکن قلبی عبادات کا اسمیں کوئی ذکر ہی نہیں اور اکثر صوفیہ نے طریقت سے متعلقہ مسائل میں بڑی دقیقہ سنجی سے کام لیا ہے۔ اور بعضوں نے تو ایسا انہماک اختیار کیا کہ شرعی احکام کی خلاف ورزیاں سرزد ہونے لگیں۔ بلکہ نفس پرستوں کو تو یہ موقع ہاتھ آگیا کہ طریقت کی آڑ میں شریعت کی کھلی خلاف ورزیاں عمداً کرنے لگے۔ بدعات و منکرات میں اس درجہ مبتلا ہو گئے کہ اللہ کی پناہ!

امامنا علیہ السلام کو دیکھئے کہ جب راے دلپت اور سلطان حسین شرقی کی جنگ ہو رہی تھی۔ راے دلپت پر آپ کا غیبی طاقت والا ہاتھ ایسا چلا کہ تلوار کاٹتی ہوئی سینہ سے پار ہو گئی۔ راجہ کا دل باہر نکل پڑا آپ نے اس کے دل پر اس بت کی تصویر دیکھی جسکی وہ پوجا کرتا تھا۔ دماغ مقام تصور ہے اور دل مقام تصدیق۔ یہ راجہ کی عقیدت کا کمال تھا کہ بت کا تصور اور اس تصور کی تصدیق اس درجہ رہی کہ دل میں تصویر قائم ہو گئی۔ پھر یہ کیفیت بھی ان آنکھوں نے دیکھی تو کیا تعجب جن میں لطائف و ماوراے محسوسات اور انوار و تجلیات دیکھنے کی قوت و صلاحیت قدرت نے ودیعت فرمائی تھی۔

آپ پر جذبہ حقانی نمودار ہو گیا کہ "باطل کا اسقدر اثر ہے تو حق کا کیا کچھ نہ ہو سکتا ہے" جذبہ الٰہی نے

---

[1] مومن اللہ تعالیٰ کی محبت میں زیادہ سخت ہیں۔ [2] (مہدی) میرے نشان قدم پر چلے گا خلاف نہ کریگا۔

آپ کو مستغرق کر دیا متفقہ روایت ہیکہ بارہ سال جذبہ رہا سات سال تو ایسے گذرے کہ آپ نے کچھ کھایا نہ پیا۔ اذان ہوتی یا نماز کا وقت آتا تو صرف اتنا ہوش آجاتا کہ نماز ادا کر سکتے تھے۔ کسی وقت آپ سے خلاف شرع کوئی فعل صادر ہوا ایک دفعہ نماز کے وقت ہوش آیا تو بی بی نے زاری و عاجزی سے عرض کیا کہ عرصہ دراز سے ذرا سی غذا بھی آپ کو نہیں پہنچی ہے۔ فرمایا "فکر نہ کرو بندہ کو برابر غذا پہنچتی ہے"۔

شیخ الرئیس بوعلی ابن سینا اشارات میں فرماتے ہیں کہ :۔

عارف اپنی عادتی قوت کو غیر معمولی مدت تک روک لینے کی خبر اگر تم کو پہنچے تو اس کو صحیح سمجھو اور اور یہ امر طبیعیات میں مشہور و معتبر ہے جبکہ قوائے طبعیہ عمدہ عمدہ معلومات میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ردی اسباب بالکل ہضم ہو جاتے ہیں۔ یہ عمدہ اسباب جو نہایت محمود ہیں بالکل تحلل قبول نہیں کرتے۔ اور طبیعت کو ان کے بدل کی ضرورت نہیں ہوتی پس اکثر اوقات ایسی صفت کا موصوف شخص ایک طویل مدت تک غذا چھوڑ دیتا ہے۔ اگر کوئی اس حالت کے سوائے دوسری حالت میں ہو اس کی مدت کے دسویں حصے سے ایک حصہ میں بھی غذا چھوڑ دے تو موت واقع ہو جائیگی مگر جس میں صفات محمودہ موجود ہوں کمزور تک نہیں ہوتا اس کی قوت محفوظ رہتی ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ نے شرح اشارات میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین اشراقی نے یہ بھی کہا ہے کہ عارف کے دل کا خزانہ جب الٰہی معلومات اور ملکوتی حقائق سے مامور ہو جاتا ہے تو اس کو غذا کی ضرورت نہیں ہوتی حکمائے اشراقین و شائین کے بھی ایسے ہی اقوال ہیں۔ اور ایسی کئی احادیث شریفہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صوم وصال رکھتے دیکھکر جب صحابہ بھی آپ کی پیروی میں کئی کئی دن تک کا متصل روزہ رکھتے ہیں تو آپ ان کو منع کرتے ہیں اور اپنی نسبت فرماتے ہیں عَلَکُمْ مثلی انی بیت یطعمنی ربی ویسقینی (بخاری کتاب الصوم) یعنی تم میں کون میرے مثل ہے میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (سیرۃ النبی سلیمان ندوی جلد ۱، ص ۱۲۲)۔

حاصل کلام یہ کہ جذبہ کے عالم میں بھی امامنا علیہ السلام سے کوئی خلاف شرع فعل تو کیا صادر ہوتا نماز قضا ہونے پائی۔ اتباع شریعت کی یہ خصوصیت بھی ولایت کے درجہ کمال کی دلیل ہے۔

امامنا علیہ السلام نے طریقت و معرفت کی تعلیم اس نہج پر دی کہ کسی حال اور کسی مقام میں بھی شرک نہونے پائے اور آداب شریعت کی پابندی لازم قرار دیکر دھوکے اور فریب کے راستے بند فرما دیئے۔

اولیائے پیشین کی نسبت حضرت امامنا علیہ السلام نے فرمایا "ہمارے بھائی نزدیک کا راستہ چھوڑ کر چکر کے راستے سے چلے۔ اور مقصود حاصل کیا کیونکہ وہ طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا"۔ صحابہؓ نے عرض کیا میرا نبی! نزدیک کا راستہ کونسا اور گردش کا راستہ کونسا؟ حضرتؐ نے فرمایا "راہ خدا میں بے اختیار کیوں نہوے کہ شریعت محمدی کے موافق

یہی راستہ نزدیک تھا۔ انھوں نے اپنے اختیار سے تمام عمر کے روزے کیوں رکھے؟ مباح وحلال چیزوں کو کیوں چھوڑ دیا سالہا سال کنوؤں میں سرنگوں کیوں لٹکے اور بارہ سال کی قید لگا کر روزے کیوں رکھے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام نہیں فرمائے ہیں اور حسب فرمان خداوندی من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (جو شخص اللہ پر توکل کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے)۔ تمام عمر توکل کا روزہ کیوں نہ رکھا؟ ان کو چاہیئے تھا کہ بے اختیار ہو جاتے (شواہد الولایت ص۲۴)

ہم انا الحق کہیں سنتے تھے کہیں سبحانی	یاں تھی ہر ایک کو تعلیم کہ بندہ ہونا
ہے آیا تو اسی کے فقرار کو آیا	اک مٹائی ہوئی ہستی کا وہ پتلا ہونا

(اشاعی مولانا اشرفی مرحوم)

بے اختیاری بڑے نازک مطالب پر حاوی ہے جنکو طالب صادق اپنے مرشد کی صحبت میں رہکر بخوبی معلوم کر سکتا ہے نفس کے مطالبات تین قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ ابلیس کی مشارکت سے اس میں قوت مطالبہ اور بڑھ جاتی ہے (۱) بقائے صحت وزندگی کیلئے اچھی غذا اچھے مشروبات کا مطالبہ (۲) راحت وآرام کے لئے اچھے مکان اچھے لباس اچھے اسباب کا مطالبہ (۳) بقائے نسل کے لئے جنس مقابل (شادی) کا مطالبہ۔ نفس کے یہ مطالبات حاکم کیطرح نہیں بلکہ ایک محکوم واطاعت گذار کی درخواست کے طور پر پیش ہونے چاہئیں۔ مومن کی عقل وتمیز احکام خدا ورسول کی روشنی میں غور کریگی جو مطالبہ جس وقت جس حد تک منظور کئے جانے کے قابل ہے منظور کریگی ورنہ رد کر دیگی خواہ اس کی وجہ کتنی ہی مصیبت اٹھانی پڑے اپنے اختیارات حاصلہ کو خدا ورسول کے احکام کے تابع کر دینا ہی بے اختیاری ہے۔ اسی لئے امامنا علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا "بے اختیار شو نجتیار باش"۔

تعلیمات مہدویہ پر "رہبانیت" کا شبہ کرنے والے غور کریں اور تعلیمات کے ایک ایک جز کو عقل سلیم سے جانچیں تو معلوم ہوگا کہ اتباع شریعت کو کیسے کیسے نازک موقعوں پر بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ "لا رھبانیۃ فی الاسلام" کی صحیح اتباع کیساتھ انبیاء وصحابہ وکاملین کی زندگی اختیار کرنے کا طریقہ اگر معلوم ہو سکتا ہے تو تعلیمات امامنا علیہ السلام ہی سے ہو سکتا ہے۔

غرض مہدویہ کے اصول وتعلیمات اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد کے حامل ہیں اور مسلمانوں کا کوئی فرقہ اکابر اہل سنت کا اتنا موافق مل نہ سکیگا۔ ہمارے اصول حدیث اصول فقہ وہی ہیں اور معمول بہ کثیر مسائل ایسے واکابر اہل سنت رحمہم اللہ کے مسلمات سے ہیں مثلاً مہدویہ کے پاس میت کی زیارت چوتھے دن کیجاتی ہے۔ اور دیگر مسلمانوں کے پاس تیسرے دن۔ اس کی سند میں جو حدیث ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ مہدویہ کا طریقہ مائل باحتیاط ہے۔ چنانچہ اسوہ صحابہ کی عبارت من وعن ملاحظہ ہو۔ "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے علاوہ دیگر اعزہ کے ماتم کے لئے صرف تین دن مقرر فرمائے صحابیات نے اس کی شدت کے ساتھ پابندی کی جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہو گیا تو (غالباً چوتھے دن) انھوں نے خوشبو لگائی، اور کہا کہ مجھکو خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر سنا ہے کسی مسلمان عورت کو شوہر کے سوائے تین دن سے زیادہ کا ماتم کرنا جائز نہیں اسی لئے اس حکم کی تعمیل تھی۔ جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والدہ نے انتقال کیا تو انھوں نے تین دن کے بعد اپنے رخساروں پر خوشبو ملی اور کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی صرف اس کی تعمیل

مقصود تھی (ابوداؤد کتاب الطلاق باب احداد المتوفی عنہا زوجہا) (ماخوذ از اسوۂ صحابہ حصہ اول مولفہ عبدالسلام ندوی)۔

ان احادیث سے ظاہر ہیکہ تیسرے دن اگر زیارت کیجائے تو عموماً تین دن پورے ہونے نہیں پاتے اس لئے ہندیہ کے پاس تین دن غم کے ہوتے ہیں چوتھے دن زیارت کیجاتی اور رفع غم کے طور پر پان بتاسے اور خوشبو کا تیل تقسیم کیا جاتا ہے۔ (یہ ایک قسم کا تیل ہوتا ہے جس میں خوشبو دار چیزیں پیسکر ملائی جاتی ہیں جس کو "سوندا" کہا جاتا ہے) اور بعض شہروں کے پاس اس طریقہ میں کچھ فرق بھی ہے

حاصل یہ کہ ہماری حقانیت کتاب و سنت کی موافقت کو عمیق و انتہائی تحاد نظر سے جانچنے کی ضرورت ہے نیز اہل سنت کے اصول عقائد کا بھی اچھی طرح مطالعہ کر لینا ضروری ہوتا ہے اس کیلئے جتنا قدیم تر زمانہ کیطرف رجوع ہوگے اتنا ہی مطلب اہم بنتا جائیگا علمائے متاخرین یا عام طور پر ملنے والی حال کی کتابوں سے اہل سنت کے اصل مسلمات کو متعین یا معلوم کرنے میں پوری کامیابی نہ ہوگی نیز اہل سنت کے اکابر صوفیہ کے اصول و مسلمات پر بھی ایک نظر ڈال لینا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ہمارا مذہب اسلام کی اس اعلیٰ تعلیم کیطرف رہبری کرتا ہے جو طلب و عشق و محبت خدا اور اس کے لوازم سے متعلق ہے۔

عموماً دھوکہ یہ ہوتا ہیکہ صرف حنفیہ ہی اہل سنت ہیں حالانکہ چاروں ائمہ اہل سنت میں داخل ہیں الحق دائر بین الائمۃ الاربعۃ ہمارے پاس مسائل میں کسی ایک ہی امام کا التزام نہیں ہے۔ حضرت مہدی موعودؑ نے عالیت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور خود عمل کر کے عالیت کے راستے بتا دیے ہیں جس پر قوم کا عمل ہے۔ اسی لئے عبادات و دیانیات کے مسائل کسی ایک امام سے مطابقت رکھتے ہیں اور زیادہ تر مطابقت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے پائی جاتی ہے اس سے ظاہر ہیکہ کسی ایک ہی امام کو مسائل پیش نظر رکھکر ہمارے اصول و عقائد اور مسائل عبادات کو جانچنے کی کوشش بالکل ناکافی قرار پاتی ہے۔ نیز یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ مہدوی اپنے آپکو اہل سنت کہتے ہیں اور جب کبھی موافقت اہل سنت کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد نبوت کے اکابر خیر القرون (صحابہ تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین) ہوتے ہیں یا وہ ائمہ و اولیا اور انکی پیروی کرنیوالے صوفیہ و علمائے دین متین جو سیدنا امامنا علیہ السلام کے دعوے مہدیت سے قبل گذرے ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے سنت کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے ما انا علیہ واصحابی یعنی جس پر میں اور میرے اصحاب ہوں۔

فی الحقیقت امامنا علیہ السلام کا دعویٰ یہی تھا کہ "اگر کسے خواہد کہ صدق ما را معلوم کند باید از کلام خدا و اتباع رسول اللہ در احوال و اعمال ما بجوید" یعنی اگر کوئی ہماری صداقت معلوم کرنا چاہتا ہے تو ہمارے احوال و اعمال کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے مطابق کرلے نیز فرمایا "مذہب ما کتاب اللہ و اتباع رسول اللہ" اسی لئے ہمارے اصول و عقاید کتاب و سنت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

اگر ہمارا کوئی مسئلہ کسی بھی امام وغیرہ سے مطابق نہ پایا جائے تب بھی کوئی ہرج نہیں جبکہ کتاب و سنت کی موافقت پائی جاتی ہو عموماً نظریں اس طرف جاتی ہیں کہ ہم سید محمد جونپوری کی نسبت فلاں فلاں عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ دیکھنا چاہیئے کہ ان عقاید کی علت کیا ہے۔ اصل یہ ہیکہ حضرت سید محمد جونپوری کی ذات مہدی موعود تسلیم ہونیکی وجہ حضرت سے متعلق ہے ہم انھیں عقاید کے پابند ہیں جو مہدی موعودؑ کی نسبت ہونے چاہئیں۔ اور نہایت اہم بات یہ کہ حضرت کو مہدی موعود تسلیم کرنے کیوجہ کتاب و سنت کی موافقت متاثر ہونے پائی۔

آپکے ہمعصر بڑے بڑے علماء و مشائخین سے جن لوگوں نے آپکی تصدیق کی انھوں نے بھی اس خصوصیت کو اچھی طرح محسوس کیا۔ علامہ قاضی منتجب الدین جونپوری نے ثبوت مہدیت امامنا علیہ السلام پر عربی زبان میں ایک کتاب "مخزن الدلائل" تصنیف فرمائی ہے جس کے مقدمہ کا ایک چھوٹا سا جزو ہم یہاں نقل کرتے ہیں جس سے واضح ہو سکتا ہے کہ ان علماء نے کتاب و سنت کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔

اردت ان اؤلف مختصرا جامعا لحل مشکلاتهم وشافیا لما فی صدورهم من ضلالتهم وهادیا لمن تدبر فیه الی صراط مستقیم وموصلا له الی الطریق المعاد والدین القویم فشرعته مستعینا بحضرة الوهاب متضرعا الیه بالعجز والابتهال واسئل الله ان یجعلنی موافقا لاهل السنت والجماعة فی کل ما ینطقه لسانی ویرقمه بنانی وینطوی علیه جنانی انه علی ما یشاء قدیر وبالاجابة جدیر

(مخزن الدلائل)

میں نے مختصر و جامع تالیف کا ارادہ کیا تاکہ ضلالت کی وجہ انکے سینوں میں جو مشکلات ہیں ان کا تشفی بخش حل ہو جائے اور یہ تالیف صاحب تدبر کے لئے صراط مستقیم کی طرف رہبری کرے اور دین قویم و معاد کی راہ پر پہنچائے۔ پس میں نے عجز و نیاز سے زاری کی حالت میں وہاب تعالیٰ کی درگاہ سے استمداد کرتے ہوئے اس تالیف کی ابتدا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اہل سنت والجماعۃ کی موافقت پر قائم رکھے ہر بات میں جو میری زبان سے نکلے ہر تحریر میں جو میرے ہاتھ سے نکلے اور اس پر میرے دل کو مضبوط کر دے۔ بیشک خدا جو چاہے اس پر اور دعا کو پورا قبول کرنے پر قادر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام نے دعوی مہدیت کی صداقت کے ثبوت میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو جس کیساتھ پیش فرمایا ہے اور آج صدیوں بعد بھی مہدوی اپنی صداقت مہدویت کے ثبوت میں موافقت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہی کو پیش کرنے کے قابل ہیں۔ مہدویوں نے حدیث، فقہ اور کلام کی کتابیں الگ مرتب نہیں کی ہیں اس لئے ان کے استدلال کی بنا وہی کتابیں ہیں جو اکابر اہل سنت نے مرتب کیں اور انہیں معتبر و مسلم رہی ہیں۔

چونکہ ہم امامنا علیہ السلام کو مہدی موعود خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا ہونے کی وجہ سے دلیل مانتے ہیں اس لئے آپکے ہر حکم پر موافق کتاب و سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور پوری معتقدات شان میں بلا طلب دلیل و حجت تسلیم کرتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں "مسئلہ مہدیت" اور "مذہب مہدویہ" سے متعلقہ اعتراضات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آمد مہدی کے بارے میں جو لوگ معترض ہیں ان میں کے اکثر و بیشتر کا ماخذ ابن خلدون کے خیالات ہیں اور مذہب مہدویہ پر جو لوگ اعتراض کی جسارت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر "ہدیہ مہدویہ" مولفہ زمان خان شاہجہانپوری کا مطالعہ ہے۔ ابن خلدون کے نظریہ کی حقیقت تو آگے سرسری طور پر ظاہر کر دی گئی جو بہت کافی ہے۔ اور "ہدیہ مہدویہ" کے جوابات بھی دیے جا رہے ہیں "ختم الہدی سبل السوی" مصنفہ حضرت علامۃ العصر مولانا سید شاہ محمد صاحب جو ۱۲۸۹ھ میں مکمل ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بنگلور سے شائع ہوئی اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ہے (کلام اردو نمبر ۸۰۶) اور مکمل اور مبسوط مصنفہ علامۃ العصر حضرت مولانا سید نصرت صاحب جو ۱۲۹۰ھ میں مکمل ہوئی جس کی ایک جلد حال میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے

یہ دونوں کتابیں مولف ہدیہ مہدیہ کی نظر سے گزر چکی ہیں اور مولف موصوف ۲ دسمبر ۱۹۱۲ء تک بقید حیات رہے ہیں اس کے علاوہ علاوہ حضرت مولانا سید عیسیٰ عرف عالم میاں صاحب کے رسائل بھی اسی زمانہ میں شائع ہو چکے تھے نیز اس کتاب کے حصہ توضیحات میں ہدیہ مہدیہ کے چند اعتراضات پر بھی مختصر بحث کی گئی ہے جس سے حقیقت ظاہر ہو سکتی ہے ـــ اس کے قطع نظر ہدیہ مہدیہ میں انداز استدلال ہزل و ہجو طنز و تہزء طعن تشنیع اور سخت کلام بے محل احکام یہ سب امور ایسے واقع ہوئے ہیں کہ جنکی وجہ سے ہر دانشمند اجنب اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اگرچہ ہمیں کتب مہدویہ کے حوالے درج ہیں پھر بھی لائق اعتبار نہیں کیونکہ مولف کے جذبات نگارش سے خصومت و عناد عیاں ہے لہٰذا کلام خصم پر بے تحقیق کسی حجت کو یا کسی فریق کو مورد الزام نہیں قرار دیا جا سکتا جو لوگ اس عام مسلمہ اصول کو ملحوظ نہیں رکھتے یا محض مورد الزام کرنا جنکا مقصد ہوتا ہے اس کتاب میں ہدیہ مہدیہ سے یا اس سے استفادہ کی ہوئی کتابوں پر سے اعتراضات کر جاتے ہیں جو سراسر خلاف اصول ہے ـــ استدلال کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ مقابل کے مسلمات سے اپنا ثبوت مہیا کیا جائے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آسکتا کہ ہم سارے مسلمات ہمارے مسلمات ہو جائیں ہی وجہ ہے کہ ہم نے بعض مقامات میں غیر مہدویوں کی بعض مضامین کے حوالے اور دور جدید کے مشہور عالم اقبال کے بعض اشعار استعمال کئے ہیں کیونکہ اقبال نے اپنے کلام میں قرآن مجید کے مضامین اور حضرت مولانا روم کی مثنوی سے استفادہ کی خصوصیت کا خود ذکر کیا ہے ۔

میرے اشعار میں پھنس کر نہ رہ جا ؛ اگر تو سالک راہ یقیں ہے
تری نظروں میں ہیں میری تصانیف ؛ مری نظروں میں قرآن مبین ہے

با تو بیاں بودم پر جستم و کم دیدم ؛ مرشد کہ مقاماتش ناید بحساب اندر

ہم خوگر محسوس ہیں ساحل کے خریدار (علمائے یورپ) ؛ ایک بحر پر آشوب و پر اسرار ہے رومی (مولانا روم)

پیر رومی را رفیق راہ ساز ؛ تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

قرآن و حدیث و اولیائے کرام کے کلام سے جو بھی استفادہ کرے اس کا کلام مذہب مہدیہ سے زیادہ تر موافق پایا جائیگا۔ غرض ثبوت کی اکثر دلیلیں میں اس اصول کی نظر میں موجود ہیں اور خود امام علیہ السلام نے دوسرے میں غیر مہدی علماء و شعراء و اغیار کے پاس معتبر و مسلم ہوں ان کی موافق استدلال کو تائید دلیل کی حیثیت سے استعمال کرنا جائز تو ہے اور یقیناً محتاج غور و فکر ہو سکتا ہے ـــ توضیحات کا جو مضمون جس روایت سے تعلق رکھتا ہے ابتداءً روایت مع نمبر سلسلہ درج کر دی گئی ہے جس سے معلوم ہو سکیگا کہ وہ مضمون کس روایت سے متعلق ہے ـــ ہمنے ہر مسئلہ کو صاف اور روشن کرنیکی حتی المقدور کوشش کی ہے تاہم مخلص علمائے کرام قابل اصلاح امور کیطرف ہمکو متوجہ کر سکتے ہیں ایسے مخلصانہ اقدام کو ہم بخوشی قبول کرینگے اور دوسرے ایڈیشن کے وقت اسکو ملحوظ رکھینگے اور جو مہدوی اہوا لیکن صداقت اشعار تاثر جذبہ رکھتے ہوں اپنے شکوک و شبہات رفع کرنیکے لئے ربط قائم کر سکتے ہیں حتی المقدور الطباعت سے دریغ نہ کیا جائیگا ـــ جو یاد ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے کتاب نقلیات کی مکمل شرح نہ کی جا سکی ورنہ ضخامت بڑھ جاتی موجودہ نازک حالات کیوجہ طباعت کا انتظام دشوار ہو جاتا اور مقصد اولین یعنی اصل کتاب کی طباعت کا کام رہ جاتا اس لئے ہمنے فی الوقت چند خاص خاص بحثوں کی حد تک توضیحات کا حصہ مرتب کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مکمل شرح بھی قوم کے ہاتھ میں آسکے گی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

احقر العباد۔ فقیر ابو سعید سید محمود غفرلہ

توضیحات

توضیح روایت (۱) و (۲) و (۲۶۵) در بیان صحت نقلیات مبارکہ

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت عرصہ بعد احادیث کی تدوین ہوئی ہے اور روایات کو جانچنے کے جو اصول بحث حدد اصول رجال (راویان حدیث) مرتب کئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صحت روایات کے معیار میں زیادہ تر راویوں پر ہی نظر رکھی گئی ہے۔ حالانکہ ان اصول مستخرجہ کے علاوہ ایسی صورت بھی ممکن ہو سکتی ہے کہ ایک شخص غیر ثقہ اور آلودہ عصیاں ہو لیکن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل کے بارے میں وہی بیان کر رہا ہے جو اس نے سنا یا دیکھا ہو۔

ظاہر ہے کہ وہ راوی اپنے بیان میں صادق تو ہے لیکن اس کے باوجود محدثین کے مستخرجہ اصول کے لحاظ سے اس کی روایت کو قابل استناد نہیں قرار دیا جاتا۔ اور یہ اصول معقولہ کے لحاظ سے درست بھی ہے کیونکہ محدثین عالم الغیب نہیں ہیں اور جب کہ قطعی واجب الایقان والاذعان ذریعہ (ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اٹھ چکا ہو تو ایسی صورت میں وہی اصول ممکن العمل تھے جو محدثین نے اختیار کئے۔

لیکن جو روایات محض راویوں کے غیر ثقہ یا متفرد کیوجہ محدثین کے پاس قابل استناد قرار نہ دی گئی ہوں اور ضعیف ہونے کیوجہ استخراج مسائل میں ان کو ناقابل استفادہ قرار دیا گیا ہو۔ اور حقیقۃً وہ روایات صحیح ہیں تو مہدی موعود کی بعثت کے بعد ان روایات کی صحت کی تصدیق یقیناً ممکن ہے۔

کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "یقفو اثری ولا یخطی" (وہ میرے نقش قدم پر چلیگا خطا نہیں کریگا) ان کی شان میں فرمایا ہے۔ ان کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی براہ راست تعلیم کے تحت ہوتا ہے اس لئے ان کے کسی قول و فعل سے اگر کوئی روایت مطابق ہو جائے تو وہ صحت و ثقاہت کا درجہ حاصل کر لے گی۔ اگرچہ محدثین نے اپنے اصول مستخرجہ کے لحاظ سے اپنے زمانے میں اس کو رد کر دیا ہو۔ راوی خواہ کیسا ہی غیر ثقہ ہو روایت قرآن مجید کے خلاف نہ ہو اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد ان کے قول و فعل سے مطابق ہو جائے تو اس روایت کی صحت یقیناً قابل تسلیم ہو جائیگی۔ اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے

احادیث میں بہت اختلاف ہے مستقیم سے صحیح کو الگ کرنا مشکل ہے جو حدیث خدائے تعالیٰ کی

کتاب اور بندہ کے حال کے موافق ہے وہی صحیح ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد احادیث میں کثرت ہو جائیگی ان احادیث کو اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ملاؤ۔ اگر موافق پاؤ تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو (روایت ۲۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ مہدی موعودؑ کی ذات، صحت احادیث مرویہ کا واجب الایقان والاذعان معیار ہے۔

اس لحاظ سے جو قول و فعل حضرت مہدی علیہ السلام کا ثابت ہو موجودہ احادیث مرویہ اس کے موافق ہونگے یا نہوں گے اگر موافق ہوں گے تو اس صورت میں کوئی بحث ہی نہیں ہے۔ اگر موافق نہوں گے تو اس صورت میں ہمارا اعتقاد اور عمل قول و فعل حضرت مہدی علیہ السلام پر ہوگا کیونکہ یہ ہمارا عقیدہ ہے جو حضرت بندگیمیاں سید محمد حسینی رضؓ نے رسالہ بعض الآیات میں تحریر فرمایا ہے کہ"

یتبعہ فی احکام الشریعۃ بالوحی وفی الدعوۃ الی اللہ وفی احوالہ واقوالہ وغیرہ لا یتبع الرسول الا باستماع الاخبار" یعنی مہدی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع شریعت میں اور اللہ تعالیٰ کیطرف بلانے اور آپکے احوال و اقوال میں وحی (بلا واسطہ) سے کرتے ہیں۔ جیسا کہ کے سوائے دوسرا شخص احادیث کو سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے" پس جو قول و عمل حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا ثابت ہو سمجھنا چاہیئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی قول و فعل تھا۔

امام عبدالوہاب شعرانی کی عبارت اس سے قبل نقل کیجا چکی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں" مہدی علیہ السلام ایسے احکام بیان کریں گے جو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مطابق ہوں گے اس طرح کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوں تو مہدی علیہ السلام کے تمام احکام (کی صداقت) کا اقرار کریں گے۔"

اور بحر العلوم عبدالعلی ملک العلماء نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہیکہ۔ ویکون قول الامام المہدی الموعود حجۃ یخطی مخالفہ۔ یعنی امام مہدی موعود کا قول حجت ہوگا اسکی مخالفت کرنیوالا خاطی ہے۔

توضیح روایات در بیان ثبوت مہدویت (ردا ۳)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن احادیث شریفہ کی مطابقت قرآن مجید سے ہوتی ہے ان کا درجہ بہت فائق ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بات محتاج غور ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت سے متعلقہ احادیث بہت زیادہ وارد ہیں۔ انمیں علامات اور محل بعثت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے لیکن بعثت مہدی موعود کے بارے میں سب متفق ہیں اسی لئے علماء سلف نے بعثت مہدی موعود کے مسئلہ کو داخل اعتقادیات قرار دیا اور ان احادیث کے تواتر معنوی کو تسلیم کر لیا ہے ایسے مہتم بالشان مسئلہ کا وجود قرآن مجید میں نہونا کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں فرمایا ہے۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔

اکثر علمانے ان احادیث کو قرآن مجید سے مطابق کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس کا ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجی مہدی موعود کا تواتر معنوی کے طور پر ثابت ہونا انھوں نے کافی سمجھ لیا اور یہ یقیناً کافی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تحریر فرمایا ہے ــــ "والمتواتر لا یبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث لانہ یفید الیقین وان ورد عن الفساق بل عن الکفرۃ" (شرح نخبۃ الفکر)۔ یعنی روایات متواترہ میں رجال سے بحث نہیں کیجاتی کیونکہ وہ موجب یقین ہوتی ہیں اگرچہ کہ وہ روایات فاسقوں بلکہ کافروں سے مروی ہوں۔

اس کے باوجود تطبیق بالقرآن سے یہ معلوم کرنا بھی آسان ہو جاتا کہ وہ احادیث کن آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہیں جن مفسرین و محققین نے اس طرف توجہ کی۔ ان کی تفسیروں اور تصنیفوں میں بعض آیات کے ضمن میں مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر پایا جاتا ہے ــــ فی الحقیقت "ثم ان علینا بیانہ" فرمان الٰہی کے مصداق یہ کام حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے ہی مقدر تھا اس لئے اکثر علما کی بصیرت اس بارے میں قاصر رہی ہے۔ بمقام مسرت ہیکہ منجانب اللہ المنا حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ ان آیات پر آگاہی بخشی گئی جنمیں مہدی موعود کی طرف اشارہ موجود ہے۔ (قرآن میں لفظ مہدی مذکور نہونے کی توجیہ ہم نے خطبۂ تعلیمات کی توضیح میں بیان کر دی ہے ملاحظہ ہو ص۱۶)

غرض جن آیات میں مہدی موعود کی طرف اشارہ ہے انمیں سے ایک آیت وہ ہے جو روایت ۳ میں بیان ہوئی۔ حضرت نے اس آیت کو اپنے ثبوت مہدیت میں بحکم خدائے تعالیٰ پیش فرمایا ہے کہ :-

"از حق تعالیٰ بے واسطہ می شنوم کہ ایں آیت در حق تست مراد از مَنْ کہ در افمن کان مذکور است ذات تست"۔ اور آیت کے تقیید الفاظ کی تفسیر تعلیمات میاں عبد الرشید میں اس طرح بیان کی گئی ہے :- "و مراد از بینہ اتباع ولایت حضرت مصطفیٰ است قولاً فعلاً حالاً کہ تعبیر از ولایت محمدی دارد کہ ولایت خاص است مر ذات مصطفیٰ راست صلی اللہ علیہ وسلم و مراد از شاہد قرآن است و توریت و مشار الیہ از اولئک اتباعِ ہم و مراد از ضمیر بہ ذات مہدیست و مراد از ضمیر بہ دیگر نیز ذات مہدیست۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ افمن کان میں من ایک خاص شخص مہدی موعود خلیفۃ اللہ سے متعلق ہے۔ اس کے ثبوت میں دلائل یہ ہیں :-

(۱) اس مَنْ سے متعلقہ ضمائر مفرد استعمال کیگئی ہیں جیسے من ربہ۔ یتلوہ۔ منہ۔ بہ۔ وغیرہ اور اس سے قبل کی آیت مَنْ کان یرید الحیوۃ الدنیا الخ میں مَنْ عام ہے اس لئے ضمائر و افعال جمع استعمال کئے گئے ہیں جیسے۔ نوف الیھم۔ اعمالھم۔ لھم۔ لا یبخسون۔ ما صنعوا۔ وغیرہ۔

(۲) من کا صاحب بینہ ہونا۔ اور یہ صفت خلیفۃ اللہ ہی سے مخصوص ہے۔ اگر مَنْ سے عام مومنین مراد لیجائے تو صفات نبوت و خلافت الہیہ کو ہر مومن کے لئے روا رکھنا لازم آئیگا۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں آیا یا بینات

کا استعمال ان ہی امور میں ہوا ہے جو قدرت بشری سے خارج ہوں عام ازیں کہ وہ امور انبیاء سے متعلق اور ان کی نبوت پر دال ہوں یا خاص قدرت الٰہیہ پر دال ہوں۔ ان دونوں قسموں پر آیات و بینات کا اطلاق فرمایا ہے۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں آیات و بینات کا صدور خاص قدرت الٰہی سے متعلق ہے۔ اسی لئے آیات و بینات کا انکار قدرت الٰہیہ کے انکار کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما یجادل فی الآیاتِ الا الذین کفروا (جزء ۔ رکوع ۔) اللہ کی نشانیوں میں وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں۔ البتہ قرآن مجید میں ایک مقام ایسا ہے جہاں بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ "بینہ" کا لفظ عام مومنین کے لئے استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ وہ بھی فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیھلک من ھلک عن بینہ ویحی من حی عن بینہ (جزء ۔ رکوع ۔) یعنی جو ہلاک ہو جائے بینہ پر ہلاک ہوا۔ اور جو زندہ رہے بینہ پر زندہ رہا۔ یہ آیت جنگ بدر سے متعلق ہے۔ اس جنگ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فتح حاصل ہوئی وہ غیبی امداد کی اہم مظہر ہے کیونکہ حضرت کیساتھ قلیل جماعت تھی اور مقابلہ میں کثیر جماعت عصری آلات و سامان حرب سے پوری طرح تیار تھی۔ دوسرا فرق یہ تھا کہ آپ نشیب میں تھے۔ اور مقابل کی جماعت اونچے مقام پر تھی۔ تیسرا فرق یہ تھا کہ آپکا مقام ریت کا میدان تھا اصول جنگ کے لحاظ سے یہ تمام امور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت ہی خطرناک تھے۔ اس کے باوجود آپکو فتح حاصل ہوئی۔ یہ نہایت مہتم بالشان کام تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اعجاز کی حیثیت سے اس جنگ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور مذکور الصدر آیت میں آنحضرت کی جماعت کو بشارت دیگئی ہیکہ اس جنگ میں جو شہید ہوا وہ بینہ سے شہید ہوا اور جو زندہ رہا وہ بھی بینہ سے زندہ رہا کیونکہ جنگ بدر ایک مہتم بالشان معجزہ ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات سے مخصوص تھا۔ اگر ذات رسول اللہ صلعم موجود نہ ہوتی تو اس جنگ کا نتیجہ کچھ اور ہی ہوتا۔ یا یہ کہ وہ جنگ ہونے ہی نہ پاتی۔ حضرت رسول اللہ صلعم کو خواب میں معلوم ہوا تھا کہ دشمن کا لشکر تھوڑا اور کمزور ہے۔ آپنے صحابہ کو اس کی خبر دی اور تعبیر بیان فرمائی کہ دشمن مغلوب ہو جائیگا اس تعبیر سے صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے اور پورے جوش و عقیدت کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذ یریکھم اللہ فی منامک قلیلا ولو اراکھم کثیرا لفشلتم ولتنازعتم فی الامر ولکن اللہ سلم۔ انہ علیم بذات الصدور۔ واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا۔ (جزء ۔ رکوع ۔) یعنے (اے محمد) اس وقت تمہیں اللہ نے تمہارے خواب میں (لشکر) تھوڑا دکھایا۔ اگر زیادہ دکھاتا (اور تم اصحاب کو خبر دیتے) تو (اصحاب) بزدل ہو جاتے اور امر قتال کے بارے میں آپس میں جھگڑ لیتے۔ لیکن اللہ نے (اس تنازع سے) بچا رکھا۔ بیشک جو کچھ دلوں میں ہے اللہ وہ سب جاننے والا ہے۔ اور اس وقت جبکہ تم (دشمن کی جماعت کے) مقابل ہو گئے تو اللہ نے ان (کی جماعت) کو تمہاری نظروں میں قلیل بنا کر دکھایا۔ اس توضیح سے ظاہر ہے کہ مذکور الصدر آیت میں بھی بینہ کے لفظ کا تعلق فی الحقیقت ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے۔

غرض آیات و بینات یہ دونوں ایسے جامع الفاظ ہیں کہ جن میں نبوت کے عام خواص کیفیات مشاہدات

لہ اور مقابل کی جماعت سخت زمین پر صف آرا تھی۔ جو تھا کہ اب کے مقام سے پانی دور تھا اور ان کے مقام سے قریب تھا

اور اعمال خارقہ عادت اور غیر خارقہ عادت سب داخل ہیں۔ ان آیات وبینات کو محدثین نے دلائل نبوت وخلافت الٰہیہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور حکما و متکلمین کی اصطلاح میں آیات وبینات کو معجزات کہتے ہیں۔ یہاں سے مخلوق کی دو قسمیں باقی ہیں۔ ایک مومن ایک کافر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینہ (جزء ۔ رکوع ۔)

امام فخر الدین رازیؒ قصہ حضرت نوح علیہ السلام کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:۔ علی بینۃ من ربہ من معرفۃ ذات اللہ وصفاتہ وما یجب وما یمتنع وما یجوز علیہ۔ یعنی خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کی اور ما یجب و ما یمتنع وما یجوز علیہ کی معرفت کیوجہ سے اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہو۔

معرفت ذات وصفات نور ولایت کے بغیر ممکن نہیں۔ خلفائے الٰہی اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرتے اور مخلوق کو اس سے مستفیض کرتے ہیں۔ اسی لئے یہ امر مسلم ہے کہ ہر نبی کو پہلے ولایت حاصل ہوتی ہے جسطرح چاند آفتاب نور میں آفتاب کی ضیا باریوں کا محتاج ہے۔ اسی طرح نبوت وخلافت الٰہیہ کے لئے پہلے نور ولایت لازم ہے۔ حضرت بندگیسو دراز رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "ولایت را بآفتاب تشبیل می دہند ونبوت را بمہتاب (مکتوب ملتانی)

اور استاذی ومولائی حضرت سید محمود صاحب لوی فاضل مرحوم نے شرح مکتوب ملتانی میں جو استدلال فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہیکہ دیگر اولیا اور حضرت مہدی موعودؑ میں فرق یہ ہیکہ عام اولیاء اللہ کو ولایت بواسطہ انبیاء حاصل ہوتی ہے اور مہدی موعودؑ کی ولایت چونکہ ولایت محمدیہ ہے اس لئے یہ بلا واسطہ ذات باری تعالیٰ سے متعلق ہے اسی لئے آیت شریفہ علی بینہ من ربہ فرمایا ہے۔ اور حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ آیا پس کسے کہ باشد بروایت محمدی از پروردگار خود بے واسطہ یعنی مہدی علیہ السلام (مجمع الآیات) یعنی پس وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے بے واسطہ ولایت محمدیہ پر ہو۔ ولکن جعلناہ نورا۔ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ:۔

ولکن جعلناہ نورا ولیکن گردانیدیم ما آں نور کہ روشن است وروشنی دہندہ کہ بوساطت آں ہمہ را دیدی ودانستی ودریافتی واو مسما است بہمہ اسماء موصوف است بہمہ اوصاف ومنزہ است از ہمہ اشیاء وہیچ موجود نیست کہ نبود ونباشد پیش از وجود او (مجمع الآیات) یعنی ہم نے اس کو نور گردانا ہے جو روشن ہے۔ اور روشنی بخشنے والا ہے کہ تو نے اسی نور کی وساطت سے سب کو دیکھا اور جانا اور معلوم کیا اور وہ نور تمام اسماء سے مسمی ہے اور تمام اوصاف سے موصوف ہے اور تمام اشیا سے منزہ (الگ وبے عیب) ہے اس سے پہلے کسی کا وجود نہیں ہے اور نہ تھا نہ رہیگا۔

اور ایک رسالہ میں فرماتے ہیں:۔

اما پنجہ حقتعالیٰ باقیست مہدی نیز کہ ولایت مصطفیٰ ونور خاص ذات خدا است وہمیشہ

ہمچناں باقی چنانچہ نقل بندگیسواں (سید خوندمیر) رضی اللہ عنہ بالا گذشت کہ ولایت مصطفیٰ الآن کما کان۔ وتقریر است کہ الولایۃ لا تنقطع ابداً چرا کہ ولایت مصطفیٰ نور خاص ذات خداست واو ہمیشہ بود و باقی است ولہٰذا قال علیہ السلام کنت نبیا وآدم بین الماء والطین (دلیل العدل والفضل) یعنی لیکن چیسا کہ حق تعالیٰ باقی ہے مہدی (کی ولایت) بھی باقی ہے کیونکہ (مہدی) مصطفیٰ کی ولایت اور ذات خدا کا نور خاص ہے وہ ہمیشہ ہے اسی طرح باقی رہیگا چنانچہ بندگیسواں (سید خوندمیر) رضی اللہ عنہ کی نقل اوپر گزری کہ ولایت مصطفیٰ اب بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ تھی۔ اور ثابت ہے کہ ولایت کبھی منقطع نہوگی کیونکہ ولایت مصطفیٰ ذات خدا کا نور خاص ہے اور وہ ہمیشہ تھا اور باقی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نبی اس وقت تھا جب آدم مٹی اور پانی میں تھے۔

حضرت جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

والولایۃ لا تنقطع ابداً فانما من الجھۃ التی تلی الحق سبحانہ وھی باقیۃ دائمۃ ابداً سرمداً واکمل مظاھرھا خاتم الاولیا یعنی ولایت کبھی منقطع نہوگی کیونکہ وہ اپنی اس جہت سے جو حق سبحانہ سے تعلق رکھتی ہے ابدی سرمدی۔ باقی اور دائمی ہے۔ اور اس کے مظہر اکمل خاتم الاولیا ہیں۔

مصنف مطلع خصوص الکلم شرح فصوص الحکم نے تحریر فرمایا ہے۔

والولایۃ صفۃ الھیۃ لذالک سمی نفسہ بالولی الحمید وقال اللہ ولی الذین اٰمنوا فھی غیر منقطع ازلاً وابداً ولا یمکن الوصول لاحد من الانبیاء وغیرھم الی الحضرۃ الالھیۃ الا بالولایۃ التی ھی باطن النبوۃ وھذہ المرتبۃ من حیث جامعیۃ الاسم الاعظم لخاتم الانبیاء ومن حیث ظھورھا فی الشھادۃ بتمامھا لخاتم الاولیا یعنی ولایت صفت الٰہیہ ہے اسی لئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ نے "الولی الحمید" سے موسوم فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ مومنین کا ولی ہے پس وہ ولایت ازلاً ابداً غیر منقطع ہے۔ اور کسی نبی کو بارگاہ الٰہی تک رسائی بغیر ولایت کے ناممکن ہے اور وہی نبوت کا باطن ہے۔ اور یہ مرتبہ اسم اعظم کی جامعیت کی حیثیت سے خاتم الانبیاء اور ان کے شہود میں ظاہر ہونے کی حیثیت سے خاتم الاولیا ہی کیلئے ہے۔

اور شیخ محی الدین ابن عربی کنت نبیا وآدم بین الماء والطین حدیث شریف کی شرح یہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

وغیرہ من الانبیاء ما کان نبیا الا حین یبعث وکذالک خاتم الاولیاء ما کان ولیا وآدم بین الماء والطین وغیرہ من الاولیاء ما کان ولیا الا بعد تحصیل شرائط الولایۃ (ماخوذ از شواہد الولایۃ) یعنی خاتم الانبیاء کے سوائے ہر نبی اس وقت نبی ہوتا ہے جبکہ وہ مبعوث

اسی طرح خاتم الاولیا بھی اس وقت سے ولی ہیں جب کہ آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ اور آپ کے سوائے ہر ولی اس وقت ولی ہوتا ہے جبکہ اس کو ولایت کی شرائط حاصل ہوں "

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے ولایت کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں یہ صرف مہدویہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ اکابر اہل سنت کی تصانیف میں بھی پائی جاتی ہیں لہٰذا مولف ہدیہ مہدویہ کا یہ دعویٰ کہ یہ صرف مہدویہ سے مخصوص ہے باطل ہے۔ غرض ولایت کی خصوصیات میں جو کچھ بیان کیا گیا کافی ہے۔ کیونکہ کماحقہٗ بیان کرنے سے لسان عاجز ہے۔ اس لئے یہاں مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ حاصل کلام یہ کہ "بینہ" سے مراد اتباع ولایت مصطفیٰ ہے۔

اگرچہ مفسرین نے بینہ کے متعدد مفہومات بیان کئے ہیں مثلاً البرہان۔ الواضح من اللہ۔ حقیقت دین اسلام دلیل عقل۔ یقین۔ قرآن۔ یا نور ولایت۔ لیکن کتب مہدویہ میں بینہ کی تفسیر "اتباع ولایت محمدیہ"۔ جو بیان کیگئی فی الحقیقت یہ اُن تمام امور کی اصل ہے اور امامنا علیہ السلام کا صاحب ولایت ہونا ان لوگوں کو بھی مسلم ہے جنکو آپکے مہدی موعود ہونے میں شک ہے چنانچہ اس کے چند شواہد یہ ہیں:۔

در ولایت و جلال و بزرگی و کمال میر سخن نیست (نجات الرشید) یعنی میر (سید محمد جونپوری) کے جلال و کمال اور آپ کی بزرگی و ولایت میں کوئی کلام نہیں"۔ میر سید محمد جونپوری قدس اللہ سرہٗ العزیز از عاظم اولیائے کبار دعویٰ مہدیت از و سرزدہ بود یعنی میر سید محمد جونپوری قدس اللہ سرہٗ العزیز بڑے اولیا سے تھے اور ان سے دعویٰ مہدیت سرزد ہوا تھا۔ (منتخب التواریخ) شیخ الاسلام گفتہ فرستادند کہ ایں مرد آیتے است از آیات خدا و علمے کہ ما سالہا خواندہ ایم اینجا ہیچ قدرے و قیمت ندارد (نجات الرشید) یعنی شیخ الاسلام کے پاس کہلا بھیجے کہ یہ شخص خدا کی نشانیوں میں ایک نشانی ہے اور ہم نے برسوں میں جو علم حاصل کیا ہے ان کے سامنے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو "آیتے است از آیات خدا" کے الفاظ صاحب بینہ ہونے پر دلالت کر رہے ہیں اور وہ ولایت مقیدہ محمدیہ اور اسکی اتباع تام ہے۔ اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعودؑ کی شان میں یہ بھی فرمایا کہ یفعل ما اشری ولا یخطی "قولاً فعلاً۔ حالاً بے خطا اتباع ہر مومن سے ممکن نہیں یہ تو معصوم عن الخطا اور منتخب بنصب خلافت الٰہیہ کا ہی خاصہ ہے اسی لئے حضرت بندگیسواں سید خوندمیرؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

فان قیل ما المعنی کاملاً فی اتباعہ قلنا انہ یتبعہ فی احکام الشریعۃ بالوحی وفی الدعوۃ الی اللہ وفی احوالہ واقوالہ وغیرہ لا یتبع الرسل الا باستماع الاخبار (بعض الآیات) یعنی اگر کہا جائے کہ مہدی حضرت رسول اللہ کی اتباع میں کامل ہوں گے اس کا کیا مطلب ہے، تو ہم کہیں گے

کہ مہدی علیہ السلام حضرت رسول اللہ کی اتباع احکام شریعت میں اور دعوت الی اللہ میں اور ان کے اقوال و احوال میں وحی (بلا توسط) کے ذریعہ کریں گے۔ اور مہدی کے سوائے دوسرا شخص صرف احادیث سنکر ہی رسولوں کی اتباع کرتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ صاحب بینہ ہونا خلافت الٰہیہ کی اہم خصوصیت ہے اس لئے یہ مَنْ خلیفۃ اللہ کیلئے خاص ہے۔

(۳) "یتلوہ" میں "ہ" کی ضمیر "من" کی طرف راجع ہے "شاہد" سے مراد مستند تعلیمات سیار کریں "قرآن" پائی جاتی ہے حضرت شاہ خوندمیر صدیق ولایتؒ وسلف الصالحین نے بھی یہی مراد بیان فرمائی ہے۔

(۴) اولئک یومنون بہ میں بہ کا مرجع وہی اممن ہے اولئک کا مشار الیہ جو محذوف منوی اس کی توضیح تعلیمات بندگی میاں عبدالرشید میں اتباع امم (اتباع کرنے والی امتیں) بیان کیگئی ہے یعنی بعثت مہدی موعودؑ کے زمانہ میں لوگ جو مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے ہوں گے ان میں سے جن کے حصہ میں ایمان مقدر ہے وہ سب اس مَنْ پر ایمان لائیں گے۔ اس تفسیر کا ثبوت، فمن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ سے ہوجاتا ہے۔ احزاب یعنے اس وقت کی جماعتوں سے جو اُس مَنْ سے کفر کریگا اس کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ اس آیت میں احزاب کا لفظ اولئک کا مشار الیہ معلوم کرنے کے لئے رہبری کر رہا ہے۔ اور اولئک کا مشار الیہ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ" میں جس قوم کا ذکر ہے وہ قوم بھی مراد لی جاسکتی ہے۔ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

فاذا کان المہدی علی ہذہ الحجۃ بنفسہ والقرآن یشہد علیہ بتایید ہ وقو ہ خصہ اللہ تعالیٰ فی کلامہ بوصف لایمکن لغیرہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ یشہد بصدقہ ویومن بہ فلا حاجۃ بشہادۃ اخر (بعض الآیات) یعنی جبکہ مہدی موعودؑ بذاتہ ایسی حجت رکھتے ہوں اور قرآن اُن کی تائید میں (ان کے قول و فعل کی صداقت پر) گواہی دیرہا ہو اور ایسی قوم نے جس کی توصیف میں اللہ تعالیٰ نے یحبہم ویحبونہ فرمایا ہو مہدی موعود کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لایا ہو تو پھر کسی دوسری شہادت کی ضرورت ہی نہیں۔

بہرحال اتباع امم، اولئک کا مشار الیہ ثابت ہے۔ الغرض اولئک یومنون بہ سے مَنْ کی ذات داخل ایمانیات قرار پاتی ہے۔ اور از روے دین اسلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں بجز حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر ایمان لانا لازم ہو یہ صفت بھی مَنْ کے خلیفۃ اللہ کے لئے خاص ہونے کی اہم حجت ہے۔

(۵) ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ میں بہ کا مرجع "فمن کان" ہے اس مَنْ کے انکار کو کفر اور اس کی تعزیر نار دوزخ قرار دینا اس مَنْ کے خلیفۃ اللہ سے خاص ہونے کی واضح دلیل ہے۔

لہ ہم نے اس آیت پر تفصیلی بحث کی ہے ملاحظہ ہو توضیح و بیان فضائل صحابہ۔

(۶) فلاتکن فی مریۃ منہ ۔ میں منہ کا مرجع وہی افمن کان ہے جن مفسرین نے من سے مراد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی ہے۔ اس کا نقص یہاں عیاں ہو جاتا ہے کیونکہ فلاتکن میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ اور منہ کا مرجع افمن کان ہے۔ معنی یہ ہوں گے "کہ (اے محمدؐ) تو اس من (محمدؐ) کے بارے میں شبہ نہ کر"۔ اس معنی میں جو فساد واقع ہو رہا ہے محتاج توضیح نہیں۔

اور بعض مفسرین نے مشاہد سے مراد قرآن لیکر فی مریۃ منہ کا مرجع مشاہد قرار دیا ہے۔ اور بعضوں نے فالنار موعدہ کو اس منہ کا مرجع قرار دیا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں قرآن اور جز قرآن کے بارے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شک ہونا لازم آئے گا جو کسی طرح صحیح نہیں ــــ سلف مہدویہ نے فلاتکن فی مریۃ منہ میں منہ کا مرجع افمن کان قرار دیا ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کی اس تفسیر سے عین مطابق ہے جو آپ نے افمن کان میں من سے مراد ذات مہدی موعود بیان فرمائی ہے۔ اب معنی صاف ہو گئے کہ "اے محمد تو اس مہدی کے متعلق شبہ میں نہ رہ"۔ اس توضیح سے ظاہر ہے کہ جس من کی بعثت کے بارے میں اللہ جل شانہٗ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا ہو اس من کے خاص ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ جل شانہٗ نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ مزید تاکید کے طور پر فرمایا ہے انہ الحق من ربک ولکن اکثر الناس لا یومنون۔ تیرے رب کی طرف سے (اس کا مبعوث ہونا) حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس آیت میں الحق من ربک اور اکثر الناس لا یومنون صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ من عام نہیں بلکہ اس سے خلیفۃ اللہ کی حیثیت رکھنے والا مفترض الطاعۃ والایمان خاص فرد مراد ہے۔

توضیح روایت (۹) و (۲۸۰) حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کرکے معانی سوچ کر باہر آتا اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور مفتری علی اللہ ہوتا ہے گا بندہ جو کچھ کہتا کرتا اور سناتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتا کرتا اور سناتا ہے۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزانہ بلاواسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے"۔ (روایت ۹)

واضح ہو کہ وحی بالتوسط نبوت و رسالت کی خصوصیت ہے۔ چونکہ آپ نبوت و رسالت کے دعوے پر مامور نہیں ہیں بلکہ منصب مہدیت و خلافت الٰہیہ کے دعوے پر مامور ہیں اس لئے "وحی بلا توسط" آپکی خصوصیت ہے اور اسی لئے آپکا ارشاد ہے "علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم"۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں آپنے "وحی بلا واسطہ" کا اعلان کیا اسی طرح "وحی بالتوسط" کا انتفا بھی فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "اینجا تعلیم بلا واسطہ جبریل ہست اما دعوی جبریل نیست" (نسخہ الصراط المستقیم مولفہ حضرت شاہ فاضل مجتہد گدہ)

وہبی علم جسے عطا کرنا ہو اس کو پہلے ہی سے ایسی قدسی صفات سے متصف کیا جاتا اور ایسی استعداد و صلاحیت

عطا کر دی جاتی ہے کہ وہ اس کا حامل بن سکے۔ اور جو وہبی علم خلافتِ الٰہیہ کا منصب رکھنے والی برگزیدہ ہستیوں کو عطا ہوتا ہے وہ لغزش یا خطا سے پاک و مبرّا ہوتا ہے۔

امامنا علیہ السّلام کے صحابی حضرت شاہ ولاؒ سے ایک روایت جلیل القدر تابعی حضرت شاہ عبدالرحمٰنؒ نے نقل کی ہے

فرمودند کہ حقتعالیٰ بندہ را در ہماں زماں چہار کتاب بلاشتال تعلیم کرد۔ اگر بندہ توریت خواندے مردماں تحیّر وا "انی لک ھذا" گفتندے کہ بار کرت دیگر موسیٰ اظہار نمود بندہ مفہم میکرد۔ واگر بندہ انجیل بخواندے مردماں گفتندے کہ کرت دوم مسیح ابن مریم اظہار کرد۔ ہمیں منوال اگر بندہ کلام اللہ خواندے مردماں گفتندے کہ ھذا رجلٌ عزیز محمد رسول اللہ قد عاد بمرّۃ اخری و مردماں دریں باب بے شک گشتے۔ بندہ بتوفیق اللہ تعالیٰ مفہم کرد۔ زیرا چہ بندہ را حامل اثقال ولایت محمدیہ خدائے تعالیٰ بیافریدہ است (مولود)

یعنی حضرت امامنا علیہ السّلام نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اسی زمانہ میں چاروں کتب (سماویہ) کی بے مثل تعلیم دیدی ہے۔ اگر بندہ توریت پڑھتا تو لوگ متحیر ہو جاتے کہ تجھے یہ کیونکر حاصل ہوا اور کہتے کہ موسیٰ (نبی) دوبارہ ظہور پایا ہے بندے نے (اس قوت و صلاحیت کو) مفہم کیا۔ اگر بندہ انجیل پڑھتا تو لوگ کہتے کہ مسیح ابن مریمؑ دوسری مرتبہ نمودار ہوئے ہیں۔ اسی طرح اگر زبور پڑھتا تو کہتے کہ یہ تو داؤدؑ ہیں۔ اگر کلام اللہ پڑھتا تو لوگ خیال کرتے کہ رسول اللہؐ دوبارہ تشریف لائے ہیں۔ اور اس بارے میں سب کے شک ہو جاتے! بندہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مفہم کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ولایت محمدیہ کا بار اٹھانے کیلئے پیدا فرمایا ہے"

نیز آپ کی ولادت باسعادت کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے آپ کو وہبی علم عطا ہو رہا تھا روایت ہے:

"حضرت سید عبداللہ گفتند کہ آں ذات مبارک چوں متولد شد ہر دو دست بر شرمگاہ خود نہادند چوں بر بدنِ شریف جامہ پوشانیدند دستہائے خود جدا ساختند و باز گاہیکہ جامہ از تن مبارک کردہ میکردند بطور سابق دستہائے خود بر شرمگاہ می نہادند (مولود مولف حضرت شاہ عبدالرحمٰنؒ)

یعنی حضرت سید عبداللہ (والد بزرگوار حضرت امامنا علیہ السّلام) فرماتے ہیں کہ اس ذات مبارک کا تولد ہوا تو دونوں ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے۔ جب بدن شریف پر کپڑا پہنایا گیا اپنے ہاتھ جدا کر لئے اور جب کبھی کپڑے آپ کے تن مبارک سے علیحدہ کئے جاتے اسی طرح اپنے ہاتھ شرمگاہ پر رکھ لیتے تھے" یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ قدرت نے آپ کے پیدا ہوتے ہی آپ سے رشد و ہدایت کی بنیاد رکھوائی اور اہل دنیا کو احکام شریعت کی حفاظت و نگہداشت کا جیتا جاگتا عملی درس دیا! اور اہل بصیرت کو یہ جان لینے کا موقع عطا فرمایا کہ یہ ہستی مستقبل میں کس منصب پر فائز ہو گی! کیونکہ یہ علامت ان علائم ارہاصیہ میں سے ہے جو خلفائے الٰہی سے ان کے دعوے نبوت و خلافت سے بہت قبل ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ فی الحقیقت خاتمین علیہما السلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دونوں قدسی صفات ہستیاں ازل ہی سے اس مرتبہ پر فائز ہیں چنانچہ خصوصی طور پر حدیث شریف

نبیا وآدم بین الماء والطین (میں نبی اس وقت تھا جب کہ آدم کی مٹی خمیر کیجا رہی تھی) اسکی تفسیر میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

وغیرہ من الانبیاء ما کان نبیا الا حین بعث وکذالک خاتم الاولیاء کان ولیا وآدم بین الماء والطین وغیرہ من الاولیاء ما کان ولیا الا بعد تحصیل شرایط الولایۃ

(شواہد)

(ولی نبی ہونے کی خصوصیت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیلئے ہے آپکے سوائے جتنے انبیاء ہیں وہ نبی اسوقت ہوتے ہیں جب کہ ان کی بعثت ہوتی ہو۔ اور اسی طرح خاتم الاولیا اس وقت سے ولی ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کی خمیر کیجا رہی تھی خاتم الاولیا کے سوائے جو ولی ہیں وہ اس وقت ولی ہوتے ہیں جب کہ ان کو ولایت کی شرائط حاصل ہوں۔

غرض یہ امر متحقق ہے کہ امامت علیہ السلام کو وہبی تعلیم بلا واسطہ ہوا کرتی تھی جس کو آپنے علی الاعلان اس وقت ظاہر فرمایا جب کہ آپنے بحکم خدائے تعالیٰ دعوے عہدیت پیش کیا اور "وحی بلا توسط" کے اظہار کا بھی یہی وقت تھا۔

اس کے علاوہ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے آپ کو کسبی علم ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں مکتب کی ابتدا تسمیہ خوانی سے ہوا کرتی تھی اور آپکے والد کو حکومت وقت کی طرف سے خطاب عز وجاہ وشوکت وحشمت حاصل تھی اس لئے انھوں نے بھی بڑے اہتمام کیساتھ آپ کی کسبی تعلیم کی ابتدا تسمیہ خوانی سے کی۔ اور یہ واقعہ اگرچہ کسبی تعلیم سے متعلق ہے لیکن اس میں بھی وہبیت کی غیر معمولی تائید شامل حال پائی جارہی ہے۔ روایت ہے کہ :-

چوں وقت بہ مکتب نشستن میراں علیہ السلام رسید چہار سال وچہار ماہ وچہار روز بعمر مبارک شدہ بود میراں سید عبداللہ تشریع ضیافت نمودند۔ میاں شیخ دانیال را گویانیدند۔ حضرت میراں فرمودند "شیخ دانیال سید ہستند شاہ دانیال باید گفت" پس گویانیدند کہ امروز مکتب میراں سید محمد است باید کہ آمدہ بزبان مبارک خود بسم اللہ گویانند پس شاہ دانیال درحال بر مکان سید عبداللہ آمدہ حضرت میراں را برادرنگ کلاں بہ نشاندند وخود پایان تخت استادند۔ ونیز حوالی تخت اکثر الناس من العلما والفقہاء والصلحا والاتقیاء والعرفاء والوزرا والعسا کر استادہ بودند ہمدراں حضرت خضر قدوم فرمودند دراں جماعت کسے خضرؑ را نہ شناخت مگر حضرت میراں استادہ تعظیم کردند شاہ مذکور وجملہ حاضرین را بسا تعجب آمد کہ محبوب خود سال بکدام تعظیم کرد۔ پس دراں زماں شاہ دانیال سر از مراقبہ برآوردہ دیدند کہ حضرت خضرؑ در جمیع الناس عموم وخصوص استادہ اند۔ بعدہ بجانب حضرت خواجۂ التماس بر نیاز مندی نمود۔ خواجہ وشاہ ہر دو کس حضرت میراںؑ را بنشاندند وخود پایان نشستند ونیز خواجہ الیاسؑ وحضرت عیسیٰؑ وحضرت ادریسؑ بحکم خدائے تعالیٰ حاضر شدہ بودند۔ چوں وقت بسم اللہ گویانند خواجہ خضرؑ جواب فرمودند کہ شما بسم اللہ گویانید۔ آمر تعالیٰ مرا مخصوص باین کار فرستادہ است کہ امروز حبیب من بسم اللہ می گوید تو برو وآمین گو۔ بنا بر اں شاہ دانیالؒ

بسم اللہ گویانیدند و حضرت خواجہ خضر بصوت اعلان آمین گفتند (مولود مولفہ حضرت شاہ عبدالرحمن)

یعنی جب امامنا علیہ السلام کا مکتب میں بیٹھنے کا وقت آپہنچا یعنے عمر مبارک چار سال چار ماہ چار یوم کی ہوئی تو حضرت میاں سید عبداللہ نے مجلس ضیافت منعقد کی اور حضرت شیخ دانیال کو بھی کہلایا حضرت امامنا علیہ السلام نے (یہ نام سنکر) فرمایا کہ شیخ دانیال سید ہیں شاہ دانیال کہنا چاہیئے۔ پس اسی (نام کے ساتھ) کہلایا گیا کہ آج میرا سید محمد کے مکتب کی ابتدا ہے آپ تشریف لاکر اپنی زبان مبارک سے بسم اللہ پڑھائیں حضرت شاہ دانیال اسی وقت سید عبداللہ کے گھر آگئے اور سیدنا علیہ السلام کو ایک بڑے تخت پر بٹھا دیا اور خود تخت کے پایہ سے لگے کھڑے رہے اور تخت کے اطراف و جوانب بہت سارے لوگ علماء، فقہاء، اتقیاء، عرفاء و عساکر کھڑے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت خواجہ خضرؑ بہیئت افروز ہوئے کسی نے حضرت کو نہ پہچانا مگر حضرت امامناؑ نے کھڑے ہوکر تعظیم دی۔ شاہ دانیال اور سب حاضرین اس حرکت پر متحیر ہو گئے کہ اس محمن محبوب نے کس کو تعظیم دی ہے پس تھوڑی دیر میں حضرت شاہ دانیالؒ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر دیکھا کہ حضرت خضرؑ اس مجمع میں تشریف فرما ہیں۔ پھر حضرت خضرؑ سے اپنی عاجزی پر التماس کیا۔ خواجہ اور شاہ دونوں حضرات نے امامنا علیہ السلام کو بٹھا دیا اور خود بھی وہیں تخت سے لگ کر بیٹھ گئے اور حضرت خواجہ الیاسؑ و حضرت عیسیٰؑ و حضرت ادریسؑ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مجلس میں تشریف فرما تھے جب بسم اللہ پڑھانے کا وقت آگیا تو شاہ صاحب نے حضرت خضرؑ سے التماس کیا کہ آپ اپنی زبان مبارک سے بسم اللہ پڑھائیں۔ خواجہؑ نے جواب دیا کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ محض اس لیئے بھیجا ہے کہ آج کے دن ہمارا حبیب بسم اللہ پڑھتا ہے تم آمین کہلاؤ! پس حضرت شاہ دانیالؒ نے بسم اللہ پڑھائی اور حضرت خضرؑ نے باواز بلند آمین کہا۔

ملاحظہ ہو کہ اس روایت میں "حضرت شاہ دانیال" کی سیادت کا اظہار اور حضرت خواجہ خضرؑ کی شناخت و تعظیم وہمی علم پر دلالت کر رہے ہیں۔ غرض کہ تسمیہ خوانی کی تقریب اپنی ظاہری و باطنی شان و شوکت کیساتھ پوری ہوئی اور آپ کو حضرت شاہ دانیالؒ کے مدرسہ میں شریک کر دیا گیا۔ کیا ہی خوش نصیب ہے وہ استاد جس نے خدائے تعالیٰ کے خاص منتخب تلمیذ کی معلمی کا شرف حاصل کیا ہو ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء حضرت شاہ دانیالؒ عالم رموز شریعت و طریقت اور صاحب حال بزرگ تھے۔ انھوں نے اس مقدس ہستی کو جان لیا تھا۔ اس لئے جب کبھی امامناؑ مدرسہ تشریف لیجاتے استاد صاحب تعظیم و تکریم کے بعد آپ کو اپنی جگہ جلوہ افروز کرتے تھے۔ روایت ہے کہ:-

"وقتیکہ حضرت میراںؑ برائے تحصیل علم در مدرسہ بیاید ے شاہ دانیال بسیار اکرام نمودہ بحضور خود نشاندہ برائے تعظیم دیگراں را نیز فرمودے۔ سید احمد کہ برادر کلاں بودند رشک بردند کہ مرا کجا ہے چنیں تعظیم نمی کنند تا یک روز خواجہ خضرؑ برائے ملاقات شاہ دانیال آمدہ بودند و بعد رفتن خضر سید احمد را برائے امتحان پرسیدند کہ ایں کدام کس بود جواب دادند من نمی دانم۔ بعدہٗ حضرت میراںؑ را پرسیدند حضرت فرمودند کہ خواجہ خضر بودند۔ شاہ دانیال دل داشتگی کردہ فرمودند کہ ایں برادر شما مرد عظیم است و آنچہ [illegible]

ازباری تعالیٰ کہ وارد شما آگاہ نیستند (مولود مولفہ حضرت شاہ عبدالرحمٰنؒ)

یعنی "حضرت مہدی علیہ السلام تحصیل علم کے لئے مدرسہ میں جب تشریف لاتے حضرت شاہ دانیال بہت عزت و اکرام سے اپنی جگہ بٹھاتے اور دوسروں کو بھی تعلیم کے لئے فرماتے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت سید احمد کو رشک ہونے لگا کہ کبھی میری تعلیم ایسی نہیں کرتے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت خضرؑ شاہ دانیال کی ملاقات کے لئے آگئے تھے۔ تشریف لیجانے کے بعد امتحان کے طور پر شاہ نے سید احمد سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے۔ سید احمد نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر سیدنا علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خواجہ خضرؑ تھے۔ شاہ دانیال نے سید احمد کی دلداری کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے بھائی کی بہت بڑی ہستی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شرف و اعزاز رکھتے ہیں تم اس سے آگاہ نہیں ہو"

سات سال کی عمر میں کلام اللہ حفظ فرمالیا اور بارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ شاہ نے تمام علما کو جمع کیا سب نے باتفاق تمام آپ کو "اسد العلماء" کا خطاب دیا۔ آپ کی طالب علمی کے ایسے واقعات بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکا علم اپنے استاد پر بھی فوقیت رکھتا تھا۔ استاد کے وہ عقدے اور شبہات جو برسوں سے حل نہ ہو سکے تھے حضرت نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں حل کر دیئے ہیں۔

"میاں شاہ دانیالؒ تعلیم قرآن شریف بیک رکوع دادے حضرت میراں قبل از تعلیم خود یک جزو خواندے تا در ہفت سالگی تمام قرآن حفظ کردند" (مولود مولفہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن)

یعنی حضرت شاہ دانیالؒ قرآن شریف کے ایک رکوع کی تعلیم دیتے تو حضرت سیدنا علیہ السلام اپنی تعلیم سے قبل ہی ایک جزو پڑھ لیتے تھے یہانتک کہ سات سال کی عمر میں پورا قرآن مجید حفظ فرمالیا"

حضرت مولنا شاہ برہانؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

چوں شیخ از ہر نسخہ کہ تعلیم یک جزو دادندے حضرت امام علیہ السلام تمام ماہیت مسرد آں کتاب را باسوال وجواب واضح کردہ فرمودندے کہ بسیار اشکالہاے شیخ ہم حل شدے" (شواہد الولایت)

یعنی جب شیخ دانیالؒ کسی نسخہ سے ایک جزو کی تعلیم دیتے تو حضرت امامنا علیہ السلام اس کتاب کی پوری ماہیت سوال وجواب کی صورت میں اس طرح واضح کر دیتے کہ خود شیخ کے بہت سارے اشکال بھی حل ہو جاتے تھے"۔

اور نقایات میاں عبدالرشید میں بھی اس نوعیت کی روایت ہے ۲۸۰

یعنی:۔ خواجہ خضرؑ ہمیشہ جمعرات کے دن مدرسہ میں تشریف لاتے اور شاہ دانیالؒ سے امتحان کے طور پر چند سوال کرتے جب ان کو جواب سے مجبور پاتے حضرت امامنا علیہ السلام سے سوال کرتے آپ تمام سوالات کو ایک ہی[1] جواب میں حل کر دیتے تھے۔

---

[1] ہم یہاں مثال کے طور پر ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہیکہ آپ کس طرح سوالات کو ایک ہی جواب میں حل فرمادیا کرتے تھے

روایت ہیکہ ایک موقع پر کسی نے چار بڑی کتب سماویہ کے نزول کی ماہیت کی نسبت حضرت سے سوال کیا تو آپ نے جواب فرمایا کہ

"مراد توریت و زبور و انجیل و فرقان یہ یک کلمہ از کلمہ لا الہ الا اللہ است" (الصاف نامہ)

جب امامنا علیہ السلام کی عمر شریف بارہ سال کی ہوئی اور وقت کی مناسبت پائی گئی تو حضرت خضرؑ نے حقدار کو حق پہنچانا چاہا۔ اس لئے میاں شاہ دانیالؒ سے فرمایا ندی کے کنارے صحرا میں جو مسجد ہے جسے کھوکری مسجد بھی کہتے ہیں۔ آپ دونوں وہاں آئیں۔ شاہ دانیالؒ حضرت امامنا علیہ السلام اور آپ کے برادر حضرت سید احمد کو ہمراہ لئے ہوئے وعدہ گاہ پر پہنچے حضرت خضرؑ نے یہاں بھی شاہ دانیالؒ سے چند سوال کئے وہ جواب دے سکے۔ امامنا علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو آپ نے ایک ہی جواب میں حل فرمادیا۔ اس کے بعد حضرت خضرؑ امامناؑ کو خلوت میں لے گئے۔ اور جد امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو امانت ان کے پاس تھی آپ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عطائے بار امانت ہے۔ انا عرضنا الامانۃ الخ آیت قرآن مجید کا مفہوم پورا پورا آپ پر صادق ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے جد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امانت سے تلقین کریں۔ یہ ذکر خفی کی تعلیم جو میرے پاس امانت تھی آپ کو پہنچا دی گئی۔ کچھ حال انتقال کو بھی ملنا چاہیئے۔ پھر حضرت امامناؑ نے حضرت خضر کو ذکر خفی کی تلقین کی۔ اس کے بعد یہ دونوں صاحب رموز و اسرار ہستیاں خلوت سے جلوت میں آئیں اور حضرت خضرؑ نے حضرت شاہ دانیالؒ سے فرمایا کہ یہ مہدی موعود ہیں میں نے ان کی مہدیت کی تصدیق کی ہے تم بھی تصدیق کریں اور تلقین حاصل کریں۔ پس حضرت شاہ دانیالؒ اور حضرت سید احمد دونوں نے تلقین حاصل کی ..... ان دنوں حضرت شاہ دانیالؒ نے سیدنا علیہ السلام کو "سید الاولیاء" کا لقب دیا اور دن بدن حضرت کی ولایت عوام پر ظاہر ہونے لگی۔"

یہ واقعات بارہ سالہ عمر یعنی دعوائے مہدیت سے اٹھائیس ۲۸ سال قبل کے ہیں۔ گویا اپنی مہدیت کا علم ہونے کے بعد بھی جبتک علی الاعلان دعوے کا تاکیدی حکم نہ ملا آپ نے طویل عرصہ تک مہدیت کو ظاہر نہیں فرمایا۔ غرض ان واقعات سے ظاہر ہیکہ امامنا علیہ السلام کا علم طالب علمی کے زمانہ میں ہی اتنا بڑھا ہوا تھا کہ آپ کے استاد کے عقدے حل ہوجایا کرتے تھے اور آپکو غیبی و ہبی تائید حاصل تھی جب ہی تو آپ کو بارہ سالہ عمر میں اسد العلماء کا خطاب علمانے بالاتفاق دیا۔ اور اس کے بعد آپکے کیمیا اثر وعظ و بیان اور ریاضت و زہد و تقویٰ کی وجہ آپ "سید الاولیا" مشہور ہوگئے۔ چنانچہ کتب تواریخ بھی اس کے شاہد ہیں جس کی مثالیں دوسرے مضامین میں پیش کی جاچکی ہیں۔

حضرت امامنا علیہ السلام کا اپنے استاد کے علم پر فوقیت رکھنا کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں جبکہ قرآن مجید میں حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہما السلام کا وہ قصہ موجود ہے جسمیں حضرت سلیمانؑ کے فیصلہ کو آپکے والد حضرت داؤدؑ نے اپنے فیصلہ کے مقابلہ میں تسلیم کرلیا تھا۔ حالانکہ اس وقت حضرت سلیمانؑ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اور حضرت داؤدؑ اولوالعزم صاحب کتاب پیغمبر تھے۔ آیت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شاھدین ففھمناھا سلیمان وکلا اٰتینا حکما وعلما (جزء ۱۷ رکوع ۶)	یعنی داؤد و سلیمان کو بھی (یاد کرو) جبکہ وہ دونوں کھیتی کا جھگڑا فیصل کررہے تھے جبکہ ایک کھیت میں ایک قوم کی بکریاں رات کو چر گئی تھیں۔ اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے تھا پھر ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا۔

اور ہر ایک کو ہم نے حکمت و علم عطا کیا ہے ؟

تفسیر خازن ، تفسیر کبیر وغیرہ بڑی بڑی کتابوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کے پاس ایک کسان اور چرواہا دونوں آئے کسان نے فریاد کی کہ اس چرواہے کی بکریاں رات کو میرے انگور کے کھیت میں گھس پڑیں اور سخت نقصان پہنچائیں حضرت نے فرمایا کہ "کھیت کے بدلے بکریاں کسان کو دیدی جائیں" دونوں وہاں سے حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچے ۔ آپ نے فیصلہ سنکر فرمایا "میں الوالامر ہوتا تو دوسرا ہی فیصلہ کرتا جو دونوں کے لئے مفید ہوتا" فریادیوں نے یہ بات حضرت داؤد علیہ السّلام تک پہنچا دی ۔ آپ نے فرزند ارجمند کو بلا کر پوچھا تم کیا فیصلہ کرتے؟ سلیمان نے کہا میں کسان کو بکریاں اس طرح دیتا کہ اس کا کھیت دوبارہ تیار ہونے تک ان بکریوں کی نسل، دودھ اور صوف وغیرہ سے فایدہ اٹھائے اس کے بعد جسکی بکریاں اس کے حوالہ کر دی جائیں" حضرت داود علیہ السّلام نے فیصلہ کو بہت پسند فرمایا اسی پر عمل کرنے کا حکم دیا ۔

امام فخر الدین رازیؒ تحریر فرماتے ہیں :-

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما حکم سلیمان بذالک وھو ابن احدی عشر سنۃ	یعنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سلیمان علیہ السّلام نے جس وقت یہ فیصلہ کیا گیارہ سال کی عمر تھی۔

(مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۷۲)

علماء نے اس واقعہ پر بہت بحثیں کی ہیں ۔ اصل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام سے بھی غلطی نہیں ہوئی البتہ اللہ تعالےٰ نے سلیمان علیہ السّلام کو اس سے بہتر بات معلوم کرائی ۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت سلیمان گیارہ سالہ فرزند ہونے کے باوجود ان کے والد اور صاحب کتاب پیغمبر سے بہتر بات معلوم کرائی گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی اپنی قدرت کاملہ کا ذکر بھی فرما دیا ہے کہ کلاً اٰتینا حکماً و علماً ۔ یعنے ہم ہر ایک کو حکمت و علم عطا کرتے ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حکمت و علم عطا کرنے پر قادر ہے اپنے ہر خلیفہ کو عطا فرماتا ہے ۔

اسی طرح جب مہدی علیہ السّلام بھی خلیفۃ اللہ ہیں تو ان کی حکمت و علم ، حضرت شاہ دانیالؒ کے علم پر کیوں نہ فائق ہوں جب کہ شاہ دانیالؒ خلیفۃ اللہ نہیں ہیں ! جو مقدس ہستی الوہیت کے بحر ناپیدا کنار کی پیراک ہو اس کے سامنے کسبی علوم کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔

امام علیہ السّلام کو بارہ سالہ عمر کے اندر اندر کسبی علوم سے جو تعلق رہا اس کی نوعیت بھی نہایت خاص اور اہم ہے ۔ خود امام علیہ السّلام نے ایک دفعہ فرمایا :-

فرمودند کہ از حضرت باری تعالیٰ بجز امی علم لدنی عطا نمی شود یا امی اصلی باشد یا جعلی ۔ بندہ را پیش از ان علم ظاہری بود آں علم را فراموش گردانیدہ بعدہٗ العلم قرب مقرب کردند (تقلیات حضرت بندگیماں عبدالرشید واضافاتہ) ۔

یعنی فرمایا کہ درگاہ باری تعالیٰ سے اُمّی ہی کو علم لدنّی عطا ہوتا ہے خواہ امی اصلی ہو یا امی جعلی (بعد میں امی بنا دیا گیا ہو) بندے کو اس سے پہلے علم ظاہری تھا وہ علم بھلا دیا گیا۔ اس کے بعد علم قرب (منصب مہدیت) سے مقرب کیا گیا۔

واضح ہو کہ یہ روایت منصب مہدیت کے اعلان کے بعد کی ہے۔ اس لئے کہ آپ ۱۴ ماہ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ دوشنبہ کے دن طلوع فجر سے قبل جونپور میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر ۸۵۹ھ میں اسد العلماء کا خطاب حاصل کیا۔ چالیس سال کی عمر ۸۸۷ھ سے دعوت مہدیت کی ابتداء فرمائی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو دعوئے مہدیت کے اٹھائیس سال قبل ہی علم ظاہری سے فارغ التحصیل قرار دیا جا چکا تھا۔ وہ بھی بھلا دیا جانے کے بعد آپ کو علم قرب یعنی وحی بلا توسط سے مشرف کیا گیا جو منصب مہدیت کی اہم خصوصیت ہے جبکہ کمال کا زمانہ وہی ہوتا ہے جبکہ مہدیت و خلافت کا دعویٰ کیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ امامنا علیہ السّلام نے کسی علوم سے چھ بھی کام نہیں لیا۔ آپ نے کوئی مضمون لکھا نہ کوئی کتاب تصنیف فرمائی البتہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح چند دعوتی مکاتیب پائے جاتے ہیں جن میں دعوت اور حکمت و موعظت کی وہی سیدھی سادھی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کو بیان کرنی چاہئیں۔ علمی نوک جھوک یا تبحر و تلاطم ان میں نہیں ہے۔

جتنے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں ان کے طریقۂ رشد و ہدایت کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ انھوں نے بجز کتاب اللہ کے دوسری کتاب پر رشد و ہدایت کی نہ انھوں نے اپنی طرف سے کوئی کتاب تصنیف کی حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی احادیث شریفہ تک لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ "لا تکتبوا عنی غیر القرآن" کیونکہ خلفائے الٰہی کی دعوت احکام الٰہیہ اور صرف کتاب اللہ پر رہی ہے خواہ وہ کتاب ان پر نازل ہوئی ہو یا ان سے پہلے کے کسی پیغمبر پر اسی طرح امامنا علیہ السّلام نے بھی کتاب اللہ پر مخلوق کو دعوت دی اور اسی کے رموز و حقائق پر آگاہی بخشی اور ایسی تعلیم دی کہ جس سے باطن کے صیقل اور عشق و محبت الٰہی کے لوازم کی تکمیل ہو اور معرفت توحید باری تعالیٰ کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوں۔ غرض کسبی علوم کا استعمال نہ کرنا آپ کے کسبی علوم کو بھلا دیا جانے کا بھی ایک بیّن ثبوت ہے۔

فی الحقیقت آپ کا کسب علم آپ کے علامیم ارہاصیہ کے منجملہ ایک اعجاز کی حیثیت بھی رکھتا ہے کیونکہ اس زمانہ کے خانقاہوں مسجدوں اور مدرسوں میں جا بجا علوم دینیہ و علوم شرقیہ کی تعلیم ہوا کرتی تھی اس لئے علماء و حفاظ کی تعداد بکثرت موجود تھی جن میں سے ایک سے ایک برتر صاحب کمال پائے جاتے تھے اور خصوصاً جونپور اس زمانہ میں علماء و فضلاء کا مرکز بنا ہوا تھا۔

پس جس طرح خدائے قدوس نے حضرت داؤد کو نغمہ سراؤں میں حضرت موسیٰ کو ساحروں میں اور حضرت عیسیٰ کو اطباء میں اور حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ کو فصیح اللسان عربوں میں اعجاز عطا فرمایا تھا، اسی طرح آپ کو اس زمانہ کے جلیل القدر علماء و حفاظ میں اعجاز نما علم و حفظ عطا فرمایا ہے پس یہی وجہ تھی آپ کی بظاہر تحصیل کی۔ اس سے قدرت کا منشا معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے الٰہی کی غیر معمولی قوت و استعداد کے ایسے مظاہرے سے اُن کی غیبی استعداد و تائید کا ایقان پیدا کرایا جائے یہی وجہ ہے کہ خلیفۃ اللہ کو اس کے زمانے کے صاحب کمال لوگوں سے بڑھ چڑھ کر ہی عطا کیا جاتی ہے۔ اسی طرح امامنا علیہ السّلام کو بھی آپ کے زمانے کے باکمال علماء و حفاظ پر حیرتناک برتری عطا فرما کر آپ کی معجزانہ قوت و استعداد کو ظاہر فرمایا گیا۔ ورنہ جس کنز مخفی سے فیضان حاصل ہو رہا تھا اور جس ذات قدسی صفات سے آپ تعلیم پا رہے تھے۔ اس فیضان اور تعلیم کے ہوتے ہوئے آپ کو کسب علم کی کوئی حاجت نہ تھی پس

سیدنا علیہ السلام کی طالب علمی صرف اظہار اعجاز پر مبنی تھی اور بس! چنانچہ روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

بعد از مہدیت پیش خدائے تعالیٰ عرض کردند کہ اے بار خدایا اگر بعد از مہدیت ایں چنیں علم لدنی عطا کردی پس آں علم ظاہری را چہ مقصود بود فرمان شد برائے حجت خلق پیش ازاں علم ظاہر دادیم (انصافنا بایدیم)

یعنی مہدی موعود علیہ السلام نے منصب مہدیت عطا ہونے کے بعد بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ خدایا جب تونے ایسا علم لدنی عطا فرمایا ہے تو اس (ابتدائی) علم ظاہری سے کیا مقصود تھا؟ فرمان ہوا "خلق کی حجت کے لئے"۔

ملاحظہ ہو اس روایت میں "حجت" کا لفظ اعجاز کی حیثیت پر بداہتہً دلالت کر رہا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سیدنا علیہ السلام کو بلند مرتبہ وہبی تعلیم حاصل تھی اور آپ نے اس تعلیم بلا واسطہ کی اپنی خصوصیت پر ایسے واضح علایم و آثار کے ذریعہ مخلوق کو آگاہ فرمایا جیسے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے وجود اور اپنی قدرت کاملہ پر اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام نے اپنی نبوت و رسالت کی صداقت پر آیات و بینات کے ذریعہ آگاہ فرمایا ہے اسی لئے آپ نے دعوے مہدیت کے بعد فرمایا کہ۔

اگر بندہ خلوت میں قرآن کا مطالعہ کر کے معانی سوچکر باہر آتا اور بیان کرتا ہے تو بندہ ظالم اور مفتری علی اللہ ہو جائے گا۔ بندہ جو کچھ کہتا کرتا اور سناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کہتا کرتا اور سناتا ہے بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزانہ بلا واسطہ تعلیم ہوا کرتی ہے (روایت ۹)

اس لئے کہ اس وقت آپ کا علم ظاہری بھلا دیا گیا تھا آپ صرف علم بلا واسطہ سے استفادہ فرما رہے تھے۔ اپنی ذہنی سوچ بچار اور کتب متداولہ کی معلومات سے استمداد کی آپ کو قطعاً ضرورت نہ تھی۔ فبحان الذی بعث المهدی الموعود الرشد والهداية. وخلقنا فی امته ذات الفضيلة والكرامته. اللهم اهدنا واهدا لامر توفيق الايمان والاطاعة۔

توضیح روایت (۱۰)

مولف ہدیہ مہدویہ نے اعتراض کیا ہے کہ:۔

"ثم" کے معنی تراخی کے ہیں لازم ہو کہ قرات کے ساتھ ہی بیان بھی ہو نہ کہ بعد حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس یہ کہنا کہ معنی "ثم" کے حضرت مسیح کے اٹھائے جانے میں درست نہیں نادرست ہے۔ ثم کو سینکڑوں برسوں کی تاخیر درکار نہیں۔ اور نہ اس میں یہ شرط ہے کہ بعد انقراض حیات مخاطب کے اس کا ظہور ہو۔ بلکہ مطلق تاخیر کا مفاد ہے خواہ زیادہ ہو یا کم چنانچہ شواہد اس کے بے شمار ہیں ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی۔ ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا۔ ثم یاتی من بعد ذالک سبع شداد ثم فصله فی الیم (ہدیہ مہدویہ)

صاحب ہدیہ نے خود اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ "ثم" مطلق تاخیر کا فائدہ دیتا ہے خواہ یہ تاخیر کم ہو یا زیادہ۔ اور جس طرح انھوں نے

تراخی تربیہ کے شواہد پیش کئے ہیں اسی طرح تراخی بعیدہ کے بھی بہت شواہد ہیں۔ ثم ان علینا حسابھم۔ ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون۔ ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ ملاحظہ ہو کہ ثم کا استعمال قیامت تک کی تاخیر کے لئے بھی ہوا ہے۔ اور قاضی بیضاوی نے لکھا ہے۔ ھو دلیل علی جواز تاخیر البیان۔ یعنی وہ آیت تاخیر بیان کے جواز کی دلیل ہے۔

اس آیت کے ماقبل مضمون کا ربط یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن پڑھتے تو آنحضرتؐ بھی ان کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی پڑھنے لگتے تاکہ بھول جائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ ماذا قرانا ہ فاتبع قرانہ۔ یعنی تم ان کے ساتھ ہی زبان کو حرکت نہ دو اور یاد کرنے کے لئے جلدی نہ کرو۔ بیشک اس قرآن کو (تمہارے دل میں) جمع کر دینا اور اسکو (تمہاری زبان پر) قائم کر دینا ہمارے ذمے ہے۔ جب ہم اس کو (جبرئیل کی زبانی) پڑھیں تو تم ان کے پڑھنے کی پیروی کرو۔ اس کے بعد یہ آیت ہے۔ ثم ان علینا بیانہ یعنی پھر اس کا بیان ہمارے ہی ذمہ ہے۔ آنحضرت صلعم کا جلدی پڑھنا حفظ قرآن کے لئے تھا۔ بیان قرآن کیلئے نہیں۔ ثم ان علینا بیانہ کا تعلق اس کے پہلے کے مضمون سے ہونا ضروری نہیں ہے اور نحوی قاعدہ بھی یہ ہے کہ ثم دو جملوں کے مضمون کو علحدہ کرنے کے لئے بھی استعمال ہوا کرتا ہے۔

اور بعض شواہد ایسے بھی ہیں جن سے مہدی موعود علیہ السلام کا مبینین قرآن ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ نحن ناتیکم بالتنزیل واما التاویل فیاتی بہ الفارقلیط۔ یعنی ہم تمہارے پاس تنزیل (صحف) لے آتے ہیں اور لیکن تاویل (بیان) تو فارقلیط لے آئیگا۔ فارقلیط سے بعض لوگوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لی ہے اور یہ کسی طرح صحیح نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلعم صاحب کتاب ہیں۔ صرف صاحب بیان نہیں اور نحن ناتیکم جمع متکلم ہے۔ اس میں صاحب کتاب انبیا کی پوری جماعت داخل ہے۔ اس کے بعد تاویل یعنے بیان کو علحدہ کر کے فارقلیط سے مخصوص کیا گیا ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہدی موعود خلیفۃ اللہ ہی کی ذات ہے جس پر بیان قرآن کا اطلاق کیا جا سکتا ہے اس لئے فارقلیط سے مراد مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔

علامۃ العصر بند گیسیاں عبد الملک سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یجعل الشیخ فارقلیط بلسان عیسیٰ علیہ السلام عبارۃ عن المھدی (سراج الابصار) یعنی شیخ عبد الرزاق کاشی نے عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کردہ فارقلیط سے محمد مہدی مراد لیا ہے۔

اور تفسیر معالم میں آیت یا یھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ان القرآن نزل منہ ای بعضی تاویلھن قبل ان ینزلن ومنہ ای وقع تاویلھن علی عھد رسول اللہؐ ومنہ ای وقع تاویلھن بعد رسول اللہؐ ومنہ ای یقع تاویلھن فی اٰخر الزمان۔ یعنی قرآن نازل ہوا اور بعض تاویل اس کے پہلے گزر چکیں۔ اور بعض کی تاویل رسول اللہؐ کے زمانے میں ہوئیں۔ اور بعض کی تاویلیں رسول اللہؐ کے بعد ہوئیں اور بعض کی تاویلیں آخر زمانہ میں ہونگی۔ یعنی آخر زمانہ میں بیان قرآن مہدی موعود علیہ السلام کریں گے۔

شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں :-

فقد اخبر علیہ السلام عن المہدی انہ لا یخطی وجعلہ ملحقا بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فی ذالک الحکم۔ (فتوحات مکیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کی نسبت خبر دی ہے کہ وہ خطا نہ کریں گے۔ اور اس صفت عصمت میں رسول اللہ نے مہدی علیہ السلام کو انبیاء سے ملحق فرمادیا ہے۔

مہدی موعودؑ کی یہ شان ہے تو ان کے ذریعہ بیان قرآن ضروریات دین سے ثابت ہوتا ہے۔ تاکہ قرآن مجید کے مضامین اس قطعی الدلالہ ذریعہ سے معلوم ہوجائیں اور دین اسلام کی روح از سر نو تازہ ہوجائے۔ اس لئے جس طرح بعض آیات میں مہدی موعود کی بعثت کے متعلق اشارات پائے جاتے ہیں اسی طرح ثم ان علینا بیانہ میں بھی ایسا ہی اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ امامنا حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے بے واسطہ حکم سے فرمادیا ہے یہاں بندہ کی ذات مراد ہے تو اب اشارہ نہ رہا بلکہ تفسیر متعین ہوچکی کہ یہ مہدی موعود ہی سے متعلق ہے۔

قرآن مجید میں توحید عبادات و معاملات اور قصص سے متعلق جو مضامین ہیں انہیں توحید باری تعالیٰ اصل ہے۔ اور اسلام ایمان احسان کی تعلیم اسی توحید سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مشکوٰۃ شریف میں بیان ہوئی ہے۔ جس میں جبرئیل علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال و جواب درج ہے۔

قال یا محمد اخبرنی عن الاسلام فقال الاسلام ان تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت۔ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک... الخ رواہ مسلم ورواہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(جبرئیل علیہ السلام نے) سوال کیا اے محمد صلعم مجھے اسلام کی خبر دیجئے۔ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان میں روزے رکھو۔ اور اگر سفر کی استطاعت ہو تو حج کرو۔ (جبرئیل نے) کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا مجھے ایمان کی خبر دیجئے۔ فرمایا اللہ اور ملائکہ اور آسمانی کتابوں اور رسولوں اور قدر خیر و شر پر ایمان لائیں۔ (جبرئیل نے) کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا مجھے احسان کی خبر دیجئے۔ فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ خدا کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو دیکھ نہ سکتے تو یہ خیال رکھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

واضح ہو کہ تعلیم اسلام متعلق بہ خصوصیات نبوت ہے۔ اور تعلیم احسان متعلق بہ خصوصیات ولایت ہے۔ اور ایمان ان دونوں میں مشترک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان و اسلام عبادات و معاملات پر علی سبیل الدعوت قرآن مجید

کی تعلیم سے عوام الناس کو کماحقہٗ مستفید فرمایا۔ اور احسان کی تعلیم خاص خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیگئی۔ اسی لئے اکثر صوفیہ و محققین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مبدء ولایت تسلیم کیا ہے۔ تعلیم احسان سے متعلق ہم نے طلب دیدار خدا اور ذکر اللہ کے بیان میں جو توضیح کی ہے اس کے ملاحظہ سے شریعت و طریقت اور احسان کی تفصیل معلوم ہوگی۔

چونکہ تعلیم احسان خصوصیات ولایت سے متعلق ہے اس لئے مشیت ایزدی نے ایک مظہر ولایت کی بعثت کو ضروری قرار دیا۔ اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان اس آیہ شریفہ میں علم القرآن سے مراد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ ان ظواہر قرآن پر بیان کرنے کے لئے مامور ہیں جو نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور القرآن جو کہ ولایت سے تعلق رکھتا ہے وہ مہدی نے بیان کیا ہے (روایت ۲۳۱)

نیز فرمایا کہ:۔ ایمان ذات خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت محمدیہ کے ان احکام کو بیان کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے جو کہ مہدی موعود سے متعلق ہیں۔ (روایت ۲۳۰)

نیز فرمایا کہ:۔ ثم ان علینا بیانہ سے مراد ذات مہدی ہے یعنی خدا تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ (اے پیغمبر) تم رنجیدہ نہوں قرآن کے احکام کی مشیت اور اس کی مرادیں جو احسان سے تعلق رکھتی ہیں تم سے فوت نہوں گی بلکہ آخر زمانہ میں جو کہ فترہ وحی کا موقع ہے اس وقت قلوب سے تعلق رکھنے والے معانی و احکام قرآن مہدی کی زبان سے بیان ہونگے (الخ روایت ۲۳۲)

غرض ہمارے اس مختصر مضمون سے ظاہر ہے کہ "ثم ان علینا بیانہ" میں بیان متعلق باحسان کی طرف اشارہ ہے جس کا تعلق خصوصیات ولایت محمدیہ سے ہے اور اس کے مظہر حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

توضیح روایت ۱۱

اس روایت کی وجہ سے صاحب ہدیہ مہدویہ نے مہدی علیہ السلام پر شرک حقیقی کا الزام عاید کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

صفت الٰہی کہ ان اللہ یعلم غیب السموات والارض۔ یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا الخ ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموٰت او فی الارض یات بہا اللہ کہ صفت علم الٰہی اور جا بجا جناب باری اس کو اپنے واسطے خاص فرماتے ہیں شیخ موصوف (امامنا) بھی اس میں خدا کے کیساتھ شریک ہیں اسی طرح کا علم غیب ان کو بھی حاصل ہے۔

اس کے بعد انھوں نے شواہد الولایت وغیرہ کتابوں سے اسی مضمون کی روایات پیش کی ہیں جو کہ روایت ۱۱ میں ہے

اور ایک روایت یہ بھی پیش کی ہے کہ :۔

"شیخ مذکور نے (امامنا) نے اپنے خلیفہ دلاور کے حق میں فرمایا کہ میاں دلاور کو عرش سے تحت الثریٰ تک ایسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ میں رائی کا دانہ ہو۔" اس کے بعد لکھا ہیکہ :۔

دیکھئے بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس میں سموات وارض وما بینہما سب مثل دانۂ رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھ میں تھے۔ مریدین کے ہاتھ میں بھی عرش وفرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہے۔ اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہیکہ یہ ایک نوع کی شرک حقیقی کا دعویٰ ہے۔ اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہیں ہے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ میں بالذات ہے اور بشر میں بواسطہ عطائے الٰہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت بشر میں پیدا نہیں کرتا ہے کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض وسماوات ہوجائے۔ استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے میں کیا فرق رہا۔

(ہدیہ مہدویہ عقیدہ ہفدہم)

مولف ہدیہ مہدویہ کے رکیک انداز بیان اور ہزل وہجو پر حیرت وتعجب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کتاب کے زیادہ تر مقامات پر اس سے بہت زیادہ ناشائستہ مضامین موجود ہیں جو خود مولف ہی کے معیار اخلاق اور میلان طبعی کے آئینہ دار ہیں۔ اور مولف کا یہ معیار اخلاق خود ان کے ان الزامات منسوبہ کا جواب بھی ہے جو انھوں نے ایک مدعی مہدیت وغیرہ ہستی جس کی ولایت کی حد تک اس زمانے کے اکثر اغیار کا اتفاق ان کی تصانیف میں موجود ہو۔ اس ہستی کی طرف بدخلقیاں منسوب کرنے کی نیت سے تحریفات اور غلط استدلال میں انتہائی جد وجہد کی ہے۔

زیر بحث محولہ بالا مضمون میں معترض نے لکھا ہے کہ :۔

"یہ فرق کچھ بکار آمد نہیں ہے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ میں بالذات ہے اور بشر میں بواسطہ عطائے الٰہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت بشر میں پیدا نہیں کرتا الخ"

اور اسی بنا پر نیاز فتحپوری مدیر رسالہ نگار لکھنو نے بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئیوں کی روایات کو ناقابل لحاظ قرار دیا ہے ہم نے اس کے جواب میں ایک رسالہ مسمی بہ "علم غیب" ۱۳۵۹ھ میں شائع کیا ہے جسمیں بادلیل واضح بحث کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ یہ ایسی فاحش غلطی ہے جس سے آیات قرآنی اور احادیث متواترہ صحیحہ کا انکار لازم آتا ہے۔ علماء متقدمین ومتاخرین نے اس مسئلہ پر جو کہ معرکۃ الآرا بحثیں کی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہیکہ علم غیب وہ ہے جو سارے ممکنہ ذرائع علم مفقود ہونے کے باوجود بغیر کسی توسط کے معلوم ہوجائے۔

ظاہر ہے کہ ایسا علم انسان کی طاقت سے باہر ہے حتیٰ کہ نبی و خلیفۃ اللہ کے لیے بھی محال ہے۔ مولوی عبدالحق محدث دہلوی نے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

امام فخر الدین رازی غیبہ سے مراد صرف قیامت کی خبر لیتے ہیں (معتزلہ وغیرہ کے) اس اعتراض سے اور ان شبہات سے بچنے کیلئے کہ بعض "غیب" کاہن اور اہل خواب بھی جانتے ہیں (جلد ۴ ص ۲۴۲)

اس پر قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ

ظنیت و قطعیت کا بین فرق ہوتے ہوئے علم غیب رسول اللہ صلعم کے اظہار میں کیوں تامل کرنا چاہیئے۔

احقر کا خیال یہ ہے کہ توسط اور بلا توسط کا فرق ایک دلیل واضح اور برہان قاطع ہے اس لئے ہم کو نہ معتزلہ وغیرہ کے ایسے اعتراض سے بچنے کی ضرورت ہے نہ ظنیت و قطعیت کی بحث کی ضرورت۔ کیونکہ کاہنوں وغیرہ کے علم کو زیر بحث علم غیب سے کوئی نسبت ہی نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ نبی خلیفۃ اللہ کو امور غیبیہ کا قطعی و یقینی علم ہونے کے باوجود اس پر بھی علم غیب کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ علم توسط اور وسیلہ ہی سے ہوتا ہے خواہ وہ توسط کسی مخصوص فرشتے کا ہو یا خود ذات باری تعالیٰ کا آخر توسط و ذریعہ تو ضرور ہے۔ اسی لئے مذہب اسلام میں یہ مسلم ہے کہ علم غیب سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔

قرآن مجید میں ایسی آیات بھی ملتی ہیں جن سے رسول اللہ صلعم کا صاحب علم غیب ہونا ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما ھو علی الغیب بضنین (سورہ تکویر) | (حضرت صلعم) غیب کی باتیں کرنے میں بخیل نہیں ہیں۔

ملاحظہ ہو بخیل کا لفظ آپ کے صاحب علم غیب ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ کیونکہ بخیل وہی ہے جس کے پاس زر و دولت ہو اور ضرورت پر کام نہ لے۔ اگر کسی کے پاس زر و دولت ہی نہ ہو اور وہ ضرورت پر خرچ نہ کر سکے تو اس کو مفلس و محتاج کہتے ہیں بخیل نہیں کہتے۔ پس "علی الغیب بضنین" کی نفی سے ثابت ہے کہ آپ صاحب علم غیب ہیں۔

اس کے علاوہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں۔ یہی وجہ کہ اکابر علمائے اہل سنت کی بعض کتابوں میں حضرت رسول اللہ کو بھی عالم الغیب کہا گیا ہے۔ اور یہ محض مجاز کی حیثیت سے ہے۔

خلیفۃ اللہ کا یہ علم اگرچہ ذریعہ و وسیلہ ضرور رکھتا ہے لیکن وہ ایسا وسیلہ ہے کہ اکتساب علم کے سارے وسائل و ذرائع اور قوائے انسانی کی پوری مکمل قوتیں صرف کر دینے کے باوجود حاصل کرنا محال ہے۔ گویا خلیفۃ اللہ کا یہ علم غیبیت اور وہبیت کا مظہر ہے اسی لئے ایسے علم کو بھی مجازاً علم غیب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ علم غیب بالذات صفت خدائے وحدہ لاشریک لہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفوں کو جن امور غیبیہ سے واقف کرایا ہے اس سے انکار آیات قرآنی کا انکار ہے اور آیات قرآنی کے انکار کا حکم معلوم!

اس باب کی آیات کریمہ ملاحظہ ہوں:-

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا | اللہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر

من ارتضیٰ من رسول (جن جز ۲۹)

رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہے آگاہ کرتا ہے۔

(۲) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (آل عمران)

اور اللہ یوں نہیں کہ غیب کی باتوں پر تم کو آگاہ کردے لیکن (کسی کو آگاہ کرنا چاہتا ہے تو) اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے

(۳) ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء (بقرہ)

اور وہ خدا کے ایک ذرہ علم کا بھی احاطہ نہیں کرسکتے مگر اتنے کا جتنے کا وہ چاہے۔

(۴) انزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ (نساء رکوع ۱۵)

اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ سب کچھ معلوم کردیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(۵) ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ (نحل رکوع ۱۳)

اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے ہر چیز کا بیان کرنے کیلئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

عن ابی بکر بن مجاھد انہ قال یوما ما من شیٔ فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ تعالیٰ (اتقان)

ابوبکر بن مجاہد کی روایت ہے کہ انھوں نے ایک دن کہا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن میں نہ ہو۔

اور صاحب تفسیر عزایس نے لکھا ہے کہ:۔

وھو کتابہ المکنون وخطابہ المصون یخبر عما کان ویکون من کل حد وعلو۔

اور وہ اس کی کتاب جو چھپی ہوئی ہے اور اس کا وہ خطاب جس کی حفاظت کیگئی ہے خبر دیتے ہیں پورے پورے علم وحد کیساتھ ہر اس چیز کی جو ہوچکی اور ہونے والی ہے۔

(۶) وعلمناہ من لدنا علما (الکہف)

اور ہم نے اس کو (محمد صلعم) کو ہمارے پاس سے ایک علم سکھا دیا ہے۔

ان آیات کریمہ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفوں کو امور مغیبہ سے واقف کرایا ہے۔ اس عطیہ الٰہی کو شرک قرار دینا اور اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت کا بشر میں پیدا کرنے کا الزام عاید کرنا، قرآن مجید کی آیات صریحہ کا بدیہی انکار ہے۔ اس پر لطف یہ کہ اس کو اہل سنت کا اعتقاد قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ اہل سنت پر صریح بہتان ہے!

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد — چناں افتد کہ ہرگز بر نہ خیزد

انبیاء خلفائے الٰہی کو امور مغیبہ پر آگاہ کرنا آیات کریمہ واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے بلکہ اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اولیائے کاملین وصادقین کو بھی آگاہ کیا گیا تھا۔ ہم یہاں ایسی روایات بھی پیش کرسکتے

ہیں جو بعینہ روایت (۱۱) اور ان روایات کے مطابق ہیں جن پر مولف ہدیہ مہدویہ نے عقیدہ ہفدہم کے تحت اعتراض کیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون وانی اعلم آخر اھل الجنۃ دخولا واٰخر اھل النار خروجا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے اور میں اس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا اور اس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو دوزخ میں داخل ہوگا۔

اور ایک حدیث شریف یہ ہے :۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔

تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو مجھ سے (اتنا) قریب کر دیا ہے کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے سب اسطرح دیکھ رہا ہوں گویا کہ میری دونوں ہتھیلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث شریف کو ابن حجر مکی نے طبرانی سے روایت کیا ہے اور سید شاہ محی الدین قادری ویلوری نے اپنی کتاب فصل الخطاب کے فائدہ (۲۹) میں بیان کیا ہے۔

قاعدہ ہے کہ دوری کی وجہ ہر چیز اپنی حقیقی جسامت سے کم دکھائی دیتی ہے۔ خواہ یہ دوری جہت فلک سے ہو یا جہت زمین سے۔ چاند، سورج، ستارے، سیارے سب کی جتنی جسامت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی جسامت فی الحقیقت بدرجہا بڑی ہوتی ہے۔ اسی طرح طیارہ جتنا بلند ہوگا زمین پر کی ہر بڑی چیز چھوٹی دکھائی دیگی۔ مقام غور ہے کہ جن کو سیر ما فوق الافلاک اور سیر ما فوق العرش اور فنا فی الذات والصفات حاصل ہو ان کو موجودات عالم کا ایک ذرہ برابر دکھائی دینا قابل اعتراض کیسے ہو سکتا ہے؟

چنانچہ صاحب یواقیت نے لکھا ہے کہ :۔

وانما کان تعالیٰ لا یحویہ مکان لان المکان المعقول ھو من سقف العرش الی تخوم الارضین وذالک کالذرۃ بالنسبۃ لما فوق العرش ولما تحت التخوم۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ :۔

واما العارفون من الانبیاء وکمل اتباعھم فیرون ھذہ العرش بالنسبۃ لاتساع الوجود کالذرۃ الطائرۃ فی الھواء لیس لھا سقف ترمی علیہ ولا ارض تنزل علیھا فسبحان اللہ من لا یعرف قدرہ (یواقیت مبحث (۴۴)

مذکورہ دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء اور ان کے تابعین کو سیر ما فوق العرش اور فنا فی اللہ کی وجہ عرش سے تحت الثریٰ تک ایک ذرہ کے جیسا دکھائی دیتا ہے۔

اور حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس قصیدہ میں جس کے مطلع کا مصرعہ اولیٰ سقانی الحب کاسات الوصال ہے یہ شعر تحریر فرمایا ہے :۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً
کخردلۃ علی حکم اتصال

میں نے حکم اتصال کی وجہ اللہ تعالیٰ کے تمام کائنات کو رائی کے دانے کے مانند دیکھا ہے ۔ (ماخوذ از ختم الہدیٰ سبل السوکاد در ردّ ہدیہ مہدویہ مطبوعہ ۱۳۹۱ھ)

حاصل الکلام یہ کہ ان حقائق کی موجودگی میں امامنا حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلقہ جن روایات پر جس انداز سے مولف ہدیہ مہدویہ نے اعتراض و بحث کی ہے اس میں اخلاق اور حرف مسلمات کا کہ اہل سنت ہی کی خلاف ورزی نہیں ہے بلکہ اس سے احادیث رسول اللہ اور آیات کلام اللہ کا انکار بھی لازم آتا ہے استغفر اللہ العظیم ۔

جو دونی فطرت سے ہیں لائق پرواز | اس مرغک بے چارہ کا انجام ہے افتاد (اقبال)

توضیح روایت (۱۲)

یہی روایت انصاف نامہ میں بھی باختلاف الفاظ بیان ہوئی ہے ۔ ہدیہ مہدویہ میں انصاف نامہ کی روایت پر اعتراض کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ :۔

" انصاف نامہ کے باب اول میں لکھا ہے کہ علماء نے ان کے مہدی سے سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدی کا نام میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے موافق ہوگا ۔ اور تمہارے باپ کا نام تو سید خان ہے انھوں نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے ان کا نام عبداللہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبداللہ تھا اور مہدی کا نام بھی محمد عبداللہ ہے ۔ . . . . . .

سبحان اللہ یہ عجب کلام ہے کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا خیال میں نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ کو مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھیراتے تھے ۔ اس واسطے کافر کہلاتے تھے ۔ . . . . اور صحابہ کرام میں بہت سے شخص ایسے تھے کہ ان کے باپ دادوں کا نام عبداللہ تھا . . . . اگر شیخ جونپوری کو ان میں سے ایک بھی یاد ہوتا تو ہرگز یہ شبہ نہ کرتے کہ کافر عربی کا نام عبداللہ کیونکر ہوگا ۔ اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نہ سکے اور حضرت رسالت پناہ کے باپ کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کیا اس کو مہو کاتب تصور کیا اور خیال نہ کیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہے . . . . خود مہدی کا

قول ان کی کتابوں میں مذکور ہیکہ منکر اجماع صحابہ نبوت و ولایت کافر ہو جاتا ہے باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہاں باقی رہی مثل سہو کاتب کے اڑ گئی ..... اب چاہیئے کہ ثابت کریں کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبد اللہ ہے ان کے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہے جبتک کہ یہ ثابت نہ کریں گے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خاں تھا ان بزرگ کا مطلب حاصل نہوا..... اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ ان کے مہدی کی نسل کی طرف اعلی انعمت اللہ بیٹے امام کاظم کے نہیں ہیں طرف اسفل میں عبد اللہ بھی ان کے باپ نہیں ہیں اور یہ نسب از سر تا پا ہبا منثورا ہے ... اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ دادا میں دست تصرف دراز کر رہے ہیں۔ اور سید خاں کو اڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیرا رہے ہیں نسب کے مقدمہ میں تصرف نہایت گناہ ہے۔ اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہے۔ وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہیں بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا انتہا (ہدیہ مہدویہ دلیل دوم)

اور اس عبارت سے قبل لکھا ہے کہ :-

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ دنیا تمام نہوگی یہاں تک کہ قائم کریگا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہل بیت سے کہ موافق ہوگا نام اس کا میرے نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی۔ غرضکہ یہ حدیث مہدویوں اور ان کے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہے۔ مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تھا اس سے لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن میں آیا ہے لا تقربوا الصلوٰۃ۔ لوگوں نے کہا اس کے آگے تو پڑھ کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہے سب پر کون عمل کرتا ہے۔ ایسی یہاں مہدوی پچھلے فقرہ کو دیکھکر گھبرائے اس واسطے کہ ان کے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو عدل سے بھر دیتا ان پر صادق آئے اس واسطے ان کے خورد و بزرگ مہدی سے لیکر یہانتک اس میں طرح طرح کی تاویلیں اور تحریفیں کرتے ہیں..... مگر فقرہ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا!..... متقدمین مہدویہ نے بھی یہ دعوی نہ کیا چنانچہ عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور صاحب اعجاز الدلائل نے متابعتاً جس جگہ کہ احادیث موافقہ اپنے میراں کی تائید میں نقض کیں اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا۔ اور متاخرین نے جب کہ زمانہ گزر گیا۔ اور ان کے باپ دادے کے پہچاننے والے مر گئے ہر ہر ڈک میراں کے باپ کا نام بدلتا لا

بلکہ صاحب شواہد الولایت نے ماں کا نام بھی آمنہ ٹھیرایا حالانکہ مطلع الولایت اس سے مقدم ہے ان کی ماں کا نام بی بی آقا ملک لکھتا ہے۔" الخ۔ (ہدیہ مہدویہ دلیل دوم)

انداز بحث اور معیار اخلاق کے بارے میں مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں روایت (۱۱) کی بحث میں ہم نے جو حقیقت نمایاں کی بہت کافی ہے۔ اب ملاحظہ ہو کہ مندرجہ بالا مضمون میں تحریف وحذف لفظ اور استدلال میں کس قدر اضداد واختلاف موجود ہے۔

(۱) پہلے تو کہا کہ "مہدویوں کے پاس یہ حدیث مسلم ہے" پھر کہتا ہے کہ آخری حصہ سے گھبرا گئے۔ اور اسی لئے "صاحب سراج الابصار وصاحب عجاز الدلائل نے اس حدیث کا نام نہ لیا"۔ حالانکہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کے آخری حصہ پر بمعہ دلائل تفصیلی بحث کی ہے۔ یہ کتاب مع مقدمہ وترجمہ طبع ہو چکی ہے جو چاہیں تصدیق کر لیں۔ خود معترض نے بھی لکھا ہے کہ "ان کے خورد و بزرگ مہدی سے لیکر یہاں تک اس میں طرح طرح کی تاویلیں وتحریفیں کرتے ہیں"۔

(۲) مطلع الولایت کے حوالہ سے معترض نے بیان کیا ہے کہ "ان (مہدی) کی ماں کا نام بی بی آقا ملک ہے"۔ یہ بھی سراسر غلط بیانی ہے مطلع الولایت کے جتنے نسخے ہم نے دیکھے سب میں عبارت یہ ہے۔

"والدۂ آنحضرت نیز عفیفہ صالحہ مدام شب خیز بودند در ثلث آخر معاملہ دیدند کہ آفتاب از آسمان در گریبان خود فرود آمدہ بالا سوے آسمان رفت و بروایتے ماہ از آسماں در گریبان خود فرود آمدہ بالا سوے آسمان رفت۔ نام بی بی آمنہ بود و نام بی بی آقا ملک میاں سید عثمان بعد معاملہ مذکور داشتند الخ۔ (مطلع الولایت)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بی بی کا نام آمنہ تھا، لیکن مذکورہ واقعہ کے بعد میاں سید عثمان آپ کو آقا ملک کہنے لگے۔ ملاحظہ ہو کہ معترض نے محض الزام عاید کرنے کی نیت سے کس طرح عبارت حذف کر دی۔ اصل نام چھپا دیا۔ اور بلاوجہ صاحب شواہد الولایت پر تبدیل نام کا الزام عاید کر دیا۔

(۳) معترض نے لکھا ہے کہ (حدیث کا) "کا فقرۂ اول سب (مہدویوں) نے بلا تحریف تسلیم کیا"۔ اور یہی لکھا ہے کہ "متاخرین نے جب زمانہ گزر گیا اور ان کے باپ دادے کے پہچاننے والے مر گئے بید ھڑک میراں کے باپ کا نام بدل ڈالا"۔ جب حدیث کے پہلے فقرہ کو تسلیم کرنے کی وجہ سے متاخرین کو اتنی دشواری پیش آئی کہ نام الٹ پلٹ کرنے پر مجبور ہو گئے تو مقام غور ہے کہ متقدمین نے اس کو تسلیم ہی کیوں کیا اور دلیل دعویٰ کس بنا پر قرار دیا جبکہ باپ دادا کے پہچاننے والے موجود تھے؟!!! اس کے خلاف میاں عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے منہاج القویم میں میاں شیخ مبارک ناگوری کے تیسرے سوال کے جواب میں وہی حدیث درج فرمائی ہے۔ اگر اس زمانہ میں امامنا علیہ السلام کے والد کا نام سید عبد اللہ مشہور نہ ہوتا تو علامہ سجاوندی یہ حدیث پیش نہ کرتے۔

(۴) معترض نے لکھا ہیکہ "اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہے وہ بزرگ اس گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہیں بدلتے تھے" اور اس کے بعد ہی یہ لکھا ہے کہ "مگر عجب غفلت ہیکہ اپنے واسطے پیغمبر کا نام بدل دیا" معترض کا یہ تضاد اور یہ غلط بیانی "نقل شریف" میں تحریف و تصرف کا نتیجہ ہے اس کی توضیح آگے معلوم ہو جائیگی۔

(۵) معترض نے انصافنامہ کی اصل روایت ہی میں تصرف کیا ہے۔ انصافنامہ کے الفاظ یہ ہیں "پدر رسول مردکافر بود آں عبداللہ چگونہ باشد۔ بلکہ محمد رسول اللہ ہم محمد عبداللہ باشد و مہدی ہم محمد عبداللہ باشد"

اس کے بجائے معترض نے یہ لکھا ہے "رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے ان کا نام عبداللہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبداللہ تھا اور مہدی کا نام بھی محمد عبداللہ ہے" ظاہر ہے کہ انصافنامہ کی عبارت میں "عبداللہ" سے مقصود مدلول لفظ ہے۔ نام نہیں ہے۔ معترض نے نام کی قید اپنی جانب سے بڑھا دی۔ حالانکہ یہاں "عبداللہ" نام ہونے کی بحث کو معنی "عبداللہ" کا مصداق ہونے کی طرف رخ پھیر دیا گیا ہے۔ چنانچہ نقلیات حضرت میاں عبدالرشید رضؓ جو انصافنامہ سے مقدم ہے اس میں بھی یہی مفہوم زیادہ واضح الفاظ میں بیان ہوا ہے "پدر حضرت رسالت پناہ مشرک بود عبداللہ چوں باشد ایں ہمہ کاتب است عبارت در اصل محمد عبداللہ است و مہدی نیز عبداللہ است۔ (روایت ۱۲) ملاحظہ ہو چوں باشد "چگونہ باشد" اور "عبارت" کے الفاظ اس مقصد کے شاہد ہیں کہ یہاں "عبداللہ" سے معنوں کا مصداق مقصود ہے۔

(۶) معترض نے لکھا ہے کہ "اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ ان کے مہدی کی نسل کی طرف اعلیٰ نعمت اللہ بیٹے امام کاظم کے نہیں طرف اسفل میں "عبداللہ" بھی ان کے باپ نہیں ہیں" اس کے جواب میں صاحب ختم الہدیٰ نے جو تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کتب انساب میں امام موسیٰ کاظم کی اولاد کے ناموں میں بڑا اختلاف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نعمت بن اسمٰعیل بن موسیٰ کاظم" ہے۔ اگر کہیں اتفاقاً نعمت اور امام کاظم کے درمیان کا نام اسمٰعیل ترک ہو گیا ہو تو اس کو اس طرح بنائے اعتراض بنانا ایسا ہی ہے جیسا کہ عماد الدین عیسوی نے "ہدایت المسلمین" کے باب ششم کی فصل سوم میں بعض اسلامی کتب تواریخ "روضۃ الاحباب" و "مدارج النبوت" کے حوالے سے اعتراض کیا ہے کہ "عدنان سے اوپر "اسمٰعیل" تک بعض لکھتا لیس نام اور بعض چالیس نام اور بعض کچھ اور بتلاتے ہیں۔ پس مسلمان جو محمد (صلعم) کو ابراہیمؑ کی اولاد قرار دیتے ہیں ابراہیم تک ان کا نسب ثابت تو کر دیں! کیا یہ اعتراض محض تعصب کا نتیجہ نہیں؟

واقعہ دراصل یہ ہے کہ سب جانتے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے والد ماجد کا نام "سید عبداللہ" تھا اور حکومت وقت کی طرف سے ان کو "سید خاں" خطاب ملا تھا۔ خطاب میں لفظ "سید" خود بین ثبوت ہے اس کے علاوہ اغیار کے متعدد شجرات نسب اور تصانیف متقدمین میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ حضرت کے والد کا نام "سید عبداللہ" تھا۔ چنانچہ صاحب ختم الہدیٰ لکھتے ہیں کہ :-

"ہمارے ہم نسب اور تمہارے ہم مذہب میسور میں سید دستگیر صاحب وغیرہ مشائخین کہ ان کے شجرات انساب میں بھی یہاں "عبد اللہ" اور وہاں سید نعمت اللہ موجود ہے (ختم الہدیٰ ردہدیہ مہدویہ ص۵)

مولوی خیر الدین محمد صاحب الٰہ آبادی نے جونپور نامہ کے باب پنجم میں لکھا ہے:۔

"پدرش خواجہ عبد اللہ از جانب سلطنت سید خاں خطاب داشت و مادرش آمنہ خاتون کہ خواہر قوام الملک باشد بہ آغا ملک مخاطب بود و ہر دو مادر و پدر از اجلّہ سادات بنی فاطمہ بودند۔"

"جونپور نامہ" مولوی خیر الدین صاحب کی تالیف ہونے کے ثبوت میں صاحب مقدمہ سراج الابصار نے بیس ایم جعفر کی انگریزی تصنیف کا حوالہ بھی دیا ہے ملاحظہ ہو مقدمہ سراج الابصار مطبوعہ ص۲)

اور صاحب تحفۃ الکرام کی یہ تحریر بھی نقل کی ہے کہ:۔

"سید الاولیا سید محمد الملقب بمیراں مہدی بن میر عبد اللہ المعروف بہ (سید) خاں کہ نسبتش بہ امام موسیٰ کاظم می پیوند (جلد دوم ص۲۲۶)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کے والد کا نام "سید عبد اللہ" مشہور و معروف تھا۔ اسی لئے حدیث "اسم ابیہ اسم ابی" کو استدلال میں پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ امر خود مولف ہدیہ مہدویہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ "یہ حدیث مہدویوں اور ان کے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہے"۔

غرض بعض معاصر علمانے حضرت امامنا علیہ السلام کے نام و نسب کو جاننے کے باوجود لفظ "خاں" کو عدم آبنائے اعتراض قرار دیا تو حضرت نے الزامی جواب دیا ہے کہ "خدا سے پوچھو کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی کیوں بنایا"۔

صاحب "ختم الہدیٰ" نے بیان کیا ہے کہ "محققین کی اصطلاح میں "عبد اللہ" فرد وقت ہوتا ہے جسکو قطب مدار اور قطب وادر بھی کہتے ہیں۔ لیکن ابتدائے آدم سے انتہا تک روح محمدؐ ہی جمیع اقطاب کی مدد معاون ہوتی ہے۔ چنانچہ یواقیت کے مبحث (۴۵) میں درج ہے کہ:۔

"اما القطب الواحد الجمیع الانبیاء والرسل والاقطاب من حین نشأ الانسانی الی یوم القیامۃ فھو روح محمدؐ فافھم"

اور مبحث (۴۴) میں لکھا ہے کہ:۔

"قال فی الفتوحات فی باب السبعین ومائتین ان اسم القطب فی کل زمان عبد اللہ الخ۔

(۱) کا خلاصہ یہی ہے کہ روح محمد صلعم ہر قطب زماں کی مدد و معاون ہوتی ہے اور وہ "عبد اللہ" ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مسلمانِ تام "عبد اللہ" ہیں۔

اسی لئے امامنا علیہ السلام نے ان علماء کے جواب میں "عبد اللہ" کے الفاظ سے یہ استفادہ فرمایا کہ خلیفۃ اللہ کی اہم خصوصیت، عبد تام، مسلمان تام ہونا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھو یہ کہ جس طرح محمدؐ حقیقتاً "عبد اللہ" تھے بندہ بھی "عبد اللہ" کی شان رکھتا ہے یا نہیں؟۔ صرف والد کا نام "عبد اللہ" ہونا دعویٰ مہدیت کے لئے کافی نہیں ہے ـــــ امامنا علیہ السلام کے جواب میں رفع اعتراض کا ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ سید النسب اور سید عبد اللہ کے فرزند ہونے کے باوجود صرف خطاب کے لفظ "خاں" پر سے سید خاں کے بیٹے قرار دیکر آپ کی سیادت کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا حق بجانب ہو سکتا ہے تو لفظ کی یہی بحث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کے نام سے متعلق بھی کیجا سکتی ہے کہ "مشرک" فی الحقیقت "عبد اللہ" کیسے ہو سکتا ہے اس جواب سے حضرت رسول اللہ صلعم کے والد کا نام "عبد اللہ" ہونے سے انکار لازم نہیں آتا۔ ورنہ ہمارے سلسلۂ نسب میں آنحضرت کے والد کا نام "سید عبد اللہ" نہ ہوتا۔ اور اسی لحاظ سے امامنا علیہ السلام کا نام "محمد عبد اللہ" ہونا چاہئے تھا۔ حالانکہ سید محمد ہے۔ اور خود مولف ہدیہ نے بھی کہیں "محمد عبد اللہ" لکھنے کی جرأت نہیں کی ہے۔

لہٰذا حضرت رسول اللہ صلعم کے والد کا نام "سید عبد اللہ" ہونے سے انکار قرار دیکر "خبر متواتر قطعی اور اجماع صحابہ" سے انکار کا الزام جو عاید کیا گیا سراسر بے بنیاد ہے۔

توضیح روایت (۲۶ و ۲۷) حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں حق کی تاثیر ہر روز ترقی ہی پا رہی تھی حتیٰ کہ افغانستان کی جیسی مملکت میں غیر معمولی مقبولیت و فتحمندی حاصل ہوئی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو ملک عرب میں حاصل ہوئی تھی۔ پانچسو سال قبل کے افغانستان میں مہدویہ مذہب کی تبلیغ کوئی آسان کام نہ تھا امامنا علیہ السلام کی کامیابی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ شاہ وقت نے آپکا مزار مبارک اور گنبد شریف بنائی اور اب بھی وہاں ہزاروں آپ کے معتقد ہیں۔ آپکا عرس اہتمام سے کرتے ہیں اگرچہ کہ حضرت کے خلفاء و متبعین وہاں موجود نہ رہنے اور امتداد زمانہ کی وجہ حضرت کی تعلیمات علیٰ حالہٖ باقی نہیں رہی ہیں اس کے باوجود آج بھی مہدوی وہاں زیارت کیلئے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ غرض اس روایت میں حضرت کا یہ فرمان کہ :۔

"تاثیر حق ہمچو ماہ اول روز است کہ ہر روز زیادہ تر شود تا آنکہ بکمال رسد۔"

حضرت کے زمانہ میں حضرت کے دعویٰ مہدیت کی صداقت و قبولیت سے متعلق ہے جس کی تاثیر آپ کے زمانہ میں درجہ کمال کو پہنچ گئی تھی۔ یہ ترقی آپ کے بعد بھی رہی یا نہ رہی؟ یہ ایک علحدہ بحث ہے کیونکہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔ "ان الدین بدء غریبًا سیعود الدین کما بدء" اسی طرح حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ "در آخر وقت دین نقصان خواہد شد۔"

توضیح روایات در بیان معجزات

ایک چیز کا وجود دوسری چیز کے وجود یا ظہور کی دلیل ہونا یقینی و مسلمہ امر ہے ورنہ معلومات سے مجہولات کا علم حاصل نہ ہوتا۔ اسی لئے نشانی یا دلیل طلب کرنا انسان کی فطری خصوصیت ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کبھی اپنے خلیفہ کو بھیجا اس کے ساتھ نشانیاں بھی دی ہیں کہ جن سے حجت قائم ہو چنانچہ فرماتا ہے:۔

ذالک بانھم کانت تاتیھم رسلھم بالبینات فکفروا فاخذ اللہ انہ قوی شدید العقاب

یہ اس وجہ سے ہے کہ رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے آتے تھے ان لوگوں نے انکار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا مواخذہ کیا بیشک وہ قوی ہے سخت عذاب دینے والا ہے۔

لطافت طبع، رقت قلب اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کے خاص جوہر ہیں جن کے ذریعہ وہ پند و نصیحت، ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے۔ شعاع نور شیشہ کے اندر سے گذر جاتی ہے لیکن پتھر میں فولادی تیر بھی گھس نہیں سکتے یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ خلیفۃ اللہ کے سامنے آتے ہی اس کو مان لیتے ہیں۔ ان پر اس کے حرکات و سکنات، اخلاق و عادات۔ احکام و تعلیمات کا فوراً اثر پڑنے لگتا ہے۔ اور بعض لوگ مزید اطمینان کے لئے خرق عادت یعنی معجزہ کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے تو اپنے خلیفہ کے ذریعہ ایسا معجزہ دکھاتا ہے کہ وہ لوگ ویسا کام کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو معجزہ کے ظہور کے بعد معترف ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا کو اژدھا بنانے کے بعد بعض ساحروں نے آپ کی نبوت کو تسلیم کر لیا تھا ــــ اور جن کے دلوں میں ہدایت ایمان کی سعادت نہیں ہوتی اور جھٹلانے کے لئے معجزہ طلب کرتے ہیں وہ اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ "ان ھذا الا سحر مبین"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فلما جاءتھم ایاتنا مبصرۃ قالوا ھذا سحر مبین وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا۔

پس جب ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں (راستہ) دکھانے والی آئیں تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے اور انھوں نے گمراہی و تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ انکے دل انکی صداقت کا یقین کر چکے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار اگرچہ نشانیاں دیکھکر بھی انکار کر بیٹھتے ہیں مگر ان کے دل ان نشانیوں کے منجانب اللہ ہونے پر یقین کر لیتے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ جب تک وہ نشانیاں طاقت بشری سے خارج نہوں اس قسم کا یقین ہو نہیں سکتا۔ اسی لئے قرآن مجید میں آیات یا بینات کا استعمال انھیں معنوں میں ہوا ہے جو قدرت بشری سے خارج ہوں اور وہ خاص قدرت الٰہیہ پر دلالت کرتے ہوں یا انبیاء کی نبوت کو ثابت کرتے ہوں۔ اور اسی لئے ان کو معجزات کہتے ہیں۔

معجزہ کا ممکن ہونا ایک بدیہی امر ہے جس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بہ ظاہر جو باتیں عادت کے

خلاف دکھائی دیتی ہیں وہ فی الاصل ممکن ہوتی ہیں۔ اگر وہ ممکن نہ ہوتیں تو ان کا ظہور ہی نہ ہوتا۔ بعض منکرین نبوت کا خیال ہے کہ قانون قدرت کے خلاف کسی امر کے تسلیم کرنے کو عقل جائز نہیں سمجھتی کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو جائز ہو جائیگا کہ پہاڑ سونا ہو جائیں اور دریا تیل۔؟! علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اس خیال کی تردید فرمائی ہے

ان المراد بخوارق العادة امور ممكنة في نفسها وممتنعة في العادة بوقوعها كانقلاب عصا حية فامكانها ضروري وابداءها ليس ابعد من ابداء خلق الارض والسماء وبينهما۔

خوارق عادت سے مراد وہ امور ہیں جو بذاتہا ممکن ہوتے ہیں اور عادتاً ممتنع۔ عادتاً ممتنع ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ایسے امور عادت کے طور پر وقوع میں نہیں آیا کرتے مثلاً لکڑی کا سانپ بن جانا بعید از عقل معلوم ہوتا ہے لیکن لکڑی کو سانپ بنانے کی قدرت بتاتی ہے جس نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز پیدا کی لہٰذا عصا کا سانپ بن جانا بھی بہت ممکن ہے

اگرچہ "سحر" خارق عادت ہونے میں معجزہ سے مشابہ ہے لیکن اصول میں بہت زیادہ فرق ہے (۱) "سحر" میں تعلیم و تعلّم کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ مخصوص عملیات کی وجہ سے صادر ہوتا ہے اور معجزہ محض منشاء قدرت الٰہی کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) "سحر" نفوس خبیثہ سے صادر ہوتا ہے اور معجزہ نفوس قدسیہ سے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں :-

السحر امر خارق للعادة من نفس شريرة خبيثة بمباشرة اعمال مخصوصة يجري فيها التعليم والتلمذ بهذين الامرين يفارق المعجزة والكرامة (شرح مقاصد)

سحر ایک خارق عادت امر ہے جو بد نفس اور خبیث لوگوں سے صادر ہوتا ہے جس کے لئے مخصوص اعمال اور تعلیم و تعلّم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دونوں خصوصیتیں معجزہ و کرامت کے مقابلہ میں سحر کے فرق کو ظاہر کر دیتی ہیں۔

شیخ الرئیس نے ایک رسالہ میں "فعل و انفعال" پر بحث کرتے ہوئے "معجزہ" کی تین خصوصیتیں بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ :-

صنف يتعلق بفضلة العلم وذالك بان يوتى المستعد ذالك كمال العلم عن غير تعليم وتعلم البشري حتى يحيط علما بما شاء الله تعالىٰ بقدر طاقة البشري بالله الحق وطبقات الملئكة

انبیاء کا معجزہ فضیلت علم سے بھی متعلق ہوتا ہے اور یہ کمال علم بشری تعلیم و تعلم سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے ذریعہ نبی اپنی استعداد و لطافت کے موافق ہر اس علم پر حاوی ہو جاتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو۔

اس توضیح سے ظاہر ہے کہ معجزہ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ انسانی جد و جہد کے بغیر منجانب اللہ اس کا ظہور ہوا کرتا ہے اور کرامت کی بھی یہی صورت ہے لیکن معجزہ اور کرامت میں اصطلاحی فرق یہ ہے کہ مدعی خلافت الٰہیہ

سے صادر ہو تو معجزہ۔ نفوس مطہرہ و مقدسہ سے بلا دعوی خلافت الہیہ صادر ہو تو کرامت کہتے ہیں۔

چونکہ مہدی موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں جن کی خصوصیت محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں یہ بیان فرمائی ہے:۔

فان المهدی حجة الله علی اهل زمانه وهی درجة الانبیاء التی یقع فیها المشارکة۔	بے شک مہدی اپنے اہل زمانہ پر اللہ کی حجت ہے اور وہ حجت انبیاء کے درجہ سے مشارک ہے۔

اور صاحب کشف الحقائق نے لکھا ہے کہ:۔

دعوته کدعوة النبی وحزبه کحزب النبی وعلمه کعلم النبی وذاته کذات النبی۔	مہدی کی دعوت نبی کی دعوت کی جیسی اس کی گروہ نبی کی گروہ کی جیسی اس کا علم نبی کے علم کے جیسا اور اسکی ذات نبی کی ذات کے جیسی ہے۔

اسی لئے امامنا علیہ السلام سے جو خوارق عادات ظہور میں آئے ہوں ان کو بھی معجزات کہتے ہیں۔ چونکہ معجزات کا ظہور بالکلیہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے اپنے خلیفہ کی تائید میں ظاہر فرماتا ہے اس لئے امامنا علیہ السلام نے بارہا فرمایا کہ:۔

حجت دادن کار خداوند است حجت دہد یا نہ دہد بندہ را دریں چہ کار است بر ما تبلیغ فرض است۔ (روایت ۲۶)	معجزہ عطا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے عطا کرے یا نہ کرے بندہ کا اس میں کیا دخل ہے؟ ہم پر تو صرف تبلیغ فرض کیگئی ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت معجزے عطا فرمائے ہیں جن میں سے چند معجزے نقلیات کی اس کتاب میں درج ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ "حجۃ المنصفین" "انصاف نامہ" "مولود مولفہ حضرت میاں عبدالرحمٰنؓ" "مطلع الولایت" وغیرہ کتابوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ نے "افضل المعجزات" میں ایک سو معجزے جمع کئے ہیں۔ "شواہد الولایت" باب (۳۶) میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ نیز غیر مہدویوں کی بعض نے بول میں بھی پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہوگی۔ یہاں اس کا موقع نہیں آپ کے معجزات میں اہم اہم اخبار مغیبہ پائے جاتے ہیں مثلاً۔

(۱) روایت ہے کہ امامنا علیہ السلام نے آخر وقت سب کو پند و نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی کو میری مہدیت میں شک ہو یا آزمایش منظور ہو تو قبر میں رکھنے کے بعد دیکھو اگر بندے کو پاؤ تو سمجھو کہ بندہ مہدی موعود نہیں تھا جب آپ کا وصال مبارک ہو گیا آپ کو لحد مبارک میں پہنچانے کے بعد آپ کے فرزند حضرت بندگیمیانسید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے آپکا کفن یاد دلایا اور دیکھا تو لفافہ خالی تھا۔

یہ کیسی اہم پیشگوئی ہے جسے امامنا علیہ السلام نے اپنے دعوے کی صداقت کی ایک حجت قرار دی اور تحدی کے ساتھ پیش فرمایا اگر یہ پوری نہ ہوتی تو آپ کے متبعین ایک سال تک وہاں رہ کر تبلیغ جاری نہ رکھتے۔

(۲) امامنا علیہ السلام ایک دفعہ اس آیت پر بیان فرما رہے تھے۔

فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا۔	جن لوگوں نے ہجرت کی اور جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے (یعنی اللہ کے) راستے میں ستائے گئے اور جنھوں نے جہاد کیا اور قتل کئے گئے۔

اس آیت کی چاروں صفات کی توضیح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ صفات بندہ اور بندہ کی گروہ سے بھی متعلق ہیں۔ پہلی تین صفات کا ظہور تو ہو چکا۔ چوتھی صفت باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی اور چونکہ بندہ مہدی موعود خلیفۃ اللہ ہے۔ دنیا کی کوئی قوت بندے پر غالب نہیں آسکتی اس لئے بندہ کی چوتھی صفت کا ظہور "سید خوندمیر" (آپ کے داماد و صحابی) کے ذریعہ ہوگا۔ یہ میرے بدل ہوں گے۔ یہ خاتم ولایت محمدیہ کی صفت کا بار ہے اس کے حامل کا سر جدا۔ تن جدا پوست جدا ہو کر رہیگا ــــ پھر آپ نے حضرت سید خوندمیرؓ کی کمر سے دو تلوار باندھتے ہوئے فرمایا کہ جس وقت مقاتلہ ہوگا پہلے دن لڑائی میں تمہاری فتح ہوگی اگرچہ اس دن ساری دنیا کی قوت بھی تمہارے مقابلہ میں ہو اور تم تنہا رہیں۔ یہ بات بندے کی صداقت مہدیت کی حجت ہے یعنی اگر ایسا نہ ہو تو سمجھنا کہ میں مہدی موعود نہیں تھا۔"

روایات سے ثابت ہے کہ امامنا علیہ السلام کے بیس سال بعد یہ پیشنگوئی پوری ہوئی اور آج حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ کی تین زیارت گاہ ہیں۔ سدراسن۔ پٹن۔ چاپانیر۔ علاقہ گجرات میں موجود ہیں اس کی تفصیل روایت (۱۷۶) و (۱۷۷) کی توضیح میں معلوم ہو جائیگی۔

توضیح روایات دربیان بسنجوردہ

تاثیرات بسنجوردہ کی روایات میں امامنا علیہ السلام کے بسنجوردہ کا عمل جو پایا جا رہا ہے وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ آنحضرت صلعم کا بھی یہی عمل تھا۔ بچے بیمار پڑتے یا پیدا ہوتے تو ان کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتے آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیر کر اپنے منھ میں کھجور ڈال کے اس کے منھ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا لڑکا پیدا ہوا تو آپکی خدمت میں لائے آپ نے اسکا نام رکھا اپنے منھ میں کھجور ڈال کے اس کے منھ میں ڈالی اور برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماءؓ ان کو لیکر آئیں اور آپ کے گود میں کھڈا آپنے کھجور منگوا کر چبائی اور اس کے منھ میں ڈالدیا پھر برکت کی دعا دی۔

آپ بعض بچوں کے منھ میں کلی کر دیتے اور بعض کے منھ میں لعاب دہن مبارک ڈالتے اور بعض کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعا للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسھم وکتاب العقیقۃ باب تسمیۃ المولود

عداۃ یولد لمن لو یعق تحنیکہ) (ماخوذ اسوۂ صحابہ)

اس کے علاوہ امامنا علیہ السلام کے زمانے میں مریدوں اور عوام پر مشائخین کی کرامات اور مافوق العادت مظاہرے ان کے اعلیٰ معیار کی دلیل قرار پا چکے تھے اس لئے عموماً مشائخین اپنی بساط قائم رکھنے کے لئے تعویذ گنڈے علمیات کی سادھنی جنات و موکلین کو تابع کرنے کی مشقتیں وغیرہ امور میں منہمک ہو چکے تھے اور یہ شریعت و اخلاق کی کھلی خلاف ورزی تھی۔ اس لئے امامنا علیہ السلام نے پسخوردہ کا عمل جاری فرمایا جس کے ذریعہ ہر تکلیف و ہر بلا سے نجات ملجاتی تھی بلکہ نور ایمان بھی نصیب ہوتا تھا۔ اور یہ کیفیت محض صالحیت اور لطف الٰہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی لئے آپ کے متبعین کا بھی یہی عمل رہا ہے۔

روایت ہے کہ ۔ شہر چاپانیر میں ایک رئیس حضرت بندگیمیاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کچھ (منتر وغیرہ) پڑھکر پھونکنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا "ماخواندن نمی دانیم اگر در خاطر باشد پسخوردہ بدہیم و الشفاء من اللہ" (انصافنامہ باب (۲۰)) یعنی میں (منتر وغیرہ) پڑھنا نہیں جانتا ہوں اگر چاہتے ہو تو پسخوردہ دونگا۔ اور شفا تو اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

حاصل یہ کہ امامنا علیہ السلام کا اور آپ کی گروہ میں فقرائے کرام کا عمل پسخوردہ ہی رہا ہے۔

روایت (۲۷۵) و (۲۶۷) میں مارگزیدہ کتے کا زہر حضرت کے لعاب دہن مبارک سے دفع ہو جانے کا ذکر ہے۔ مولف ہدیہ مہدویہ نے دائرہ میں کتے کی موجودگی پر سخت اعتراض کیا ہے حالانکہ دوسری روایات میں یہ توضیح موجود ہے کہ وہ "جن" تھا۔ چنانچہ دوران اعتراض میں خود صاحب ہدیہ نے بھی اپنے الفاظ میں یہ روایت درج کی ہے :۔

میانسید محمود مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک روز بی بی ملکان نے اس کو اینٹ کا ٹکڑا مارا۔ میاں نے کہا کہ اگر وہ کتا ہو اس کو مارو لیکن وہ کتا نہیں ہے بی بی نے کہا کہ میرا نجی یہ بھائی کالو (امامنا علیہ السلام کے دائرہ کا کتا) کے بجائے ہے کہا ہاں یہ اس کا بھائی ہے (ماخوذ از ہدیہ مہدویہ)

اس کے علاوہ اس کتے کا ذکر اللہ میں مشغول رہنا احترام رمضان کی وجہ اوقات روزہ میں کچھ نہ کھانا۔ اور بعض وقت اس کی بانگ پر موذن کا بیدار ہونا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کو عرفاں مآب مستبصروں کے سوائے عام لوگ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف و صریح طور پر فرمایا ہے کہ :۔

وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ۔	کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح نہ پڑھتی ہو۔
ہر گیاہے کہ از زمیں روید	وحدہ لا شریک لہ گوید

یعنی جو گھانس زمین سے اگتی ہے وحدہ لا شریک لہ کہتی ہوئی اگتی ہے۔ مگر افسوس کہ مولف ہدیہ مہدویہ نے

خوب دل کھول کر طنز و تہزء کیا ہے حالانکہ روایت سے ظاہر ہے کہ وہ جن تھا تو پھر اس کی موجودگی اور اس کی خصوصیات پر اعتراض کا موقع ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون — میں نے جن و انسان کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

اور "جنات" کا قالب بدل کر انبیاء و اولیا کی صحبت سے مستفیض ہونے کی بے شمار روایتیں پائی جاتی ہیں۔

توضیح روایات در بیان انکار مہدی

انکار مہدی موعود کفر ہونے کے بارے میں جو روایات باب دوم میں بیان ہوئی ہیں ان کے متعلق کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں روایت (۳) کی توضیح میں آیہ کریمہ افمن کان علی بینۃ من ربہ۔ کے تحت بحث کیجا چکی ہے۔ اس کے علاوہ جبکہ بعثت مہدی موعودؑ کی ضرورت احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے تو بعثت مہدی موعودؑ یا بعثت کے بعد ذات مہدی موعود کا انکار فی الحقیقت احادیث شریفہ کا انکار ہوگا اور یہ یقیناً کفر ہے۔

ان احادیث وجود المهدی وخروجه فی اخر الزمان وانه من عترة رسول الله من ولد فاطمة بلغت حد التواتر المعنوی فلا معنی لانکارها۔ ومن ثم ورد من کذب بالدجال فقد کفر ومن کذب بالمهدی فقد کفر رواه ابو بکر الاسکاف فی فوائد الاخبار و ابو القاسم السهل فی شرح السیر (اشاعۃ اشراط الساعۃ)

یعنی مہدی کا وجود اور آخر زمانے میں ان کا خروج ہونے اور آل رسول و اولاد فاطمہ سے ہونے کے بارے میں احادیث تواتر معنوی کا درجہ رکھتی ہیں اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اسی لئے (یہ حدیث) وارد ہوئی ہے کہ جس نے (خروج) دجال کا انکار کیا کافر ہے اور جس نے مہدی کا انکار کیا کافر ہے۔ ابوبکر اسکاف نے فوائد الاخبار میں اور ابو القاسم سہیل نے شرح السیر میں اس کی روایت کی ہے۔

متواترات موجب یقین ہوتے ہیں ان کا انکار بالاتفاق کفر ہے۔ مہدی موعود سے متعلقہ احادیث کے تواتر معنوی کو تسلیم کر لیا گیا ہے اس لئے آمد مہدی موعود کا اور آمد کے بعد ذات مہدی موعود کا انکار کفر ہے۔ یہ انکار از روئے احکام شرعیہ کفر تو ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی آدمی کو کافر کہتے پھریں چنانچہ روایت نمبر (۲۹) ملاحظہ ہو کہ صحابہ کرامؓ نے بغیر عبارت یعنی آیت و حدیث کے بغیر کسی کو کافر نہ کہنے پر گفتگو فرمائی ہے۔ اور خراسان میں بعض برادران دائرہ کی نسبت حضرت امامؑ کی خدمت میں شکایت پیش ہوئی کہ شہر میں جا کر لوگوں کو کافر کہتے پھرتے ہیں تو حضرتؑ نے ان لوگوں کو سزا دینے کا حکم صادر فرمایا تھا اور یہ روایت متفق علیہ ہے۔

اسی طرح تبلیغ دین میں موعظہ حسنہ کے جو اصول ہیں ان کی پوری پوری پابندی کیجاتی تھی۔ روایت (۴۰) ملاحظہ ہو کہ ایک ضدی عالم حضرت مہدیؑ سے بیہودہ بحث کر رہا تھا ایک برادر نے تنگ ہو کر عرض کیا کہ میرا بھی آپ کیوں سر خالی فرما رہے ہیں۔ فرمایا بندہ کو خدا تعالیٰ اسی لئے تو بھیجا ہے۔

امنا علیہ السلام نے اپنی صداقت کی تفہیم کے لئے ہر ممکن طریقہ اختیار فرمایا ہے چنانچہ روایت نمبر (۸۳) ملاحظہ ہو کہ حضرت کی عادت شریفہ تھی کہ بیان قرآن کے وقت اہل فہم کو قریب بلایا کرتے تھے اگرچہ وہ مفلس و محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کے صحابہ کرامؓ کا بھی یہی طریقہ تھا روایت نمبر (۱۴) کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ حضرت سیدنا مہدیؑ بیان قرآن کے وقت یا خانگی ملاقات کے وقت کوئی شخص بے ڈھنگا سوال کرتا تو آپ اس کو سوال کا طریقہ بتلاتے اور سمجھاتے کہ تمہارے سوال کا یہ مقصد ہوگا لیکن تنگ نہ ہوتے تھے بلکہ کسی مہاجرؓ نے بھی سوال کرنے والے سے بیزاری نہیں کی اور نہ کسی کو سوال سے باز رکھا ہے اور نہ کسی کو اپنی بات پر اعتقاد رکھنے کے لئے مجبور کیا ہے۔ بلکہ فرمایا کرتے کہ جو بات مشکل ہو اس کی تحقیق کر لیا کرو ورنہ وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔"

نیز روایت (۵۸) ملاحظہ ہو کہ ایک عالم عہدہ دار سے جب دنیا کفر ہونے پر بحث ہوئی تھی اپنے منہ سے اپنے آپ کو محب دنیا قرار دینے کی کوشش کی تو آپ نے تین بار تفہیم فرمائی کہ تم کلمہ گو ہو تم میں ایسی صفت نہیں ہونی چاہیئے جسکی قرآن مذمت کر رہا ہو۔ اس پر بھی وہ مصر رہا تو اس نوبت پر بھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں تم کو کافر کہتا ہوں بلکہ فرمایا خدا تعالیٰ کے حکم سے تم کافر ہیں۔ اس پر قرآن شریف کی آیت بھی آپ نے سنا دی۔

کسی فرد یا کسی فعل کے اچھا ہونے یا برا ہونے کا معیار احکام شرع ہیں۔ اہل سنت کا یہی عقیدہ و ضابطہ ہے

الحسن ما حسنہ الشرع والقبیح ما قبحہ الشرع۔	جس کو شرع اچھا قرار دے وہی اچھا ہے جس کو برا قرار دے وہی برا ہے۔

بے حکم شرع آب خوردن خطا است — دگر خوں بریزی بفتوی روا است (سعدیؒ)

حاصل یہ کہ احکام شرع کی رو سے مہدی موعود کا انکار کفر ثابت ہے اور اس کا اطلاق بلا لحاظ قلت و کثرت ہوگا جیسا کہ ہر خلیفۃ اللہ کی بعثت کے وقت دنیا کے انسان مومن و کافر دو جماعتوں میں تقسیم ہوتے آئے ہیں۔

روایت (۵۱) کی توضیح "قاتلوا وقتلوا" کی روایات میں (۱۷۶ و ۱۷۷) کے تحت تفصیلاً بیان ہوگی انشاء اللہ

اور روایت (۵۰ تا ۵۵) میں مخالفین کے گھر جانے کی ممانعت وغیرہ سے متعلق جو بیان ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امامنا علیہ السلام سے خصوصاً قاضی و علما و مشائخین نے سخت مخالفت برپا کی تھی اور اس کا زیادہ تر سبب یہ تھا کہ حضرت کے احکام و تعلیمات کے لحاظ سے ان لوگوں کی روش پر از روے دین کاری ضرب لگ رہی تھی انکا مکر و فریب اور ان کی دنیا پرستی اور بداعمالیاں بے نقاب ہو رہی تھیں ایسی صورت میں امامنا علیہ السلام نے اپنے متبعین کو ان لوگوں سے روابط نہ رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ کیوں کہ جہاں بھی وہاں جاتے تھے تو ان کو الٹی حجتوں سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے یا ان کو جھگڑے میں مبتلا کر دیتے تھے۔ اس لئے امامنا نے فتنہ و فساد سے بچانے کی تدبیر اختیار فرمائی۔

اور روایت (۵۵) میں یہ آیت بھی بیان ہوئی ہے :-

یا یھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین (جزء ۴ رکوع ۱)	اے لوگو جو ایمان لاچکے ہو اگر تم اہل کتاب سے کسی فریق کی پیروی اختیار کروگے تو وہ تمہارے ایمان کے باوجود تم کو کفر کی حالت کی طرف پھیر دیں گے۔

اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ مخالفین کی صحبت اہل ایمان کے لئے مضر ہوا کرتی ہے اس لئے بھی حضرت نے منع فرمایا ہے۔ علماء و مشائخین کی طرف سے اس شدت کی مخالفت کے بارے میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے باب (۳۳) میں پہلے ہی پیشگوئی فرما دی تھی کہ :-

اذا خرج ھذا الامام فلیس لہ عدو مبین الا الفقھا خاصۃ لانھم لا یبقی ریاستھم	جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو خصوصاً فقہا و علما ہی ان کے کھلے دشمن ہوں گے کیوں کہ ان کی حکومت باقی نہ رہیگی۔

توضیح روایات در بیان اقتدائے منکرین

اقتدائے منکرین جائز نہ ہونے کے بارے میں جو روایات (۴۱ تا ۴۹) بیان ہوئی ہیں ان پر تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ انکار مہدی موعود از روے احکام شرعیہ کفر ثابت ہے اس لئے منکرین کی اقتدا ناجائز ہونا کسی بحث کا محتاج نہیں۔ ائمہ اربعہؒ کے اختلافات جن مسائل میں پائے جاتے ہیں وہ اگرچہ کہ فروعی اختلافات ہیں اس کے باوجود مسائل کے احکام کی وجہ ایک امام کا پیرو دوسرے امام کے پیرو کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایک امام کے مسئلہ کے تحت وضو ہو جاتا ہے اور دوسرے امام کے تحت نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں آخر الذکر امام کا پیرو اول الذکر امام کے پیرو کی اقتدا نہیں کریگا کیونکہ اس کے امام کے مسئلہ کے حکم کے لحاظ سے اس کی نماز بے وضو قرار پاتی ہے جب کہ فروعی مسائل کے اختلاف کی یہ صورت ہے تو مہدی موعود کی ذات سے اختلاف جو کہ اصول دین سے اختلاف کے حکم میں داخل ہے یقیناً مانع اقتدا ہے خصوصاً نماز پنجگانہ ایسی عبادت ہے جس کے لئے امام صحیح الاعتقاد ہونا ضروری ہے۔

توضیح روایات در بیان عشق

کہنے کو تو عشق ایک معمولی لفظ ہے لیکن مجاز و حقیقت۔ امکان اور وجوب کے عجیب و غریب نازک معانی و مطالب کا حامل ہے۔ فلاسفہ اور علماے محققین نے اس پر بہت طویل و دقیق بحثیں کی ہیں۔ ہم یہاں اس کی ایک اہم نوعیت کا اجمالاً بقدر ضرورت ذکر کرتے ہیں جس سے حضرات خاتمین علیہما السلام کا مرتبہ اور ان کی بنیادی خصوصیات کا علم ہو سکیگا۔

بحر العلوم علامہ شمسی مرحوم نے جلاء العینین میں لکھا ہے :-

واضح ہو کہ عشق کمال محبت کا نام ہے۔ اگر یہ صفت ممکنات میں نفوس "ناطقہ" سے متعلق کیجائے تو "زوال علم و عقل" کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ الا ماشاء اللہ اگر واجب تعالیٰ سے متعلق کیجائے تو کمال محبت کمال علم کے ساتھ ماننا لازم ہوگا۔

یہاں (یہاں یعنی جب اس کا تعلق واجب تعالیٰ سے ہو) اس عشق کی بحث ہے جو ظہور حقیقت واجب تعالیٰ کا مقتضی ہو واجب تعالیٰ کے عشق سے مراد وہ تحریک ذاتی ہے جو باطن واجب تعالیٰ کے ظہور کا سبب بنے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک ذات کے دو اعتبار ہیں۔ ایک اعتبار باطن دوسرا اعتبار ظاہر ہے اعتبار اول سے مراد عاشق اور اعتبار ثانی سے مراد معشوق ہے۔ پس تجلی ذاتی کی تحریک سے ذات کا باطن ایک صیقل دار آئینہ بن گیا جسمیں باری تعالیٰ کے وجود ظاہر کا حسن جلوہ گر ہو گیا۔

فخر الدین اعراقی نے "لمعات" میں بیان فرمایا ہے کہ:۔

خود را در آئینہ عاشقی من حیث باطن الوجود الذی من خواصہ الامکان و معشوقی من حیث ظاھر الوجود الذی من لوازمہ الوجوب بر خود عرض کرد و حسن خود را من حیث ظاہر الوجود بر نظر خود من حیث باطن الوجود جلوہ داد؛

لیکن بعض محققین صوفیہ مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اور مولٰنا عبد الرحمٰن جامیؒ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ زیر بحث نوعیت میں عاشق و معشوق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور تفصیلی دقیق بحث کے بعد یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایجاد عالم کی یہی علت ہے۔ غرض صوفیہ کرام کے قول کے مطابق عالم شہادت کی ہر جنس کا ظہور ہر ایک خاص اسم باری تعالیٰ سے ہوا ہے اور حضرت انسان کا ظہور اسم جامع یعنی اسم "اللہ" سے ہوا ہے حضرت شیخ اکبرؒ نے فتوحات مکیہ جلد ثانی میں اس کی بہت تفصیل بیان فرمائی ہے۔

اس لحاظ سے عام افراد انسانی اگرچہ مظہر شیون الوہیت ہیں تاہم انبیاء علیہم السلام کا وجود اس ظہور میں ممتاز ہے سب کمالات الوہیت کے احکام و آثار ان کے معجزات میں عرفاں مآب ہستیوں کو نظر آتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ محققین صوفیہؒ کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشق حقیقی کے مظہر کامل ہیں۔ اس مختصر اجمالی بحث سے واضح ہے کہ موجودات عالم میں عشق کی اکمل مظاہر ذات سرور کائنات ہے۔ اور یہی حب ذاتی اور عشق حقیقی مبدء ولایت محمدیہ ہے۔ جسے عام اصطلاح میں تعین اول کہتے ہیں۔ اس ولایت سے حضرت خاتم الانبیاء رسول کائنات موصوف ہیں۔ اور اس کے خاتم حضرت مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔ یعنی خاتمین علیہما السلام کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ حب ذاتی اور عشق حقیقی کے اکمل مظاہر ہیں؛

اسی لئے شیخ محی الدین اکبرؒ نے "فصوص" میں حدیث کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین (میں نبی اس وقت تھا جب آدم کی مٹی خمیر کیجا رہی تھی) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

وغیرہ من الانبیاء ما کان نبیا الا حین بعث۔ و کذالک خاتم الاولیاء کان ولیا و	(ازلی نبی ہونے کی خصوصیت حضرت رسول اللہ ﷺ ہی کے لئے مخصوص ہے آپکے سوائے جتنے انبیاء ہیں وہ نبی اس وقت ہوتے ہیں جب کہ ان کی

ادو بین الماء والطین وغیرہ من الاولیاء ما کان ولیا الا بعد تحصیل شرائط الولایۃ۔

بعثت ہو۔ اور اسی طرح خاتم الاولیاء اس وقت سے ملی ہیں جبکہ آدم کی مٹی خمیر کی جارہی تھی۔ خاتم الاولیا کے سوائے جو ولی ہوتے ہیں وہ اس وقت ہوتے ہیں جب کہ ان کو ولایت کی شرائط کی تحصیل ہو

اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح تمام انبیاء و مرسلین کی نبوت و رسالت میں اور حضرت خاتم النبیین کی نبوت و رسالت میں مراتب و خصوصیات کا فرق ہے۔ تلک رسل فضلنا بعضھم علی بعض۔ اسی طرح تمام اولیا کی ولایت اور حضرت مہدی علیہ السلام کی ولایت میں مراتب و خصوصیات کا فرق ہے اور یہ دونوں قدسی صفات ہستیاں ازل ہی سے مرتبہ خاتمیت پر فائز ہیں۔

خاتم ولایت محمدیہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد ولایت عامہ بھی جاری نہ رہے گی۔ کیونکہ مذہب مہدویہ میں دیدار خدا ممکن اور جائز ہے اور طلب دیدار خدا فرض ہے اور "دیدار خدا" "قرب الٰہی"۔ "ولایت عامہ" کا مفہوم ایک ہی ہے جب دیدار خدا ممکن ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قرب الٰہی یعنی ولایت سے بھی مشرف ہونا ممکن ہے۔ اور اسی لئے طلب دیدار فرض کیگئی ہے حضرت مہدی علیہ السلام صرف ولایت محمدیہ کے خاتم ہیں جس کی ازلی خصوصیت آپ کو منجانب اللہ حاصل ہے۔

نفوس ناطقہ کے لحاظ سے صفت عشق کا اطلاق کمال محبت کے بعد کیا جاتا ہے یعنی محبت کی انتہا پر عشق کی ابتدا ہوتی ہے۔ آئندہ توضیحات سے ظاہر ہوگا کہ فرائض ولایت کا تعلق فی الحقیقت عشق ہی کے لوازم سے ہے۔

روایت (۱۸۹) ملاحظہ ہو کہ امامنا علیہ السلام نے فرمایا: "طالب پر وہ کیا چیز فرض ہے جس کی وجہ خدا کو پہنچ سکے پھر آپ ہی نے جواب فرمایا کہ وہ عشق ہے عشق کس طرح حاصل ہو سکتا ہے! فرمایا کہ "دل کی توجہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف قائم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے"۔

اور ایک موقع پر بطور تمثیل فرمایا کہ:۔

ایک شخص کا لڑکا گم ہو جائے تو والدین کے دل میں کس قدر تشویش پیدا ہو جاتی ہے اور ان کا کیا حال ہو جاتا ہے؟۔ طالبان خدا نے عرض کیا کہ میرا بچی والدین کو اپنے لڑکے کی محبت میں کھانا پانی سب زہر ہو جاتا ہے۔ نیند نہیں آتی جبتک لڑکا ہاتھ نہ آئے اس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا:۔ بھائیو! خدا کی طلب اور اس کے عشق میں ان والدین کی سی کیفیت ہو جانا چاہیئے۔ پھر فرمایا لڑکے کا عشق تو بہت بڑا ہے ایک سوئی کے گم ہو جانے پر اس کی تلاش میں جتنی توجہ کیجاتی ہے اتنا بھی خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ تو خدا کو پہنچ سکو گے۔ (شواہد الولایت)

اور روایت (۲۱۸) ملاحظہ ہو کہ ایک دفعہ خراسان میں امامنا علیہ السلام عشق کا بیان فرما رہے تھے مولانا درویش محمد نے جامہ چاک کرتے ہوئے نعرہ لگایا کہ ہم عشق کہاں سے لائیں۔ آپ نے فرمایا بندہ عشق کسبی کا بیان کر رہا ہے

کام کرو تاکہ عشق حاصل ہو سکے عشق عطائی تو پیغمبروں کا مقام ہے۔"

دوسری روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امامنا علیہ السلام کی خدمت میں وہبی عشق سے سرفراز ہستیاں بھی موجود تھیں۔

روایت ہے کہ ایک روز میاں فہیم مہاجر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میاں سید خوندمیر و میاں عبدالمجید ہاتھ ملائے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ اور زیادہ وقت ذکر اللہ میں نہیں بیٹھتے۔ آپ نے فرمایا۔

"نشستن کار شما است کہ شما کاسب شہید و کار ایشاں دیگر است ایشاں را عطاست" (انتخاب المؤید ص)

اس سے معلوم ہوا کہ کاسب اور عطائی دونوں قسم کے صحابہ تھے عشق وہبی کے لئے کسب کی ضرورت نہیں ہوتی صرف فیض صحبت کافی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ روایت ہے کہ حضرت بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدیؑ کی عمر شریف ۱۸ یا ۱۹ سال کی تھی کہ آپ نے حجرہ کے باہر سے اس تعلیم بلاواسطہ کا ذکر جو عطائے منصب مہدیت کے بارے میں حضرت امامنا علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ بی بی الہدانی رضی اللہ عنہا سے بیان فرما رہے تھے۔ سنتے ہی جذبہ حقانی طاری ہو گیا بے ہوش ہو گئے۔ امامنا علیہ السلام منجانب اللہ خبر ہوئی تو گود میں اٹھا کر حجرے میں لیگئے بی بی سے فرمایا کہ دیکھو سید محمود کا گوشت پوست۔ استخواں مال بال لا الہ الا اللہ ہو گیا ہے جب ہوش آیا تو آپ نے ذکر خفی کی تلقین کی اور اسی وقت بی بی اور فرزند ارجمند نے تصدیق مہدیت کا شرف حاصل کیا۔

نیز حضرت سید خوندمیرؓ کی نسبت آپ نے فرمایا:۔

برادر سید خوندمیر را بستعداد تمام آمدہ بود چراغدان و فتیلہ و روغن موجود بود اما ہیمن یک کار افزودن باقی ماندہ بود۔ اکنوں از چراغ ولایت محمدی روشن کردہ است۔

اسی لئے امامنا علیہ السلام نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ:۔ "تصدیق بندہ بینائی خدا" (حاشیہ) اور اسی نے بعض صحابہ کو آپ نے پیغمبروں کے مقام کی بشارت دی ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قوم مہدی موعود کی نسبت ایسی ہی پیشگوئی فرمائی ہے:۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف قوما ھم بمنزلتی فقال الاصحاب کیف یکون یا رسول اللہ انت خاتم النبیین ولا نبی بعدک فقال لیسوا من الانبیاء ولکن یغبطھم الانبیاء بقربھم و مقعدھم من اللہ وھم المتحابون فی اللہ۔ (جلد ثانی)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسی قوم کو جانتا ہوں جو میری منزل میں ہے۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیونکر ہو سکیگا جبکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آپ نے فرمایا وہ لوگ انبیاء تو نہیں ہیں لیکن اللہ سے ان کے قرب و مقام قرب کی وجہ سے انبیاء ان سے رشک کریں گے اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے ہونگے۔

گویا یہ حدیث شریف قرآن مجید کی آیت "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ" (اللہ ایسی قوم کو لائیگا جس سے اللہ محبت رکھتا ہو اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہوں) کی تفسیر واقع ہوئی ہے۔ ہم اس آیت اور حدیث پر فضائل صحابہ سے متعلقہ روایات کی توضیح میں بحث کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مقام غور ہے کہ انسان کی اس سے بلند معراج بھی ممکن ہے؟ کہ وہ خدا کا محب ہو اور خدا اس کا قرآن نے انسانیت کے ارتقا کا جو تصور پیش کیا ہے اس سے بڑھکر بھی کوئی فلسفہ ہے جو انسانوں کو اس کے سوائے اس سے بلند تر مرتب پر فائز کر سکے۔

عشق دم جبرئیل عشق دل مصطفیٰ | عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام
عشق کی مستی سے ہے پیکر گل تابناک | عشق ہے صہبائے خام عشق ہے کاس الکرام
عشق فقیہہ حرم عشق امیر جنود | عشق ہے ابن السبیل اس کے ہزاروں مقام (اقبال)

غرض عشق و محبت الٰہی فی الحقیقت بدن اسلام کی روح ہے۔ حضرت امام علیہ السلام کی تعلیمات بے روح علمیت کے خلاف ایک جہاد عظیم ہیں۔ جو لوگ محض ظاہری شعائر کی پابندی کو اسلام سمجھ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بجائے بندوں کی حاکمیت میں گرفتار تھے ایک بے روح جسد کو زندہ قالب سمجھ رہے تھے ان کے لئے ہدایت ہیں۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق ❊ عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات (اقبال)

قرآن مجید کا مخاطب عقل بھی ہے قلب بھی ہے۔ بلکہ عقل سے زیادہ قلب مخاطب ہے کیونکہ قلبی شہادت ہی ایمان بالغیب کی حامل ہو سکتی ہے۔ قرآن سے ہدایت پانے والوں کے لئے یہی شرط اولیں اور یہی ان کے ارتقار کا معیار ہے "ھدی للمتقین۔ الذین یومنون بالغیب"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود کو صرف عقلی حیثیت سے تسلیم کرنا کافی نہیں قرار دیا بلکہ خالق کیساتھ محبت پیدا کرنے کی تلقین بھی فرمائی ہے جس کے بغیر محض عقلی بیعت کی بنا پر انسان ایک جسد بے روح کی حیثیت میں رہجاتا ہے۔ اسی لئے فرماتا ہے کہ "وابتغوا الیہ الوسیلہ" (اللہ تعالیٰ کو پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔ تقویٰ کے ساتھ ساتھ بموجب آیت کونوا مع الصادقین۔ صحبت صادقین کی برکت سے عشق و محبت الٰہی کا صحیح اور قریب ترین راستہ معلوم کیا جا سکتا ہے ورنہ ایک غیر مربوط انسان کو ہزار ہا خطرات، صدہا وساوس اور بیسیوں حوادث بہت جلد گمراہ کر سکتے ہیں "بیعت" شیخ کے واسطہ سے عبد و معبود کے درمیان ایک رشتۂ محبت قائم کرنے والا ذریعہ ہے۔ اور یہ ایسا وسیلہ ہے جس سے قالب بے جان میں حقیقی زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی لئے دور نبوت میں بھی بیعت کا عمل جاری تھا اور دور ولایت میں بھی۔ تا ایں دم بفضل خدا تعالیٰ جاری ہے۔ اور تا قیامت جاری رہیگا۔

دیں نگردد پختہ بے آداب عشق ❊ دیں بگیرد از صحبت ارباب عشق (اقبال)

آیات واحادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ دنیا میں جب صالحین وراشدین کا وجود ختم ہو جائیگا تو سمجھ لو کہ وہی وقت وقوع قیامت کا ہے۔

حاصل یہ کہ امامنا علیہ السلام کی تعلیمات مثلاً طلب دیدار خدا، ترک دنیا، توکل، ذکر کثیر، صحبت صادقاں، عزلت، ہجرت وغیرہ امور فی الحقیقت عشق ومحبت الٰہی کے لوازم ہیں اور ہر عاشق کو خواہ وہ کسی کا عاشق ہو فطرتاً ایسے ہی مسائل کا حامل ہونا لازم ہے۔ اور از خود اس میں یہ کیفیات پیدا ہوتی جاتی ہیں بشرطیکہ عشق کی لو پیدا ہو چکی ہو یہ ایسی بات ہے کہ جس کو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے اس لئے مزید تشریح ہم موجب طوالت سمجھتے ہیں۔

یا وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل | یا خاک کے آغوش میں تسبیح ومناجات
وہ مذہب مردان خود آگاہ وخدا مست | یہ مذہب ملا وجمادات ونباتات (اقبال)

فرائض ولایت

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خصوصیات کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا اور جو کچھ آگے بیان ہوگا اس سے یہ ثابت ہے کہ آپ خلیفۃ اللہ۔ مامور من اللہ ہیں آپ کی تصدیق فرض شرعی ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے جن احکام کو من جانب اللہ فرض قرار دیا ہو وہ سب احکام لازماً فرائض ولایت ہیں اور احکام شرعیہ کے مماثل ہیں۔

اس کے علاوہ جب کوئی حکم اصول دین (کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع۔ قیاس) سے کسی ایک اصل کے تحت ثابت ہو جاتا ہے تو اس کا شمار احکام شرعیہ میں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی امامنا علیہ السلام کے احکام فرائض شرعیہ کے مماثل ہیں۔ کیونکہ آپ نے کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ سے بھی ان احکام کی فرضیت ثابت فرمائی ہے۔

اب یہ بحث کہ جن مسائل کو ائمہ مجتہدین نے مستحب قرار دیا ہو ان کو فرض قرار دینے[1] سے اختلافات کثیرہ ہوتے ہیں۔ اکثر مسائل کسی کے پاس فرض ہیں۔ کسی کے پاس سنت۔ کسی کے پاس مستحب جبکہ اس اختلاف سے نسخ لازم نہیں آتا ہے تو احکام فرائض مہدی موعود سے نسخ کا الزام کیسے صحیح ہو سکیگا درانحالیکہ مہدی موعود کا حکم، احکام مجتہدین کے بہ نسبت زیادہ موجب تعمیل ہے۔ کیونکہ مہدی موعود معصوم عن الخطا خلیفۃ اللہ۔ مخبر صادق ہیں۔ اسی لئے امام شعرانی نے بیان کیا ہے کہ۔

فیبطل فی عصرہ التقلید بالعمل بقول من قبلہ من المذاہب

(جب مہدی علیہ السلام کی بعثت ہو جائے گی تو آپ کے زمانے میں آپ سے پہلے کے سارے مذاہب (ائمہ وعلماء کی تقلید بالعمل باطل ہو جائیگی الخ۔

[1] قرار دینے سے نسخ لازم آنا صحیح نہیں ہے اول تو یہ کہ خود ائمہ کے مسائل میں اختلافات

بعض لوگ شریعت و طریقت کو دین میں تفریق اور "ان الدین عند اللہ الاسلام" کے منافی سمجھتے ہیں حالانکہ ان دونوں کی اصل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے۔ حق تو یہ ہے کہ وہ طریقت ہی کیا ہے جو شریعت کے خلاف ہو جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بھی اس امر کو واضح کیا ہے۔ فی الاصل یہ ایک سے ایک اعلیٰ صورت ہے جیسے کے اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگریاں نظام تعلیمات میں پائی جاتی ہیں۔

تفسیر۔ فقہ۔ کلام وغیرہ سب کا موضوع بحث قرآن تو ہے لیکن ہر ایک کے اصول اور ہر ایک کا انداز بحث جدا جدا ہے۔ اس نوعی جدائی کو فی الاصل تفریق نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ہر ایک کے مسائل و لوازم اپنی اپنی خصوصیات کے حامل ہیں۔ اس طرح کہ ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں جس سے احکام و تعلیم کی تکمیل اور تعمیل کا مفاد حاصل ہوتا ہے۔

حکومت کے مختلف شعبوں کے آئین و قوانین، بلحاظ ضروریات، جدا جدا ہوتے ہیں۔ فوجداری کے مسائل میں مالگزاری کے قوانین سے استدلال بے محل اور غیر متعلق قرار دیا جائیگا۔ دارالقضا کے قوانین کا استعمال بلدیہ کے زیر بحث مسائل میں صحیح نہ ہو سکیگا۔ ہر ایک کی بجائے خود منفردانہ خصوصیات کے باوجود سب کا تعلق اسی نظام حکومت سے ہے جس سے یہ منسلک ہیں۔ بلکہ مذکورہ مثالوں میں نسبتہً ایک سے دوسرے میں بہت کچھ فرق نمایاں ہے لیکن مسائل طریقت کے لئے تو شریعت کی استمداد و استعانت لازم ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان دونوں میں تفریق نہیں ہے۔ البتہ ہر ایک کے مسائل کی بحث میں اسی کی خصوصیات و لوازم اور اسی کے اصول سے ابتدال کیا جاتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے بعض وقت بادی النظر میں "تفریق" کا گمان پیدا ہو جاتا ہے جو صحیح قیاس پر مبنی نہیں ہے۔

نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور دوسرے معاشی و سیاسی معاملات اور قلب و باطن کی پاکی۔ خلوص، خشوع و خضوع دیانت وغیرہ تمام امور، انسان کے اوصاف اور معاشرتی لوازم کو منظم کرتے اور اعلیٰ تہذیب کی طرف انسانیت کی رہبری کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان مسائل میں باطنی حیثیات بھی موجود ہیں اور یہ سب کے سب اتباع شریعت و محبت خدا اور رسول میں داخل ہیں۔ لیکن ان سب کے ہوتے ہوئے لقائے محبوب کی طلب و جستجو اور اس کے عشق کی لو کا دل میں پیدا ہو جانا اور طلب کے حصول کے لئے ارباب معرفت کی صحبت میں عمل صالح پر کاربند ہونا۔ احوال و مقامات کا حاصل ہونا یہ ایسے باطنی امور ہیں جن پر باطن کا لفظ فی الحقیقت اپنے مفہوم تام کے ساتھ صادق آتا ہے۔

حاصل یہ کہ اس اصطلاحی ظاہر و باطن کے مسائل بجائے خود اپنی اپنی ضروریات و خصوصیات کے حامل ہیں جن میں تفریق کی نوعیت بتاین کی حیثیت سے نہیں قائم کی جا سکتی۔ بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ باطن کے مسائل ظواہر کو انسانیت کے اعلیٰ مراتب اور اشرف المخلوقات کی حیثیت عطا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مخلوقات

میں ملکہ بھی ہیں اس لئے اشرف المخلوقات کا مفہوم اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب کہ انسانیت ملکہ کی لطافت اور ان کے شرف قرب الٰہی پر اشرف ہو!!!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔

بیشک نماز برائیوں اور ممنوعات سے روکتی ہے اور البتہ اللہ کا ذکر بہت ہی بڑا ہے۔

نماز اور اسکی غرض وغایت کے بیان کے بعد نہایت مختصر اور بے انتہا بلیغ انداز میں فرمایا ہے کہ "ولذکر اللہ اکبر" اب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دین تو ایک ہی ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور یہ اسلام ساری انسانی دنیا کے لئے۔ تمام انسانی ضروریات کا حامل ہے۔ جو لوگ دنیا کی سیاسی معاشی تنظیم چاہتے ہیں انکی بھی رہبری کرتا ہے جو لوگ انسانی تہذیب اور عبادات و اذکار کا ذوق رکھتے ہوں اس کی تعلیم بھی اسی دین اسلام میں موجود ہے۔ جو لوگ لقاء اللہ چاہتے ہوں ان کی رہبری بھی یہی اسلام کرتا ہے۔ اسلام ایک مکمل دین ہے جسمیں اعلیٰ ترین مراتب تک ارتقاء کا سامان پایا جاتا ہے۔ پس یہ نہیں کہا جا سکتا کہ باطن کے مسائل اسلام سے الگ ہیں یا شریعت و طریقت میں تفریق و تباین ہے!!!

حاصل یہ کہ فرایض ولایت بھی احکام شرعیہ کے مماثل ہیں اور یہ علماء اصول و فقہاء و متکلمین کے مستخرجہ احکام کلیہ اور ان کے معینہ اصول کی فروع سے مطابقت بھی رکھتے ہیں۔

توضیح روایات در بیان طلب دیدار خدا

اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان و اعتقاد کے بعد اس کی طلب پیدا ہونا ایک فطری لازمہ ہے انسان کی نفسیات کا علم رکھنے والے اس بات سے انکار نہ کر سکیں گے کہ ہر انسان میں ذوق طلب کا جذبہ فطرۃً موجود ہے۔ جس کی وجہ صدہا ہزارہا مقاصد دوران عمر میں حاصل ہوتے جاتے ہیں لیکن ذوق طلب میں فرق نہیں آتا۔ مطمئن ہونے نہیں پاتا۔ بڑی بڑی سندیں حاصل کرنے کے لئے نہایت انہماک و محنت کیساتھ کوشش کی جاتی ہے جب یہ حاصل ہو جائیں تو طلب کا جذبہ ختم نہیں ہو جاتا۔ بڑے بڑے عہدے عز و جاہ۔ دولت و ثروت اہل و عیال کی طلب پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حاصل ہو جائیں تو پھر کسی نہ کسی طلب کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس طرح ہزاروں مقاصد حاصل ہوتے چلے جاتے ہیں پھر بھی تشنگی طلب موجود۔ سکون و اطمینان ندارد۔

اس ناقابل انکار حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ آخر انسان کے لئے وہ کونسا مقصد ہے جس کے حاصل ہو جانے کے بعد جذبۂ طلب اتنا سیر ہو جائے کہ پھر کسی دوسری طلب کی ضرورت ہی نہ رہے۔ سکون و اطمینان قلب نصیب ہو جائے۔ قرآن مجید کے اس مضمون پر غور کرنے کی ضرورت ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ازل ہی میں ہم سے

کیا جواب لیا گیا تھا۔ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جو بدیا کیوں نہیں (بیشک تو ہی ہمارا رب ہے) اس سے ظاہر ہے کہ ہم ازل ہی میں اس ربوبیت کا اقرار کر چکے ہیں۔

اس جہان میں آنے کے بعد انسان میں ذوق طلب کا پایا جانا اور دنیا کا کسی بڑے سے بڑا فائدہ حاصل ہو جانے کے باوجود سکون و اطمینان قلب کا نصیب نہ ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اس طلب کا اصل تعلق اسی ربوبیت سے ہونا چاہیے جس کا ہم اقرار کر چکے ہیں مگر عقل کی غلط رہبری اور گمراہ ماحول کے اثرات نے زیادہ تر انسانوں کو غیر اللہ کا پرستار بنا دیا۔ اور ایسے ہزاروں اسباب پرستش پیدا ہو گئے۔ خواہ کسی کی پرستش کی طرف مائل ہو جائیں لیکن کسی قابل پرستش و قابل عبادت وجود کی طلب و جستجو کا فطری میلان تو پایا جا رہا ہے ــــ جو لوگ منکرین خدا ہیں ان سے نظام کائنات کے اسباب علل پر بحث کیجیے تو وہ بھی یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ کہ ایک طاقت ضرور ہے جو اس نظام کائنات کی علت العلل ہے۔ گویا یہ "اللہ" کے منکر ہیں لیکن اس لفظ کے مفہوم کو ماننے پر مجبور ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی خدا کا منکر نہیں۔ اصطلاحات و تصورات کا فرق ہے۔ جس کی وجہ اعتقادات و عملیات میں بھی بہت بڑا فرق واقع ہو گیا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں مذکور ہے کہ :۔

ولئن سالتهم من خلقهم ليقولن الله	اگر تم ان سے پوچھو کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ "اللہ"۔

غرض انسان میں جو ذوق طلب موجود ہے اس کو اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف رجوع کیا جائے جس کی وجہ ایسا سکون و اطمینان نصیب ہو سکتا ہے کہ غیر اللہ کی طلب کا ذوق ہی نہیں رہنے پاتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي الجنة۔	اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی برضا بنکر رجوع ہو جا اپنے خدا کے بندوں میں شامل ہو اور جنت (دیدار) میں داخل ہو جا۔

انسان جس طرح نفع بخش و محفوظ کن محسوسات سے محبت رکھتا ہے اسی طرح ان ماورائے محسوسات اشیاء سے بھی محبت کرتا ہے جن کے فضل و کمال کا علم ہو جائے۔ ہم کو اگرچہ دیکھا نہیں لیکن اس کے کمال طاقت اور کمال شئی محبت کا آج بھی علم ہوتا ہے تو اس کی قدر و محبت کا میلان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہر شخص تسلیم کریگا کہ کسی کے فضل و کمال کا ذکر ہو تو اس کی تعریف و توصیف اور اظہار قدر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس ذات وحدہ لاشریک کے مظاہر قدرت سے جبکہ اس کے کمال لایزال کا علم ہو جائے لازماً محبت اور اس کے احترام کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان و اعتقاد کے بعد اس کی طلب پیدا ہونا ایک فطری لازمہ ہے۔

ہر شخص کی محبت اور طلب کا تعلق اسباب و اغراض کی نوعیتوں کا تابع رہا کرتا ہے ہر ایک کی ہمت اور اس کے درجات ایقان کی حیثیت سے محبت کے مراتب بڑھتے جاتے ہیں۔ بعض لوگ صرف ظاہری نظام عبادات و معاملات کی حد تک مظاہرۂ محبت و اطاعت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور بعض کے جذباتی عنصر میں اتنا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ان حدود سے اوپر ترقی چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ عن التشبیہات سے کوئی تمثیل ممکن نہیں۔ صرف تفہیم کی خاطر ہم یہاں ایک نوعیت کا ذکر کرتے ہیں۔

کسی ملک کی رعایا اپنے حاکم کی حکومت میں زندگی بسر کر رہی ہے وہاں کے قوانین کی پابندی۔ سزا جزا کو قبول کرتے ہوئے پوری اطاعت کر رہی ہے اس لحاظ سے وہ سب لوگ مطیع و فرمانبردار رعایا کی حیثیت رکھتے ہیں انہی میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے قلوب میں یہ جذبہ موجزن ہوتا ہے کہ بادشاہ کے مقرب و منظور نظر بننے کا شرف و اعزاز حاصل کریں اس مقصد کے حصول کے لئے امن و امان اور عام اجتماعی سیاسی قوانین کی پابندی کے علاوہ دوسرے طریقے ایسے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں کہ تقرب بارگاہ سلطانی بننے میں سہولت حاصل ہو۔ اسی کے ذرائع اور وسائل کی جستجو میں منہمک رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان سارے مراحل کے طے ہو جانے کے باوجود تقرب کا اعزاز عطا ہونے کی درخواست کا منظور ہونا صرف لطف و کرم سلطانی کا محتاج رہا کرتا ہے۔

کلمہ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اوامر و نواہی سے متعلق عام مسائل پر اعتقاد و عمل مطیع خدا و رسول ہونے کے لئے کافی ہے۔ اس کے باوجود بعض مومنین ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں عرفان اور وصال الی المطلوب کی طلب پیدا ہوتی ہے۔ اس کے لئے عشق و محبت الٰہی کے لوازم اور کاملین صادقین کے فیض صحبت اور ان کی تعلیم و تربیت پر صدق دل سے پورے طالب صادق کی شان میں عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان تمام شرائط عشق و محبت کی پابندی کے بعد بھی مقصد کا حاصل ہونا صرف فضل الٰہی پر منحصر رہتا ہے اور بس۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت متخیلہ عطا فرمائی ہے اس کی وجہ سے تصورات حاصل ہوا کرتے ہیں جو چیز اس کے سامنے ہو اس کا تصور تو حواس ظاہریہ کے ذریعہ ہو جاتا ہے لیکن جو سامنے موجود نہ ہو اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی خصوصیات و علامات بیان کیجائیں تو ذہن میں بوجہ اس چیز کا تصور پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہے مثلاً جنگ کا محاذ ہم نے دیکھا نہیں لیکن وہاں کے حالات اور ہتھیاروں کی خصوصیات بیان کیجاتی ہیں تو ان امور کی نسبت ایک تصور قائم ہو جاتا ہے اگر وہاں کی تصاویر سامنے ہوں تو اس صورت میں جو تصور قائم ہوگا بلحاظ صحت دل الذکر تصور کے مقابلہ میں تقریباً صحیح ہوگا سب سے زیادہ صحیح تصور تو اسی صورت میں ہو سکیگا جب کہ ہم خود جنگ کے محاذ پر پہنچکر بچشم خود معائنہ کریں تصور کی تکمیل گفتگو کے بعد یہ سمجھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں رسولوں اور صحائف

گے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی صفات وخصوصیات سمجھائی گئی ہیں۔ دنیا میں اس کی قدرت کے گوناگوں مظاہرات پر سے اس کے وجود کا یقین پیدا کیا گیا ہے جس کا اقرار اولین شرط اسلام قرار دی گئی ہے۔ اس اہتمام اقرار کے بعد انسان کے ذہن میں اللہ کے وجود کے متعلق بوجہ تا تصوّر پیدا ہونا بھی ایک فطری امر ہے۔ یہ تصور جس انسان میں زیادہ سے زیادہ قریب الصحت ہوگا۔ اقرار توحید کے منازل میں اس کا مقام آگے ہوگا۔

بحر العلوم علامہ شمسی مرحوم نے لکھا ہے:۔

"وجود اور صفات باری تعالیٰ چونکہ حکما و صوفیہ کے پاس عین ذات باری تعالیٰ ہیں تو محال ہے کہ باری تعالیٰ کا تصوّر بالکنہ یا بکنہہ ہو سکے۔ مگر تصور بالوجہ و بوجہہ محال نہیں کیونکہ مخلوقات اور ان کے آثار میں غور کرنے سے تصور بالوجہ اور تصور بوجہہ کا حصول ممکن ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں فکر و غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ (تنویر الہدایہ ص۱۶)

زبان سے کلمہ توحید کہدینے رسول و قرآن پر ایمان لانے اور حتی المقدور قوانین کا اتباع کر لینے سے داخل اسلام تو ہو جاتا ہے لیکن یہ عامیوں کا درجہ ہے۔ دوسری صورت ان علماء متکلمین و فلاسفہ کی ہے جو دلائل و براہین سے وجود باری تعالیٰ کو ثابت کرتے ہیں۔ تیسری صورت ان عارفین کاملین کی ہے جو استدلالی طریقہ کو ناقص سمجھتے اور دیدار کے طالب ہوتے ہیں گویا علم الیقین سے عین الیقین زیادہ کامل ہے اور اس سے زیادہ حق الیقین کا درجہ ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

ان القلوب الصافیۃ مجبولۃ علی حب معرفۃ اللہ علی اکمل الوجوہ و اکمل طرق المعرفۃ ھو الرویۃ۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۳)

بیشک صاف قلوب اللہ تعالیٰ کی معرفت کامل ترین وجہ پر حاصل کرنے کے لئے فطرۃً مائل ہیں۔ اور معرفت کا کامل ترین طریقہ رویت ہے۔

گفت ایں علم و ہنر؟ گفتم کہ پوست ❊ گفت حجب چیست؟ گفتم روئے دوست
گفت دین عامیاں؟ گفتم شنید ❊ گفت دین عارفاں؟ گفتم کہ دید (اقبال)

علم سے متعلقہ احکام کے باب میں عشق و علم اور علوم سکاشفہ و علوم شرعیہ پر تفصیلی بحث کیجائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے عقیدۂ شریفہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

نیز حکم کردہ است کہ از ہر یکے مرد و زن طلب دیدار خدا فرض است تا آنکہ بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب نہ بیند مومن نباشد مگر طالب صادق الخ

نیز امامنا علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہر مرد و عورت پر طلب دیدار خدا فرض ہے چشم سر یا چشم دل سے یا خواب میں خدا کو جبتک نہ دیکھے مومن نہ ہوگا مگر طالب صادق (پر بھی ایمان کا حکم ہے)

مومن کی یہ خصوصیت درجات یقین کے اعتبار سے ہے۔ لیکن مولف ہدیہ مہدویہ نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مذہب مہدویہ میں بجز دیدار خدا کے مومن نہیں ہو سکتا اور مہدویوں پر خوب طعن و تشنیع کیا ہے اور دیدار خدا کے بارے میں

بھی انھوں نے اختلاف کیا ہے اور اسکو مسلمات اہل سنت کے مغائر قرار دیا ہے ۔ ناظرین خود محسوس فرمالیں گے کہ یہ غلط الزام ہے ۔ کیونکہ فرمان مذکور الصدر میں دیدار خدا کو فرض نہیں کہا گیا ہے ۔ بلکہ طلب دیدار فرض قرار دیگئی ہے اور دیدار پر ایمان کا انحصار بھی نہیں کیا گیا ہے "مگر طالب صادق" کے الفاظ اس کے شاہد ہیں ۔ اس کے علاوہ تقلیات میاں عبدالرشید میں اسی مضمون کی صاف وصریح روایت موجود ہے کہ :۔

"حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا مومن حقیقی وہ شخص ہے جو بینا ہو چشم سر سے یا چشم دل سے یا خواب میں ۔ اگر ان تینوں میں سے ایک بینائی بھی حاصل نہو اور پوری طلب رکھتا ہو کہ بینائی روزی ہو تو ایسے مومن پر بھی ایمان کا حکم ہے ۔" (ملاحظہ ہو روایت ۱۸۸)

اسی مضمون کی ایک اور توضیحی روایت بیان ہوئی ہے جسمیں ۔ ظالم لنفسہ ۔ مقتصد اور سابق بالخیرات کی تفسیر بیان ہوئی ۔ اور جبروتی ۔ ملکوتی ۔ لاہوتی ان تینوں مقامات کے ذکر کے بعد یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں کہ :۔

ہر یکے ازیں سہ مقام ندارد وطلب وسعی ہم ندارد دائم نمی کند آں از گروہ مہدی نباشد از مدعیاں ومکذباں باشد (روایت ۲۲۳)

اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ دیدار الٰہی سے مطلق مشرف نہوے ہوں ان سے نفس ایمان کی نفی نہیں کیگئی ہے مگر افسوس کہ مولف ہدیۂ مہدویہ نے یہ الزام عاید کیا ہے کہ جن مہدویوں کو دیدار حاصل نہیں وہ سب کافر ہیں ۔ حالانکہ اسی قسم کے احکام کی مثالیں آیات واحادیث میں بھی موجود ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون	اللہ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے جو لوگ اس کا حکم نہ کریں وہ کافر ہیں ۔

حدیث شریف ہے کہ :۔

لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ	جس شخص میں امانت نہو اس کو ایمان نہیں ہے جس میں عہد کی پابندی نہو اس کو دین نہیں ۔
ایضاً ۔ المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ ۔	مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ سے اور جسکی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ۔
ایضاً ۔ من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر ۔	جس نے عمداً نماز ترک کی وہ کافر ہوا ۔
ایضاً ۔ لیس بمومن من بات شبعانا وجارہ جایع ۔	وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ بھوکا ہو اور خود پیٹ بھر کھا کر رات گزارے ۔

ایسی بہت ساری مثالیں ہیں ۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان احکام کی اتباع جن مسلمانوں میں نہ پائی جائے وہ مسلمان ومومن نہیں کہلائے جا سکتے ؟ ۔ اس کا جو کچھ جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے ۔

اللہ کا دیدار چشم سر یا چشم دل سے یا خواب میں ہونے کے بارے میں جو مسلک ہے وہ بھی مسلمات اہل سنت کے مغائر نہیں ہم اس کی بھی مختصراً توضیح کر دیتے ہیں۔

شرح مواقف جو علم کلام کی مشہور کتاب ہے اس میں دیدار کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے:۔

اجتمعت الائمۃ من اصحابنا علی ان رویۃ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والاخرۃ جائزۃ عقلاً واختلفوا فی جوازھا سمعاً فی الدنیا فاثبتہ بعضھم ونفاہ اٰخرون۔

اللہ تعالیٰ کی رویت دنیا و آخرت میں عقلاً جائز ہونے پر ہمارے ائمہ کا اجماع ہے۔ اور باعتبار نقل دنیا میں جائز ہونے پر اختلاف ہے بعض نے دنیا میں دیدار ہونے کو ثابت کیا ہے اور بعض نے اس کی نفی کی ہے۔

اور شرح عقاید میں لکھا ہے کہ:۔

ھٰذا مشعر بامکان الرویۃ فی الدنیا۔ یعنے یہ اشارہ ہے اس بات کا کہ دنیا میں رویت ممکن ہے۔

اور علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں ذکر کیا ہے کہ:۔

اما الاجماع فاتفاق الامۃ قبل حدوث المخالفین علی وقوع الرویۃ۔

مخالفین پیدا ہونے کے پہلے امت محمدیہ نے وقوع رویت پر اتفاق کیا ہے۔

ایضاً۔ حتی روی حدیث الرویۃ احد عشرون رجلاً من کبار الصحابۃ رضی اللہ عنہم

رویت کی حدیث اکیس جلیل القدر صحابیوں سے مروی ہے۔

قرآن مجید میں دیدار الٰہی سے متعلق جو آیتیں ہیں ان میں سے ہم یہاں صرف ایک آیت کی بحث پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور یہ ایسی آیت ہے کہ جس پر معرکۃ الآرا بحثیں ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ (انعام)

ابصار اس کا (اللہ تعالیٰ کا) ادراک نہیں کر سکتے اور وہ ابصار کا ادراک کرتا ہے اور وہ لطیف خبیر ہے۔

بعض جماعتوں نے اس آیہ شریفہ سے نفی رویت پر استدلال کیا ہے۔ اور مفسرین اہل سنت نے اس سے دیدار الٰہی کا ثبوت بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ نے تفصیلاً بحث کرتے ہوئے متعدد دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس آیت سے دیدار الٰہی کی نفی نہیں بلکہ تائید ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ کسی شئے کو دیکھنے کی عموماً دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ شئے کا جتنا حصہ نظر کے مقابل ہو اتنا ہی دیکھا جا سکے۔ دوسری یہ کہ شئے کہ سارے اطراف وجوانب یک نظر دیکھ سکیں۔ اس لحاظ سے رویت کی دو قسمیں ہوئیں (۱) رویت لامع الاحاطہ (۲) رویت مع الاحاطہ۔ دوسری صورت کو "ادراک" کہتے ہیں ـــــ اس توضیح سے ظاہر ہے کہ آیہ شریفہ میں ادرک کی نفی کیگئی ہے جو بالکل درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے حد و نہایت ہے

اس لئے اس ذات کا ادراک یعنی اس کی رویت مع الاحاطہ یقیناً ممتنع ہے اسی لئے ادراک کی نفی کیگئی ہے۔ لیکن اس ادراک کی نفی سے نفس رویت کی نفی کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ اس سے قطع نظر نفی رویت پر دلالت کرنے والی صاف وصریح کوئی آیت قرآن مجید میں موجود ہی نہیں ہے۔ امام موصوف کا استدلال ملاحظہ ہو:۔

فنقول المرئی اذا کان له حدود ونهایة وادرکه البصر بجمیع حدوده وجوانبه ونهایاته کان ذالك الابصار احاطة به فتسمی هذه الرویة ادراکا۔ اما اذا لم یحط البصر بجوانب المرئی لم تسم تلك الرویة ادراکا۔ فالحاصل ان الرویة جنس۔ تحتها نوعان۔ رویة مع الاحاطة ورویة لامع الاحاطة۔ والرویة مع الاحاطة هی المسماة بالادراك فنفی الادراك یقید نفی نوع واحد من نوعی الرویة۔ ونفی النوع لا یوجب نفی الجنس فلم یلزم من نفی الادراك عن الله نفی الرویة عن الله فهذا وجه حسن مقبول فی الاعتراض علی کلام الخصم (تفسیر کبیر الجزء الرابع ص ۱۷۰)

ہمارا استدلال یہ ہے کہ جب کوئی شئے محدود ہو اور اس کے پورے حدود وجوانب ونہایات کا بصر نے ادراک کرلیا ہو تو گویا بصر نے شئے کا احاطہ کرلیا۔ ایسی رویت کو ادراک کہتے ہیں۔ لیکن اگر بصر نے شئی کے پورے جوانب کا احاطہ نہ کیا تو ایسی رویت کو ادراک نہیں کہا جاتا۔ حاصل یہ کہ رویت جنس ہے جس کے تحت دو نوع ہیں۔ ایک رویت مع الاحاطہ۔ دوسری رویت لامع الاحاطہ اور رویت مع الاحاطہ کو ادراک کہا جاتا ہے۔ پس نفی ادراک سے دو نوعوں میں صرف ایک نوع کی نفی متعین ہوچکی۔ (اور قاعدہ ہے کہ) نوع کی نفی سے جنس کی نفی لازم نہیں آتی۔ پس "ادراک اللہ" کی نفی سے "رویۃ اللہ" کی نفی نہیں لازم آتی اور یہ دلیل خصم کے اعتراض کے جواب میں اچھی ومقبول ہے۔

علما پر مخفی نہیں کہ تمام اکابر اہل سنت بلا اختلاف نفس مسئلہ دیدار الٰہی کے قائل ہیں اور آخرت میں دیدار سے مشرف ہونے کے بارے میں بھی سب متفق ومعتقد ہیں۔ البتہ بعض کو اختلاف ہے تو دنیا میں دیدار الٰہی کے شرف کے بارے میں ہے۔ لیکن یہ بھی کوئی ایسا مشکل امر نہیں کیونکہ جو خدائے قدیر جسطرح قیامت میں جن مومنین کو دیدار سے مشرف ہونے کے قابل نظر عطا فرمانے کی قدرت رکھتا ہے وہی خدا اس دنیا میں بھی ایسی نظر عطا کرنے سے ہرگز عاجز نہیں!!

امام محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔

فعلم انه کلما جاز وقوعه فی المنام وفی الدار الآخرة جاز وقوعه بتجلیه لمن شاء فی الیقظة والحیوة الدنیا۔ (فتوحات مکیہ باب ۷۳)

معلوم ہوا کہ جب دیدار کا وقوع خواب میں اور آخرت میں جائز ہے تو جس شخص کو اللہ چاہے بیداری اور اس زندگانی دنیا میں بھی اس کے لئے دیدار کا وقوع جائز ہے۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ان الله احتجب عن القلوب کما احتجب عن

اللہ تعالیٰ جس طرح آنکھوں سے حجاب میں ہے اسی طرح قلوب سے بھی

الابصار فان اوقع تجلیا فابصر والفواد ادا (عرائس البیان)

حجاب میں ہے۔ پس اگر وہ اپنی تجلی ڈالے تو پھر آنکھ اور دل دونوں ایک ہیں۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

دید محمد نہ بچشم دگر ٭ بلکہ ہمیں چشم سر و چشم سر

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب کی شرح لکھی ہے جس کا نام آداب المریدین ہے۔ اس میں دیدار سے متعلق یہ لکھا گیا ہے :۔

واجماع صوفیان است کہ خدائتعالیٰ بدیں چشمے کہ بر روے است ایں حدقہ کہ ہست روشنائی کہ دریں حدقہ کہ ہست ہمہ بریں روشنائی کہ خدائے را خواہند دید۔ من کہ محمد حسینی ام می گویم کہ خدائے را بزرگاں باشند کہ ہم در دنیا بچشم دل بینند۔ ۔ ۔ ۔ ثابت شد کہ طالب صادق و مشتاق واثق جمال حضرت سبحانہ وتعالیٰ بلا کیف و کیفیۃ در دنیا بیند (آداب المریدین)

یعنی اس بات پر صوفیوں کا اجماع ہے کہ ان آنکھوں سے جو کہ چہرہ پر ہیں اور انھیں حدقوں سے کہ جن میں روشنائی ہے اسی روشنائی سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں جو کہ محمد حسینی ہوں کہتا ہوں کہ ایسے بزرگ بندے بھی ہیں کہ جنھوں نے اس دنیا میں خدا کو چشم دل سے دیکھا ہے۔ (اس کے بعد آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ) ثابت ہے کہ طالب صادق اور مشتاق واثق حضرت سبحانہ وتعالیٰ کے جمال کو اس دنیا میں دیکھ سکتا ہے۔

آدمی دید است باقی پوست است ٭ دید آں باشد کہ دید دوست است (مولنا روم)

اس مختصر بحث سے ظاہر ہو چکا کہ مولف ہدیہ مہدیہ نے دیدار الٰہی کے بارے میں مہدویہ کے مسلک کو مسلمات اہل سنت سے مغائر قرار دینے کی جو کوشش کی بہر حیث غلط ہے۔ البتہ بات صرف اتنی سی ہے کہ طلب دیدار خدا کی فرضیت اہل سنت میں متعارف نہیں تھی حضرت امامنا علیہ السلام نے بحکم خدا فرض قرار دیا ہے اور اس کے مزید ثبوت کے طور پر قرآن مجید کی آیات بھی بیان فرمائی ہیں ــــ یہاں ایک شرعی ضابطہ پیش نظر رکھنا کافی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جس امر کا حکم دے اور جس امر سے منع کرے اور اس کی خلاف ورزی کی سزا دوزخ قرار دے تو اس حکم کی اتباع کرنا اور امر ممنوع کو ترک کرنا فرض ہوگا۔ بحر العلوم علامہ شمسی مرحوم نے اس ضابطہ پر تنویر الہدایہ میں بحث کی ہے [1]

اللہ تعالیٰ دیدار سے متعلق فرماتا ہے :۔

فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ (کہف)

جو شخص اپنے رب کی لقاء (دیدار) کا امیدوار ہو تو وہ عمل صالح (ترک دنیا و ترک شرک) کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

"لقاء" کے معنوں میں بھی علماء نے بہت بحث کی ہے۔ بعض نے "ثواب" اور بعض نے "رجوع الی اللہ" مراد لی ہے

مراد لی ہے۔ اصل یہ ہے کہ علمائے متقدمین متکلمین کے زمانے میں یونانی فلسفہ کی عالم اسلام میں شہرت ہو چکی تھی۔ اور غیر مسلم علما کی طرف سے انہیں اصول پر اعتراضات کئے جا رہے تھے اس لئے علما کا زیادہ وقت انہیں مباحث میں گزر رہا تھا اور فلسفہ کی عام مقبولیت کی وجہ علمائے معقول نے یہ دعویٰ کر دیا کہ شرایع انبیا علیہم السلام فلسفہ سے بالکل مطابق ہیں۔ اس دعوی کی بنا پر ان کے لئے لازم ہو گیا کہ مسائل شرعیہ کو مباحث فلسفہ سے مطابق کریں اس کام کے لئے انھیں شرایع الہیہ میں ہزاروں تاویلیں کرنی پڑیں دیدار الہٰی کے بارے میں معتزلہ وغیرہ کے اختلاف کی بھی یہی وجہ ہے کہ شرائط رویت جو فلسفہ میں مذکور ہیں ان کے لحاظ سے رویت باری تعالیٰ کو اگر ممکن وجائز قرار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے لئے جسم اور لوازم جسم ہونا لازم آئے گا جو صحیح نہیں اس لئے انھوں نے کمال تنزیہ کے نظر کرتے امکان رویت باری تعالیٰ سے انکار کیا۔ اور رویت سے متعلقہ آیتوں کے الفاظ میں تاویلیات کی تکلیف اٹھائی۔ اگرچہ اشاعرہ نے معتزلہ کے رد کی کوشش کی ہے لیکن ان کے بعض استدلالات بھی لغزش سے بری نہیں ہیں۔ ان سب خرابیوں کی علت وہی فلسفہ سے مطابق کرنے کی کوشش ہے۔

علمائے علم معقول میں ایک مشہور فلسفی ابن رشد بھی ہیں۔ رویت باری تعالیٰ کے بارے میں ان کے خیالات بھی ملاحظہ ہوں جسے علامہ شمسی مرحوم نے "تنویر الہدایہ" میں بیان کئے ہیں:۔

> اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو نور سے موصوف کیا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ اللہ نور السموات والارض۔ اور نور ایسا ہے کہ ادنیٰ و اعلیٰ اس کو محسوس سمجھتے ہیں۔ اور اس کو اشرف محسوسات جانتے ہیں بلکہ نور کی وجہ سے دوسری چیزوں کا بھی ادراک کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا نام نور رکھا ہے اور نور کی جہت سے سب قسم کی اشیا کی رویت ہوتی ہے تو اسی نور ہونے کی جہت سے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی جائز الرویت ہوگی اور جو جائز الرویت ہو اس کی طلب محال نہیں۔ پس معتزلہ کے سارے اعتراضات جن کی بنا اصول عقلیہ پر ہے اور جن کا منشا کمال تنزیہ ہے اس تقریر سے اٹھ گئے اور اشاعرہ کے ان تاویلات کی بھی ضرورت نہ رہی جو توجیہ و تاویل آیت "لن ترانی" میں پیش کرتے ہیں۔ (تنویر الہدایہ ص ۱۳۸)

اس کے علاوہ جب کہ تمام فلاسفہ اس امر میں متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مادی جسم اور لوازم جسم سے بری ہے تو رویت باری تعالیٰ کے بارے میں رویت کی ان شرائط کی بحث ہی بے سود ہے جو مادی جسم اور اس کے لوازم سے تعلق رکھتی ہیں ورنہ یہ قیاس مع الفارق کے حکم میں ہوگا جس کا نتیجہ ثبوت کبھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ "لقاء" کے

۵۔ آیۂ شریفہ "لن ترانی" پر ہجرت باطنی کے بیان میں بحث کی گئی ملاحظہ ہو ص ۱۲۶ حصہ توضیحات

لغوی معنی "دیدار" کو چھوڑ دینا اور محض مادی جسم کی شرائط رویت کو پیش نظر رکھکر بے جا تاویلات میں مبتلا ہونا درست نہیں۔ اسی لئے امام رازیؒ نے ضرار بن عمرو الکوفی کا بیان نقل کیا ہے کہ :۔

وانما یرای بحاسة سادسة یخلقها الله تعالیٰ بالبصر (تفسیر کبیر الجزء الرابع ص۱۴۱)	بیشک ایک چھٹی قوت حاسہ کے ذریعہ (اللہ تعالیٰ کی) رویت حاصل ہوگی جسے اللہ بصر میں پیدا فرما دیگا۔

آگے چلکر امام رازیؒ نے بعض لوگوں کے اس خیال کی کہ "اہل جنت قربت کی وجہ دیدار سے مشرف ہوتے اور اہل نار دوری کی وجہ محروم رہتے ہیں" تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

بل لانه یخلق الرویة فی عیون اهل الجنة ولا یخلقها فی عیون اهل النار (جلد رابع ص۱۴۲)	بلکہ اس کی وجہ یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی آنکھوں میں رویت کی صلاحیت پیدا فرماتا ہے اور اہل دوزخ کی آنکھوں میں نہیں پیدا فرماتا۔

غرض جو حکم قرآن مجید اور حدیث متواتر سے ثابت ہو عام ازیں کہ وہ تشریعی ہو یا تشبیہی اس پر ایمان لانا فرض ہے خواہ ہماری عقل اس کے معنی دریافت کر سکے یا دریافت سے قاصر رہے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں ؛ عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ (اقبال)

پس عشق کا اقتضا احکام کی تقلید کے سوائے کچھ نہیں۔

حاصل کلام یہ کہ "لقاء" کے معنی "دیدار" ہیں اس کے سوائے دوسرے معانی بیان کرنا تاویلات بعیدہ ہیں اسی لئے آیت مذکورہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں :۔

واصحابنا حملوا لقاء الرب علی رویته (تفسیر کبیر جلد ۵ ص۶۱)	یعنے ہمارے ساتھیوں نے لقائے رب کو رویت پر محمول کیا ہے۔

صاحب بیضاوی نے لکھا ہے کہ :۔

یامل حسن لقائه (جلد ۱ صفحہ ۵۵)	یعنے اللہ کے حسن لقا کا آرزومند ہے۔

اس کے علاوہ ایسی آیت بھی ملتی ہے جسمیں دیدار کی آرزو نہ کرنے والے کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا گیا ہے :۔

ان الذین لا یرجون لقاءنا رضوا بالحیوة الدنیا واطمئنوا بها والذین هم عن اٰیاتنا غافلون۔ اولئك ماوٰهم النار بما کانوا یکسبون (یونس ع۱)	جو لوگ ہمارے لقاء (دیدار) کی امید نہیں رکھتے اور حیات دنیا سے خوش ہوگئے اور اسی پر مطمئن ہوگئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ ان سب کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :۔

واعلم ان حمل الرجا علی الخوف بعید لان	واضح ہو کہ رجا کا خوف پر محمول کرنا بعید ہے کیونکہ ضد کی تفسیر

تفسیر الضد بالضد غیر جائز ولا مانع ھھنا من حمل الحیاء علی ظاھرہ التبۃ۔

(تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۵۰۲)

ضد سے کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہاں حیاء کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

حاصل یہ کہ دیدار الٰہی کی امید نہ رکھنے اور حیات دنیا سے خوش و مطمئن ہو جانے کی سزا دوزخ قرار دی گئی ہے لہذا طالب دیدار خدا کو فرض تسلیم کرنا ہوگا۔ اس بحث کے قطع نظر جب کہ مہدی موعود خلیفۃ اللہ مامور من اللہ ہیں اور کتاب و سنت رسول اللہ کی پیروی تعلیم بلا واسطہ سے کرتے ہیں۔ جس کا بیان روایت ۹ و ۱۰ کی توضیح میں کیا جا چکا ہے ملاحظہ ہو ص ۳۲ و ۔ اس لحاظ سے آپ جس امر کو فرض قرار دیں گے واجب الاعتقاد و العمل ہوگا۔

روایت ۲۲۷ ملاحظہ ہو کہ حضرت امامنا علیہ السلام نے فرمایا بندہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتا آیا ہے۔ اور بینائی چشم سر و بینائی چشم دل میں آنحضرتؐ کی پوری پوری متابعت رکھتا ہے اور چشم سر و چشم دل (کی اطلاقیت اس درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ) ایک ایک رونگٹا آئینہ دار چشم بن چکا ہے۔ اور آپ کے صحابی حضرت سید خوندمیرؓ نے ایک دفعہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندہ کے ایک ایک بال کو دو دو آنکھیں عنایت کیں جن سے وہ خدا کو دیکھتا ہے۔ اسی لئے امامنا علیہ السلام نے آپ کو یہ بشارت بھی دی کہ "برادرم سید خوندمیر فنافی اللہ شدہ بہ بقا باللہ رسیدہ" فنافی اللہ رویت چشم سر ہے اور بقا باللہ "سومبو" ورائے سومبو" اس سے ظاہر ہے کہ رویت کی دو قسم ہیں۔ اگر بلا واسطہ ہو تو وہ رویت مطلقہ ہے اگر بالواسطہ ہو تو مقیدہ۔ رویت مطلقہ "ناظر تجلی ذات" کو حاصل ہوتی ہے اور وہی مسلمان تام ہے۔ اسی لئے مہدویہ کے پاس ثابت ہے کہ ناظران تجلی ذات اور مسلمانان تام خاتمین علیہما السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا:۔

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین ۔

کہدے (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے۔ اللہ کی طرف بصیرت (دیدار) پر میں بلاتا ہوں اور وہ شخص بھی بلائیگا جو میرا تابع (تام) ہے اور سبحان اللہ ہم دونوں مشرک نہیں ہیں۔

اس آیت میں لفظ "انا" سے مراد ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور من اتبعنی سے مراد ذات مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ چونکہ ان حضرات کی رویت میں اصطلاحی شرک کا بھی شائبہ نہیں اس لئے سبحان اللہ وما انا من المشرکین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جو مسلمان تام ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔ خاتمین علیہما السلام کے سوائے جن صحابہ کے حق میں مسلمان تام۔ فنائے تام۔ ناظر تجلی ذات کی بشارت پائی جائے وہ بشارت بصدقہ خاتم ولایت محمدیہ خاص مرتبہ کی حامل ہوگی۔ باقی جتنے ناظرین فنافی اللہ ان پر رویت مقیدہ کا اطلاق ہوگا۔ جو بالواسطہ ہوا کرتی ہے۔

امام علیہ السلام نے یہ جو فرمایا "ہر کہ خدائے را مقید بیند مشرک است" یہاں شرک سے شرکِ شرعی نہیں بلکہ اصطلاحی شرک مراد ہے۔ صوفیہ محققین کے پاس بھی یہ نوعیت مسلم ہے ان کی اصطلاح میں یہ ایسا شرک ہے جسے شرفِ رویت باری تعالیٰ حاصل رہتا ہے مگر یہ رویت بلا واسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ ہے۔ رویت بلا واسطہ تو خاتمین ہی کی خصوصیت ہے۔

سید کل صاحب ام الکتاب (آنحضرت صلعم) ❊ پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب
گرچہ عین ذات را بے پردہ دید ❊ رب زدنی از زبان او چکید (ذات باری تعالیٰ) (اقبال)

توضیح روایت ۲۲۶ دربیان رموز حقیقت

"آنچہ در بیان می آید ہمہ شریعت است و حقیقت در بیان نمی آید"۔ اس فرمان مبارک میں "حقیقت" کا لفظ ذات و صفات باری تعالیٰ کے حقایق کے بارے میں استعمال ہوا ہے۔ اس لئے یہاں "آنچہ" سے عمومیت مراد نہیں لیجا سکتی۔ کیونکہ تجربات و مشاہدات سے ثابت ہے کہ بہت سارے مسائل اور اشیا کی حقیقتیں دیکھنے اور بیان کرنے میں آسکتی ہیں چونکہ حضرت مہدی علیہ السلام کی تعلیمات، عشق و محبت اور طلب دیدار خدا تعالیٰ اور اسی کے لوازم ضروریہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے یہاں لفظ "آنچہ" اور "حقیقت" سے وہی خاص مفہوم مراد ہے۔

ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کی حقیقت کے بارے میں عجز بیان کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں جب کہ بہت سارے محسوسات اور ماورائے محسوسات کی حقیقت کے بیان کرنے میں نطق انسانی عاجز پایا جاتا ہے۔ مثلاً لفظ "درد" پر ہی غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کسی کو مار لگ جائے تو اس اذیت کی کیفیت کو عرفِ عام کی بنا پر صرف لفظ "درد" سے ظاہر کر سکے گا۔ دنیا کی جس جس زبان میں اس کیفیت کے اظہار کے لئے جو جو لفظ مستعمل ہیں وہی استعمال کئے جا سکیں گے اور بس ــــ کوئی بلیغ ترین انسان اس کیفیت درد کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور نہ تو اس کو آنکھوں ہی سے دکھایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ کیفیت درد محسوسات میں سے ہے۔ اور اس کا وجود ناقابل انکار حقیقت ہے۔ اس کے باوجود یہ حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔ اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔ فی الحقیقت جس کا درد اسی کو معلوم !!!

اس کے علاوہ اور بھی نظیریں ہیں۔ مثلاً "برق" اور "اثیر" کے مظاہر ان کے وجود پر بداہتہ دلالت کر رہے ہیں۔ روشنی، مشنری وغیرہ دنیا کے اہم ترین ایجادات و کاروبار اسی برق کی نعمت پر چل رہے ہیں۔ حتیٰ کہ انسان کے اعضائے باطنیہ اور ان کے حرکات کو اسی برقی رو کے ذریعہ دیکھا بھی جا سکتا ہے، اور ان کی تصویر بھی لیجا سکتی ہے۔

اسی طرح "اثیر" کے بھی عجیب کرشمے ہیں علماء کا بیان ہے کہ اس کی رفتار فی ثانیہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہوتی ہے۔ اس کی ایسی مسلسل رفتار کی وجہ سے یہ کہنا غلط نہیں ہو سکتا کہ یہ ساری دنیا میں دائرہ سائر ہے ریڈیو

کی تمام نوعیتوں کا تعلق اسی سے ہے جس کی وجہ دنیا کے ایک حصہ کی تقریر دوسرے حصہ میں بلا کسی قابل لحاظ فرق کے سن لیجا سکتی ہے۔ بلکہ تقریر کرنے والے کی تصویر بھی سامنے آموجود ہوتی ہے۔

برق و اثیر کے وجود پر دلالت کرنے والے ان تمام بدیہیات و مسلمات کے باوجود ان کو صرف ان کے متعارف نام سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ ان کے خواص و کیفیات پر تجربات کئے جا سکتے ہیں اور ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کی حقیقت نہ تو بیان کیجا سکتی ہے اور نہ اس کو آنکھوں ہی سے دکھایا جا سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات منزہ عن التشبیہات کے بارے میں صرف وہ متعارف الفاظ جو اسماء تعریفات سے تعلق رکھتے ہوں اور کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ و فرامین مہدی موعود مراد اللہ سے ثابت ہوں بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن اس ذات اور اس کی صفات کی حقیقت الفاظ کی حدود میں نہیں آسکتی۔

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا۔ (کہف)	میرے رب کے کلمات کے لئے سمندر بھی سیاہی بن جائے تو میرے رب کے کلمات کا بیان پورا ہونے سے قبل سمندر خشک ہو جائیگا خواہ ایسے اور سمندر کی مدد بھی حاصل کر لیں۔

تواں در بلاغت بسحباں رسید ❊ نہ در کہنہ بے چون بسحباں رسید (حضرت سعدیؒ)

یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اکثر مخلوقات ایسی ہیں کہ ان کی حقیقت بیان نہیں کیجا سکتی اور ان کو آنکھوں سے بلکہ قوی ترین خردبینوں یا دوربینوں کے ذریعہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تو خالق تعالیٰ جو منزہ عن التشبیہات ہے اس کا دیدار کیسے ہو سکیگا؟

اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ وہ اشیاء جن کا ذکر کیا گیا اپنی اپنی فطری خواص و کیفیات میں محدود و مجبور ہیں۔ انسان چاہتا ہے کہ رسائی کرے ان کو دیکھے جانچے لیکن ان اشیاء میں اس مطالبہ کو محسوس کرنے یا اس کو منظور و نامنظور کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

برخلاف اس کے اللہ جل شانہٗ قادر مطلق ہے "فعال لما یرید" اس کی شان ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے انسان کی طلب صادق اور صحیح فکر و عمل اور اس کے درجات شوق و عشق کے لحاظ سے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی ذات میں اور اس کی آنکھوں میں ایسی صلاحیت عطا فرما سکتا ہے کہ اس انسان کی طلب و مراد پوری ہو جائے

پس لطیف و ماورائے محسوسات اشیاء کی حقیقت و خصوصیت بجائے خود ہے اور اس منزہ عن التشبیہات ہستی کی حقیقت و خصوصیت بجائے خود۔ اس لئے ان اشیاء کے نظر نہ آسکنے پر قیاس کر کے رویت اللہ کی نفی نہیں کیجا سکتی ہے۔

چونکہ "ولایت" بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کی ایک خصوصیت ہے اس لئے اس کے متعلق بھی جتنے متعارف الفاظ مل سکتے ہیں اسی حد تک اس کی توضیح کیجا سکتی ہے لیکن اس کی حقیقت کے بارے میں عجز بیان تسلیم کر لینے پر ہی

مجبور ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی ولایت کی حقیقت بیان میں نہ آسکتا اور ہے۔ دیدار الٰہی اور ولایت حاصل ہونا اور !!! اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے ذات وصفات باری تعالیٰ کے حقایق کے بارے میں فرمایا

"آنچہ در بیان می آید ہمہ شریعت است وحقیقت در بیان نمی آید۔

ترکِ دنیا

مہدویہ کے پاس ترک دنیا کا جو مفہوم ہے اس سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ عام طور پر لوگ یہود و نصاریٰ وغیرہ کی رہبانیۃ کے تذکرہ میں "رہبانیۃ" کا ترجمہ "ترک دنیا" کرتے ہیں جسکی وجہ بادی النظر میں مہدویہ کی اصطلاح "ترک دنیا" پر رہبانیۃ کا شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ترجمہ ہی غلط اور اصول اسلام کے مغائر ہے۔ کیونکہ اسلام میں رہبانیۃ کی نفی کیگئی ہے اور ترک دنیا کا حکم دیا گیا ہے

لفظ دنیا کا استعمال آخرت کے مقابل ہوتا ہے یا دین کے مقابل ہوتا ہے قرآن مجید میں بھی ایسے استعمال کی نظیریں موجود ہیں :۔

اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرۃ وما لھم من ناصرین	یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں حبط ہو گئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔
وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا و لھوا وغرتھم الحیاۃ الدنیا۔	ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو جنھوں نے اپنے دین کو لہو ولعب سمجھا اور ان کو حیات دنیا نے مغرور کر دیا۔

پہلی آیت میں لفظ "دنیا" "آخرت" کے مقابلہ میں اور دوسری آیت میں "دین" کے مقابلہ میں آیا ہے جب "دنیا و آخرت" کہتے ہیں تو دنیا سے زمانۂ قبل موت مراد ہوتی ہے اور جب "دین و دنیا" کہا جاتا ہے تو دنیا سے مراد وہ تمام امور ہوتے ہیں جن کو دین سے تعلق نہ ہو گویا تمام ممنوعات دین کو دنیا کہا جاتا ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے "ترک دنیا" کے معنی "ترک ممنوعات دین" ہوئے اور یہی عین دین وعین اسلام ہے۔

بہت ساری آیات واحادیث سے صراحۃً دنیا کی مذمت ثابت ہے اور مومن کو اس سے بچنے کا حکم دیا گیا اور خلاف ورزی کی سزا دوزخ قرار دیگئی ہے۔ اس لئے ہر مومن ومسلم پر لازم ہے کہ خدا و رسول نے جسکی مذمت اس شدت سے کی ہو اس سے احتراز کرے۔ بلکہ احادیث میں "ترک دنیا" کے لفظ اور اس کی فضیلت بھی پائی جاتی ہے۔ ہم چند احادیث تمثیلاً یہاں درج کرتے ہیں :۔

(۱) اترکوا الدنیا لاھلھا (کنز العمال)	تم دنیا کو اہل دنیا ہی کے لئے چھوڑ دو۔
(۲) ترک الدنیا امر من الصبر واشد من لطم السیوف فی سبیل اللہ ولا یترکھا احد الا اعطاہ اللہ مثل ما یعطی الشھداء	"ترک دنیا" ایلوے سے زیادہ تلخ ہے۔ اور خدا کی راہ میں تلوار چلانے سے زیادہ سخت ہے اور "ترک دنیا" وہی کر سکتا ہے جسکو اللہ توفیق عطا فرمائے جیسا کہ شہداء کو عطا فرماتا ہے۔

(۳) من عرضت له الدنیا والآخرۃ فاخذ الآخرۃ وترک الدنیا فلہ الجنۃ وان اخذ الدنیا وترک الآخرۃ فلہ النار۔ (کنز العمال)

جس کے سامنے دنیا و آخرت دونوں پیش ہوں اور اس نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا چھوڑ دی اس کے لئے جنت ہے۔ اور جس نے آخرت چھوڑ دی اور دنیا کو اختیار کیا اس کے لئے دوزخ ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ "ترک دنیا" کا اسلام میں بہت بلند مقام ہے۔ اس لئے جو لوگ "رہبانیۃ" کا ترجمہ "ترک دنیا" کرتے ہیں تعلیمات اسلام سے ناواقف رہنے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اسلام میں رہبانیت نہیں لا رھبانیۃ فی الاسلام "رہبانیۃ اور ترک دنیا" کا بین فرق یہ ہے کہ رہبانیۃ میں فطری قوتوں کو معطل و ناکارہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے خصی ہو جانا یا کسی عضو کو بے حس بنا دینا وغیرہ۔ اس کے برخلاف قوائے فطریہ کو جائز طریقوں سے استعمال کرنا۔ دین و آخرت کو ترجیح دینا۔ عبادت و ریاضت اور دین کی خدمت میں مشغول و منہمک رہنا۔ اصطلاح اسلام میں رہبانیۃ نہیں بلکہ زہد کہا جاتا ہے۔ چنانچہ زہد کی تعریف امام غزالیؒ نے یہ بیان کی ہے:۔

الزھد عبارۃ عن رغبتہ عن الدنیا عدولا الی الآخرۃ او عن غیر اللہ عدولا الی اللہ وھی الدرجۃ العلیا۔ (احیاء العلوم)

آخرت کی طرف مائل ہو کر دنیا سے روگرداں ہونا زہد ہے یا غیر اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا زہد ہے اور یہ زہد کا بہت بلند درجہ ہے۔

زہد کے متعلق بہت فضائل احادیث میں بھی وارد ہیں:۔

اذا اراد اللہ بعبد خیرا زھدہ فی الدنیا ورغبہ فی الآخرۃ۔ (احیاء العلوم)

جب اللہ کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کو زہد فی الدنیا اور رغبت الی الآخرۃ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

افضل الناس مومن متزھد (~)

مومن زاہد سب لوگوں میں افضل ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ "زہد فی الدنیا" عین اسلام ہے۔ اور یہ مومن کا بلند مرتبہ ہے۔ اولیائے کرام و صالحین عظام اسی مرتبہ پر فائز رہے ہیں — اور اہل علم تسلیم کریں گے کہ "زہد فی الدنیا" اور "ترک دنیا" بالکل ہم معنی ہیں اس لئے ترک دنیا کو رہبانیۃ کہنا یا تعلیم اسلام کے مغائر قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

اسی لئے محققین صوفیہ کے مسلک میں زہد فی الدنیا و ترک دنیا کو فرض و لازم گردانا گیا ہے۔ اولیاء اللہ کی تالیفات و کتب سیر میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ اور اسی لئے "ترک دنیا" اور اس کے مفہومات اکابر علمائے ظاہر میں بھی متعارف رہے ہیں۔ البتہ ان کے پاس مستحب کی حیثیت دیگئی ہے۔ اس کا اصل سبب وہی ہے جو ہم آگے بیان کر چکے ہیں کہ ائمہ مجتہدین صرف عبادات و معاملات کے مسائل کی کاوشوں میں منہمک رہے۔ عشق و محبت الٰہی کے امور سے تعلق رکھنے والے مسائل میں انھوں نے موشگافی نہیں کی۔ حالانکہ ان ہی کے مسلمہ اصول کے لحاظ سے جس امر کی سزا دوزخ قرار دیگئی ہو اس کا ترک کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید کی صاف و صریح آیت ہے کہ:۔

ومن کان یرید الحیاۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم وھم فیھا لا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون (جزء ۱۲ رکوع ۲)

جو کوئی حیات دنیا وزینت دنیا کا مرید ہو ہم ان لوگوں کے اعمال دنیا ہی میں پورے کر دیتے ہیں اور وہ دنیا میں گھاٹے میں نہیں رہتے یہ سب ویسے لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش دوزخ کے سوائے کچھ نہیں اور انھوں نے جو کچھ (نیکیاں) اس دنیا میں کی ہیں وہ سب حبط ہو جائینگی اور جو اچھے کام کرتے ہیں باطل ہیں۔

اس آیت میں مَنْ کا لفظ عام ہے جس میں ہر مرید دنیا داخل ہے خواہ مومن ہو یا کافر۔ اور ایک آیت ہے :۔

فاما من طغیٰ واٰثر الحیاۃ الدنیا فان الجحیم ھی المأوٰی واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی المأوٰی (جزء ۳۰ رکوع ۴)

لیکن جو شخص حد سے گزر گیا اور حیات دنیا کے پیچھے ہو گیا تو بے شک اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور جو شخص اپنے رب کے (عتاب کے) موقع پر ڈرا اور اپنے نفس کو (فاسد خواہش سے روکا تو بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

دنیا کی مذمت میں اور بہت آیات ہیں۔ مذکورہ آیات سے دوزخ کی سزا کا حکم صاف ظاہر ہے اس لیے اس کا ترک فرض ہوا۔

حضرت امامنا علیہ السلام کا عام دعوئ بصیرۃ پر ہے۔ تقرب خدا و کمالات روحانی کی تعلیم آپ کی بعثت کا مقصد ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اس فرضیت کا علم عطا فرمایا۔ اور جس کی حجت میں آیات قرآنی بھی موجود ہیں ـــــ ترک دنیا اور توکل کے مسائل اپنی اپنی جن خصوصیات کے حامل ہیں ان کو سمجھنا اور استدلال و تفہیم میں ان کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ اصول عہدویہ کے معترضین ایسی غلطی کی وجہ لغزش کھا جاتے ہیں۔ کیونکہ ترک دنیا کا تعلق ترک حیات دنیا و متاع حیات دنیا سے ہے۔ اور توکل کا تعلق اسباب تدبیر پر نظر نہ رکھنے سے ہے جسکی توضیح توکل کے بیان میں آئے گی۔

امامنا علیہ السلام نے "حیات دنیا" و "متاع حیات دنیا" کی یہ توضیح فرمائی ہے کہ :۔

وجود حیات دنیا کفر است یعنے زیستن بجان کہ آں را ہستی و خودی گویند و ہر چیزے را کہ در کتاب اللہ متاع حیات دنیا نام کردہ اند چوں حب زنان و فرزنداں و اموال و حیوانات و زراعات و تجارت و عمارات و ملبوسات و ماکولات و جز آں ہر کہ ایں اشیا را مرید و محب باشد و بدیں مشغول گردد او کافر است۔ (نقلیات میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ روایت ۵۶ و نعمانا ۵۰)

امامنا علیہ السلام نے حیات دنیا سے مراد "ہستی و خودی" اور "متاع حیات دنیا" سے مراد "اموال و زنان و فرزندان وغیرہ کی محبت" بیان فرمائی ہے۔ ہم یہاں متاع حیات دنیا کی توضیح کریں گے۔ اس کے بعد "حیات دنیا" کی بحث کیجائیگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب۔ (جز ۳ رکوع ۱۰)

زینت دیے گئے ہیں لوگ خواہشات کی محبت سے عورتوں اور بچوں سے متعلق اور سونے و چاندی کے جمع کردہ خزانوں اور نشان زدہ گھوڑوں اور چوپایوں اور کھیتیوں سے متعلق یہ سب متاع حیات دنیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (جو معبود برحق ہے) سب نیکیاں اسی کی طرف پھیر جانے والی ہیں۔

اس آیت میں متاع حیات دنیا کا صاف بیان موجود ہے اور امامنا علیہ السلام نے بھی متاع حیات دنیا کی محبت ترک کرنے کا حکم دیا ہے اور اس میں اتنا اشتغال کہ خدا سے غفلت ہو جائے ناجائز قرار دیا ہے اور یہ اس حکم قرآنی کے ٹھیک مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون (سورہ منافقون)

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں خدا کے ذکر سے غافل نہ کریں اور جو ایسا کریں گے وہ سب خاسرین ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا سے غافل ہو کر اموال اور زن و فرزند وغیرہ متاع حیات دنیا میں منہمک و مشغول ہو جانا منع ہے۔ صاحب زن و فرزند ہونا منع نہیں ہے

حضرت میراں علیہ السلام را عرض کردند کہ زن و فرزندان مرا تفرقہ می دہند اگر رضائے خوند کار باشد ایشاں را علحدہ کنم۔ میراں علیہ السلام فرمودند ایشاں را دست گرفتہ در بہشت برید از خود علحدہ نہ کنید خدا تعالیٰ شمارا اجر بسیار می دہد بواسطۂ ایشاں صبر کنید ایں کار بزرگ است (تعلیمات میاں سید عالمؒ)

(ترجمہ) حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ بیوی بچے مجھ میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں اگر اجازت ہو تو ان کو الگ کر دیتا ہوں۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا "ان کا ہاتھ تھامے ہوئے جنت میں لیجاؤ اور ان کو اپنے سے علحدہ مت کرو۔ خدا تعالیٰ تم کو بہت اجر دیگا ان کے بارے میں صبر اختیار کرو یہ بہت بڑا کام ہے۔

اسی لئے آپ کی تعلیمات پر جو کہ آیات قرآنی سے مطابقت رکھتی ہیں رہبانیت کا شبہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ رہبانیت میں مناکحت وغیرہ طبعی خواہشوں کو ترک کیا جاتا ہے اور ان تعلیمات کا مقصد طبعی و ارادی خواہشوں کو فی سبیل اللہ محصور کر دینا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ

ان فقراء کے لئے ہے جو اللہ کے راستے میں محصور ہیں۔ زمین

لا یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیماهم لا یسئلون الناس الحافا۔
(جزء ۳ رکوع ۴)

(دنیا) میں کمانے کے لئے چل پھر نہیں سکتے ہیں۔ ان کے سوال نہ کرنے کے سبب نادان ان کو غنی سمجھتا ہے۔ تو ان کو ان کی نشانیوں سے پہچان لیگا۔ وہ فقر اکسی سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔

یہ آیت اصحاب صفہ کی شان میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ معذور و مریض تھے ممکن ہے ان میں چند معذور و مریض ہوں لیکن پوری جماعت معذوروں کی نہیں تھی کیونکہ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی بیان کیجاتی ہے کہ :۔

وکانوا تخرجون فی کل سریۃ یبعثها رسول اللہ صلعم (تفسیر کبیر۔ کشاف۔ معالم وغیرہ)

ہر سریہ میں شریک رہتے تھے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے۔

اگر یہ معذور ہوتے تو "سریہ" "جہاد" میں شریک ہونے کے قابل نہ رہتے۔ "احصار فی سبیل اللہ" سے مراد اپنی قوتوں اور اپنے ارادوں و افعال کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند کر لینا ہے اور لا یستطیعون ضرباً فی الارض" سے یہ مراد ہے کہ وہ جماعت کسب و تجارت وغیرہ معاملات معاش سے بے تعلق تھی ضرباً فی الارض" کے معنی چلنے پھرنے کمانے کجانے کے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ :۔

لان اشتغالهم بصلاح الدین و بامر الجهاد منعهم من الاشتغال بالکسب والتجارۃ۔

صلاح دین و امر جہاد میں مشغول رہنے کی وجہ کسب و تجارت سے باز رہتے تھے۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

هولاء قوم کانوا مشتغلین بذکر اللہ وطاعته وعبودیته وکانت شدۃ استغراقهم فی تلک الطاعۃ احصرتهم عن الاشتغال بسایر المهمات

وہ سب اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت و عبودیت میں اتنی شدت سے مستغرق تھے کہ وہ لوگ (کمانے کجانے کے) تمام معاملات سے (بے تعلق ہو کر) اس اطاعت میں محصور ہو گئے تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ تبلیغ دین اور وصال الی المطلوب کے لئے متاع حیات دنیا کی محبت ترک کرنا لازم ہے۔ یہی وجہ ہے دعوے نبوت و رسالت کے بعد کے طویل عرصہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسب و تجارت میں مشغول ہونے کی سند کوئی نہیں بتلا سکتا۔ آپ نے دین کی خدمت اور عبادت و ریاضت کے لئے اپنے کو وقف فرمایا تھا دن رات اسی مصروفیت میں گزرتے تھے۔ اہل بیت کے فقر و فاقہ کی روایات کتب احادیث و سیر میں بکثرت موجود ہیں اگر وہ چاہتے تو کس قدر سہولتیں ان کو حاصل ہو سکتیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فقر اختیاری تھا۔ اضطراری نہ تھا۔ یہی اصحاب صفہ و اولیائے کرام کا مسلک بھی رہا ہے۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ مومن کے لئے کسب کی اجازت ہی نہ تھی یا یہ کہ کسب ناجائز ہے آیات واحادیث میں مومن کے لئے کسب حلال کی اجازت ہے اور خود امام علیہ السلام نے بھی بلا لحاظ مدارج قطعاً ناجائز یا حرام نہیں قرار دیا ہے۔ چنانچہ روایت (۸) ملاحظہ ہو کہ ایک عالم کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ :-

"مومن را کسب حلال است مومن باید شد در قرآن مجید تامل باید کرد کہ مومن کرامی گویند۔

یہی وجہ ہے کہ ابتدائے بعثت امام علیہ السلام سے آجتک جماعت مہدویہ میں فقراء و کاسبین کے دو طبقے پائے جاتے ہیں۔ البتہ انمیں درجات سلوک کا فرق ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جتنی زیادتی ہوتی جائیگی اتنا ہی دنیا سے بے تعلقی بڑھتی جائیگی۔ یہانتک کہ احکام فرایض ولایت کے حامل ہو کر طبقۂ فقرا میں داخل ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ احکام فرایض ولایت سب پر فرض ہیں۔

حاصل یہ کہ آیت مذکورہ میں اصحاب صفہ کی ایک خصوصیت یہ بیان کیگئی ہیکہ وہ کسب تجارت میں مشغول نہو سکتے تھے۔ یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف" سے یہ مراد ہے کہ "حالت فقر" کے باوجود غنا کی صفت سے متصف تھے۔ ان کا استغنا بھی اس پایہ کا تھا کہ نادان لوگ ان کو "غنی" سمجھتے تھے "تعفف" کے معنی "سوال سے بچنے کے ہیں۔ غیر اللہ کے سامنے اپنے فقر و احتیاج کو بحیثیت سوال و استمداد ظاہر نہ کرنا ان کی خصوصیت تھی۔

خود دار نہو فقر تو ہے قہر الٰہی ❊ ہو صاحب غیرت تو ہے تمہید امیری (اقبال)

خلفائے راشدین وغیرہ جو "امیر المومنین" کے درجہ پر فائز رہے ہیں ان کی امارت کا حال بھی دیکھے گیا تھا۔

آن مسلمانان کہ میری کردہ اند ❊ در شہنشاہی فقیری کردہ اند
در امارت "فقر" را افزودہ اند ❊ مثل سلماں در مدائن بودہ اند
حکمرانی بود و ساماںے نداشت ❊ دست او جز تیغ و قرآنے نداشت (اقبال)

غرض حضرت امام علیہ السلام نے بھی "سوال کو حرام" قرار دیا ہے جو فقرا کی خصوصیت "تعفف" کے عین مطابق ہے ــــ آپ نے فرمایا "ہر چہ خواہی از خدا خواہ" دست سوال دراز کرنا تو کجا؟ حالت سوال سے بھی آپ کے فقرا احتیاط کرتے تھے۔ "روایات در بیان توکل" اور "روایات در بیان احکام دائرہ" میں اس کی واضح مثالیں موجود ہیں ــــ یہ تو فقر اختیاری کی گفتگو ہے لیکن حالت اضطرار میں جب "حرام" کو حلال قرار دیا جاتا ہے اس وقت بھی امام علیہ السلام نے اتباع احکام و احصار فی سبیل اللہ کی حفاظت کے لئے مومن کے شعور کو بیدار رکھنے کی سعی فرمائی ہے۔ اس طرح کہ ایسی صورت میں کچھ کسب کرلے :-

دارو سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ[1] ❊ ہو جسکی فقیری میں بوے اسد اللہی (اقبال)

---

[1] یہ اشارہ مبدء ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہے۔

(نوٹ) منع سوال پر توکل کے بیان میں مزید تصریح کیگئی ہے (ملاحظہ ہو ۱۰۹ و ۱۱۰)

روایت ہے کہ مہاجرین کی مجلس میں میر انسید محمد مہدی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی (فقیر) خدا تعالیٰ پر توکل نہ کر سکے اور ہلاک ہونے کی نوبت آئے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ "جائے اور ایک یا دو چپٹیل (ٹکے) کسب کرکے کھائے ... الخ (انصاف نامہ باب ۵۱)

پھر آپ نے فرمایا کہ "اگر ایک چپٹیل کسب کر گیا تو (کہیں) دوسرے روز دو چپٹیل کسب کرنا چاہیگا ہشیار رہے اور حرص نہ کرے اور زیادہ طلب نہ کرے تو خدا تعالیٰ نہیں پوچھیگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے رخصت دی ہے کہ "جو شخص مضطر ہو اور وہ خلاف ورزی کرنے والا نہیں ہے اور نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (جز ۲ رکوع ۱۵)۔ (انصاف نامہ باب ۵) اس کی تفصیل توکل کے بیان میں آئیگی۔

"تعرفھم بسیماھم" سے یہ مراد ہے کہ تم ان کی پیشانیوں کی نورانی علامات سے ان کو پہچان سکتے ہو گڑگڑاتے ہوئے سوال کرنے والوں کا' فقراء کی اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ "لا یسألون الناس الحافا"۔ بظاہر علامات یہی ہیں کہ اُن کی عبادت و ریاضت' رشد و ہدایت' بود و باش۔ وضع و لباس میں احکام خداوندی کی تقلید پائی جاتی ہو۔ فی الحقیقت فقیر کی اہم خصوصیت یہ ہیکہ اس میں نور یقین جلوہ گر ہو جائے اور اس حیثیت سے کسی فقیر کو پہچاننا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ اسی لئے امام محی الدین ابن عربیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

انھم عرفاء فقراء اھل اللہ لا یعرفھم الا اللہ ومن ھو منھم (تفسیر محی الدین ابن عربی نصف اول ص ۹۶)

وہ سب عارفین فقرائے اہل اللہ ہیں۔ ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور وہ بھی جان سکتا ہے جو انہی فقراء میں سے ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "واللہ غنی وانتم الفقرا" میں فقرا کا لفظ عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونے کی حیثیت سے ہر فرد بشر اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ لیکن "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ الخ" میں فقراء کا جو لفظ ہے وہ خاص ہے اس لئے محض محتاج ہونے کے معنوں میں ہر فرد بشر فقراء کی اس جماعت میں شمار نہیں ہو سکتا۔

اس مختصر توضیح سے ظاہر ہے کہ امامنا علیہ السلام نے ترک محبت متاع حیات دنیا کی جو تعلیم دی وہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ روایت ۶۹ میں صاف و صریح بیان موجود ہے کہ۔ "حضرت مہدی علیہ السلام ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی ذات خدا تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ نہ کسی شخص کے ساتھ مشغول رہو نہ کسی چیز کی خواہش رکھو بجز خدا تعالیٰ کی ذات کے مخلوق سے ذرا بھی احتیاج نہ رکھو۔ اصحاب صفہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور جماعت تھی۔ انھیں صفات سے متصف تھی۔ (اس روایت میں آگے چلکر یہ آیت بھی بیان کیگئی ہے کہ:۔

کما قال اللہ تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابراھیم

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور اس شخص سے کون اچھا ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا ہے اور وہ

حنیفاً (جزء ۵ رکوع ۱۵) | نیکی کرنے والا ہے اور اس نے ابراہیم کے دین کی پیروی اختیار کی ہے

امامنا علیہ السلام نے ترکِ محبت متاعِ حیات دنیا کی ہی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ یہ بھی کہ مومن آخرت کے ثواب پر بھی نظر نہ رکھے۔ آپ نے طالب دنیا کی مثال مونث سے اور طالب عقبیٰ کی مثال نامرد سے اور طالب مولیٰ کی مثال مرد سے دی ہے۔ اور ایک وقت آپ نے فرمایا:۔

ہر چہ خواہی از خدا خواہ اگر آب و نمک و ہیزم خواہی از خدا خواہ درخصت انیست تا بمیت عزآنست کہ گفتہ اند

بہشت جنت گر دہند تو سر بسر ❊ تو مشو راضی از انہا در گزر

عالی ہمت باش دل باحق بہ بند ❊ تو ہمائے قاف قربی رو بلند

ترجمہ۔ جو کچھ چاہتے ہو خدا سے چاہو۔ پانی نمک۔ لکڑی بھی چاہتے ہو تو خدا ہی سے چاہو یہ رخصت ہے۔ عالیت تو وہی ہے جو بیان کرتے ہیں۔

اگر پوری آٹھ جنتیں بھی تجھکو دیدی جائیں تو ان سے خوش نہ ہو جا بلکہ طلب حق میں اور آگے بڑھ جا بلند ہمت رہ اللہ سے دل کو وابستہ رکھ۔ جبتک تو قاف قربی کا ہما ہے بلند اڑتا چلا جا۔

دوزخ کا خوف یا بہشت کا شوق اگر ہو تو عبادات و ریاضات کا تعلق پھر بھی ایک حیثیت سے غیر اللہ ہی سے مرتبط ہے اس لئے دیدار کے سوائے کسی اور صلہ کی تمنا مومن کے خوف و شوق کا مرکز نہ بننا چاہیئے کیونکہ حصول دیدار خدا ہی عین جنت ہے۔

واعظ کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد ❊ دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

سودا گری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے ❊ اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے (اقبال)

مہدویت کا مرکز صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ تعلیمات امامنا علیہ السلام میں بلحاظ دین غیر اللہ کو مرکزیت اختیار کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔

گر بہ اللہ الصمد" دل بستۂ ❊ از خدا اسباب بیروں جستۂ (اقبال)

غرض ترک متاع حیات دنیا کے یہی معنی ہیں کہ اس کی محبت اور خدا سے غفلت نہ ہو اور بس۔!!

"ترک دنیا" کی پہلی شق مہدی علیہ السلام کی توضیح کے لحاظ سے "حیات دنیا" ہے۔ اس کے معنی آپنے "ترک ہستی و خودی" بیان فرمائے ہیں۔ گویا ترک دنیا کی ظاہرہ صورت "ترک محبت متاع حیات دنیا ہے" جس کا بیان ہو چکا۔ ترک دنیا کی باطنی صورت "ترک ہستی و خودی ہے۔

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا ❊ لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا (اقبال)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ومن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ (کہف)	جس کو اپنے پروردگار کے دیدار کی تمنا ہو اس پر واجب ہیکہ عمل صالح (ترک شرک وخودی) اور اسکی عبادت میں کسیکو شریک نہ جانے۔

غور کرنا چاہیئے کہ "عمل صالح کو "لقاء رب" کا "سبب" قرار دیا گیا ہے۔ پس یہاں عمل صالح سے وہی مراد ہوسکتی ہے جو "سبب لقاء" ثابت ہوسکے۔ وجود توحید باری تعالیٰ کے اقرار وعلم کی ابتدا بھی ترک شرک سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا بھی ترک شرک سے ہوتی ہے۔ شرک جلی سے تو ابتدا ہی میں بچنا آسان ہے اور یہ مومن شرعی ہے لیکن شرک خفی سے بچنا آسان نہیں۔ مومن حقیقی وہ ہے جو معرفت توحید میں ترقی پاتے ہوئے شرک خفی سے بچتا جائے۔ شرک خفی میں "شرکِ اسباب" بھی داخل ہے۔ اسباب سے نظر اٹھا کر صرف مسبب سے وابستہ ہوجانا مومن حقیقی کی شان ہے۔ اور ایسا ہی مومن اللہ کے لقاء کی امید کرسکتا ہے۔ ترک شرک کا کمال یہ ہے کہ "ترک خودی" بھی ہوجائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خاتم ولایت محمدیہ داعی الی البصیرۃ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ "عمل صالح" کے معنی "ترک دنیا" بیان فرمائے ہیں۔ اور ترک دنیا کے معنی "ترک ہستی وخودی" ہیں۔ اور یہ انتہائے کمالِ ترکِ شرک ہے۔ اور "ترک شرک" "سبب" لقائے رب" ہے کیونکہ "عمل صالح" کی تفسیر میں اللہ نے "ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا" فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ "ترک دنیا" "سبب لقائے رب" ہے اسی لئے امامنا علیہ السلام نے بحکم خدا وبموجب آیت مذکورہ ہر مرد وعورت کے لئے فرض فرمایا ہے اور اسی لئے صحبت صادقاں اور ذکر خفی کی تعلیم پر عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر کسی مومن کو حیات طیبہ میسر نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثی و ھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ (نحل)	جس نے عمل صالح (ترک شرک وخودی) کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اور وہی مومن ہے۔ پس ہم ضرور اس کو حیات طیبہ (شرک سے پاک زندگی) عطا کریں گے۔

اور حیات طیبہ یہی ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ:۔

موتوا قبل ان تموتوا۔ تم مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ نیز فرمایا:۔

الدنیا نفسک فاذا افنیتھا فلا دنیا لک۔	دنیا تیرا نفس (خودی) ہے جب تو نے اس کو فنا کردیا تو پھر تیرے لئے دنیا نہیں ہے۔

اضطراری موت وہ ہے جو امراض وحوادث کے ذریعہ وقت مقررہ پر آتی ہے۔ اختیاری موت یہ ہیکہ اپنا ہر ارادہ اور ہر کام صرف اللہ ہی کے لئے ہو اور رضا وتسلیم کا مرتبہ حاصل کرے۔ ایسے ہی مومن کی نسبت قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب	بے شک میری نماز، میری عبادتیں، میرا جینا، میرا مرنا سب

العالمین۔ لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین (در انعام)

صرف اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں پہلا مسلمان ہوں۔

حاصل کلام یہ کہ ترک خودی (جو انتہائے کمال ترک شرک ہے) کی وجہ "اطلاقیت" حاصل ہوگی۔ اور خدا چاہے تو مشکوۃ ولایت محمدیہ کے ذریعہ دیدار نصیب ہوگا۔

اگرچہ بعض مفسرین نے "عمل صالح" سے نماز مراد لی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے بھی "نماز" معراج المومنین کا درجہ اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتی جبتک کہ کمال ترک شرک نصیب نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم احسان کے تحت فرمایا ہے کہ :-

ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک

تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ خدا کو دیکھ رہا ہے اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

چونکہ کمال ترک شرک ہی ترک خودی ہے اور اسی کو اصطلاح مہدویہ میں "ترک دنیا" کہتے ہیں اور یہی "لقائے رب" کا سبب ہے۔ اس لئے فرض ہے۔

تیرا امام بے حضور تیری نماز بے سرور ❊ ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر (اقبال)

طریقہ مہدویہ کے لحاظ سے یہاں ایک اور نوعیت کی توضیح ضروری ہے۔ جس طرح داخل اسلام ہونے اور ترک شرک جلی اختیار کرنے کیلئے صدق دل سے بطور اقرار باللسان کلمہ طیبہ کہنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح داخل طالبان خدا ہونے اور ترک خودی شرک خفی یعنے ترک دنیا کے لئے صدق دل سے اقرار باللسان کی ضرورت ہے جس طرح شرائط اقرار باللسان کی تکمیل کے بغیر کوئی شخص تعلیمات اسلام پر عمل کر لینے سے حکماً مسلمان نہیں کہلا جا سکتا اسی طرح بغیر تکمیل شرائط اقرار باللسان، فرائض ولایت پر عمل کر لینے والا حکماً تارک الدنیا نہیں کہلا جا سکتا۔ اور قبول اسلام کے بعد قصور اعتقاد و عمل کی صورت میں احکام جس طرح عاید ہوا کرتے ہیں اسی طرح اقرار "ترک دنیا" کے بعد بھی قصور اعتقاد و عمل کی صورت میں احکام عاید ہوتے ہیں۔

مسئلہ "ترک دنیا" کی اس مختصر توضیح سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کس قدر اعلیٰ و ارفع تعلیم ہے۔ اور یہ بھی محسوس کر سکتے ہیں کہ بعض مخالفین مثلاً مولف "ہدیہ مہدویہ" وغیرہ نے "ترک دنیا" کو رہبانیت اور مسلمات اہل سنت کے مغائر اور کسب کو حرام سمجھ لیا ہے وہ صحیح نہیں۔ مذکورۃ الصدر توضیحی بحث کے بغیر بھی امامنا علیہ السلام کے صرف فرامین ہی ان الزامات کی تردید کے لئے بہت کافی ہیں۔ چنانچہ روایت (۶۲) ملاحظہ ہو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ :- کسب و تجارت کی شریعت میں اجازت ہے۔ لیکن اجازت کی خصوصیت یہ ہے کہ کاسب و تاجر کی نیت یہ رہے کہ عبادت کر سکنے اور احکام بجالانے اور ممنوعات سے بچنے کے لئے اس میں قوت و توانائی رہے

اور ڈرتا رہے کہ کہیں حرص و خیانت میں مبتلا نہو جائے اگر کسب و تجارت میں یہ لحاظ نہ رہے اور دل میں تفاخر و تکاثر پیدا ہو جائے یا صرف کھانے اور کمانے میں منہمک ہو جائے (یہ تو بڑی بات ہے) اگرچہ کسب بھی کرے اور دن رات عبادت و تعلیم علم شریعت میں اور عزلت خلق میں مشغول بھی رہے لیکن اس کی نیت ایسے کاموں سے صرف دنیا ہی دنیا ہو تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہوگا"۔

اور روایت (۱۱۶) ملاحظہ ہو کہ "حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ (فقرا) ہجرت کر کے خدا کی راہ میں آئے ہیں وہ امور معیشت میں سے جو کام بھی کرتے ہیں۔ یا نی لانا، لکڑی پھوڑنا، کھانا پکانا، آگ جلانا اور کوئی چیز گردن پر رکھکر لانا اور بیوی بچوں سے دل بہلائی کرنا سب کچھ از روے حکم کتاب اللہ تعالیٰ عمل صالح میں داخل ہے"۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ امور معیشت ضروریہ کو جبکہ وہ للہی اغراض پر مبنی ہوں "عمل صالح" میں داخل قرار دیا گیا ہے۔ اور ناظرین اس سے قبل کی بحث ملاحظہ کر چکے ہیں کہ عمل صالح سے مراد "ترک دنیا" قرار دینا غلط ہے۔ اب مطلب صاف ہو گیا کہ یہ ایسی "ترک دنیا" ہے جس میں امور معیشت ضروریہ ترک نہیں ہوتے لیکن بفحوائے آیت قرآن "ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم بان لھم الجنۃ۔ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کی جانیں جنت (دیدار) کے بدلے خرید لی ہیں) طالبان مولیٰ محصور فی سبیل اللہ ہو جاتے ہیں۔

ان ارفع و اعلیٰ صاف و صریح بیانات کی روشنی میں مخالفین کے اعتراضات خود بخود رفع ہو رہے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ یہ اعتراضات محض اسرار دین سے نابلد رہنے کا نتیجہ ہیں۔

در مسلماناں مجو آں ذوق و شوق — آں تپیں آں رنگ و آں ذوق و شوق
عالماں از علم قرآں بے نیاز — صوفیاں درندہ گرگ و دو درانہ
گرچہ اندر خانقاہاں ہا دہوست — کو جوانمردے کہ صہبا در کدوست
ہم مسلماناں افرنگی مآب — چشمۂ کوثر بجویند از سراب
بے خبر از سر دیں اند ایں ہمہ — اہل کیں اند اہل کیں اند ایں ہمہ
اہل دیں را باز داں از اہل کیں — ہمنشین حق بجو با او نشیں (اقبال)

حاصل کیہ امامنا علیہ السلام نے بحکم خدا عشق و محبت کی ایسی زندگی کی تعلیم دی ہے جسکی مثال انبیاء اور خاتم الانبیاء کی زندگی اور خاص خلیل القدر صحابہ اور اصحاب صفہ و اولیائے کرام کی زندگی ہے۔ ان تعلیمات پر آپ اور آپکے متبعین نے بدجہ کمال عمل کر کے دکھلایا اور قیامت تک بقدر ہمت و توفیق ایزدی آپکے متبعین عمل کرتے پائے جائیں گے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

آنکہ حیی لا یموت آمد حق است ❊ زیستن با حق حیات مطلق است (نبال)

توضیح روایات در بیان ذکر اللہ

قرآن مجید میں ذکر و فکر سے متعلق بہت سی آیات ہیں جن آیات میں فکر کا بیان ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں فکر کرنا ہے لیکن بعض لوگوں (مثلاً مولف "در قرآن" وغیرہ) نے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی کہ اس سے سائنس وغیرہ تحقیقاتی مسائل کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ تاکہ انسان کی بہر حیثیت خدمت کیجا سکے۔ اس کے لئے سہولتیں فراہم کیجا سکیں اور ملکی معاشی و مدافعتی قوت حاصل ہو سکے۔ اور دار الاسلام کی قوت و استحکام کے لئے یہ امور ضروری ہیں۔ دیگر اقوام نے ان ہی اصول پر عمل کیا جسکی وجہ ترقی پا رہے ہیں۔ ایجادات اور قوت حربی کا سہرا آج انھیں کے سر نظر آرہا ہے۔

یہ استدلال اگرچہ اپنے موقع و محل کے لحاظ سے غلط نہیں۔ اور شریعت میں بھی ان امور کو دار الاسلام کے لوازم کی حیثیت دیگئی ہے لیکن فکر و ذکر سے متعلق جو آیات ہیں ان سب کا انحصار صرف اسی ایک مطلب سے اگر مخصوص کر دیا جائے تو البتہ یہ غلطی ہوگی۔!

تو معنیٔ "والنجم" نہ سمجھا تو عجب کیا ؎ ہے تیرا مدد جز ابھی چاند کا محتاج (اقبال)

ہم نے اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید علوم و آئین کا سمندر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

کل شیٔ احصینا ہ کتاباً۔	ہم نے کتاب میں ہر چیز کا احصار کیا ہے۔
ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔	کوئی رطب و یابس ایسا نہیں جو کتاب میں نہ ہو۔

اس لئے جس علم و فن پر استدلال مقصود ہو اس میں قرآن مجید سے مدد حاصل کرنا حیرت و تعجب کی بات نہیں کئی ایسی تفاسیر موجود ہیں جن میں صرف ایک فن سے بحث کیگئی ہے مثلاً صرف و نحو۔ معانی و بیان علم کلام حدیث وغیرہ اور اسی طرح سائنس کے تائیدی نقطۂ نظر سے بھی تفسیر کی جا سکتی ہے۔ متقدمین کی تصانیف میں اس کی نظیریں موجود ہیں اور مصر کے علامہ طنطاوی جوہری نے بھی یہ کام کیا ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ جو موضوع بحث ہوگا اسی کے لوازم زیر بحث آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کرنے کا بیان جن آیتوں میں ہے اس سے انسانی خدمت اور ملک کا معاشی و مدافعتی استحکام اور اس کی ترقی کے لئے کوشش کی فکر جن لوگوں نے مراد لی وہ بجائے خود صحیح تو ہے لیکن یہ مقصد ثانی ہے مقصد اولین نہیں۔ اسی لئے اصطلاح محققین کے لحاظ سے یہ ان علوم میں داخل ہے جو فرض کفایہ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ فرض کفایہ اس شخص کیلئے ہے جس میں اس کو ادا کرنے کی اہلیت و صلاحیت ہو۔ مثلاً ہر شخص سائنس کا عالم نہیں بن سکتا اور نہ یہ ہر شخص کے لئے بلا لحاظ اہلیت ضروری ہے۔

فی الحقیقت وہ آیات ان علوم کی طرف رہبری کرتی ہیں جو فرض عین ہیں۔ ان علوم کی تحصیل علم سے

متعلقہ روایات کی توضیح میں بیان کیجائیگی۔ محققین کے اس نقطۂ نظر کے لحاظ سے ان آیات کا مقصد اولین یہ ہے کہ کائنات میں غور و فکر اس لئے کیجائے کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کی معرفت حاصل ہو۔ قرآنی آیات میں بھی سب سے پہلے یہی مقصد ظاہر ہوتا ہے۔ اور بلا لحاظ خصوصیت عالم ہو یا جاہل۔ مرد ہو یا عورت سب اس خطاب میں داخل ہیں۔ بلکہ اکثر آیات میں کافروں کو بھی معرفتِ توحید کے لئے اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے یہاں چند آیات درج کیجاتی ہیں۔

(۱) هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ (بقرہ)

وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین میں کی ہر چیز تمہارے لئے پیدا کی ہے۔

(۲) ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانها وغرابیب سود ومن الناس الدواب والانعام مختلف الوانه کذالك انما یخشی الله من عباده العلماؤا (فاطر)

غور کرو کہ پہاڑوں میں سفید و سرخ و سیاہ رنگ کے پتھروں کی تہیں موجود ہیں۔ نیز انسانوں۔ چوپایوں اور مویشیوں کے مختلف رنگوں پر غور کرو۔ بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے صرف عالم ہی ڈرتے ہیں۔

(۳) ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاولی الالباب۔ (آل عمران)

زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن و رات میں عقلمندوں کے لئے آیات (معجزات الٰہیہ) ہیں۔

(۴) ومن ایاته خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم (روم)

زمین و آسمان کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا فرق اللہ کی آیات میں سے ہے۔

(۵) قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدء الخلق (عنکبوت)

اے رسول تو حکم دے کہ لوگ زمین میں چل پھر کر دیکھیں کہ خدا نے کس طرح پیدائش ظہور میں لائی ہے۔

(۶) وفی خلقکم وما یبث من دابة ایات لقوم یوقنون (جاثیہ)

تمہاری پیدائش میں اور چوپایوں کی افزائش نسل میں اہل یقین کے لئے آیات ہیں۔

(۷) وکاین من ایة فی السموات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون (یوسف)

زمین و آسمان میں کتنی ہی ایسی آیات ہیں جس سے یہ غافل لوگ منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں۔

(۸) اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض وما خلق الله من شئی وان عسی

کیا یہ لوگ آسمان و زمین کی پیدائش پر اور ہر اس چیز پر جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے غور نہیں کرتے اور عجب نہیں کہ

ان یکون قد اقترب اجلھم (اعراف) | ان کی موت قریب آگئی ہو۔

(۹) یولج اللیل فی النھار ویولج النھار فی اللیل وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی ذالکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر (فاطر) | رات کو دن اور دن کو رات میں بدلتا ہے سورج و چاند کو مسخر کیا ہے جسکی وجہ ہر ایک (کرہ) ایک معین مدت تک سرگرم رفتار ہے۔ یہ اللہ تمہارا رب و تمہارا فرمانروا ہے اسکے بغیر تم جن معبودوں کو پوجتے ہو وہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں ہیں

ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت تخلیق کی طرف کئی مقامات پر کئی طریقوں سے انسان کو متوجہ کیا ہے اس کا مقصد اولین اس کی توحید اور اسکی قدرت کی معرفت ہے اور غیر اللہ کی پرستش سے بچا کر صرف ایک ذات وحدہ لاشریک لہ کو معبود حقیقی تسلیم کروانا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جابجا اپنی مخلوقات کی نسبت "آیات" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے مضامین بھی آیات الٰہی ہیں۔ اور کائنات و موجودات بھی آیات الٰہی ہیں۔ جس طرح دنیا کا بڑے سے بڑا عالم قرآن کی ایک آیت بنانے سے عاجز ہے۔ اسی طرح بڑے سے بڑا سائنسدان ایک پتہ یا ایک ذرہ کی تخلیق کی قدرت نہیں رکھتا اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے فائدہ اٹھا کر ایجادات عمل میں لانا اور ہے تخلیق و پیدائش اور!! اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں پر آیات و بینات کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو صرف اسی کی قدرت اور اسی کی خلافت کیلئے مخصوص ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کائنات میں غور و فکر کا مقصد اولین خدا تعالیٰ کی معرفت ہے۔

؎ وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم ∴ حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات (اقبال)

؎ نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ آسماں کیلئے ∴ جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے (اقبال)

اور ذکر سے متعلق جو آیتیں ہیں ان میں یہ تاویل کی ہے کہ اس سے ذکر اعمال الٰہی مراد ہے یعنی موجودات عالم میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جو مظاہر ہیں ان میں غور و فکر کرنا اور ان کی خصوصیتیں بیان کرنا آیات ذکر کو صرف اسی ایک معنی پر منحصر کر دینا غلطی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ذکر اسم الٰہی کی صاف و صریح آیت موجود ہے۔ واذکر اسم ربک (تم اپنے رب کے نام کا ذکر کرو) اور ایک جگہ فرماتا ہے۔

قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ایا ما تدعو فلہ الاسماء الحسنیٰ (بنی اسرائیل) | کہدو خواہ اللہ کہکر پکارو یا رحمٰن کہکر جس نام سے چاہو پکارو اس کے نام اچھے ہیں۔

نیز فرماتا ہے:۔

واللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ (الاعراف) | اللہ کے اچھے نام ہیں۔ ان ناموں سے اسکو پکارو۔ اور جو لوگ اسکے ناموں میں الحاد کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔

حاصل یہ کہ قرآن مجید نہ صرف ذکر اعمال الٰہی بلکہ ذکر اسم ذات اور ذکر اسم صفات کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی تجوید کے مقام ؛ وہ جسکی شان میں آیا ہے علم الاسماء
مقام ذکر کمالات رومیؒ و عطارؒ ؛ مقام فکر مقالات بو علی سینا
مقام فکر ہے پیمایش زمان و مکان ؛ مقام ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ (اقبال)

امامنا حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت کا مقصد عشق و محبت الٰہی کی تعلیم ہے اس لئے آپ کی تعلیمات کا موضوع طلب دیدار خدا ہے اور طلب کا ایک لازمہ ذکر و توجہ بھی ہے۔ اس لئے بحکم خدا تعالیٰ آپ نے ذکر دوام فرض فرمایا۔ اور قرآن مجید کی آیات بھی اس فرضیت پر شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم فان اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا (سورۂ نساء)

جب تم نماز پوری کر چکو تو اس کے بعد کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرو۔ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز پڑھو کیونکہ نماز مومنوں پر بقید وقت فرض ہے۔

بعض لوگوں نے ذکر سے مراد نماز بیان کی ہے۔ یہ مراد اپنے موقع محل کے لحاظ سے درست ہو تو سکتی ہے لیکن ہر جگہ یہی مراد لینا اور ذکر اللہ کے حکم سے اعراض کرنا صحیح نہیں ملاحظہ ہو کہ اس آیۂ شریفہ میں نماز کا بیان علحدہ ہے اور ذکر اللہ کا بیان علحدہ۔ "فاذا قضیتم الصلوٰۃ" میں نماز کا بیان ہو چکا اس کے بعد ذکر اللہ کا بیان ہے جس میں اس کی مداومت و مواظبت کا مفہوم لایا گیا ہے پھر اس کے بعد نماز موقتی ہونے کی خصوصیت کو واضح کیا گیا۔ اس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ نماز موقتی فرض ہے اور ذکر اللہ ہر حالت میں فرض ہے۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے :۔

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم (آل عمران)

بے شک آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور دن رات کے بدلنے میں ان عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ہر انسان کی یہی تین حالتوں سے کوئی ایک ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر حالت میں اپنی یاد اور اپنی طرف توجہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ صاحب معالم التنزیل نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :۔

وقال سایر المفسیرین ارادبہ المداومۃ علی الذکر فی العموم الاحوال لان الانسان قل مایخلو من احدی ھذہ الحالات۔

تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی مراد تمام حالت میں ذکر کی مداومت ہے۔ کیونکہ انسان ان تینوں حالتوں میں سے بہت کم خالی رہتا ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ آیۃ "لا تکن من الغافلین" کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

کی یہ روایت بیان کی ہے :۔

عن ابن عباس انه قال فی قوله الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم لوحصل لابن آدم حالة رابعة سوی هذه الاحوال لامر الله بالذکر عندها. والمراد منه انه تعالیٰ امر بالذکر علی الدوام۔

(تفسیر کبیر جلد ۷)

ابن عباس سے مروی ہے کہ انھوں نے الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم آیۂ شریفہ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اگر انسان کو ان تین حالتوں کے سوائے چوتھی حالت حاصل ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس حالت میں بھی ذکر کا حکم دیتا (امام رازیؒ کہتے ہیں کہ) اس سے ان کی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر دوام کا حکم دیا ہے۔

صاحب معالم التنزیل نے آیۂ فاذکروا الله قیاما وقعودا کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ سے یہ روایت درج کی ہے :۔

قالت کان رسول الله یذکر الله علیٰ کل احیانه۔

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں ذکر الٰہی کرتے تھے۔

غرض مفسرین و محدثین و اکابر اہل سنت و اولیاء کرام کے اقوال و توضیحات ذکر کے فضائل میں اتنے ہیں کہ جن کو جمع کیا جائے تو وہ خود ایک ضخیم کتاب ہو سکتی ہے۔

مسلم استی دل بہ اقلیمے مبند — گم مشو اندر جہانِ چوں و چند (اقبال)

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے :۔

فاذکروا الله ذکرا کثیرا یا اولی الالباب (احزاب)

اے عقلمندو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو۔

اس آیۂ شریفہ میں تاکید کے لئے "اذکروا ذکرا" مفعول مطلق لایا گیا اور "کثیرا" کے لفظ سے مزید تاکید بڑھا دیگئی ہے۔ تاکید کا یہ اہتمام اس بات کی بدیہی دلیل ہے کہ ذکر کا حکم فرض ہے ـــــ نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں صرف صیغۂ امر کے ساتھ آیات وارد ہوئی ہیں مثلاً اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ۔ اور اس حکم کی فرضیت کو جس اہتمام سے تسلیم کیا جاتا ہے محتاج بیان نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر ذکر کو نماز سے بھی افضل عبادت قرار دیا ہے۔ فرماتا ہے :۔

اتل ما اوحی الیک من الکتاب و اقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر و لذکر الله اکبر والله یعلم ما تصنعون۔

(عنکبوت)

کتاب قرآن کی جو آیات وحی کیگئی ہیں ان کی تلاوت کرو اور نماز قائم کرو۔ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے اور البتہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور تم جو کرو گے اللہ وہ سب جانتا ہے۔

جو لوگ ذکر سے نماز یا تلاوت قرآن مراد لیتے ہیں ان کی حقیقت بھی یہاں کھل جاتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں تلاوت قرآن، نماز اور ذکر اللہ کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا اور ذکر اللہ کو بہت بڑا قرار دیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو فرض نماز سے افضل ہو وہ بھی بالضرور فرض ہوگا۔ قرآن مجید میں ذکر اللہ کا حکم بہت اہتمام کے ساتھ کئی طریقوں سے کئی موقعوں پر وارد ہوا ہے۔ اس کے باوجود حضرت مہدی علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرض قرار دینا تاکید میں اور بھی اضافہ کا باعث ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر کثیر کی تاکید و تفہیم اور اس کی فضیلت کے بیان پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ذکر قلیل کو منافقین کی صفات میں شامل کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔

ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالی یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا۔ (نساء)

منافقین اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ ان کو چالبازی کی سزا دیگا۔ اور (یہ لوگ) جب نماز ادا کرتے ہیں تو اکسائے ہوئے لوگوں کو دکھانے کی خاطر ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ کا ذکر کم کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں جن میں ذکر سے غفلت کو موجب عذاب وعتاب قرار دیا گیا ہے

(۱) فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلال مبین (زمر)

بدبختی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل ذکر اللہ سے غفلت کی وجہ سخت ہو گئے ہیں یہ سب لوگ کھلی گمراہی میں ہیں

(۲) ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین (زخرف)

جو شخص اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر شیطان کو متعین کر دیتے ہیں جو اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

(۳) ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ (طٰہٰ)

جو شخص میرے ذکر سے روگردانی کرتا ہے تو اس کی زندگی تنگی میں رہیگی اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

(۴) ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا (جن)

جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے روگردانی کریگا وہ اس کو سخت عذاب میں داخل کریگا۔

جب ذکر اللہ سے غفلت موجب عتاب و عذاب ہے تو اس کی فرضیت کو تسلیم کرنا اصول شرعیہ میں داخل اور ہر مومن و متقی کے لئے اس پر اعتقاد و عمل لازم ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل ؛ دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں (اقبال)

حضرت مہدی علیہ السلام کی جماعت نے آپ کی تعلیم پر بدرجۂ کمال عمل کیا اور آپ نے اس فقیر پر

جو آٹھ پہر کا ذاکر ہو مومن کامل کا حکم سنایا۔ چونکہ آپ کی جماعت فرضِ ذکر کی بدرجہ اتم عامل تھی اس لئے آپ نے آیۂ شریفہ " فاذکروا اللہ ذکراً کثیراً یا اولی الالباب " میں "اولوالالباب" کی اس خصوصیت کو اپنی جماعت سے مطابق قرار دیا۔

روایت نمبر (۲۰۲) ملاحظہ ہو کہ حضرت مہدی علیہ السّلام نے فرمایا:۔ ایک وقت سلطان النہار دوسرا وقت "سلطان اللیل" ہے۔ جو شخص ان دونوں وقت کی حفاظت کر رہا ہو (گویا) اس کے دن ورات ضایع نہیں جا رہے ہیں ان دونوں وقت کو جو (فقیر) ضایع کرے وہ فقیر دین نہیں (روایت ۲۰۲) انصافنامہ وغیرہ کتب نقلیات میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ سلطان النہار کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک اور سلطان اللیل کا وقت عصر سے عشا تک ہے۔ ان اوقات میں ذکر اللہ کے اثر سے دل میں توجہ قایم ہو جاتی ہے جسکی وجہ دن اور رات کے بقیہ اوقات میں قلب پر غفلت غالب ہونے نہیں پاتی۔

امامنا علیہ السّلام کے فرامین میں جس طرح منہائے عالیت وعزیمت کا معیار پایا جاتا ہے اسی طرح رخصت سے تعلق رکھنے والے احکام بھی موجود ہیں۔ آپ نے آٹھ پہر (موجودہ وقت کے لحاظ سے ۲۴ گھنٹے جس میں عصر و مغرب کے درمیان بیان قرآن بھی شامل ہے) کے ذاکر کو مومن کامل فرمایا یہ عالیت وعزیمت کا بلند مرتبہ ہے اور رخصت کی حد میں سلطان النہار وسلطان اللیل کی حفاظت کا حکم بھی موجود ہے۔ تاکہ آنے والے زمانے میں لوگ اپنی اپنی ہمت وصلاحیت کے مطابق دین مہدی سے استفاضہ کر سکیں۔ اور احکام رخصت کی صدق دل سے تعمیل ہی ان کی ترقیوں کا زینہ بن جائے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ حضرت بندگیمیاں سید محمود خاتم المرشدینؓ نے "رخصت" کی حد رکھنے والے جتنے احکام اور جو کچھ مسائل آپ نے بیان فرمائے ان سب کا تعلق فرامین امامنا علیہ السّلام ہی سے ہے اسکی مزید تفصیل کا محل نہیں۔

حضرت مہدی علیہ السّلام نے لا الٰہ الا اللہ کے چند مراتب بیان فرمائے ہیں ذکر لا الٰہ الا اللہ کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) گفتنی یعنی صرف کہنے کی حد تک (۲) دانستنی یعنی صرف جاننے کی حد تک (۳) دیدنی یعنی دیکھنے کی حد تک (۴) شدنی یعنی لا الٰہ الا اللہ ہو جانا ہے۔ دوسری کتب نقلیات میں " دیدنی کے بجائے " چشیدنی " ہے۔ ان مراتب کی تفہیم کے لئے بطور تمثیل یہ بیان کیا جاتا ہیکہ درجہ گفتنی کی مثال ایسی ہے جیسے کہ پتھر پانی میں۔ یعنی جسدرجہ پانی کا اس میں اثر ہو سکتا ہے بس اتنا ہی اثر اس درجہ والے ذاکر میں ہوتا ہے۔ اور درجہ " دانستن " کی مثال " سنگ در آتش " ہے

یعنی پتھر آگ میں جس نوعیت سے حرارت کا اثر قبول کرتا ہے۔ اتنا سا اثر "دانستن" کے درجہ والے میں ہوتا ہے۔ درجہ دیدن و چشیدن کی مثال "آتش در شمع" ہے روشن شمع کی طرح ذکر الٰہی سے ذاکر کا باطن روشن و منور رہتا ہے۔ یا اس کی مثال "نعل در آتش" ہے۔ یعنی لوہا آگ کے اثر کو اس درجہ قبول کرتا ہے کہ اپنا وجود آگ کی شکل اختیار کرے۔ آگ میں آگ تو بن جاتا ہے لیکن اس کی آہنیت سالم رہتی ہے۔ "درجہ شدن" کی مثال لکڑی اور آگ یا برف و پانی ہے۔ اس درجہ میں ذاکر "تخلقوا باخلاق اللہ" کا مکمل مصداق ہوتا ہے۔ اور اطلاقیت اتنی حاصل ہوتی ہے کہ "پس قیامت شو قیامت را ببیں" کے اصول پر فنا فی اللہ و بقا باللہ سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حاصل یہ کہ جس درجہ ذکر قائم ہوتا جاتا ہے اتنا ہی ذکر کی مداومت و مواظبت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ مرتبہ "شدنی" میں دوامیت، اطلاقیت، اور فنائیت درجہ کمال کو پہنچ جاتی ہے

ذکر قائم از قیام ذاکر است ❊ از دوام او دوام ذاکر است (اقبال)

روایت ۲۰۰۔ ملاحظہ ہو امام علیہ السلام نے فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ بندہ کے دل پر اس قدر اثر کرے جتنا مونگ کا دانہ گائے کے سینگ (مارا جائے تو) اثر کر سکتا ہے تو اس بندہ کا مقصد پورا ہو جائیگا۔" اور روایت ۲۰۱ ملاحظہ ہو کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ سے مومن کے دل پر ایسا اثر ہونا چاہیئے جیسا کہ روئی سے بھرے ہوئے گھر میں ایک چنگاری کر سکتی ہے۔ کہ جس سے ساری روئی جل جاتی ہے لیکن لا الٰہ الا اللہ کی تاثیر تو یہ ہے کہ غیر اللہ کی محبت پوری پوری سوختہ ہو جاتی ہے

اس فرمان سے ظاہر ہے کہ بنیادی امر محبت و عشق الٰہی ہے اس کے بغیر ذکر میں وہ اثر اور وہ رنگ نہیں قائم ہو سکتا۔ من احب شیئا اکثر ذکرہ (جسکو جس کسی چیز سے زیادہ محبت ہوگی اس کا ذکر زیادہ کریگا) اسی لئے "عشق" کو "ام الکتاب" اور "آب حیات" کہتے ہیں۔ جو تعلیمات قرآن کا حاصل اور بقا باللہ کا باعث ہے

برخور از قرآں اگر خواہی ثبات ❊ در ضمیرش دیدم آب حیات
تا دو تیغ لا و الا داشتیم ❊ ما سوی اللہ را نشان نگذاشتیم (اقبال)

مولف انصاف نامہ حضرت میاں ولی جی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

مراقبہ را دو معنی یکے معنی آنکہ مراقبہ محافظہ است مشتق من الرقابۃ وھو الحفظ یعنی دل را از خواطر غیر حق بذکر حق نگاہ داشتن و حق را بر خود مطلع دیدن و این مراقبہ مبتدیانست۔ دوم

مراقبہ کے دو معنی ہیں ایک مراقبہ بمعنی محافظہ ہے۔ جو "رقابۃ" سے مشتق ہے جس کے معنی حفاظت کے ہیں یعنی دل کو غیر حق کے خطروں سے بچا کر ذکر حق میں مشغول رکھنا اور حق کو اپنے پر آگاہ سمجھنا۔ یہ مراقبہ

مراقبہ بمعنی مشاہدہ است مشتق من الرقوب و هو النظر یعنی در مشاہدہ جمال و جلال ذات و صفات حق چناں مستغرق شد کہ ہیچ چیز یاد نیاید و ایں مراقبہ منتہیانست پس اعمال جوارح با پریشانی خاطر ممکن ہست امامراقبہ بغیر خلوت باطن اصلا ممکن نیست پس اے عزیز طالب حق را باید دائم در مراقبہ باشد و ہر چہ معاملہ و خواب بیند پیش مرشد عرض کند بہ خودی خود مغرور نشود۔

(انصاف نامہ باب ۵)

مبتدیوں کا ہے دوسرا مراقبہ بمعنی مشاہدہ ہے جو رقوب سے مشتق ہے جس کے معنی دیکھنے کے ہیں یعنی جمال و جلال ذات و صفات حق کے مشاہدہ میں ایسا مستغرق ہو کہ کوئی چیز یاد نہ آنے پائے اور یہ مراقبہ منتہیوں کا ہے۔ اعضاء کے افعال دل کی پریشانیوں میں بھی صادر ہونا ممکن ہے لیکن مراقبہ بغیر خلوت باطن کے بالکل ناممکن ہے پس اے عزیز طالب حق کے لئے لازم ہے کہ ہمیشہ مراقبہ میں رہے اور جو کچھ معاملہ و خواب دیکھے مرشد سے عرض کرے اپنی خودی میں مغرور نہ ہو جائے۔

حضرت امامنا علیہ السلام کی خصوصیت یہ تھی کہ ہر آنے والے مصدق کو خواہ عالم ہو یا امی مرد ہو یا عورت پاس انفاس اور ذکر خفی کی تلقین فرماتے تھے۔ اور یہ تمام اذکار مراتبی میں افضل ترین ہے۔ اسی لئے فقرائے مہدویہ میں اوراد و وظائف اور تسبیح کے دانوں یا انگلیوں کی گنتی پر عمل نہیں رہا ہے۔ کیونکہ ذکر خفی کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ ملاحظہ ہو روایت ۲۰۱ میں یہ اشعار درج ہیں:۔

انفاس پاس دار اگر مرد عارفی
ملک دو کون ملک تو گردد بہ یک نفس

ہر یک نفس کہ می رود از عمر گوہریست
کاں را خراج ملک دو عالم بود بہا

ہمچند کایں خزانہ دہی رائگاں بباد
انگہ روی بخاک تہی دست و بے نوا

یعنی اپنے سانسوں کی نگرانی کر اگر تو مرد عارف ہے۔ دونوں جہاں کی بادشاہت تیری ملک ایک سانس میں ہو جائیگی۔ عمر کی ہر ایک سانس جو نکل رہی ہے ایک موتی ہے جسکی قیمت دونوں جہاں کی بادشاہت ہے اس خزانہ کو رائگاں کرنا تو پسند نہ کر۔ ایسا کرے گا تو خاک میں خالی ہاتھ اور بے نوا جائیگا۔

ذکر پاس انفاس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ مہدوی اپنی ناک کو آلۂ ذکر قرار دیتے ہیں حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک رسالہ[1] میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے:۔

"صفت ناسزا کہ نسبت یاران سید محمد می کنند خطائے محض است زیرا چہ آنکہ میگویند کہ یاران سید محمد بینی را آلت ذکر ساختہ اند الخ۔ یعنی متبعین سید محمد مہدی علیہ السلام پر الزام عاید کرتے ہیں کہ انھوں نے ناک کو آلۂ ذکر قرار دیا ہے" محض غلط ہے۔

---

[1] یہ رسالہ ۱۰۰۱ھ کی لکھی ہوئی کردہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور ہم نے متعدد نسخوں سے اس کا مقابلہ بھی کیا ہے۔

اس کے بعد آپنے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی پیروی کو واضح کرتے ہوئے یہ آیت بیان کی ہے :۔

واذکر ربک تضرعاً وخیفة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین (اعراف)

اور صبح شام ذکر کرو اپنے رب کا عاجزی وخوف کی حالت میں نہ کہ کھلی آواز میں۔ اور غافلوں میں شامل نہ ہو جاؤ۔

نیز یہ آیت بھی درج فرمائی ہے :۔

اذ نادیٰ ربه نداء خفیا (مریم)

جب کہ اپنے رب کو پوشیدہ طور پر پکارا۔

اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔

چوں مصطفیٰ علیہ السلام وپیغمبران دیگر ما مور بذکر خفی باشند پس معلوم شد کہ ذکر خفی اولیٰ تر است از ہمہ اذکار وآلت ذکر قلب است وتا آں کہ یاد حق در دل قرار نگیرد ذاکر از صفات غفلت بیرون نیاید وقرار دادن یاد حق را بغیر پاس داری نفس محال باشد وبغیر ذکر پاس انفاس دل از خواطر واوہام پاک نشود زیرا چہ منشا و مستقر نفس قلب است۔ الخ

جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر پیغمبر ذکر خفی پر مامور ہیں تو معلوم ہوا کہ ذکر خفی تمام اذکار میں اولیٰ تر ہے۔ اور آلہ ذکر قلب ہے جبتک یاد حق دل میں قرار نہ پائے ذاکر صفات غفلت سے بچ نہیں سکتا۔ اور بغیر پاس انفاس کے ذکر قائم ہونا محال ہے اور پاسداری سانس کے بغیر دل خطرات واوہام سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ سانس کا منشا اور مستقر قلب ہے۔

اس کے بعد آگے چلکر فرماتے ہیں کہ :۔

نفس مقید بہ بینی نیست بلکہ او را دخل در جمیع اعضا است وہم ازیں جہت ہمہ روندگان راہ حق وجویندگان ذات مطلق ذکر خفی را اولیٰ داشتہ اند زیرا کہ بے ذکر خفی وذکر پاس انفاس وجود ذاکر از زلوث وریا وعجب پاک نشود وذکر دوام حاصل نیاید از جہت آں کہ اگر ذکر حق را بر زباں آرد گاہے باشد کہ ذاکر بحکایت وبخوردن وبخسپیدن مشغول شود وچوں مشغول بچیزے شود از یاد حق باز ماند واز جملہ غافلاں باشد وغفلت

سانس ناک میں مقید نہیں رہتی اس کا دخل تو تمام اعضائے جسمانیہ میں ہے اسی لئے سالکین راہ حق وطالبین ذات مطلق نے ذکر خفی کو اولیٰ تر قرار دیا کیونکہ ذکر خفی اور ذکر پاس انفاس کے بغیر ذاکر کا وجود لوث وریا وعجب سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اور ذکر دوام حاصل نہیں ہو سکتا اس کا سبب یہ ہیکہ اگر ذکر حق زبان سے کیا جائے تو چونکہ کبھی ذاکر مصروف گفتگو ہوگا کبھی کھانے پینے میں مشغول ہوگا۔ اور جب کبھی دوسری مشغولیت ہوگی زبان کے ذریعہ یاد حق سے باز رہیگا اور غافلین میں شمار ہو جائیگا حالانکہ غفلت

صفت مومن نیست الخ | مومن کی صفت نہیں ہے۔

اس کے بعد دوران بحث میں حدیث شریف "کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت۔ (ہر سانس جو بغیر ذکر خدا کے نکلے مردہ ہے) پیش کر کے فرماتے ہیں کہ :-

در قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکمت آنست کہ نفس را در آمد در دل و در جمیع اعضا است وچوں نفس باذکر حق سرایت در جمیع اعضا کند واز فیض ذکر اثر حیات در جمیع اعضا پیدا آید تا درخت ایمان را در دل ذاکر برویاند۔ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ ینبت الایمان کما ینبت الماء البقلۃ بدان اے عزیز چوں مقصود آں باشد کہ بواسطہ پاس داری نفس یاد حق در دل قرار گیرد و نفس باذکر حق در دل رود و بیرون آید خواہ از دہن خواہ از بینی وایں ہر دو راہ نفس اند بواسطہ گذر نفس بینی آلہ ذکر نمی شود زیرا کہ نفس مطلق است و یاران سید محمد را مقصود آنست کہ بواسطہ پاسداری نفس یاد حق در دل قرار گیرد و بذکر خدا اطمینان قلب حاصل شود کما قال سبحانہ وتعالیٰ "تطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

(رعد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں حکمت یہ ہیکہ سانس کو چونکہ دل میں اور تمام اعضا میں دخل ہے جب سانس ذکر حق کے ساتھ تمام اعضا میں سرایت کریگی اور ذکر کے فیض سے حیات کا اثر تمام اعضا میں ہوگا تو ذاکر کے دل میں ایمان کا درخت اگائے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا الہ الا اللہ" ایمان کا درخت اس طرح اگاتا ہے جسطرح کہ پانی سبزی کو اگاتا ہے۔ اے عزیز تو جان لے مقصد یہی ہے کہ سانس کی پاسداری سے ذکر اللہ دل میں قرار پائے اور سانس ذکر اللہ کے ساتھ اندر جاتی اور باہر آتی ہے خواہ منہ کے ذریعہ یا ناک کے ذریعہ۔ یہ دونوں سانس کے راستے ہیں۔ سانس محض اس راستہ سے گذرنے کی وجہ ناک ذکر کا آلہ نہیں قرار دیجاسکتی کیونکہ سانس تو بذات خود مطلق ہے۔ اور متبعین حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام کا مقصد یہی ہیکہ سانس کی پاسداری کے ذریعہ ذکر اللہ کو قلب میں قائم کیا جائے اور ذکر خدا سے قلب ہی کو اطمینان نصیب ہوسکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذکر اللہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ آگاہ رہو کہ ذکر اللہ کے ذریعہ قلوب اطمینان حاصل کرتے ہیں۔

اور یہی حصول دیدار کا ذریعہ بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (فجر)

اے نفس مطمئنہ اپنے رب کیطرف راضی بہ رضا ہو اور میرے بندوں میں شامل ہوکر میری جنت (دیدار) میں داخل ہو۔

امامنا علیہ السلام نے ذکر میں لا الہ الا اللہ ہی کو مخصوص فرمایا ہے اور اسی کو انبیاء و صحف سماویہ کا مقصد

وارد یا ہے۔ اور ذکر خفی کی تعلیم کیوجہ سے بجز ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اس کے برخلاف دیگر اوراد و وظائف میں غیر اللہ کا تعلق ہو سکتا ہے اور ریا و لوث بھی شامل رہ سکتا ہے۔ مثلاً حصول رزق و رفع تنگدستی کیلئے "یا قوی" اور کسی کی محبت قائم کرنے کیلئے "یا ودود" کا ورد کیا جاتا ہے۔ ایسے اوراد میں اگرچہ خدا کا نام ہے لیکن اوراد کا مقصد خدا نہیں اسی لئے امامنا علیہ السلام نے صرف ذکر لا الٰہ الا اللہ کی پابندی فرض قرار دی ہے جسمیں غیر اللہ کی طلب کا شائبہ ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صاف و صریح طور پر کئی مقامات پر واضح فرمایا ہے کہ ذکر الٰہی اور عبادات خالصاً لوجہ اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ جس مقصد و منشا کے تحت عمل کیا جائیگا معناً وہی مقصد و منشا اس کا معبود و مقصود قرار پائیگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ءفرءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ (جاشیہ و فرقان)

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی ہوس و خواہش کو اپنا معبود بنالیا۔

روایت ہے کہ ایک موقع پر کسی نے چار بڑی کتب سماویہ کے نزول کی ماہیت کی نسبت حضرت مہدی علیہ السلام سے سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ :۔ مراد از توریت و زبور و انجیل و فرقان ہمیک کلمہ لا الٰہ الا اللہ است (الصافات ۳۵) یعنی توریت و زبور و انجیل و قرآن کے نزول کا مقصد ایک ہی چھوٹا سا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہے!!! اس مختصر جواب سے یہ حقیقت عیاں ہو رہی ہے کہ بعثت انبیاء و نزول کتب سماویہ کی علت غائی فی الاصل اقرار و معرفت توحید باری تعالیٰ ہے۔ اس کے سوائے عبادات و معاملات وغیرہ مسائل سے متعلق جو کچھ تعلیمات و احکام ہیں وہ لوازم ضروریہ ہیں۔ اسی لئے اسلام کی ابتدا بھی کلمہ طیبہ سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا بھی اسی کلمہ طیبہ سے جسمیں پہلے الٰہ کی نفی کی تعلیم دیگئی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مومن جب کبھی الا اللہ کی راہ میں جس کسی الٰہ کو حائل پائیگا اس الٰہ کو ترک کر کے الا اللہ کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کریگا۔ کیوں کہ اقرار "باللہ" پر نفی "غیر اللہ" کو مقدم رکھا گیا ہے۔

بیان میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے ❊ ترے دماغ میں بتخانہ ہو تو کیا کہئے
وہ رمز شوق جو پوشیدہ لا الٰہ میں ہے ❊ طریق شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہئے (اقبال)

غرض امامنا علیہ السلام کی تعلیمات میں خصوصیت کے ساتھ اس امر کی اہمیت پائی جاتی ہے کہ ذکر الٰہی اور عبادات میں خیال "ماسوی اللہ" کا شمہ برابر بھی دخل باعث خلل تصور کیا جائے۔

روایت ہے کہ بندگیمیاں سید سعد اللہ[1] و بندگیمیاں سید عبد اللطیف میں بہت محبت تھی اور ثانی الذکر

---

[1] اول الذکر بڑے اور ثانی الذکر چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ دونوں حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر صدیق ولایتؒ کے پوتے اور حضرت بندگیمیاں سید شریف شریف الحقؒ کے فرزند ہیں۔ احقر کا سلسلہ نسب نقری حضرت میاں سید سعد اللہؒ کو پہنچتا ہے۔

نے اول الذکر سے علاقہ (بیعت) بھی کیا تھا۔ نماز جماعت میں میاں سید سعد اللہ اگر امام ہوتے تو میاں عبد اللطیف حاضر ہوتے ورنہ دوسرے امام کی اقتدا میں نماز کم ادا کرتے تھے فقرائے دائرہ سے کسی نے ایک دن میاں سید سعد اللہؒ سے عرض کیا کہ میاں عبد اللطیف نماز جماعت میں کم آتے ہیں۔ میاں سید سعد اللہؒ نے مسکرا کر فرمایا آپ ہی پوچھئے تمام برادران دائرہ نے پوچھا کہ آپ نماز جماعت میں کیوں کم آیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جب امام حاضر نہیں ہوتا ہے تو میں تنہا پڑھ لیتا ہوں برادران دائرہ نے کہا امام تو ہر نماز میں حاضر رہتا ہے؟ پس میاں نے نماز مغرب کی جماعت میں شریک ہونے کے بعد ایک دو رکعت ادا کر کے نیت توڑ کر علحدہ نماز ادا کی تمام برادران نے عرض کیا اس وقت امام حاضر ہونے کے باوجود آپ نے تنہا نماز کیوں پڑھی؟ میاں نے فرمایا کہ امام حاضر نہ تھا (بے حضور قلب تھا) تیلی کے گھر ایک جراف چراغ کا تیل لانے گیا تھا۔ پھر میں کس کے پیچھے نماز پڑھتا!! اس کے بعد امام نے عرض کیا صحیح فرماتے ہیں کہ میرے دل کا خطرہ اسی جگہ سے متعلق تھا اس کے بعد تمام برادران دائرہ کا حسن اعتقاد زیادہ ہو گیا اور (اس درس عمل پر میاں عبد اللطیفؒ کے) ممنون ہوئے (اخبار اسرار باب ۹ فصل ۱)

میاں عبد اللطیفؒ کی اس باطنی کیفیت پر ان کے مرشد میاں سید سعد اللہؒ آگاہ تھے کیوں کہ مسکرا کر انہیں سے پوچھنے کا حکم دینا اسی بات کی علامت ہے۔ اور روایت کے انداز بیان سے ظاہر ہے کہ امام کے حضور قلب کے بغیر میاں عبد اللطیفؒ کو نماز میں تسکین نہ ہوتی تھی اور ان کی اس خاص کیفیت کی وجہ ان کے مرشد نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ رکھا تھا اور دائرہ میں عام حیثیت سے جو نماز ادا ہو رہی تھی وہ چونکہ از روے احکام شرعیہ پورے ارکان ظاہرہ کی حامل اور جواز کا فتویٰ رکھتی تھی اس لئے صاحب دائرہ میاں سید سعد اللہؒ نے حضور قلب کی باطنی کیفیت اور اس کیفیت کے کشف اور اس کے اثر کو جو "صاحب کشف کا خصوصی ذاتی معاملہ ہے" خصوصیات ہی کی حد میں رکھا اور عام ظاہرہ حیثیت میں جواز نماز کو متاثر کرنے والا کوئی حکم صادر نہیں فرمایا۔ کیونکہ باطنی خصوصیت ہر فرد کے بس کی بات نہیں۔ برادران دائرہ کا حسن اعتقاد زیادہ ہونا اور میاں عبد اللطیف کے ممنون ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس درس عمل سے نماز کی باطنی خصوصیت، حضور قلب، ترک خیال ماسوی اللہ کیطرف توجہ انہیں قائم ہو گئی۔ اور اس کشف و عمل کے اظہار کی علت غائی بھی یہی تھی ــــ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:۔ احکام شریعت کے تحت جو شخص نماز ادا کرتا ہے ہر عالم شریعت اس کی نماز ادا ہونے کا فتویٰ دیگا جو۔ نحن نحکم بالظاھر کے بالکل مطابق ہے۔ لیکن ایک عارف باللہ سے بھی پوچھو وہ اگر کہدے کہ نماز ادا ہو گئی تو سمجھو کہ فی الحقیقت وہ نماز کیسی ہو گی!!

غرض واقعہ مذکور الصدر تبع تابعین سے ملحق زمانہ کا ہے! اسی پر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے اور آپ کی تعلیمات و فیض صحبت سے راست مستفیض ہو رہے تھے ان کے

ذکر و نماز کی باطنی خصوصیات کا کیا عالم ہوگا !! جب کہ امامنا علیہ السلام نے یہ خوشخبری سنائی ہو کہ :-

"یک نظر بندہ بہتر از عبادت ہزار سالہ"

اک شرع مسلمانی اک جذب مسلمانی ؛ ہے جذب مسلمانی سر فلک الافلاک
اے رہرو فرزانہ بے جذب مسلمانی ؛ نے شاخ عمل پیدا نے شاخ یقیں نمناک (اقبال)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ذالکم ربکم لا الہ الا ھو خالق کل شئ فاعبدوہ (انعام)

یہی تمہارا رب ہے اس کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے پس تم اسی کی عبادت کرو۔

اور ایک جگہ فرماتا ہے :-

الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صفت، کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ۔ (نور)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ زمین و آسمان میں کی ہر چیز اور اڑنے والے پرندے اس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ ان میں کا ہر ایک اپنی نماز اور اپنے ذکر الٰہی سے واقف ہے۔

جب زمین و آسمان میں کی ہر چیز اپنے اپنے حدود میں ذکر و عبادت کی خصوصیت کی حامل ہے تو انسان کی عقل و تمیز کا اقتضا یہ ہونا چاہیئے کہ اس کی عبادت اور اس کے ذکر کو خود آپ ہی اپنے پر فرض قرار دے۔ اس کے بجائے احکام فرض اور تاکید و تفہیم کے باوجود مائل بہ تاویلات ہونا ذکر اللہ کی آیتوں سے ذکر اعمال الٰہی وغیرہ معنوں کو مخصوص کر دینا منشا تعلیمات البیّہ کے سراسر منافی ہے۔

گفت مرگ عقل ؛ گفتم ترک فکر ؛ گفت مرگ قلب ؛ گفتم ترک ذکر
گفت تن ؛ گفتم کہ زاد از گرد رہ ؛ گفت جاں ؛ گفتم کہ رمز لا الہ
گفت آدم ؛ گفتم از اسرار او ست ؛ گفت عالم ! او خود روبروست (اقبال)

توضیح روایات در بیان توکل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقا۔ لھم درجات عند ربھم

بے شک ایمان والے وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔ اور جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیات ان مومنین کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ مومنین اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ وہ لوگ نماز قائم رکھتے ہیں اور ہم جو کچھ رزق ان کو عطا کریں خرچ کرتے ہیں یہی

ومغفرة ورزق کریم۔ (انفال)	سب سچے مومنین ہیں۔ جن کے لئے ان کے رب کے پاس مرتبے ہیں۔ بخشش ہے اور رزق کریم ہے۔

توکل کو مومنین کی صفات میں شمار کیا ہے۔ اور کمالِ ایمان کی توضیح کے لئے "ھم المومنون حقا" فرمایا۔ توکل کے بھی مدارج ہیں جن کا تعلق راست ایمان کے مدارج سے ہے جیسے جیسے معرفت توحید و ایمان کے مراتب میں ترقی ہوتی جائیگی ویسے ہی نور یقین میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ اور یہی توکل کے مدارج کے ارتقا کی علت ہے۔ اور ہر مومن کو اس کے درجۂ ایمان کے مطابق توکل کا درجہ حاصل ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "لھم درجات عند ربھم" فرمایا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ (العمران)	جب تو عزم کرے تو اللہ پر توکل کر کیونکہ اللہ متوکلوں کو پسند کرتا ہے۔
نیز فرمایا ہے:۔ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین	اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومنین ہو۔

اور بہت سی آیات ہیں جن سے توکل کی اہمیت اور تاکید ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب توکل کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے تو پھر ہر مومن پر توکل فرض ہو جاتا ہے خواہ یہ کتنا ہی کم درجہ کا ہو۔ کیونکہ جن احکام پر حصول ایمان موقوف ہو ان احکام کی تعمیل بالضرور فرض ہوگی اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے بحکم خدا تعالیٰ ہر مومن کیلئے توکل فرض فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ رزق کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے بارہا واضح فرمایا کہ وہی رازق حقیقی ہے چند آیات یہ ہیں۔

ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین (ذاریات)	بے شک اللہ ہی رازق ہے مضبوط و مستحکم قوت والا ہے۔
وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا (ہود)	دنیا میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ پر نہ ہو۔

جس طرح اپنے خالق ہونے کی صفت کو اہمیت سے بیان فرمایا ہے اسی طرح اپنے رازق ہونے کا بھی قوی یقین مومنین کے قلوب میں پیدا کرنے کی اس نے کوشش کی اور یہی حقیقت بھی ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون ❊ کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار ❊ خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب ❊ موسموں کو کس نے سکھلائی خوئے انقلاب (اقبال)

غرض اللہ تعالیٰ ہی رازق حقیقی ہے اسی کی ذات پر توکل فرض ہے۔ جسکی تعمیل حسب قوت ایمان و نور یقین کیجا سکتی ہے اسباب و تدبیر اختیار کر کے اللہ پر توکل کرنا ابتدائی درجہ ہے۔ عشق و محبت اور ذکر و فکر میں ترقی سے توکل کے مدارج میں بھی ترقی ہوتی ہے حتیٰ کہ اسباب پر سے نظر اٹھکر صرف مسبب سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ توکل کا

انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ اپنے تمام ذاتی کاروبار کو خدا پر سونپ دے، راضی برضا اور بے اختیار ہو جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ :۔

رب المشرق والمغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا۔ (مزمل)	اللہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوائے کوئی الٰہ نہیں پس تو اسی کو وکیل بنالے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روایات شاہد ہیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور تبلیغ دین کے لئے اپنے کو وقف فرما دیا تھا۔ تجارت، زراعت، ملازمت وغیرہ کسب معیشت سے متعلقہ امور میں آپ کے اوقات صرف نہ ہوتے تھے۔

آپ کے خاص صحابہ و اصحاب صفہ نے بھی آپ کے اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کی ہے اور اولیا و صالحین کرام کا طریقہ بھی یہی رہا ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی خدا کے حکم سے توکل کو فرض قرار دیا اور اس کے اعلیٰ مدارج تک رہبری فرمائی۔

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر ❊ جس فقر کی اصل ہے حجازی
اس فقر سے آدمی میں پیدا ❊ اللہ کی شان بے نیازی
روشن اس سے خرد کی آنکھیں ❊ بے سرمۂ بوعلی و رازی
مومن کی اسی میں ہے امیری ❊ اللہ سے مانگ یہ فقیری (اقبال)

توکل کے باب میں حضرت مہدی علیہ السلام نے حلال اور حلال طیب کا جو نازک فرق دکھایا ہے وہ روایت ۷۳ میں ملاحظہ ہو کہ آپ نے فرمایا "بندہ کو اختیار و کوشش سے شرع کے موافق جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ حلال ہے لیکن حلال طیب نہیں۔ حلال طیب تو وہ ہے کہ بے اختیار پہنچ جائے اور حلال پر محاسبہ ہے۔ حلال طیب پر نہیں کما قال اللہ تعالیٰ :۔ کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقاً قال یا مریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ یعنی جب کبھی زکریا مریم کے پاس کوٹھری میں داخل ہوتے وہاں رزق موجود پاتے۔ انھوں نے کہا اے مریم یہ (رزق) تمہارے لئے کس طرح پہنچتا ہے؟ (مریم) نے جواب دیا یہ اللہ کے پاس سے (آتا ہے) بیشک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بحساب رزق عطا فرماتا ہے۔ (جز ۳ رکوع ۱۲) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز حلال ہو اس کا حساب ہوگا اور جو حرام ہو اس پر عذاب ہوگا۔ اور جو طیب ہو وہ بے حساب ہے۔ (یعنی اس کے بارے میں پوچھ نہ ہوگی (روایت ۷۳) اور روایت ۷۴ ملاحظہ ہو کہ ایک دفعہ (ایک شخص) خدا تعالیٰ (کے نام سے) کچھ بھیجا یا صحابہ نے عرض کیا کہ یہ حلال طیب ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ حلال ہے حلال طیب نہیں کیوں کہ دو تین روز قبل اس کی خبر پہنچی تھی کہ وہ شخص

بھیجنا چاہتا ہے۔ الخ اور روایت (۱۴۶) میں یہ توضیحی فقرہ بیان ہوا ہے۔ کہ "شرط توکل بریختہ است" یعنی دفعتہً بے شان و گمان اچانک جو پہنچ جائے حلال طیب ہے اور توکل کا اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔

آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال چیزیں محض امتحان کے لئے پیدا کی ہیں چنانچہ فرماتا ہے

انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملاً وانا لجاعلون ما علیھا صعیداً جرزا۔ (کہف)	روئے زمین میں جو کچھ ہے اس کو ہم نے زینت کے لئے بنایا ہے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو جانچیں کہ کون ان میں اچھا عمل کرنیوالا ہے۔ اور ہم اس کو (مٹا کر) چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں

اسی لئے حلال کو بے حساب نہیں سمجھا جا سکتا اس کی پوچھ برابر ہوگی۔

فان حلالھا حساب وحرامھا عذاب (فردوس دیلمی حرف الف ماخوذ از کحل الجواہر)	دنیا کا حلال حصہ قابل حساب ہے اور حرام حصہ موجب عذاب۔

روایت ہے کہ "حضرت عمرؓ کو ایک روز تشنگی ہوئی تو آپ کے لئے شہد اور ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا آپ نے اس کو ہاتھ میں رکھ لیا اور نہیں پیا۔ فرمایا کہ مجھے اس کے حساب کو دور کر دو۔ دنیا خواہ تھوڑی ہو یا بہت، اور حلال و حرام سب کچھ ملعون ہے سوائے اس کے جو تقویٰ اور پرہیزگاری میں مدد دے کیونکہ اس قدر دنیا مذموم نہیں اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ و پرہیزگاری اور تزکیۂ نفس کے لئے توکل کی منزل میں مومن کو قلب کی تسکین ضروری ہے۔

وہی نگاہ کے ناخوب و خوب سے محرم ؛ وہی ہے دل کے حلال و حرام سے آگاہ (اقبال)

روایت ۱۴۷ ملاحظہ ہو کہ حضرت میاں الہداد شاعرؓ نے ایک دن کچھ رقم حضرت مہدی موعود کی خدمت میں پیش کی حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ رقم اپنے پاس رکھو میاں الہدادؓ نے اس کو اپنے پاس امانتہً رکھا کچھ عرصہ بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے اس رقم کو طلب فرمایا میاں الہدادؓ نے اسی وقت حاضر کر دی اور امامنا علیہ السلام نے سویت کرا دی میاں الہدادؓ نے کہا کہ میں فقراء کی جماعت میں مردار خوار ہوں۔"

حضرت بندگی الہدادؓ کے پاس جو رقم تھی سویت کے وقت اس رقم سے ان کو بھی حصہ ملا۔ تو اس پر ان کو خیال گذرا کہ اس سے ان کے توکل و تزکیۂ نفس میں خلل ہوا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ سویت سے قبل اس رقم کے حساب سویت کئے جانے اور ان کو حصہ ملنے کا خیال گذرا ہو۔ اس لئے انتہائے احتیاط تقویٰ کی وجہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "میں فقراء کی جماعت میں مردار خوار ہوں"۔ انصافنامہ کی ایک روایت سے ایسے عمل کی تائید ہوتی ہے!۔

میاں فرید مہاجرؓ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے حجرہ میں ہو اور (کسی کے) نعلین کی آواز سنکر اس کے دل میں خیال پیدا ہو کہ کوئی فتوح لا رہا ہے تو یہ توکل کے خلاف ہے (انصافنامہ باب ۶) اس لحاظ سے حضرت بندگی ملک الہدادؓ کا عمل تعلیمات امامنا علیہ السلام کے عین مطابق ہو جاتا ہے۔

استاذی مولٰنا محمد سعادۃ اللہ خانصاحب نے لفظ "مردارخوار" کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا کہ ممکن ہے یہ سہو کتابت ہو فی الاصل "مردارخدار" ہوگا یعنی مجھے فقر کی جماعت میں یہ امتیاز حاصل ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے حساب وکتاب کی خدمت سے سرفراز کیا گیا ہوں۔ کیونکہ "ارخ" حساب وکتاب کو کہتے ہیں۔ اور مردارخدار کے معنے حساب وکتاب رکھنے والا آدمی۔ واللہ اعلم۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق ؛ جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست ؛ زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے ؛ فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے (اقبال)

غرض امامنا علیہ السلام نے حلال اور حلال طیب کا نکتہ جس انداز سے سمجھایا اور آپ اور آپ کے متبعین نے اس پر جس درجہ عمل کیا وہ ذیل کی روایات سے واضح ہے:۔ روایت ۱۴۸ ملاحظہ ہو کہ "شیخ صدرالدین سندھیؒ آدھی رات کو حجرہ میں ہاتھ بڑھا کر روٹیاں اس طرح رکھ دیتے تھے کہ کسی کو خبر تک نہ ہوتی تھی کہ کس نے رکھ دیں" یہ واقعہ دو رات پیش آیا طالبان خدا نے حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں بحالت زاری فریاد کی کہ میراں جی ہمارے رہزنی ہو رہی ہے حضرتؑ نے دریافت فرمایا کیا ہو رہا ہے؟ عرض کرنے لگے کہ دو راتوں سے یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص حجرہ میں اپنا ہاتھ دراز کرکے روٹیاں رکھ دیتا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کون ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ طالبان خدا کو ایذا مت دو تاکہ دل غیر اللہ کی طرف مائل نہونے پائے"

فقر وفاقہ کے باوجود اس خفیہ امداد کا ضمیر پر شاق گزرنا اور زاری کی حالت میں شکایت کرنا اس بات کی بدیہی دلیل ہے کہ غیر اللہ پر نظر نہ رکھنا حلال طیب کی جو شرط ہے اس کی حفاظت کی طاقت بدرجۂ اتم ان میں موجود تھی۔

تعلیم توکل میں سوال سے بچنے کی بہت زیادہ اہمیت پائی جاتی ہے۔ ترک دنیا کی بحث میں یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف" آیہ شریفہ کی توضیح کے تحت اس کا بیان کیا جا چکا کہ حالت اضطرار میں جب کہ حرام کو حلال قرار دیا جا سکتا ہے اس وقت بھی امامنا علیہ السلام نے مومن کے شعور کو بیدار رکھنے کی سعی فرمائی ہے چنانچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ:۔

باز فرمودند اگر متوکل با اضطرار رسد بایں اشیاء مردار بخورد فاما سوال نکند۔ (شواہد الولایت باب ۳۲)

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ متوکل اضطرار کی کیفیت میں ہو جائے تو مردار کھالے لیکن سوال نہ کرے۔

سفر خراسان کا اس چودھویں صدی ہجری کے سہولت بخش زمانہ میں جن لوگوں کو موقع وتجربہ حاصل ہوا ہے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ساڑھے چار سو سال قبل کے زمانہ میں کس قدر کٹھن سفر ہوگا اس پر مزید کیفیت یہ کہ بے زاد راحلہ سفر کوئی ساز سامان نہیں۔ فقر وفاقہ کی حالت میں ان خطرناک مقامات کا سفر تنہا نہیں، جماعت کثیر مع

اہل وعیال ساتھ ہے۔ درخت کے پتوں پر اکثر گذارہ ہو رہا ہے لیکن سفر برابر جاری ہے۔ ہمراہیوں کی عالی ہمت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ حضرت میاں یوسف رضی اللہ عنہ جن کے پیر میں زخم آ گئے تھے راستہ میں ایک مقام پر زخم صاف کرنے کیلئے بیٹھ گئے۔ قافلہ گزر رہا تھا جب حضرت امام علیہ السلام ان کے قریب سے گزرے تو سوال کیا کہ۔ میرا نجی! "مہدی موعود کی جماعت پر نہایت سخت و کٹھن وقت جو آنیوالا ہے وہ کب آئے گا؟" آپ نے فرمایا وہ یہی وقت ہے اللہ کے فضل سے تمہارا ظرف بڑا ہے اس لئے تم کو معلوم نہیں ہو رہا ہے"۔

نیز ایک روایت یہ بھی ہے کہ سفر خراسان میں ایک مقام پر ایک اونچے ٹیلے پر آپ چڑھ گئے۔ پیچھے سے آپ کی جماعت جو چلی آ رہی تھی اس کو ملاحظہ فرمانے لگے جن میں عورتیں بچے ضعیف مریض سب ہی شامل تھے آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ اس وقت آپنے بارگاہ رب العزت سے التجا کی کہ:۔

"اے اللہ! تو حاضر و ناظر ہے۔ علیم و خبیر ہے۔ بندے کے اور ان لوگوں کے حال سے بخوبی آگاہ ہے کہ اس بندہ نے ان لوگوں کی کوئی محبوب چیز اپنے قبضہ میں نہیں رکھ لی ہے۔ اور نہ ان کو زر و دولت دلانے کا وعدہ کیا ہے۔ کہ جسکی وجہ یہ لوگ اس قدر مشقت پر مجبور ہوئے ہوں اگر ان کا مجھ پر کوئی حق ہے تو یہ کہ میں ان کو تیرے عشق و محبت اور تیری معرفت کا راستہ دکھا سکتا ہوں۔ اسی وقت فرمان ایزدی ہوا کہ "اے سید محمد میں نے اس جماعت کے سب چھوٹے بڑوں کے گناہ بخش دیئے ہیں۔ تو ان کو ایمان کی بشارت دے"۔ پھر آپنے سب کو اس فضل ایزدی پر آگاہ کیا اور ایمان کی بشارت عطا فرمائی۔

غرض دعوی مہدی کے بعد کے طویل اور انتہا درجہ سخت آزمائش ایزدی کے زمانے میں بارہا اضطراری صورت پیش آئی۔ کئی نفوس مطہرہ نے فاقہ سے جام شہادت نوش کیا۔ لیکن اسوقت سوال کی اجازت دینے کا کوئی واقعہ کتب نقلیات میں نہیں پایا جاتا۔ آپنے صرف سوال ہی کو توکل کے منافی نہیں قرار دیا بلکہ صورت سوال سے بھی صریح طور پر منع فرمایا ہے۔ چنانچہ نقلیات کی فہرست میں بیان توکل کے تحت جو روایات ہیں۔ ان میں اسی نکتہ کا پہلو شامل پایا جاتا ہے۔ اور توکل کی حسب ذیل خصوصیات کا علم ہوتا ہے۔ روایت ۱۳۵

۱۔ ایک ہی شخص کی بار بار لائی ہوئی فتوح پر تعین کا حکم لگایا گیا۔ اور لینے سے انکار کیا گیا ملاحظہ ہو

۲۔ دائرے میں فتوح جو روانہ کیجاتی اس میں بعض فقرا کیلئے تعداد اگر مخصوص کر دیگئی ہو تو اس کو قبول نہ کیا گیا ملاحظہ ہو روایت ۱۴۹، ۱۵۰ و ۱۵۱۔

۳۔ اہل دائرہ سے کوئی شخص کسی دولت مند کے گھر جائے اور وہ اس کو کچھ دے یا اس کے ذریعہ دائرہ کے لئے کچھ بھجوائے تو اس پر فتوح کا حکم عاید نہیں کیا گیا اور صاحب دائرہ کو قبول نہ کرنے کا حکم دیا گیا ملاحظہ ہو روایت ۷۲ و ۱۵۳۔

۴۔ اگر کوئی دولتمند دائرے کیلئے فتوح یا عشر روانہ کرنے کی غرض سے دائرہ کے کسی فقیر کو بیجانے کی درخواست کرتا تو قبول نہ کیجاتی تھی اور فقرا کو جانے سے منع کیا جاتا تھا ملاحظہ ہو روایات ۱۵۲ تا ۱۵۶

۵۔ اگر کوئی صرف رشتہ قرابت کیوجہ کچھ دیتا اس میں للّٰہی غرض شامل حال نہوتی تو قبول نہیں کیا جاتا تھا ملاحظہ ہو روایت ۱۵۷۔

۶۔ کسی مہدوی تاجر سے اس نیت کیساتھ خریدنا کہ وہ رعایتہً کچھ زاید دیگا ممنوع تھا۔ چنانچہ دائرے کے مہدویوں کے گھر سے بعض فقرا اسی نیت سے چھاچھ لائے تھے۔ چھاچھ مع برتن پھینکدیگئی ملاحظہ ہو روایت ۱۷۶

۷۔ فتوح کی توقع اور اس کا انتظار مانع توکل قرار دیا گیا ملاحظہ ہو روایت ۱۷۱

۸۔ جو اللہ دے اس کو خرچ کرے جمع رکھنے کی کوشش نہ کیجائے۔ ملاحظہ ہو روایت ۱۳۶ جبکہ بی بی الہدادیؓ وفات پائیں تو ان کی دامنی سے سونے کا ایک تنکہ (سکہ) نکلا حضرت مہدی علیہ السّلام نے فرمایا گرم کرکے ان کی پیشانی پر داغ دو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کہا ہے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی تو میانسید سلام اللہ۔ (برادر مرحوم) جو کہ قبر کی تیاری کر رہے تھے سن کر جلد آگئے قسمیہ کہنے لگے کہ یہ تنکہ بی بیؓ کا نہیں بلکہ بی بی فاطمہؓ کا ہے فرمایا کہ جس کسی کا ہو اس کے حوالے کردو۔" الخ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (توبہ)

جو لوگ سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور ان کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں عذاب الیم کی بشارت دو جبکہ یہ (مال) جہنم کی آگ میں گرم کیا جائیگا اور اس سے اُن جمع کرنے والوں کے پہلو اور پیشانیوں اور پشت پر داغ دیئے جائیں گے (اور یہ) کہا جائیگا) یہ وہی ہے جو تم نے اپنی ذاتوں کے لئے جمع کر رکھا تھا پس تم نے جو خزانے جمع کئے تھے اس کا مزہ چکھو۔

اس باب میں احادیث بھی ہیں چنانچہ حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ترک صفراء او بیضاء کوی بھا وقفی رجل فوجد فی میزرہ دینارا فقال کیۃ۔ وقفی اخر فوجد فی میزرہ دینارا ان فقال کیتان (تفسیر کبیر تحت آیت مذکور الصدر)

جو شخص سونا یا چاندی چھوڑ کر مرجائے اس کو داغ دیا جائے گا ایک شخص انتقال کر گیا اس کے ڈب میں ایک دینار پایا گیا آپ نے فرمایا ایک داغ ہے۔ دوسرے کا انتقال ہوا اس کے ڈب میں دو دینار پائے گئے آپ نے فرمایا دو داغ ہیں۔

امامنا علیہ السّلام نے توکل کے اعلیٰ ترین مرتبہ کی طرف رہبری فرمائی ہے جن مومنین کو الاہوتی مقام حاصل ہو

وہ بغیر حلال طیب کے کسی اور طریقہ و تدبیر کی غذا کو اپنے پر حرام سمجھتے ہیں چنانچہ روایت ہے کہ "امامنا علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص فاقہ پر صبر نہ کر سکے تو کیا کرے۔ آپ نے فرمایا مر جائے پھر عرض کیا گیا اگر نہ کر سکے تو کیا کرے فرمایا مر جائے پھر عرض کیا گیا میرا نجی! اگر بے چارہ صبر کرنے کی تاب و تواں نہ رکھتا ہو تو کیا کرے فرمایا۔ مرجائے مرجائے مرجائے!!! (روایت ۵۹)

یہ وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جس پر پہنچنے کے بعد مومن مر جانا ہی قبول کرتا ہے لیکن جیسا توکل کہ اس مقام کے مرتبہ کے لحاظ سے ہونا چاہیئے اس میں فرق آنے نہیں دیتا۔

اے طایر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی ؛ جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (اقبال)

تعلیمات امامنا علیہ السلام میں جس طرح عالیت کے بلند ترین مراتب تک ارتقا کی رہنمائی کیگئی ہے اسی طرح رخصت کی حد رکھنے والے احکام بھی موجود ہیں چنانچہ روایت ہے کہ:۔

مہاجرین کی مجلس میں میر انسید محمد مہدی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی (فقیر) خدا تعالیٰ پر توکل نہ کر سکے اور ہلاک ہونے کی نوبت آئے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کہ "جائے اور ایک یا دو چنتیل (تھیلے) کسب کر کے کھائے الخ

اور روایت ۶۰ ملاحظہ ہو جو حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اگر خدا تعالیٰ تنگی کے وقت عرس کے لئے کچھ زیادہ بھیجدے تو اس سے اہل دائرہ کے لئے دو تین وقت کا خرچ چلانا چاہیئے کیونکہ یہی مستحق فتوح ہیں" الخ

آپکے نواسے حضرت بندگیمیاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدین سے منسوبہ احکام رخصت میں تیسرا حکم یہ ہے کہ:۔

"رسانیدۂ خدا دو وقت کردہ بخورید"

اس سے ظاہر ہے کہ یہ حکم جو آپنے جاری فرمایا اس کی گنجایش احکام حضرت مہدی علیہ السلام میں موجود تھی اور آپنے جو فرمایا حکم مہدیؑ کے تحت فرمایا ہے۔

روایت ۶۲ ملاحظہ ہو کہ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔ اہل نفس فرمایش چاہتے ہیں ان سے فرمایش نہ کرنی چاہیئے پھر فرمایا کہ دوبیل اور بنڈی اسی لئے رکھی گئی ہے کہ برادران دائرہ کو ضرورت کے وقت سوال کرنے کی نوبت نہ آنے پائے۔

اس سے ظاہر ہے کہ احکام رخصت میں بھی سوال کو جائز قرار دینے کی کوئی رعایت موجود نہیں ہے اور ہوتی کیسے جبکہ خصوصاً دعوی موکد کے بعد حالت اضطرار میں بھی سوال کو جائز قرار دینے کی کوئی نظیر موجود نہیں۔ غرض قرآن میں فقیر کی صفت "تعفف" کا جو بیان موجود ہے اس کی اتباع کو فقیر کے لئے لازم گردانا گیا ہے۔

گرچہ باشی مور و ہم بے بال و پر ٭ حاجتے پیش سلیمانے مبر (اقبال)

حضرت بندگی میاں سید محمود سید بچی خاتم المرشدینؒ کے عمل سے توکل کی ایک اور صورت کا علم ہوتا ہے وہ یہ کہ فقرائے دائرہ کاسبین کے گھر نہیں جاتے تھے ان سے دعوت کی درخواست اس طرح کیجاتی تھی کہ وہ اپنی جگہ پر رہتے اور کھانا خدمت میں پہنچا دیا جاتا۔ فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بچ رہتا وہ واپس کر دیا جاتا تھا۔ اگر ایسی صورت کے بغیر مطلقاً اللہ کے نام سے پیش کیا جاتا تو اس صورت میں حسب صوابدید استعمال کیا جاتا یا سوبیت کیجاتی تھی۔

چنانچہ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دعوت کی درخواست کی تھی۔ کھانا تیار کر کے آپکے مکان پر روانہ کیا آپ اور آپکے بھتیجے میاں سید عبدالحی دستر پر کھانے کے لئے بیٹھ گئے اور آپ کی دختر آمجی بی بی پنکھا جلانے بیٹھ گئیں۔ بی بی پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت نے ہوش میں لانے کی کوشش فرمائی حرم محترم نے عرض کیا کہ ایک لقمہ اس بچی کے حلق سے کیوں نہیں اتار دیتے تین دن سے[1]، اس پر فاقہ ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اس کھانے کا لقمہ بچی کے حلق میں ہوتا تو حلق سے نکال لیتا۔ اس کی عاقبت کی بھلائی چاہتا ہوں اس بچی کے فاقہ کی بدولت تمام اہل دائرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ اور یہ بچی بھی اسی وقت کھا سکیگی۔ اور جو کھانا کہ بچ گیا تھا واپس کروا دیا۔۔۔

(تاریخ سلیمانی گلشن ۶ چمن ۳)

اس کے بعد صاحب تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دعوت کی درخواست صرف حضرت اور حضرت کے بھتیجے کی حد تک تھی پھر آپ وہ کھانا دوسروں کے لئے کیسے خرچ کرتے!!! اس سے ظاہر ہے کہ حضرت سید محمودؒ کا عمل عالیت کی کیسی سخت صبر آزما منزل کا حامل تھا۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت سے کھایا کیسے گیا؟ جب کہ گھر والے اور دختر نیک پر فاقہ تھا! یہ اتباع احکام کی انتہائی مثال ہے کہ دعوت کا کھانا آپنے

---

[1] ۔ دعوت کے کھانے کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ دعوتی کو صرف کھانے کی حد تک اختیار دیا جاتا ہے مالک نہیں بنایا جاتا اس لئے کوئی دعوتی اس کھانے میں سے کسی کو خود اپنے اختیار سے دینے کا حق نہیں رکھتا اسی لئے حضرتؒ نے دختر نیک اختر کو نہیں دیا۔ اور بچا ہوا واپس فرما دیا۔ اس سے یہ پہلو واضح ہو رہا ہے کہ غیر کی ملک کا بغیر اجازت استعمال کس درجہ ممنوع ہے اس احتیاط کی مثال وہ واقعہ بھی ہے کہ جب زکوٰۃ کے کھجور جمع ہوئے تھے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت کمسن تھے کھجور منہ میں ڈال لی تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر منہ میں سے کھجور نکال لی تھی۔

اسی طرح جب کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے انگور بھجوائے تھے حضرت میاں حمید رضی اللہ عنہ نے ایک خوشہ حضرت میاں سید حمید (کمسن فرزند حضرت مہدی علیہ السلام) کے ہاتھ میں دیدیا حضرتؑ نے فرمایا یہ فقیروں کا حق ہے انھیں کیوں دیا؟ عرض کیا میرا بچہ! معاف فرما دیجئے فرمایا تمام فقرا سے معافی چاہو۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دانہ جو میاں سید حمید نے منہ میں ڈال لیا تھا حضرتؑ نے اپنی انگشت مبارک سے ان کے منہ سے نکال لیا۔ (روایت ۱۴۱)

جائز اور اتباع سنت میں داخل تھا کھا لیا۔ لیکن محبت پدری کا جذبہ اتباع سنت میں حائل نہ آسکا۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ آپ نے رخصت کے جو احکام نافذ فرمائے وہ آنے والے دور کے انسانوں کے لحاظ سے ہیں تاکہ ہر مومن اپنے درجات ایمان کی حد میں فرامین مہدیؑ سے استفاضہ کر سکے اور صدق دل سے اس کا یہی عمل اس کی ترقیوں کا ذریعہ بن جائے بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ العمیم۔

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ ؛ ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور (اقبال)

بعض روایات سے کاسبین کے گھر پر دعوت میں جانے کا حکم بھی پایا جاتا ہے لیکن یہ رخصت کی حد میں ہے عالیت تو یہ ہے کہ نہ جائیں چنانچہ روایت ۱۲۴ ملاحظہ ہو کہ :۔ "حضرت بندگیمیاں لاڑ شہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک خراسان میں حضرت مہدی علیہ السلام جامع مسجد سے واپس تشریف لا رہے تھے راستہ میں ایک خراسانی کا مکان تھا اس نے بار بار عرض کیا کہ مہربانی فرمایئے قدم سعادت گھر میں لے چلئے۔ آپ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ معاف کرو۔ بہت کچھ منت سماجت کے بعد بعض صحابہ کو اجازت دی کہ تم جاؤ۔ یہ حضرات گئے۔ حضرت میاں ڈلا رہے نہیں گئے۔ حضرت میاں سید سلام اللہؓ پر بار خاطر ہوا، کہنے لگے کہ کیوں نہیں آئے حضرت مہدیؑ کے حکم کی تعمیل ہی ہے۔ ازیں ہیں حضرت مہدی علیہ السلام نے حجرہ سے سر نکالکر فرمایا کہ جو لوگ گئے ہیں میری اجازت سے گئے ہیں۔ اور جو لوگ نہیں گئے بہت اچھا کیا۔

حاصل یہ کہ تعلیمات حضرت مہدی علیہ السلام میں عالیت اور رخصت دونوں حدوں پر حاوی احکام موجود ہیں جو جس پر چاہے حسب استعداد و قوت عمل کرنے کی کوشش کرے لیکن عزیمت کو اولیت حاصل ہے۔ روایت ہیکہ:۔

بعضی کسان پیش حضرت میر انعلیہ السلام عرض کردند کہ رخصت ہم دین است؟ بعدہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ دین عزیمت است اگر از عزیمت باز ماند با فتد تا در رخصت ماند و اگر از رخصت باز ماند با فتد تا کجا در ماند۔

(انصاف نامہ باب ۵)

بعض لوگوں نے حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا رخصت بھی دین میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا دین تو عزیمت ہی ہے (جس پر عمل کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ اگر (کسی وقت) عزیمت پر عمل سے باز رہے اور اتر آئے تو رخصت میں (قدم قایم) رہ سکے اگر (رخصت پر عمل کافی سمجھ لیا جائے اور) رخصت سے (کسی وقت) اتر آئے تو دین میں ٹھکانہ کہاں باقی رہ سکیگا۔؟!!

آپکے بے شمار متبعین نے عالیت کے احکام پر عمل کر کے اس دنیا میں مثال قائم کر دی جس کی وجہ فقر و توکل زہد و تقویٰ کو مہدویوں کے شعار کی حیثیت سے جو شہرت ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس روایت سے ہو سکتا ہے کہ

"ایک شخص فتح خاں (رئیس و عہدہ دار وقت) کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میں حضرت میاں سید محمودؑ (فرزند حضرت مہدی علیہ السلام) کے دائرے سے آیا ہوں۔ (اور اپنے کو دائرہ کا فقیر ظاہر کرنے لگا) فتح خاں نے ملازمین کو

حکم دیا کہ اس کو مارو اور خود بھی مارنے کے لئے دوڑے۔ ملازمین نے عرض کیا کہ یہ (دائرہ کا) فقیر ہے۔ فتح خاں نے کہا کہ دائرہ کے فقرا تو مجھے کتے کے برابر بھی شمار نہیں کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پھر کوئی شخص دائرہ کے پاک لوگوں کے نام سے اس طرح جھوٹ نہ کہنے پائے۔ اس دائرہ کے فقرا میرے در پر ہرگز آنے والے نہیں ہیں مجھے یقین ہے میں نے بارہا حاضری کا شرف حاصل کیا ہے اور دائرہ کے فقرا کے حالات بچشم خود دیکھے ہیں (روایت ۱۳۰) بلکہ فقرا کے لئے بھائی بیٹے وغیرہ قریبی قرابتداروں کی کمائی سے استفادہ بھی منافی توکل قرار دیا گیا ہے ملاحظہ ہو روایت ۱۵۱ اور بعض روایات میں کاسبین کو بھی سخت تنبیہ کیگئی ہے کہ فقرا کی خدمت اس طریقہ پر نہ کریں کہ ان کے توکل میں فرق پڑ جائے ورنہ ایسی خدمت بجائے فائدہ کے دونوں کے لئے باعث نقصان ہے۔ چنانچہ روایت ۱۲۶ میں یہی بیان موجود ہے جس کا آخری جملہ یہ ہے:۔

ہر کہ بخانۂ شما بیاید با او ایں معاملہ مکنید۔ تا او را ایں عادت نہ شود۔	جو فقیر تمہارے گھر آئے تم اس کے ساتھ ایسا طریقہ اختیار نہ کرو کہ اس میں ویسی عادت قائم ہو جائے۔

روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک دفعہ روٹی ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا کہ "بندہ اور خدا کے درمیان یہی پردہ ہے" (شواہد الولایت باب ۳۶)

اہل فیض اور اہل ذوق اس فرمان کی اہمیت جان سکتے ہیں کیونکہ یہ فرمان بہت سارے اسرار کا حامل ہے تدبیر شخص، تدبیر منزل، سیاست مدن وغیرہ دنیا کے تمام کاروبار میں روٹی ہی کی حکومت پائی جاتی ہے۔ جھوٹ چوری، مکر و ریا و قتل و جنگ و جدل تمام قبائح کا تعلق بھی اسی سے پایا جاتا ہے۔ اگر روٹی کی ضرورت نہ ہوتی تو پھر دنیا میں کوئی حاکم ہوتا نہ محکوم غاصب ہوتا نہ مغصوب۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بعثت انبیاء و نزول صحائف الہیہ کو ضروری قرار دیا تاکہ ان کے ذریعہ انسان کی رہبری کیجائے کہ تم صرف روٹی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہو۔ تمہاری عقل و تمیز اور تمہاری قوت اختیار اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت عظمیٰ ہے جس کی وجہ تم اشرف المخلوقات کا درجہ حاصل کر سکتے ہو اس نعمت کا صحیح استعمال یہ ہے کہ تم پابند احکام ہو جاؤ اور روٹی بھی احکام الہیہ کے تحت حاصل کرو

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات ؛ مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند (اقبال)

اگر صرف روٹی کو اپنا مقصد قرار دے لوگے اور تعلیمات الہیہ کو نظر انداز کر دوگے تو یہ عقل و تمیز اور قوت اختیار کا غلط استعمال ہوگا جو کفران نعمت ہے اور روٹی ہی تمہارا الٰہ قرار پائیگا۔ اور یہ حیوانیت سے بھی گرا ہوا مقام ہے۔ کیونکہ حیوان اگرچہ صرف رزق ہی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں لیکن اللہ کی تسبیح و تذکیر سے غافل نہیں۔

کل قد علم صلوٰتہ و تسبیحہ۔ (نور) | (زمین و آسمان میں کا) ہر ایک اپنی نماز اور اپنے طریقۂ ذکر الٰہی سے واقف ہے۔

ہر تخلیق و ایجاد کا ایک مقصد ہوتا ہے مثلاً ریل کے انجن کی ایجاد پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا مقصد صرف ایندھن نہیں۔ کیوں کہ ایندھن تو حصول مقصد کا معاون ہے نفس مقصد نہیں اگر انجن کی مصرفیت صرف کوئلہ پانی فراہم کرنے کی حد تک محدود رہ جائے تو یہ ضرورتِ ایجاد کے صریح مغائر بلکہ یقیناً باعث خسارہ ہوگا۔

اسی طرح انسان اپنے ایندھن یعنی رزق کو صرف بقائے صحت و توانائی کا معاون سمجھے اور صحت و توانائی کا مقصد حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائی قرار دے کیوں کہ جس طرح حقوق اللہ ادا کرنا عبادت ہے۔ اسی طرح حقوق العباد ادا کرنا بھی عبادت ہے۔

عبادت بجز خدمت خلق نیست (سعدیؒ)

اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا: "کسب و تجارت کی اجازت تو ہے لیکن اجازت کی خصوصیت یہ ہے کہ کاسب و تاجر کی نیت یہ رہے کہ عبادت کر سکے۔ اور احکام بجا لانے اور ممنوعات سے بچنے کے لئے اس میں قوت و توانائی رہ سکے۔ اور ڈر تا رہے کہ کہیں حرص خیانت میں مبتلا نہ ہو جائے" الخ (روایت ۱۲)

کائنات جو اللہ کے موجودات ہیں مثلاً زمین، سمندر، پانی، ہوا، ابر، بجلی، چاند و سورج وغیرہ ان کے اعمال و خصوصیات اور ان کے باہمی ارتباط پر غور و خوض کیا جائے تو اس کا ایک مقصد انسان کے لئے رزق کی فراہمی بھی پایا جاتا ہے۔ اور یہ جدید ترقی یافتہ تحقیقات کا مسلمہ مسئلہ ہے اس کی توضیح کی ضرورت نہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ؛ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ؛ شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری (سعدیؒ)

یعنی ابر و ہوا چاند و سورج اور آسمان سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں تاکہ تجھکو ایک روٹی میسر آئے اور تو منعم حقیقی سے غافل رہ کر نہ کھائے اور یہ سب جبکہ تیرے ہی لئے سرگشتہ اور فرمانبردار ہیں۔ اور تو فرمانبردار نہو تو یہ شرط انصاف کے خلاف ہے۔"

مقام غور ہے کہ انسان اپنی جد و جہد کو حصول رزق کا سبب سمجھتا ہے۔ حالانکہ یہ امر صرف ان اسباب و وسائل کی حد تک محدود ہے۔ جو اس کے اختیار میں ہیں اس سے آگے بجز توکل کے چارہ نہیں ہوتا۔ مثلاً زمین جوتنا، تخم بونا۔ کسان کے اختیار میں ہے اور وہ اس حد تک کوشش بھی کر لیتا ہے لیکن ہوا، پانی اور موسم کی موافقت وغیرہ امور اس کے اختیار سے باہر ہیں اس لئے قدرت ہی کی امداد کا بھروسہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے جب یہ حقیقت ہے تو بعض مومنین کے قلوب قدرت سے اس درجہ وابستہ ہو جانا اور اس درجہ نور یقین ان میں جلوہ

ہو جانا کہ اپنے حدودِ اختیار میں بھی قدرت پر بھروسہ فرض قرار دیسکیں کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں اور فضیلت کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ حدودِ اختیار ہی میں جذبۂ عشق و محبت کارفرما ہو جائے ورنہ مجبوری و معذوری کی حالت میں قدرت کی طرف توجہ کرنا تو ہر مجبور و غرضمند آدمی کا لازمہ ہے!!

حاصل کلام یہ کہ روٹی کا مقصد بقائے صحت و توانائی ہے اور صحت و توانائی کا مقصد ذکر و عبادت الٰہی ہے تاکہ باطن کھل جائے اور انوار و تجلیات کے ظہور سے مشرف ہو سکے۔

ہر کہ کاہ و جو خورد قربان شود ❊ ہر کہ نور حق خورد قرآں شود (اقبال)

بلکہ توکل کا اس سے بھی بلند ترین مفہوم وہ ہے جو ذیل کی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ۔

بندگی میر انعلیہ السلام فرمودند کہ توکل بزنان است آں توکل نیست کہ نانی را خدائتعالیٰ وعدہ کردہ است وما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا الآیۃ ایں وعدۂ خدا است اگر بوعدہ ایمان داری مومن ہستی وگرنہ کافر ہستی (انصافنامہ باب ۱۰)

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ توکل وہ نہیں ہے جو رزق کے لیے کیا جائے کیونکہ رزق کے متعلق تو خدائتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ کوئی جاندار زمین و آسمان میں ایسا نہیں جس کا رزق خدا پر نہو۔ یہ وعدہ خدا کا ہے اگر اس وعدہ پر تو ایمان رکھے گا تو مومن ہے ورنہ کافر۔

فرمودند کہ توکل آنست کہ بر ذات خدائتعالےٰ توکل کنی و شب و روز دریں طلب باشی کہ کدام وقت خدائے را بیابم (انصافنامہ باب ۱۰)

اور فرمایا کہ توکل تو وہ ہے کہ خدا کی ذات کیلئے (خدا پر) بھروسہ کرے اور رات دن اسی طلب میں رہے کہ کس وقت خدا کو پا لوں گا۔

اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ رزق کی نسبت سے خدا پر بھروسہ کرنا بھی ایک گونہ غیر اللہ کی وابستگی کا حکم رکھتا ہے اس لئے اپنی فکر و توجہ اس جانب سے بھی بے نیاز ہو کر صرف طلب مولیٰ میں محو و مستغرق ہو جانا چاہیئے۔

بر مقام خود رسیدن زندگی است ❊ ذات را بے پردہ دیدن زندگی است

مرد مومن در نماز و با صغات ❊ مصطفیٰ راضی نہ شد الا بذات (اقبال)

اللہ کی ذات سے وابستگی قائم رکھنے کے لئے امام علیہ السلام نے فتوح دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ کا نام اور اس کا خیال لازم قرار دیا ہے اسی لئے جبتک اللہ کے نام سے کوئی چیز پیش نہو قبول نہ کیجاتی تھی۔۔۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیتہ

بیشک تیرا رب وہ ہے جو اس شخص کو خوب جانتا ہے جو کہ اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستے پر چلنے والے ہیں جس چیز پر اللہ کا نام یاد کیا گیا ہو

مومنین وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ۔ (انعام)

وہ چیز کھاؤ اگر تم اللہ کی نشانیوں پر ایمان لائے ہو۔ اور تمہیں کیا ہے کہ وہ چیز نہ کھائیں جس پر اللہ کا نام یاد کیا گیا ہو۔

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق (انعام)

اور وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام یاد نہ کیا گیا ہو اور بیشک وہ فسق ہے۔

اس آیت کو مفسرین و فقہا نے اگرچہ ذبیحہ سے مخصوص کر دیا ہے یعنی جس حلال جانور کو ذبح کیا جائے اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے ورنہ اس کو کھانا نہیں چاہئیے۔ یہ تفسیر غلط نہیں ہے ہم بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں لیکن آیت میں جو مفہوم عام ہے اس کو مقید کرنا المطلق یجری علی اطلاقہ کے مغائر سمجھتے ہیں کیونکہ آیت شریفہ میں "مِمَّا" آیا ہے جس کے معنی "جو چیز" ہیں اور یہ لفظ عمومیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر وہ چیز کھانے سے احتراز آیت کے حکم میں داخل ہوگا جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور اسی لئے ہر مومن کھانے سے پہلے بسم اللہ ضرور کہتا ہے۔ اور چونکہ حلال جانور بھی کھانے کے لئے ہی ذبح کرتے ہیں اس لئے ذبح کے وقت بھی اللہ کا نام لیا جانا ضروری ہے۔ اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جو لوگ بت وغیرہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں ان کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کوئی جانور ذبح ہو سکتا ہے تو صرف خالق برتر ہی کیلئے اور اسی کے حکم کے تحت ذبح ہو سکتا ہے۔ قاعدہ ہیکہ عام میں خاص شامل رہ سکتا ہے لیکن خاص میں عام شامل نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو حکم عام ہو اس کو عام ہی رکھنا چاہئیے اس طرح کہ اگر کوئی خاص حکم داخل کرنا ہو تو داخل کیا جا سکے۔ حاصل یہ کہ مذہب ہدیہ کی رو سے فتوح دینے والے اللہ کے نام سے دیتے ہیں اور جبتک اللہ کا نام نہ لیا جائے لینے والے قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ حسن کو اہل ظاہر و اہل باطن دونوں جان سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہ اصول توکل کے لئے ضروری ہے تاکہ رازق و کفیل حقیقی پر سے طرفین کی نظر نہ اٹھنے پائے۔ اور دینے والے میں تفاخر یا کبر و غرور اور لینے والے میں غیر اللہ سے عجز و نیاز کا جذبہ نہ پیدا ہونے پائے۔

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام ❊ نے غلام او را نہ او کس را غلام
رسم و راہ و دین و آئینش نسق ❊ زشت و خوب و تلخ و نوشینش نسق (اقبال)

غرض توکل کے بیان میں حصول رزق کے متعلق ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج کا بیان ہو چکا اور یہ ہر ایک کے معیار ایمان قوت صبر و توجہ الی اللہ پر منحصر ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

توضیح روایات در بیان صحبت صادقان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا یھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (توبہ)

اے مومنو! تم خدا سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

بعض مفسرین نے صحابہ و مہاجرین کی صحبت کو اولیٰ ہے حالانکہ آیت شریفہ کے الفاظ کا مفہوم عام ہے جس پر قیامت تک عمل ہوتا رہیگا اور ہونا بھی چاہیئے ورنہ کونوا " کا مفہوم استمراریت باقی نہ رہ سکیگا اسی لئے صاحب تفسیر کشاف نے لکھا ہے کہ :-

ھو الذی صدقوا فی دین اللہ نیۃ وقولا وعملا ۔ (تفسیر کشاف)	یہ وہی لوگ ہیں جو صادق ہیں اللہ کے دین میں اور نیت میں اور قول و فعل میں ۔

جن لوگوں کو خلیفۃ اللہ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ان کی صحبت صادق ذات خلیفۃ اللہ سے متعلق تھی اور جن کو صحابہ و مہاجرین کی صحبت کا موقع ملا ان کے لئے یہی حضرات صادقین کا حکم رکھتے تھے اسی طرح تابعین و تبع تابعین اور ان کے بعد قیامت تک صالحین و راشدین پر صادقین کا حکم مطابق ہوا اور ہوتا رہیگا۔ اس کے علاوہ آیت شریفہ کے حکم " اتقوا اللہ " پر غور کرنا چاہیئے اس کے معنی ہیں اللہ سے ڈرو " شوق کا تعلق منفعت سے اور خوف کا تعلق مضرت سے ہوا کرتا ہے ۔ شوق اور خوف یہ دو ایسے جذبے ہیں جن میں ضبط نفس اور رہبر کی پیروی ضروری ہوتی ہے ۔ ورنہ حدود سے متجاوز ہو جانے کا امکان رہتا ہے جس کی وجہ صراط مستقیم پر قائم نہیں رہ سکتا مثلاً نماز فجر کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں ان سے اگر کسی شخص کا جذبۂ شوق یا خوف اس درجہ متاثر ہو کہ اس کو بجائے دو رکعت کے چار رکعت نماز فجر ادا کرنے کی جانب مائل کر دے تو ظاہر ہے کہ اس کا یہ عمل گمراہی کا باعث ہو جائے گا خصوصاً تقویٰ کا تعلق افعال قلوب سے ہے اس لئے ارباب باطن کی صحبت اس کے لئے ضروری ہے ۔ تاکہ نظریات و تصورات و عقاید و اعمال میں حدود اللہ سے تجاوز یا قصور نہ ہونے پائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اتقوا اللہ کا حکم دینے کے بعد ہی کونوا مع الصادقین " فرمایا ہے ۔ پس جس طرح تقویٰ ہر مومن پر فرض و لازم ہے اسی طرح صحبت صادقاں بھی فرض و لازم ہے اور اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے بحکم خدا تعالیٰ صحبت صادقاں فرض قرار دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا یھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین (جز ۴ رکوع ۱)	اے لوگو جو ایمان لا چکے ہو اگر تم اہل کتاب سے کسی فریق کی اتباع اختیار کرو گے تو وہ تمہارے ایمان کے باوجود تم کو کفر کی حالت کی طرف پھیر دیں گے

اس سے ظاہر ہے کہ بری صحبت کا اثر مومن کے ایمان کو بھی متاثر کر سکتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ

؎ صحبت صالح ترا صالح کند ؛ صحبت طالح ترا طالح کند

؎ دیں نہ گردد پختہ بے آداب عشق ؛ دیں بگیرد از صحبت ارباب عشق (اقبال)

اور حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ :-

باجماعتے موافقت کنید کہ ذکر خدا در راہ خدا آساں شود۔	ایسی جماعت سے موافقت کرو کہ ذکر خدا راہ خدا آسان ہو جائے۔

خیر القرون یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے بعد یہ جماعت فقرائے کرام کی ہے جن کو سلسلہ صحبت فیض تربیت دست بدست اور سینہ بسینہ حاصل رہتا ہے اُن کی صحبت و تربیت میں رہ کر آداب عشق اور اعمال تقویٰ پر بآسانی کاربند ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے مذہب مہدیہ میں بیعت و صحبت کی بہت اہمیت و ضرورت بیان کیگئی ہے۔

صاحب شواہد الولایت نے مرشد کی صحبت میں رہنے والوں کے لئے گیارہ آداب صحبت بیان کئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ خواہ معمولی کام ہو یا اہم کام ہر حالت میں پیش دستی نہ کرنی چاہیئے۔
۲۔ بلند و تیز آواز سے بات نہ کیجائے۔ جیسے کہ اشتعال جذبات میں کیجاتی ہے۔
۳۔ سخن نرم نہ زیادہ آہستہ نہ زیادہ زور دار یعنی نہایت منکسرانہ و ملتجیانہ گفتگو کیجائے۔
۴۔ حجرہ یا قیام گاہ کے باہر ایسی آواز نہ کرے اور اس طرح نہ پکارے کہ آداب کے خلاف ہو۔
۵۔ حکم نہ کریں کہ فلاں کام کیا جائے یا نہ کیا جائے۔
۶۔ بار بار سوالات نہ کرے۔
۷۔ ایمان کی محبت بڑھائے
۸۔ ایمان و احکام ایمان سے رغبت قائم کرے۔
۹۔ کفر سے اور
۱۰۔ برے کاموں سے اور
۱۱۔ نافرمانی سے احتراز کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی ہدایات فرمائی ہیں۔

یا یھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔ (الحجرات)	اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول (کی اجازت) سے پہلے تم سبقت نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔
یا یھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (الحجرات)	اے ایمان والو تم اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور ان سے ایسے کھل کر بات کیا کرو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو (ایسا نہ ہو) تمہارے اعمال حبط ہو جائیں گے اور تم نہیں جانتے ہو۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون۔ (الحجرات)

جو لوگ تجھکو (نبی صلعم کو) حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں ہے۔

واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون ۝ فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ علیم حکیم۔ (الحجرات)

جان لو! تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانیں تو تم کو بڑی مضرت ہوگی اور لیکن اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی ہے۔ اور تمہارے دلوں میں اسکی رغبت پیدا کر دی ہے۔ اور تم کو کفر بدکاریوں اور نافرمانیوں سے نفرت دیدی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمت سے بھلائی پانے والے ہیں۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

توضیح روایات در بیان ہجرت

آیات واحادیث میں ہجرت کی جو توضیحات ملتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی حفاظت کی خاطر ملک کفار یعنی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف چلے جانے سے یہ حکم مخصوص نہیں ہے بلکہ جہاں کہیں احکام دین پر عمل۔ اور دین کی حفاظت اور اس کا اظہار متعذر ہو تو اس صورت میں بھی اپنے وطن کو چھوڑ دینا ہجرت کے حکم میں داخل ہے چنانچہ حدیث شریف ہے۔

من فر بدینہ من ارض الی ارض وان کان شبرا استوجب لہ الجنۃ وکان رفیق ابیہ ابراھیم ونبیہ محمد۔

(تفسیر بیضاوی)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر کسی سرزمین سے دوسرے حصۂ زمین کیطرف راہ فرار اختیار کی اگرچہ کہ ایک بالشت ہی (فاصلہ) ہو وہ جنت کا مستحق ہوگا اور اپنے باپ ابراہیمؑ اور اپنے نبی محمدؐ کا رفیق رہیگا۔ (کیونکہ ان دونوں نے بھی ہجرت کی تھی)

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی ؛ رہ بحر میں آزاد وطن صورت ماہی
ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی ؛ دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے (اقبال)

اس کے علاوہ قرآن مجید میں عمومیت کا مفہوم رکھنے والی آیات بھی ہیں مثلاً۔

ان الذین اٰمنوا وھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی الآیۃ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے (یعنی اللہ کے) راستہ میں ستائے گئے۔

للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم الآية

ان فقرائے مہاجرین کیلئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے اموال سے محروم کئے گئے۔

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ مومنین پر قیامت تک ایسی صورتیں پیش آتی رہیں گی اور ہجرت و اخراج کا حکم عاید ہوتا رہیگا اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ از خود وطن چھوڑ دینے کو "ہجرت" کہتے ہیں اور جبراً نکالے جانے کو "اخراج"۔

لیکن مولف ہدیہ مہدویہ نے ہجرت کے حکم کو صرف دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف جانے سے مخصوص کر دیا ہے۔ اور تعلیماتِ امامنا علیہ السلام میں ہجرت کی جو اہمیت پائی جاتی ہے اس پر بھی بہت سے اعتراض کئے ہیں۔ اس کے تفصیلی جوابات "سبل السوی" اور "کحل الجواہر جلد اول مطبوعہ" میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ اصل یہ ہیکہ جب تعصب کو دین سے تعلق نہیں ہوتا ہے تو فکر و نظر پر نفسانی جذبات چھا جاتے ہیں جسکی وجہ حقایق تک رسائی ناممکن ہو جاتی ہے۔

تاریخ اسلام کا جاننے والا ہر شخص تسلیم کریگا کہ سب سے پہلے بعض صحابہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ملک حبش کیطرف ہجرت کی تھی حالانکہ اس وقت وہ دارالاسلام نہ تھا۔ اور خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف جس وقت ہجرت فرمائی وہ دارالاسلام نہ تھا۔ اسی طرح ابتداے اسلام سے آجتک جن لوگوں نے جن دینی اسباب کی بنا پر ہجرت کی کیا اس پر ہجرت کا اطلاق صحیح نہ ہوگا؟ حالانکہ کتب احادیث و سیر و تواریخ میں ہجرت کا اطلاق پایا جاتا ہے۔

اگر یہ کہا جاے کہ "حدیث شریف میں "لا هجرة بعد الفتح" آیا ہے یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے اس لئے ہجرت کا حکم منقطع ہو چکا" تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حکم "ہجرت بمدینہ منورہ سے مخصوص ہے اور فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ کو ہجرت کے اسباب باقی نہیں رہے تھے۔ چنانچہ تفسیر لباب التاویل میں لکھا ہے کہ:

قال الحسن الهجرة غير منقطعة ويجاب من هذا بان المراد منه الهجرة المخصوصة من مكة الى المدينه فاما من كان من المومنين في بلد يخاف على اظهار دينه من كثرة الكفار وجب عليه ان يهاجر الى بلد لا يخاف فيه على اظهار دينه۔

حسن نے کہا کہ ہجرت غیر منقطع ہے اور اس (لا هجرة بعد الفتح) کا جواب یہ ہے کہ اس (ممانعت) سے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنا مخصوص ہے۔ لیکن ہر وہ مومن جو کسی ایسے شہر میں ہو جہاں کثرت کفار کی وجہ اظہار دین خوفناک ہو تو اس کے لئے ایسے شہر کی طرف ہجرت کر جانا واجب ہے جہاں اظہار دین کی صورت میں خوف نہ ہو۔

ممانعتِ ہجرت کا حکم فتح مکہ کے بعد ہجرت بمدینہ منورہ سے مخصوص ہونے اور عام مومنین کے لئے دینی اسباب

واغراض کے تحت ہجرت کا حکم باقی رہنے کے ثبوت میں کتب تفاسیر وشروح احادیث وتصنیفات اکابر علمائے اہل سنت کے اتنے کثیر اقوال ہیں کہ جن کو درج کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

قصہ گویان حق زما پوشیدہ اند ❊ معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند
ہجرت آئین حیات مسلم است ❊ ایں زاسباب ثبات مسلم است (اقبال)

انبیائے کرام کے حالات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تزکیۂ نفس یا صحبت کاملین سے استفادہ یا اشاعت دین کی غرض سے اپنے وطن کو چھوڑ کر نکل جانا بھی ہجرت میں داخل ہے جب کہ تعلیم اسلام میں ہجرت کی عمومیت اور اس کی اہمیت موجود ہے تو حضرت مہدی علیہ السلام کی تعلیمات میں اس کی اہمیت کا پایا جانا قابل اعتراض کیسے ہوسکتا ہے؟ حق تو یہ ہے کہ اگر ہجرت کی تعلیم اور اسکی اہمیت نہ پائی جاتی تو یقیناً دعوی مہدیت کی صداقت متاثر ہو جاتی!!!

صاحب تفسیر مدارک نے آیۂ شریفہ فالذین ھاجروا الآیۃ کے تحت لکھا ہے کہ:۔

کانہ قال فالذین علوا ھذہ الاعمال السنیۃ الفائقۃ وھی المھاجرۃ عن اوطانھم فارین الی اللہ بدینھم الی حیث یامنون علیہ فالھجرۃ کائنۃ فی اٰخر الزمان کما کانت فی اول الاسلام۔

گویا کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بلند وبرتر اعمال کئے ہیں اور وہ مہاجرت ہے اپنے وطنوں سے یعنی اللہ کیلئے اپنے دین کی حفاظت کی خاطر ایسے مقام کو بھاگ جانا ہے جہاں ان کو امن حاصل ہو پس آخری زمانے میں ہجرت اسی طرح ہونے والی ہے جس طرح کہ ابتدا اسلام میں ہوئی ہے۔

یہاں آخر زمانہ سے زمانۂ مہدی موعود مراد ہے۔ اور جبکہ خود حضرت امامنا علیہ السلام ہجرت فرما رہے ہوں تو ایسی صورت میں آپ کی تصدیق سے مشرف ہونے والوں میں جو لوگ آپ کی صحبت سے تشفیض ہونے کیلئے آپ کے ساتھ ہو گئے ہوں ان کا درجہ ان مصدقین پر فائق ہونا لازم ہے جو اپنے اپنے گھروں میں بلا عذر دینی بیٹھے رہے ہوں۔ روایت ۱۱۱ ملاحظہ ہو کہ۔

"حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص صبح میں ہجرت کر کے دائرہ میں آچکا ہو وہ اس شخص کا مرشد ہے جو شام میں آیا ہو کیونکہ سابق مسبوق کا امام ہوتا ہے۔"

اور روایت ۹۵ ملاحظہ ہو جو حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے اپنے رسالۂ عقیدہ شریفہ میں بیان فرمایا ہے جسے حضرت بندگیاں عبدالرشید نے بھی درج کیا ہے:۔

"میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا اور رسالۂ عقیدہ میں لکھا ہے کہ جس نے مہدیؑ کو قبول کیا اور آپ کی صحبت سے باز رہا اس کی نسبت حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت "لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر الآیۃ (جزء ۵ رکوع ۱۰)

(یعنی مومنین سے جو غیر اولی الضرر قاعدین ہیں وہ برابر نہیں ہیں مومنین اولی الضرر کے) کی رو سے منافقی کا حکم بیان فرمایا ہے۔ اس آیت کا حاصل معنی یہ ہے کہ "مجاہدین" اولی الضرر پر ایک مرتبہ کی فضیلت رکھتے ہیں اور غیر اولی الضرر پر کئی مراتب کی فضیلت رکھتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو درجات کے بجائے خسارات ہوں گے اور مغفرت کے بجائے عذاب ہوگا اور قاعدین غیر اولی الضرر کا جو حکم ہے ظاہر ہے۔"

اس روایت میں جس آیت پر سے استدلال کیا گیا ہے اس کے متعلق مولف ہدیہ مہدویہ نے اعتراض کیا ہے کہ اس سے مہدی اور ان کے صحابی سید خوندمیر کی قرآن فہمی معلوم ہوتی ہے کیوں کہ اس آیت میں جہاد سے متعلق ذکر ہے۔ (ملخص ہدیہ مہدویہ)

قرآن فہمی تو بہت بڑی بات ہے خود مولف ہدیہ اس روایت کی عبارت فہمی سے قاصر نظر آرہے ہیں کیونکہ اس میں آیہ شریفہ کے بعد ہی یہ الفاظ ہیں!!

حاصل معنی آنست کہ مجاہداں بر اولی الضرر بیک مرتبہ فاضل اند الخ یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین اولی الضرر پر ایک مرتبہ سے فاضل ہیں الخ (روایت ۱۱۱)

اس سے ظاہر ہے کہ آیہ شریفہ مجاہدین سے متعلق ہونا خود روایت میں توضیحاً مذکور ہے۔ البتہ اس روایت میں جو نکتہ بنائے استدلال ہے اس کو مولف ہدیہ کا ذہن اخذ نہ کر سکا معترضانہ جذبات کے تلاطم میں غرق رہا۔

علمائے اسلام پر یہ امر مخفی نہیں کہ جہاد بالسیف کو جہاد اصغر اور جہاد بالنفس والشیطان کو جہاد اکبر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس کا ثبوت خود اسی آیہ مذکور الصدر کے مضمون میں موجود ہے۔ چنانچہ صاحب تفسیر بیضاوی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ:-

وقیل المجاهدون الاولون من جاهد الکفار والآخرون من جاهد نفسه وعلیه قوله صلعم رجعنا من الجهاد الاصغر الی جهاد الاکبر۔

اور کہا گیا ہے کہ (آیہ مذکورہ میں) پہلے مجاہدین کفار سے جہاد کرنے والے ہیں اور دوسرے مجاہدین وہ ہیں جو اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلیل ہے کہ (آپ نے فرمایا) ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا ہے۔

جہاد اکبر میں ہجرت بھی داخل ہے جب کہ اغراض و اسباب دینیہ کے تحت ترک وطن ضروری ہو تو اس کو چھوڑ دینا جہاد اکبر کے لوازم سے خارج ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وطن کی محبت "الٰہ" بن کر حائل ہوتی محسوس ہو تو عشق و محبت الٰہیہ اور اقرار لا الٰہ الا اللہ کا لازمہ ہے کہ اس "الٰہ" کو ترک کر دیا جائے۔ اسی لئے اس

روایت میں آیۂ مذکورہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

جنگ مومن چیست؟ ہجرت سوئے دوست ❊ ترک عالم اختیار کوے دوست (اقبال)
(ترک ماسوی اللہ)

جہاد اکبر میں ہجرت کا جو پہلو شامل ہے اور ہجرت میں ظاہری و باطنی خصوصیات جو موجود ہو سکتی ہیں، حضرت مہدی علیہ السلام کی تعلیمات میں وہ سب امور داخل ہیں۔ چونکہ آیۂ شریفہ لا یستوی القاعدون الخ کے پورے مضمون میں جہاد اکبر کی خصوصیت بھی موجود ہے جس کو مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے اسی نکتہ کی بنا پر روایت مذکور الصدر میں اس آیت سے استدلال کیا گیا جو بالکل صحیح ہے۔ اس نازک تفہیم کو قرآن فہمی کے خلاف کہنا خود معترض کے مقام علم کا مظہر ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ❊ مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر (بھرتری ہری)

آیت زیر بحث کے بعد یہ آیت بیان ہوتی ہے:۔

ان الذین توفٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاولٰئک ماوٰھم جھنم وساءت مصیرا۔ (نساء)

ملائکہ نے جن لوگوں کی (اس حالت میں) جانیں قبض کیں کہ وہ (کافروں میں پڑے رہکر) اپنی ذاتوں پر ظلم کر رہے ہیں انھیں (ملائکہ نے) کہا تم کس حالت میں تھے وہ کہیں گے ہم بے بس (مجبور و کمزور تھے ملائکہ) کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں کسی طرف ہجرت کر جاتے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے جس میں ترک ہجرت کی سزا دوزخ قرار دیگئی ہے۔ اس لئے ہجرت اختیار کرنا از روئے اصول فرض ہوا۔ اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے ہجرت کو بحکم خدا فرض فرمایا ہے۔ جسمیں ظاہری و باطنی دونوں خصوصیات شامل ہیں۔ اگر ترک مقام کے اسباب لاحق ہوں تو ترک مقام کیا جائے ورنہ ترک دنیا جو ترک شرک خفی و ترک خودی ہے یہ بھی سفر باطنی کا حکم رکھتی ہے جو ایک حیثیت سے باطنی ہجرت میں داخل ہے۔ اسی طرح مرشد کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لئے گھر چھوڑ کر مرشد کی خدمت میں جا کر رہجانا بھی ہجرت میں داخل ہے۔

حضرت بندگی سید محمود سید نجی خاتم المرشدین نے جو فرمایا:۔ "ہر جا کہ امن و آرام بیابید دائرہ بستہ بماندید" یعنی جہاں کہ اتباع دین میں امن و آرام پاؤ وہاں دائرہ بندی کر کے سکونت اختیار کرو۔) حضرت کا یہ حکم احکام رخصت میں داخل ہے۔

امامنا علیہ السلام کی تعلیمات میں ہجرت ظاہری کے احکام کے سوائے ہجرت باطن کی تعلیم بھی پائی جاتی ہے اور یہ جہاد اکبر کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ روایت ۳۶۸ ملاحظہ ہو کہ:۔ اس میں سفر باطنی کا جو ذکر ہے اس سے

باطنی ہجرت مراد ہے جو ترک خودی اور ترک ماسوی اللہ سے متعلق ہے اس کے بغیر اطلاقیت حاصل نہیں ہو سکتی جو دیدار الٰہی کی ضروری شرط ہے۔

قرآن مجید میں "لن ترانی" کا جو واقعہ ہے وہ بھی اسی بات کا شاہد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے "لن ترانی" (تو مجھے دیکھ نہ سکیگا) جواب جو ملا اس کی یہی وجہ ہے کہ آپکا سوال دوئی وغیریت کی خصوصیات کا حامل تھا کہ "رب ارنی انظر الیک" (اے میرے رب! تو مجھے نظر آ تاکہ میں تجھکو دیکھ لوں) اس سوال میں اصول تنزیہ باری تعالیٰ سے مغائر وہی امور موجود ہیں جن کی بنا پر معتزلہ وغیرہ نے دیدار الٰہی کے جواز سے انکار کیا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سوال کو رد فرما دیا کیونکہ دیدار الٰہی کو ان شرائط روئیت سے کوئی نسبت ہی نہیں جو مادی اجسام سے تعلق رکھتے ہوں طلب دیدار خدا کی توضیح میں ہم نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۶۸ تا صفحہ ۸۱)

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی اس سوال میں ذاتی طور پر غلطی سرزد نہیں ہوئی بلکہ اس سوال سے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے وجود و توحید اور اس کی تنزیہی شان سے واقف کرنا مقصود تھا۔ اور بتلانا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لئے وہ اطلاقیت اور وہ نظر عطا ہونے کی ضرورت ہے جس سے اس کا دیدار ممکن ہے اس کے بغیر صرف ان محدود نظروں سے محدود حیثیت میں اس کو دیکھنا محال ہے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی ستارے چاند و سورج کے زوال پذیر ہونے پر تمثیلی استدلال کے طور پر خدا تعالیٰ کی خصوصیات سمجھائی تھیں ورنہ فی الحقیقت چاند و سورج کو خدا تصور کر لینا شان نبوت و خلافت کے سراسر منافی ہے۔ اور جیسا کہ ہم نے آیت شریفہ "افمن کان علی بینۃ من ربہ" کے تحت بتلا دیا ہے کہ بغیر ولایت کے نبوت حاصل نہیں ہو سکتی اس سے معلوم ہوا کہ ہر نبی و رسول کو فیض ولایت حاصل رہتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ معرفت وجود و توحید کے مقام میں اس کا مرتبہ بحیثیت معصوم عن الخطا بہت بلند ہوتا ہے جس کا مرتبۂ معرفت اس قدر ارفع و اعلیٰ ہو وہ غیر اللہ کو "اللہ" کسی لمحہ بھی قرار نہیں دے سکتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال اور اس کا جواب اور اس کے بعد کے واقعات یہ سب اللہ تعالیٰ کی تنزیہی شان کی طرف رہبری کرتے ہیں اس کے برخلاف نعوذ باللہ حضرت کے ذاتی نقص و عدم صلاحیت دیدار یا آپکے سوال میں آپ کی ذاتی غلطی یا اس سوال و جواب سے نفس مسئلہ دیدار الٰہی کی نفی پر استدلال کرنا اصول اسلام انبیاء علیہ السلام کے بالکل مغائر ہے۔

غرض سفر باطنی یا ہجرت باطنی کا منتہا فنا و دیدار سے مشرف ہونا ہے۔

توضیح روایات (۱۰۶ و ۱۰۷) | حضرت بندگیمیاں نظام رضؓ نے ایک بار ایسے فقیر کا ترکہ جو واپس میں

رہنے والے تھے ان کے ایسے ورثاء کو دیا جو بیرون دائرہ رہتے تھے میاں سید خوندؒ نے یہ سنکر فرمایا کہ اچھا نہ ہوا کیوں یہ تو دائرے کے فقیروں کا حق ہے قاعدین میراث اس وقت لے سکتے ہیں جبکہ ہجرت کرکے دائرے میں آجائیں الخ (روایت ۱۰۷)

بمقام ناگور میاں نعمتؒ (صحابی مہدی علیہ السلام) کے دائرہ میں ایک فقیر کا انتقال ہوگیا پچاس فیروزی انھوں نے ترکہ چھوڑا مقام دھولخیہ میں ان کے ورثا موجود تھے لیکن میاں نعمتؒ نے حکم دیا کہ فقرائے دائرہ پر تقسیم کر دیا جائے اور آپ نے یہ آیت شریفہ سنائی۔ ان الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا الآیۃ (روایت ۱۰۶)

ان روایات پر سے بعضے لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مہدویوں کے پاس آیات مواریث کے مطابق ترکہ ورثائے شرعی پر تقسیم نہیں کیا جاتا۔ یہ خیال محدود معلومات کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ مذہب مہدویہ میں حسب دعوے اتباع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ متروکہ کی تقسیم میں بھی احکام شریعت کی پوری پوری پابندی کی جاتی ہے۔

مذکور الصدر واقعات صرف فقرائے مہاجرین سے مخصوص ہیں اور اس عمل کی سند قرآن مجید میں صاف وصریح طور پر موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض والذین اٰمنوا ولم یھاجروا ما لکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا (الآیۃ)	جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے اور اپنی جانوں سے فی سبیل اللہ جہاد کیا اور جن لوگوں نے پناہ دی اور ان کی مدد کی وہی آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت نہیں کی تو تم کو ان کی ولایت کا کچھ حصہ نہیں ہے جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔

اس آیت کے تحت تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ:۔

قال ابن عباس فی المیراث کانوا یتوارثون بالھجرۃ فکان المھاجرون والانصار یتوارثون دون اقربائھم وذوی ارحامھم ان کان من اٰمن ولم یھاجر لا یرث من قریبہ المھاجر	ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ حکم میراث کے متعلق ہے مہاجرین وانصار ہجرت کے لحاظ سے باہم وارث ہوتے اور ان کے قرابتدار وذی رحم وارث نہیں ہوتے تھے اور جو شخص ایمان لایا اور اس نے ہجرت نہ کی ہو تو وہ اپنے مہاجر قرابتدار کا وارث نہ ہوتا تھا۔

آیۂ شریفہ اور اس کی اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "ہجرت" کو مومنین کی صفات میں شمار کیا ہے اور مہاجرین کو باہم وارث میراث بتلایا ہے اور جو لوگ ایمان لائے لیکن انھوں نے ہجرت نہیں کی تو ان کو مہاجر

قرابتدار کے ترکہ سے محروم قرار دیا ہے۔

جو علما ہجرت کے حکم کو صرف ہجرت بمدینہ منورہ سے مخصوص سمجھتے ہیں وہ اس آیت کا حکم بھی اسی وقت سے متعلق قرار دیتے ہیں اور اس آیت کو دوسری آیۂ شریفہ اولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ سے منسوخ ہونے پر استدلال کرتے ہیں ـــــ ہم نے اس سے قبل "لا ھجرۃ بعد الفتح" حدیث شریف کے تحت واضح کر دیا ہے کہ یہ حکم فتح مکہ کے بعد مکہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت نہ کرنے سے متعلق ہے لیکن ہجرت کا عام حکم جو دار الحرب سے دار الاسلام کو یا جہاں احکام دین کی تعمیل اور اظہار دین خوفناک ہو وہاں سے پر امن مقام کو منتقل ہو جانے سے متعلق ہے قیامت تک باقی رہیگا۔

میراث مہاجرین کی آیت کو اگر بعض لوگ منسوخ سمجھتے ہوں تو یہ ان کا اپنا ذاتی معاملہ ہے ہم یہاں ناسخ و منسوخ کے اختلافی نکتہ نظر کی تفصیل و تنقید کو موجب طوالت سمجھتے ہوئے صرف مہدویوں کا نظریہ پیش کر دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس باب میں مہدویوں کا اعتقاد حسب فرمان مہدی موعود علیہ السلام یہی ہے کہ قرآن مجید محکم اور ناسخ ادیانِ ماضیہ ہے۔ اس کا کوئی جز من کل الوجوہ منسوخ نہیں ہو سکتا اس لئے ہمارے پاس قرآن مجید کا ہر حکم اپنے موقع و مورد کی خصوصیات کے لحاظ سے جب کبھی ضرورت ہو قیامت تک ممکن العمل تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی لئے میراث مہاجرین سے متعلقہ آیۂ مذکورۃ الصدر پر عمل کی نظیر روایات زیر بحث میں پائی جا رہی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مہاجر کا ترکہ مہاجرین میں جو تقسیم کیا گیا یہ آیۂ شریفہ کے حکم اولئک بعضھم اولیاء بعض کے مطابق ہے اور غیر مہاجرین کو جو نہیں دیا گیا وہ اسی آیت کے حکم مالکم من ولایتھم من شئ کے تحت عمل ہوا۔

اور اسی اصول کی بناء پر صاحب دائرہ کی میراث کا متولی اس کا جانشین ہی قرار دیا جاتا ہے بمطابق فرمان حضرت مہدی علیہ السلام کہ "میراث سوختگان را بہ سوختگان می رسد"

غرض روایت ۱۰۶ و ۱۰۷ میں تقسیم میراث مہاجرین کا جو واقعہ ہے ان فقرائے مہاجرین سے مخصوص ہے جنھوں نے اپنے گھر و قرابتدار و معاملات دنیاوی سے منقطع ہو کر فقرائے دائرہ سے اپنی زندگی کا رشتہ کر لی تھی۔ اور یہ واقعہ احکام قرآنی سے مطابقت بھی رکھتا ہے لیکن اس سے یہ الزام عاید کرنا قطعاً غلط ہیکہ مہدوی احکام مواریث کے پابند نہیں ہوتے۔

احکام اسلام میں میراث مہاجرین کی جو آیت ہے اس کے سوائے صدقہ، ہبہ، وقف وغیرہ اور بھی صورتیں ہیں جنمیں شرعی ورثاء کو ترکہ کا مستحق نہیں قرار دیا جاتا۔ مثلاً رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے باغ فدک کا

مشہور واقعہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی دختر حضرت بی بی فاطمہؓ اور دیگر ورثہ کو دینے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ "ما ترکنا صدقۃ" (ہم نے جو کچھ ترکہ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے) اس مسئلہ میں شیعہ اور اہل سنت کا سخت اختلاف ہے۔ اہل سنت اس عمل کو بحیثیت "صدقہ" ہونے کے درست قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ورثہ شرعی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے محروم کر دیا اور احکام قرآنی کے خلاف عمل کیا یا یہ کہ آپ احکام احادیث کے نعوذ باللہ قائل و پابند نہ تھے۔

مسئلہ زیر بحث کی بھی یہی صورت ہے تارک الدنیا فقرائے مہاجرین جو کچھ چھوڑ جاتے تھے بحیثیت ذاتی ملک کے نہیں بلکہ ان کی ذات ان کا مال و اسباب سب کچھ للہ فی اللہ ہوتا تھا اس لئے ان کے ترکہ کے بارے میں حسب سنہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ عمل کیا گیا۔ اس خاص صورت کے سوائے عام مہدویوں کے لئے ترکہ کی تقسیم میں ان سب احکام کی پابندی لازم ہوتی ہے جو قرآن و حدیث میں موجود ہیں اور جنکی تفصیلات فقہ کے مستخرجہ مسائل میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس بارے میں حسب احکام شریعت جو فتویٰ ہوتا ہے وہی معمول بہ اور واجب التعمیل ہوتا اور اسی لحاظ سے ترکہ کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ہجرت سے متعلق ہم نے جن مسائل کو واضح کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ خواہ ہجرت ظاہری ہو یا باطنی ہر صورت میں کتاب و سنت کے خلاف کوئی حیثیت مذہب مہدویہ میں موجود نہیں ہے۔

توضیح روایات در بیان علم خواندن

سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر او ؛ علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است (حضرت سعدیؒ)

ایسی روایات جنمیں یہ مذکور ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے علم پڑھنے سے منع فرمادیا ہے انکا مطلب واضح ہو جانا ضروری ہے تاکہ ان روایات کی نوعیت معین ہو جائے اور معلوم ہو کہ فی الحقیقت حضرتؑ نے مطلقاً تحصیل علم سے منع فرمایا ہے یا نہیں منع علم سے متعلق جو روایات زیر نظر کتاب میں موجود ہیں ان کے نشانات شماریہ ہیں ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۲ اس کے علاوہ نقلیات کی دوسری کتابوں میں بھی اسی مضمون کے مماثل روایات پائی جاتی ہیں وہ تمام روایات جنمیں منع علم کا مضمون پایا جا رہا ہو ان کی تحقیق اسی اصول پر کیجانی چاہیئے جو خود حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر آن نقل موافق کلام حقتعالیٰ است آن نقل درست و ازسن است الخ" یا ممکن ہو تو آپ ہی کے دوسرے فرامین کی مدد سے تطبیق کیجائے قرآن مجید میں علماء کی شان میں یہ آیات ہیں :۔

۱۔ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین	تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں (اور ایمان والوں میں)

اوتوا العلم درجات واللہ بما تعملون خبیر ۔ (مجادلہ)	جو لوگ علم دیئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کردیگا اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ ان سب کی خبر جاننے والا ہے۔
۲۔ بل ھو ایات بینات فی صدور الذی اوتوا العلم (عنکبوت)	بلکہ وہ آیات (قرآن) روشن ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جو صاحب علم ہیں۔
۳۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (زمر)	کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہوجائیں گے؟
۴۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا (فاطر)	بیشک اللہ کے بندوں میں اللہ سے وہی ڈرتے ہیں (اللہ کو) جاننے والے ہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "علم" اور "عالم" کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اور دین سے علما کو متعلق کرکے دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح اس باب میں احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً۔

۱۔ العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ	علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔
۲۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا ۔	میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کے دروازہ ہیں ۔
۳۔ فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سایر الکواکب (ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)	عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی کہ تمام ستاروں پر چودھویں رات کے چاند کی۔
۴۔ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنیٰ رجل من اصحابی	(ترمذی نے ابوامامہ سے روایت کی اور حسن نے صحیح کہا ہے) عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی مجھکو میرے ادنیٰ درجہ کے کسی صحابی پر ہے۔
۵۔ العلماء ورثۃ الانبیاء	علما انبیا کے وارث ہیں۔

مذکورہ آیات واحادیث کے مضمون سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ "منع علم" کی روایات جو حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں آیات واحادیث کے موافق نہیں ہیں۔ حالانکہ ضرورت علم سے متعلق روایات بھی موجود ہیں مثلاً روایات ۲۱ و ۱۶۱ و ۱۹۳ و ۱۶۴ و ۱۶۹ و ۲۷۸ و ۲۳۶۔ ہم یہاں اس مسئلہ پر بغرض تطبیق تحقیقی نظر ڈالتے ہیں۔

"علم" کے معنی ہیں صرف "جاننا"۔ لکھنا پڑھنا حصول علم کے ذرایع ہیں لیکن نفس علم نہیں ہیں جس طرح انسان سونگھ کر بو کے ذریعہ اشیا کا علم حاصل کرلیتا ہے اسی طرح چکھکر ذائقہ کے ذریعہ اور سنکر آوازوں پر سے بھی معلوم کرلیتا ہے کہ فلاں فلاں ہے۔ سب سے زیادہ تفصیلی علم بصارت سے تعلق رکھتا ہے اور حواس ظاہرۃ

وباطنیہ حصول علم کے جیسے معاون و مددگار ہیں ویسے ہی لکھنا پڑھنا بھی ضروری ذرایع ہیں۔

صناع، صنعت گری میں حسب موقع و محل بلحاظ ضروریات جس طرح مختلف النوع و مختلف الوضع آلات کا استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح ایک انسان دوسرے انسان کے مافی الضمیر کو سمجھنے کے لئے بھی آلات کے طور پر حواس ظاہریہ و باطنیہ کے ذریعہ سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔ اس کے علاوہ خاص خاص آوازیں اور خاص خاص لکیریں بھی اس نے وضع کر لی ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ اپنے دل کے احساسات و تجربات و مشاہدات کو بآسانی ظاہر کر سکتا ہے۔ ان آوازوں اور لکیروں کو الفاظ و زبان کہتے ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں کے بسنے والے باشندوں نے اپنے اپنے طور پر جیسے جیسے الفاظ و لکیر وضع کر لیے ان آوازوں اور لکیروں کو الفاظ و زبان کہتے ہیں۔ اور ان میں وہی مستعمل اور اظہار مافی الضمیر کا ذریعہ قرار پا گئے۔ اسی کا نتیجہ ہے جو آج دنیا میں کئی قسم کی زبانیں پائی جا رہی ہیں۔

جب تک کوئی انسان کسی زبان کے استعمال کے طریقوں سے واقف نہ ہو اس زبان میں اپنا مطلب نہیں ادا کر سکتا۔ اور نہ دوسرے کا مطلب خود جان سکتا ہے۔ ایک مجبور محض بنکر رہ جاتا ہے۔ اس لئے دنیا کے ہر حصہ میں بلا لحاظ خصوصیت زبان "الفاظ" کے علم و استعمال کو "جزو لاینفک" کی حیثیت دیدی گئی گفتگو، تقریر و تحریر ضروریات زندگی کے اہم لوازم قرار پا چکے۔

اس کے باوجود ایسی نظیریں بھی موجود ہیں کہ ایک شخص تحریر سے بالکل واقف نہ ہو لیکن کتابی معلومات میں بہت کچھ مہارت رکھتا ہے۔ یہ مہارت اس کو کیسے حاصل ہو گئی جب کہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا! ماننا پڑیگا کہ اس نے ایسے آدمیوں کی صحبت اختیار کی ہو گی جو کتابی علوم سے واقف تھے۔ ان کے معلومات سنتے سنتے یہ بھی ایک عالم کی طرح اظہار معلومات میں اسی حد تک حصہ لینے کے قابل ہو گیا جس حد تک کہ وہ جان چکا۔

ہم نے جو کہا کہ "لکھنا پڑھنا" نفس علم نہیں ہیں اس کا یہی مطلب ہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر بھی انسان معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ کئی علما ایسے گزرے ہیں اور بعض سرحدی و افغانی علما کو خود ہم نے بھی دیکھا ہے جو منطق، فقہ وغیرہ علوم کے ایک فنی جید عالم ہونے کے باوجود لکھ نہ سکتے تھے۔ کیوں کہ انھوں نے لکھنے کی کوشش ہی نہ کی۔ اسی طرح دائرے کے امتی مہدوی، بمصداق فرمان حضرت مہدی علیہ السلام غیر مہدوی عالم پر غالب ہو جاتے تھے اس کی بھی یہی وجہ تھی۔ کیوں کہ دائرہ بندی کے فیوض و برکات انھیں حاصل تھے۔ گویا ان کی یہ شیرازہ بندی تھی۔ روزانہ بیان قرآن سے رموز و حقایق عموماً سنا کرتے تھے۔ جس کی وجہ ان کے قلوب نور ایمان سے متجلی ہوتے اور ان کے دماغوں میں بیان قرآن کے نقوش ثبت ہوا کرتے تھے۔ تواریخ اخیار میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے چنانچہ ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے۔

جمعے را ازیں سلسلہ ملازمت کردہ ام و اخلاق رضیہ و اوصاف مرضیہ ایشاں را در فقر و فنا بمرتبۂ عالی دیدہ و بیان قرآن و اشارات و دقایق و معارف لطائف بے کسب علوم رسمی چناں شنیدہ ام کہ اگر خواہند مجلے از آنہا در قید کتابت آرند تذکرۃ اولیائے دیگر باید نوشت (نجات الرشید قلمی صوفی فارسی نمبر (۱۵۶۴) کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن)

اس سلسلہ (یعنی سلسلہ جہدویہ) کے بہت سے لوگوں کی خدمت میں رہا ہوں اُن کے پسندیدہ اخلاق اور پسندیدہ اوصاف کو فقر و فنا میں مرتبۂ عالی پر پایا اگرچہ انھوں نے علم رسمی حاصل نہیں کیا تھا لیکن قرآن کا بیان اور اشارات و حقائق کی باریک باتیں اور معرفت کے لطیف نکات میں نے اس قدر سنے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ مجمل طور پر قید تحریر میں لانا چاہیں تو ایک اور تذکرۃ الاولیا لکھنا ہوگا۔

حاصل کلام یہ کہ علم کے معنی ہیں صرف جاننا خواہ لکھنے پڑھنے کے ذریعہ جانے یا جاننے والوں کی صحبت میں رہکر بغیر لکھے پڑھے جانے لیکن لکھنا پڑھنا علم کے اہم اور ضروری ذرائع ہیں۔

نفس علم کی اس مختصر توضیح کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں کس علم کے جاننے والوں کی خصوصیت و فضیلت بیان ہوئی ہے قرآن مجید علوم و آئین کا سمندر ہے جس میں قیامت تک ہونے والی انسانی دنیا کے لئے ہر دور میں پیش آنے والی ضروریات کو پورا کرنے والے مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں جس کی گواہی "اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (میں نے تم پر نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے) کے الفاظ دے رہے ہیں اُن سارے علوم و آئین قرآنیہ کو کلی حیثیت سے بیک لفظ علم دین کہا جا سکتا ہے اسلامی نقطۂ نظر سے اسی علم کی اہمیت ہے اسی علم کے جاننے والوں کو فضیلت ہے صوفیہ و محققین نے علم دین کی تقسیم اس طرح کی ہے۔

علم دین

فرض عین		فرض کفایہ	
علوم مکاشفہ	علوم معاملہ	علوم شرعیہ	علوم غیر شرعیہ

۱۔ "علم مکاشفہ" سے مراد قرآن مجید کا وہ علم ہے جس کے ذریعہ طالب حق مطلوب کو پہنچ سکتا ہے اور وہ یقین ہے جو اس نور کی وجہ قائم ہوتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ بندہ کے دل میں ڈالدیتا ہے جس کی وجہ وجود باری تعالیٰ کا عرفان و ایقان علم الیقین "عین الیقین" سے بڑھکر "حق الیقین" کی منزل کو پہنچ جائے۔ غرض فنا و بقا کے لاہوتی منازل تک پہنچنے کے لئے جس علم کی ضرورت ہوتی ہے اس کو علم مکاشفہ کہتے ہیں۔

۲۔ "علوم معاملہ" سے مراد قرآن مجید کا وہ علم ہے جس کے ذریعہ مومن اپنے قلب پر نظر رکھتا ہے کہ ترک

ترک ماسوی اللہ" کی کس حد تک پابندی ہو رہی ہے۔ جھوٹ، غیبت، ناجائز امور کی رغبت کس طرح دل میں جگہ نہ پاسکیگی۔ اوامر و نواہی کی پابندی سے متعلق اپنے افعال پر نظر رکھنا تو اور بات ہے یہاں مومن اپنے قلبی ارادوں پر بھی کامل ضبط و قابو پانے کی کوشش کرتا ہے ایسے ہی امور کی تحصیل کو "علوم معاملہ" کہتے ہیں اور یہ علوم مکاشفہ کے اہم معاون ہیں۔

۳۔ "علوم شرعیہ" سے مراد قرآن مجید کے وہ علوم ہیں جو عقاید و عبادات و معاملات سے تعلق رکھتے ہیں تفسیر۔ اصول تفسیر۔ حدیث۔ اصول حدیث۔ فقہ اصول فقہ۔ وغیرہ۔ نیز صرف و نحو۔ معانی و بیان وغیرہ ادبی علوم کو بھی علوم شرعیہ میں شمار کیا گیا ہے کیوں کہ یہ خادم علوم شرعیہ ہیں۔ ان علوم سے واقفیت کے بغیر عامۃ الناس کا قرآن مجید کے عربی اعلیٰ انداز کلام کو سمجھنا مشکل ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی شروط و لوازم اور پیش آنیوالے مختلف مسائل اور بیع و شرا، نکاح و طلاق و وکالت وغیرہ معاملات جو تدبیر منزل اور علم اجتماعی معاشرتی اقتصادی امور اور سیاست مدن سے متعلقہ تمام مسائل کا علم انھیں مذکورہ علوم شرعیہ کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

۴۔ "علوم غیر شرعیہ" ایسے علوم ہیں جنکا راست استنباط قرآن مجید سے تو نہیں ہوتا لیکن وہ علوم تدبیر شخص، تدبیر منزل، اور اجتماعی معاشرتی و اقتصادی امور کے اور سیاست مدینہ کے اہم ممد و معاون ہوتے ہیں۔ جیسے سائنس، فلسفہ، ریاضی، صنعت و حرفت وغیرہ جن کا جاننا معاشرتی نقطۂ نظر سے ضروری ہو، ایسے علوم کو بھی "علم دین" سے متعلق رکھا گیا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان | علم دو ہیں۔ ابدان کا علم۔ ادیان کا علم۔

اس کے علاوہ علوم غیر شرعیہ میں بعض ایسے ہیں جو محض مضرت سے تعلق رکھتے ہیں جیسے کہ جادو کا علم یا اور اسی قبیل کے مضرت رساں علوم کو "علم دین" سے قطعاً تعلق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان اعتقاد کے بعد اس کی طلب پیدا ہونا فطری لازمہ ہے جس کی توضیح طلب دیدار خدا کی بحث میں کیگئی ہے۔ اس بحث میں جن امور کو واضح کیا گیا ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ وجود و توحید باری تعالیٰ کا علم و ایقان "اصل" ہے اور اس "اصل" کی نسبت کے لحاظ سے اس کی نازل کی ہوئی شریعت "فرع"۔ کیوں کہ جب تک خدا پر ایمان نہ لایا جائے اس کے بھیجے ہوئے خلیفہ اور اس کی نازل کی ہوئی شریعت پر ایمان کیسے لایا جا سکیگا۔ چنانچہ تعلیم اسلام میں اقرار توحید کو مقدم رکھا گیا ہے جو پہلا کلمہ طیبہ کے نام سے مشہور ہے اور فی الحقیقت، نبوت و شریعت کی ضرورت، اقرار و معرفت توحید ہی کے لئے ہے۔

پس علم توحید کا ایقان جس درجہ ترقی پائیگا اتنا ہی تعلیم شریعت سے استفادہ میں کمال حاصل ہوگا جو نوعیت چراغ اور اس کی روشنی کی ہے وہی نوعیت علوم مکاشفہ و علوم شرعیہ کی ہے۔ توحید پر ایمان و اعتقاد ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے اس کے طفیل علوم شرعیہ سے خود مستفید ہونا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہر ایک کی

قوت ایمان اور صلاحیت افادہ پر منحصر ہے۔ یہاں شریعت و طریقت میں تفریق ہونے کے گمان کا کوئی موقع نہیں ہم نے فرائض ولایت کے بیان کے تحت اس امر کی توضیح کر دی ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۶۷)

اس کے علاوہ "علوم مکاشفہ" و "علوم شرعیہ" پر صوفیہ و محققین نے ایک اور نوعیت سے بھی بحث کی ہے مثلاً علوم شرعیہ و غیر شرعیہ کا علم، عقل سے تعلق رکھتا ہے اور امور مکاشفہ کا علم "عشق" سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے جس طرح عشق اور علم میں فرق ہے اسی طرح علوم مکاشفہ و علوم شرعیہ میں بھی فرق ہے۔

عشق کا پہلا لازمہ ایقان تام ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی ریب و تذبذب کے مقلدانہ شان جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ گویا عشق کا لازمہ تقلید ہے یا عشق کے لئے تقلید لازم! اسی لئے محققین کرام نے تقلید کو عشق کا دوسرا نام قرار دیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کو دیکھو کہ انھوں نے آنحضرت صلعم کی تقلید میں کس قدر بلیغ احتیاط برتی ہے۔ آپ نے خربوزہ اس بنا پر کھانے سے احتراز کیا تھا کہ انھیں معلوم نہ تھا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پھل کسطرح تناول فرمایا ہے۔

کیفیتہا خیزد از صہبائے عشق ❊ ہست ہم تقلید از اسمائے عشق

کامل بسطام را در تقلید فرد ❊ اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

اندکے اندر حرم اے دلنشیں ❊ ترک خود کن سوے حق ہجرت گزیں (اقبال)

چونکہ تقلید احکام شرعیہ کے لئے عشق بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور عشق کا ارتقا علوم مکاشفہ و معاملہ ہی سے ہو سکتا ہے اس لئے صوفیہ و محققین نے ان علوم کو فرض عین قرار دیا۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق ❊ عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات (اقبال)

جو حضرات خلیفۃ اللہ کی صحبت میں تھے ان کو بڑی سہولت یہ حاصل تھی کہ خلیفۃ اللہ کی ذات سے اپنی استعداد و صلاحیت کے موافق استفادہ کر سکتے تھے۔ اس کے عمل کو دیکھ کر اپنا عمل درست کر لیتے۔ اور جن مسائل میں شبہات ہوتے رفع کر لیتے تھے اس طرح بلحاظ تقلید علم و عمل، دین کے بلند مراتب پر فائز ہو جاتے تھے جتنی کہ ان کی نماز معراج المومنین کی حیثیت رکھتی تھی۔

روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام جب خراسان میں تھے۔ ایک عالم خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے ساتھی نماز کے احکام نہیں جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے علم نہیں۔ یہ لوگ دور دراز سے لمبی کر چکے اور اتنا نہیں جانتے۔ ان سے کہو کہ ایک دوسرے سے سیکھیں۔ پھر چند دن بعد ایک دفعہ اسی عالم نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھی نماز پڑھنا نہیں جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی نماز (جیسی کہ یہ ادا کرتے ہیں) تم ادا تو کر لو (روایت ۱۶۳) انصاف نامہ باب دہم میں یہ روایت میاں ملک جیون برخوردار سے مروی ہے۔

اس روایت سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرتؑ نے شرعی علوم سیکھنے کی ضرورت ظاہر فرمائی اور حکم دیا کہ جو نہ جانتے ہوں ان سے کہو کہ سیکھیں۔ دوسری یہ کہ آپ کی فیضِ تعلیم و تربیت کے طفیل آپ کے متبعین کی عبادات صرف پابندِ رسمیات ہی نہ تھیں بلکہ معنا اعلیٰ مراتب کے حامل تھیں۔ اس لئے اس خراسانی عالم کو حکم دیا کہ تم بھی ایسی ہی نماز ادا کریں جیسی کہ یہ میری صحبت میں رہنے کی وجہ سے ادا کر رہے ہیں۔

استاذنا خان علامہ نے یہاں اس واقعہ کے ذکر کی ضرورت ظاہر فرمائی کہ ۱۳۴۹ھ میں جبکہ کانفرنس مہدویانِ ہند بمقام چین پٹن بصدارت مولوی محمد بہادر خانصاحب (بہادر یار جنگ المشہور بہ قائد ملت مرحوم) منعقد ہوئی تھی ایک اجلاس میں یہ فقیر تقریر کر رہا تھا۔ اثنائے تقریر میں صدر موصوف نے خواہش ظاہر کی کہ "حضرت امامنا علیہ السلام کی نسبت "ممانعت تحصیل علم" کے احکام جو مشہور ہیں اور جن پر بعض مخالفین نے اعتراض بھی کئے ہیں اس کی حقیقت واضح کی جائے"۔ احقر نے اس وقت ان خیالات کا اظہار کیا:۔

مہدی موعود خلیفۃ اللہ آفتاب ولایتِ محمدیہ کے فیضان سے جو لوگ مستفید ہو رہے تھے گویا وہ دینِ اسلام کے اصل مقاصد، عرفان کے منازل طے کر رہے تھے۔ عشق کی لَو انہیں پیدا ہو جاتی تھی جو علوم مکاشفہ و معاملہ کی اصل ہے۔ اور ذکرِ خفی کی تلقین سے نورِ یقین ان میں جلوہ گر ہو جاتا تھا۔ طریق عبادات، اہتمامی مسائل اور عام معاملات کے ضروری احکام وقتاً فوقتاً حسبِ موقع و ضرورت معلوم ہوتے جاتے تھے۔ اس کی تحصیل کیلئے خاص طور پر منہمک ہو جانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ خواہ احکام ظواہر کی تحقیق ہو یا مسائل باطن کی تصحیح، حضرت مہدی موعودؑ کی ذات قدسی صفات سے استفادہ لازم تھا کیوں کہ یہ ایک اہم اور قطعی ذریعہ موجود تھا۔

جس طرح دن میں جبکہ آفتاب عالم تاب ضیا بار ہو گھی اور تیل کے چراغ یا برقی قمقمے روشن کرنا لایعنی کا موجب ہو جاتا ہے اسی طرح آفتاب ولایت محمدیہ کے ہوتے ہوئے مفسرین و محدثین و فقہا کی تصانیف و تالیفات کی طرف رجوع ہونا غیر ضروری بے محل لاحاصل تھا اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے تبلائے ہوئے مسائل کو چھوڑ کر من مانے مضامین و کتب کا مطالعہ کرنے سے باز رکھا ہے جن روایات میں کتاب کے مطالعہ اور تحصیل علم کی ممانعت پائی جاتی ہے اس کی علت غائی یہی ہے کیونکہ ام الکتاب (قرآن) کا حاصل جو عشق الٰہی ہے اسی سے اپنے متبعین کو بہرہ مند اور احوال و مقامات کے اعلیٰ مدارج سے مستفیض کرنا مقصود تھا۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "قرآن عشق نامہ است" (نقلیات سیانسید عالمؒ) اسی لئے عشق کو ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ جب کہ تعلیم عشق ام الکتاب ہے اور عشق علوم مکاشفہ کے لئے لازم ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے متبعین کو عشق ہی کی تعلیم دی اور اسی کے ارتقا میں منہمک و مشغول رکھا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ حضرتؑ نے علم دین میں جو شق محققین اکابر اہل سنت کے پاس فرض عین مسلم ہے۔

اسی کی تعلیم و تربیت بحکم خدا تعالیٰ نہایت اہتمام سے فرمائی۔ جس کے ذریعہ فنا فی اللہ بقا باللہ کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے امامؑ نے اسی دولت کے خزانے لٹانے اور اپنے صحابہ کرام کو اسی میں منہمک رکھا اور یہی آپ کے شایان شان تھا اس اہم مقصد کے حصول میں جو کام بھی حائل ہو سکتا ہو اس سے منع فرمادیا کرتے تھے۔

اس حقیقت کی موجودگی میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے تحصیل علم سے مطلقاً منع فرمادیا ہے!!

پس ماننا پڑیگا کہ علم دین کے اہم حصے کی تکمیل سے جو فرض عین تسلیم کیا جاتا ہے مستفیض فرمایا جس کے لئے اس سے بہتر قطعی و واجب الایقان و معصوم عن الخطا والنسیان ہستی سے استفادہ کا موقع حاصل ہونا محال تھا۔

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن
بندۂ تخمین و ظن کرم کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات
علم مقام صفات، عشق تماشائے ذات
عشق سکون و صفات، عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دین
عشق کے ادنیٰ غلام صاحب تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں، عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقیں، اور یقیں فتح باب

شرع محبت میں ہے عشرت منزل حرام
شورش طوفاں حلال، لذت ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے امّ الکتاب

(اقبال)

اس کے علاوہ مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے علوم شرعیہ کی تحصیل سے بھی منع نہیں فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے کہ!

علمائے سوال کیا کہ آپ علم پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ بندہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہے جو کچھ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا ہو بندہ کیسے منع کریگا بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم سے ذکر دوام کو فرض کہتا ہے جو کچھ مانع ذکر ہو وہ ممنوع ہے (روایت ۲۲)

دین اسلام کا فلسفۂ اخلاق، فلسفہ تصوف اتنا ارفع و اعلیٰ اور مکمل ہے کہ جس کی ہر بات میں خوبی ہی خوبی ہے علوم شرعیہ کی تحصیل کے بھی آداب ہیں۔ عز و جاہ۔ کبر و غرور۔ مجادلہ و مکابرہ۔ فتنہ و فساد سے بچنے کی ضرورت رہتی ہے نفس امارہ کے غلبہ و تسلط سے بچکر صرف دین ہی دین مقصود رہنا لازم ہے۔ ورنہ یہی دین جو علوم شرعیہ سے متعلق ہے "حجاب اکبر" بنجاتا ہے اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا۔ "کسے کہ بسیار خواند۔ بسیار خوار شدہ غلبۂ طلب دنیا گردد و گرنہ در عجب افتد۔ اینچہ بندہ گوید براں عمل دارید تا بینا گردید (روایت ۱۷۳) (حاشیہ شریف) یعنی جو شخص بہت پڑھ لیتا ہے طلب دنیا کے غلبہ کی وجہ (دینی حیثیت میں) بہت خوار ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو عُجب (غرور) پیدا ہو جاتا ہے اس لئے بندہ جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرو تاکہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکو"

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ سادہ لوح امّی قبولیت دین میں اُن پڑھے لکھے آدمیوں پر سبقت لیجاتے ہیں جو کج فطرت اور ضدی و ہٹ دھرم واقع ہوں۔ کیوں کہ جن لوگوں کا میلان طبعی نفس پرستی کی طرف ہو ان کو علم بھی آجائے اور علم سے اصلاح کے بجائے اپنے خواہشات نفسانی کا اتباع کرنے میں علم سے مدد لینے لگیں تو لازماً "من چہ چیزے ہستم" کا تخیل ان کے قوائے نفسانیہ پر طاری رہیگا جس کی وجہ اپنے مسلمات اور اپنے غور کردہ خیالات کے خلاف کوئی بات سننے اور اپنی اصلاح کی طرف مائل ہونے کی ان سے بہت کم توقع کیجا سکتی ہے۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ۔

میں اللہ کے حکم سے مردہ کو زندہ کر دینے میں عاجز نہیں ہوں لیکن عالم احمق کی تفہیم سے عاجز ہوں (روایت ۱۶۳)

علم اگر کج فطرت و بد گوہر است ❊ پیش چشم ما حجاب اکبر است (اقبال)

حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے صحابی بندگیماں شاہ نعمت سے فرمایا کہ "اگر شما پیش ازیں علم خواندہ بودے مرا قبول نہ کردے" یہ روایت الصافنامہ میں بھی درج ہے۔ مولف ہدیہ مہدویہ نے اس روایت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ امام علیہ السلام پر بے علم جاہل لوگ ہی ایمان لایا کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کی تالیفات جو عربی و فارسی زبان میں ثبوت مہدیت پر لکھی گئی ہیں مولف مذکور کے زیر نظر تھیں۔ اور قاضی منتجب الدین جونپوری وغیرہ جلیل القدر علما کی ایک طویل فہرست سے ناواقف نہ تھے کیوں کہ ان سب کا ذکر ان کتابوں میں موجود تھا جن پر سے انھوں نے اعتراضات وضع کئے ہیں اس کے علاوہ تواریخ اغیار میں بھی اس کے تذکرے

موجود تھے۔ یہ سب تفصیلات مولفہ ہدیہ کے پیش نظر تھیں کیا ان حقائق کی موجودگی میں ان کا مذکورالصدر بیان ان ہی کے سیلان طبعی کا آئینہ دار نہیں ہے؟

اس کے قطع نظر منع علم کے بارے میں جن کتابوں کی روایات پر سے انھوں نے اعتراض کیے ہیں ان میں یہ روایات بھی موجود ہیں۔ مثلاً روایت ہے کہ:۔

"اگر کوئی حضرت مہدی علیہ السلام سے عرض کرتا کہ اجازت ہو تو علم ظاہری کی تحصیل چھوڑ دوں اگر واعظ ہوتا تو عرض کرتا کہ وعظ چھوڑ دوں اگر کاسب ہوتا تو عرض کرتا کہ کسب چھوڑ دوں تاکہ ذکر قائم ہو ہر ایک کو جواب فرماتے کہ کیوں چھوڑتے ہو ذکر کی کوشش کرو (روایت ۱۶۸)

نیز روایت ہے کہ:۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص علم نہ پڑھا ہو بیان قرآن کرے تو وہ بے دیانت ہے مگر سماع کے طریقہ پر جو کچھ سنا ہو نقل کی طرح بیان کر دے (تو مضائقہ نہیں) (روایت ۱۳۶)

نیز ایک روایت آگے مذکور ہو چکی کہ منع علم سے متعلق علما کے جواب میں آپ نے فرمایا:۔

"حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منع نہ فرمایا ہو بندہ کیسے منع کریگا (روایت ۲۲)

مقام غور ہے کہ یہ روایات انھیں کتابوں میں موجود ہیں جو مولف ہدیہ کے زیر نظر تھیں ان روایات کو چھپا کر محض اپنے منشا و نیت کی تکمیل کی غرض سے صرف محتاج تشریح و تطبیق روایات کو پیش کر کے مخالف مفہم عاید کر دینے کی ایسی کوشش کو بے دیانتی اور عصبیت جاہلیہ کے سوائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ انھیں کتابوں میں ایسی روایات بھی موجود ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جن صحابہ کو پہلے مطالعہ سے منع فرمایا تھا بعد میں خود اجازت مرحمت فرمائی ہے چنانچہ حضرت میاں عبدالفتح سی روایت ہے کہ

شہر نہروالہ میں بندگیمیاں نظام رضؓ کے ہاتھ میں "کتاب میزان" دیکھکر حضرت نے پوچھا کیا پڑھ رہے ہو؟ عرض کیا کتاب ہے حضرتؑ نے ان کے ہاتھ سے کتاب لے لی اور چلگئے چند دن بعد ناگور میں بھی میاں مذکور کے ہاتھ میں کتاب دیکھکر منع فرمایا۔ اس کے بعد انھوں نے علم پڑھنے کی ہوس پوری طرح منقطع کر دی ایک عرصہ بعد خراسان میں حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں نظام رضؓ سے فرمایا کہ کچھ علم حدیث پڑھو جب کوئی قابل ہو جاتے تو اس کے لئے پڑھنا باعث نقصان نہیں۔ (انصافنامہ باب ۱۰)

نیز روایت ہے کہ:۔

میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ قیلولہ کے وقت ہاتھ میں حدیث کی کتاب رکھے ہوئے تھے

(اتفاقاً) حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں نظامؓ! کیا مطالعہ کر رہے ہو؟ عرض کیا کہ حدیث (کی کتاب) ہے آپ نے فرمایا حدیث (کی کتاب) رکھدو ذکر میں مشغول رہو ایک عرصہ گزرنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام، میاں نظامؓ کے حجرہ میں تشریف لائے اور فرمایا وہ حدیث (کی کتاب) کہاں جس کا تم مطالعہ کر رہے تھے؟ میاں نظامؓ نے عرض کیا کہیں رکھکر بھول گیا ہوں۔ فرمایا ڈھونڈ لاؤ آپ نے وہ کتاب تلاش کر کے پیش کر دی حضرتؑ نے فرمایا کہ حدیث کی اس کتاب کا مطالعہ کرو اسمیں بھی مقصود خدا ہے (روایت ۱۶۱)

نیز روایت ہے کہ :-

ایک روز حضرت میراں سید محمود رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں کتاب رکھے ہوئے تھے حضرت مہدی علیہ السلام نے پوچھا کونسی کتاب ہے؟ آپ نے عرض کیا "تمہید" ہے فرمایا ذکر کی کوشش کرو تاکہ کیفیت پیدا ہو اور اس کو سمجھنے کی قوت حاصل ہو (روایت ۱۶۶)

ان روایات سے ظاہر ہے کہ امنا علیہ السلام نے کتاب کے مطالعہ سے یا علم حاصل کرنیسے بعض وقت منع جو فرمایا اس کا ایک مقصد نور ایمان کی قوت بڑھانا بھی تھا۔ کیونکہ قرآن سمجھنے کے لئے نور ایمان حاصل رہنا ایک بنیاد ہی ہے اسی لئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "قرآن سمجھنے کے لئے نور ایمان کافی ہے"۔ (روایت ۱۶۵) کیوں کہ اس کے بغیر اعتقاد جازم اور یقین واثق اور مطالب کا انکشاف حاصل ہونا دشوار ہے۔

اک دانشِ نورانی اک دانشِ برہانی ؛ ہے دانشِ برہانی حیرت کی فراوانی (اقبال)

اب یہ بات بخوبی ظاہر ہو چکی کہ جو لوگ حضرتؑ کی صحبت میں تھے ان کا مقصد علم لدنی کی تحصیل تھا اس لئے حضرتؑ کے بتلائے ہوئے مشاغل میں ان کا انہماک ضروری تھا ہر ایک کی صلاحیت کے لحاظ سے جو امور اس کے انہماک و محویت میں خلل انداز ہونے والے ہوں ان امور سے آپ کا منع فرمانا حصول مقصد کے اقتضاء کے عین مطابق تھا خواہ وہ تلاوت قرآن و حدیث و تفسیر ہی کیوں نہ ہو۔ آج بھی جو مومن اس جانب مائل ہوں ان پر اپنے مرشدِ طریقت کی ہدایات کی پابندی عاشقانہ اور والہانہ جذبات کے ساتھ لازم ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا:-

"اگر کوئی شخص ایک ہزار سال عبادت کرے اور وہ عبادت مشغول شدہ بھی ہو تو وہ بندہ کی ایک نظر کے اثر کے برابر نہیں ہے۔" (روایت ۱۰۹)

کیونکہ آپ کی نظر کیمیا اثر سے مقصود عبادت یعنی معبود حقیقی کا عرفان حاصل ہو جاتا تھا!!!

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کیلئے ؛ لذتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے (اقبال)

توضیح روایات در بیان فضائل صحابہ

روایت ۲۷۲ ملاحظہ ہو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی رہیں گے کہ جن سے اقامت دین ہوگی۔" نیز اپنے صحابہ کو "اصحاب صفہ" کی صفات سے متصف ہونے کی بشارت عطا فرمائی ہے (ملاحظہ ہو روایت ۶۹) اسی لئے سوانح صحابہ مہدی موعود میں رضا و تسلیم۔ صبر و توکل اور فنا و نیستی کی اعلیٰ مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اخلاق و آداب صحابہ کے بیان میں جو روایات اس کتاب کی حد تک درج ہیں انکے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے کہ اپنے معاصرین دفقرائے دائرہ و معتقدین و اغیار کے ساتھ ان کے اخلاق و آداب کیا تھے۔ روایت ۲۴۸ ملاحظہ ہو کہ:۔ "بعض مہاجرین نے حضرت بندگیسراں سید محمود رضی اللہ عنہ سے کہدیا کہ میاں سید خوندمیر رضؓ اپنے کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں" حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا "بندگاری خود را بر یاراں فضل ندادہ است کہ حضرت میراں علیہ السلام دائم نیستی و فنا فرمودہ اند فضل دادن صفت ہستی است یعنی بندہ نے صحابہ پر کبھی اپنا فضل نہیں جتلایا ہے کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ہمیشہ نیستی اور فنا کی تعلیم فرمائی ہے فضل جتلانا تو ہستی کی صفت ہے۔" انصافنامہ باب (۱۷) میں بھی یہ روایت بیان ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب صحابہ مہدی موعود کے اعمال کی بنیاد نیستی و فنا پر تھی تو ان کے اخلاص و اخلاق و آداب کے مراتب محتاج بیان نہیں ہیں۔

توضیح روایت ۲۴۹

اس روایت کا خلاصہ یہاں درج کیا جا رہا ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو دو جوانوں یعنے میانسید محمود اور میانسید خوندمیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلومات ہو رہے تھے لیکن حضرت نے ابھی ظاہر نہیں فرمائے تھے — ادھر حضرت سید خوندمیرؓ کو بھی اس وقت جب کہ وہ اور حضرت سید محمودؓ نماز عصر کی جماعت میں باز و باز و تھے معلوم ہوا کہ "فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم" (ترجمہ ان لوگوں کو جو بات کہی گئی تھی اس کے بجائے انھوں نے جو بات بدل دی ظلم کیا) حضرت سید محمود سے آہستہ اس علم کا ذکر کیا تو انھوں نے "سنا و صدقنا کہا"۔

اس روایت میں جو آیت آئی ہے یہ سورہ بقر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کے واقعات کے سلسلہ میں بیان ہوئی ہے۔ ان لوگوں کو ہدایت کیگئی تھی کہ حطۃ کہیں قولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم سنزید المحسنین۔ یعنی حطہ کہو تاکہ تمہاری خطائیں ہم بخش دیں اور تمہاری نیکیاں زیادہ کریں۔" مگر انھوں نے حطہ کے بجائے حنطۃ حمراء (سرخ گیہوں) کہا۔ "توبہ" کے بجائے انھوں نے کھانے کی چیز طلب کی۔ گویا بتلائی ہوئی بات کو انھوں نے بدل دیا۔

حضرت سید خوندمیر کو اس آیت کی طرف غیب سے توجہ دلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

آپ کو یہ معلوم کرایا گیا کہ سیدین کی فضیلتیں و خصوصیتیں حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر فرمادیں گے ان کو جو فضائل و خصائص معلوم کرائے جائیں انمیں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے اسی لئے حضرت سید محمودؓ نے "آمنا وصدقنا" کہا یعنے بیشک حضرت مہدی علیہ السلام بغیر کسی تبدیلی کے فرمائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت مہدی علیہ السلام نے اس وقت تمام صحابہ کو بشارت سے سرفراز فرمایا اور تمام صحابہ میں دو جوان میانسید محمود و میانسید خوندمیر کی خصوصیت کو فرشتوں میں جبرئیل و میکائیل کی خصوصیت سے تشبیہ دی۔

توضیح روایت ۲۵۳

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سید محمودؓ کو سیر نبوت ہے اور سید خوندمیر کو سیر ولایت ہے۔ صرف اس روایت کی بنا پر سیر نبوت کو "کل" اور سیر ولایت کو "جز" کہنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ اگر سیر نبوت سے "سیر نبوت مع ولایت اور سیر ولایت سے صرف "ولایت" مراد ہوتی تو البتہ اس وقت یہ کہنا درست ہوتا لیکن یہاں سیر نبوت سے سیر ذات مصطفیٰؐ اور سیر ولایت سے سیر ذات مہدیؑ مراد ہے چنانچہ یہ توضیح خود روایت سے ثابت ہے کہ۔

ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی فضیلت بیان فرمارہے تھے اس اثنا میں آپ نے فرمایا کہ حضرت رب العزت کا فرمان ہو رہا ہے کہ اے سید محمد جہاں ولایت ختم ہوگی وہاں بہت سارے قائم مقام انبیا ہوں گے بعض کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور بعض کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اور بعض کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیر حاصل ہوگی میانسید خوندمیرؓ نے سوال کیا کسی کو سیر مصطفیٰؐ و سیر مہدیؑ بھی حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! میرا سید محمودؓ کو سیر مصطفیٰؐ اور تم کو بندے کی ذات میں سیر ہے" (ملاحظہ ہو روایت ۲۵۸)

سیدین کے مرتبہ کے تعین کے لئے بھی یہ ایک محکم اور واضح روایت ہے اس توضیحی روایت کی روشنی میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر سیر نبوت کو کل اور سیر ولایت کو "جز" کہا جائے تو اس سے تسویت خاتمین علیہما السلام کا متفق علیہ عقیدہ متاثر ہو جائیگا اور کوئی مہدوی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیرؓ نے رسالہ "بعض الآیات" میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

المهدی یکون موصوفا بجمیع صفات رسول الله صلی الله علیه وسلم صورة ومعنا ویکون مظهرا لاسماء الالهیة کلها کما ان کان رسول الله صلی الله علیه وسلم

مہدی علیہ السلام "حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات ظاہریہ و باطنیہ سے متصف ہوں گے اور تمام اسماء الٰہیہ کے اسی طرح مظہر ہوں گے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آیات واحادیث میں حضرت مہدی علیہ السلام کی جو خصوصیات اور آپ کے جو مراتب بیان ہوئے ہیں حضرت بندگیسیاںؒ نے ان کو چند ہی جملوں میں بیان کر دیا ہے۔ غرض ہمارے پاس تسویت خاتمین علیہما السلام جس طرح متفق علیہ ہے اسی طرح تسویت سیدینؓ بھی ناقابل انکار ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جن میں بعض صحابہ کو بعض انبیاء کی سیر حاصل ہونے کی بشارت دیگئی ہے۔ مثلاً روایت نمبر ۲۶۰ ملاحظہ ہو کہ "ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے دو صحابہ کو علی الیقین فرمایا کہ تم کو سیر ابراہیم علیہ السلام حاصل ہے اگر تمہاری حیات ہوتی تو اور ترقی کر جاتے لیکن حیات نہیں ہے ان دونوں میں سے ایک صاحب تیسرے دن اور دوسرے صاحب نویں دن رحلت کر گئے"۔ یہ روایت انصافنامہ میں بھی ہے۔ ایک کا نام "میاں مخدوم" ایک کا نام میاں "عزیز اللہؓ" مذکور ہے۔

قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں بلکہ آپ کے متبعین کے فضائل و مراتب کے بارے میں بھی اشارات و بیانات موجود ہیں۔ مثلاً حدیث شریف ہے کہ :-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف قوما ھم بمنزلتی فقال الاصحاب کیف یکون یا رسول اللہ انت خاتم النبیین ولا نبی بعدک۔ فقال لیسوا من الانبیاء ولکن یغبطھم الانبیاء بقربھم ومقعدھم من اللہ وھم المتحابون فی اللہ (تفسیر کبیر جلد ثانی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں ایسی قوم کو جانتا ہوں جو میری منزل میں ہے۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں کر ہو سکیگا جب کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ انبیاء تو نہیں ہیں لیکن اللہ سے ان کے قرب اور مقام قرب کی وجہ انبیاء ان سے رشک کریں گے اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے ہوں گے۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے اس حدیث شریف کو اپنے رسالہ "مکتوب ملتانی" میں درج کیا ہے مولف ہدیہ مہدویہ نے اس پر بہت طعن و طنز کیا اور الزام عاید کیا ہے کہ اس کا حدیث ہونا بے اصل ہے۔ بلکہ حدیث وضع کرنے کا جرم قرار دیا ہے۔ اور مضمون حدیث کے بارے میں بھی بہت کچھ من مانے الزامات عاید کئے ہیں کہ مہدوی اپنے مہدی کے صحابہ کی نسبت حضرت رسول اللہ صلعم کے برابر ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اس لحاظ سے ان کے مہدی حضرت رسول اللہ صلعم سے افضل ٹھیرتے ہیں (ملخص از ہدیہ مہدویہ)

نعوذ باللہ من شرور الخناس۔ ایسے اعتقاد بد کو مہدویوں کی طرف منسوب کرنا آفتاب پر خاک اڑانے کے مصداق ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت حضرت سید خوندمیرؒ نے ایسی حدیث شریف درج فرمائی ہے جو صدہا سال پہلے اکابر اہل سنت کی کتابوں میں موجود تھی۔ اس لحاظ سے آپ پر وضع حدیث کا الزام عاید کرنے کی جو کوشش

کیگئی خود بخود باطل ہو جاتی ہے۔ اور پھر امام فخر الدین رازیؒ کے جیسے محقق زمانے اپنی مہتم باشان کتاب کلام اللہ کی تفسیر میں درج کیا ہے اس صحت حدیث سے تعلق رکھنے والے تمام اعتراضات اصولاً ان اکابر اہل سنت پر عاید ہو جائیں گے جن جن حضرات نے اس حدیث کو پیش کیا۔!! اس کے قطع نظر "مکتوب ملتانی" علمائے ملتان کے پاس بطور تبلیغ روانہ کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں ایک بے اصل روایت کو استعمال کرنا بعید از قیاس بھی ہے۔

بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ حضرت سید خوندمیرؒ نے جو حدیث پیش کی وہ اکابر اہل سنت نے بھی پیش کی ہے۔ اسی طرح مضمون حدیث پر سے جو الزامات عاید کئے گئے وہ بھی خود بخود باطل ہو جاتے ہیں کیونکہ مضمون حدیث کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اسی نوعیت کی ایک اور حدیث بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرایل" یعنی میری امت کے علما انبیائے بنی اسرائیل کے جیسے ہیں۔" مقام غور ہے کہ کیا اس حدیث کی وجہ سے علمائے امتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیا ہو سکتے ہیں یا مرتبہ میں انبیائے بنی اسرائیل کے برابر قرار دیے جا سکتے ہیں؟

اس کے علاوہ معیار صحت احادیث میں جہاں راویوں کی ثقاہت و صداقت دیکھی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھنا بھی لازم ہے کہ روایت، قرآن مجید کے مطابق بھی ہے یا نہیں؛ اس لحاظ سے بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیۂ شریفہ کی تفسیر واقع ہوئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یا یھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ۔ اذلۃ علی المومنین۔ اعزۃ علی الکافرین۔ یجاھدون فی سبیل اللہ لا یخافون لومۃ لائم۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم۔

(جز ۶ رکوع ۱۲)

اے ایمان والو! تم میں سے جو دین سے مرتد ہونے لگو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائیگا جس کے لوگوں سے اللہ محبت رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور وہ مومنین کے مقابلہ میں نرم اور کافرین کے مقابلہ میں غالب رہیں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا علیم ہے۔

بعض مفسرین نے قوم سے حضرت ابوبکرؓ اور بعض نے حضرت علیؓ اور بعض نے انصار رضی اللہ عنہم مراد لی ہے اس پر دلیل یہ بیان کیجاتی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد بعض لوگ مرتد ہونے لگے تو ان حضرات نے ارتداد کے فتنہ کو فرو کیا ہے۔ لیکن تاریخ اسلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں پر مرتد کا لفظ فی الحقیقت صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ پہلے سے منافق تھے خصوصاً فتح مکہ کے بعد جب دشمنوں اور منافقوں کی قوتیں پوری طرح پامال ہو گئیں تو بعض نے امن و جان بخشی حاصل کرنے کیلئے بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے وصال کے

بعد موقع پاکر فتنہ برپا کرنے لگے تھے۔ جس پر صحابہ کرامؓ کی منظم طاقت نے قابو پالیا۔ ارتداد کا اطلاق اس وقت ہونا چاہیئے جب کہ کوئی دل سے ایمان لایا ہو اور بعد میں پھر جائے۔ لیکن جو لوگ مصلحت کے تحت بظاہر اسلام قبول کئے ہوں اور ان کے قلوب بدستور کافر و بدباطن ہوں۔ وہ سب منافق کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ منافق ہی تھے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے زمانہ میں جن لوگوں نے آپ کے فیض صحبت سے استفادہ کیا ہو اور آپ کے بعد صحابہ کرام کی جیسی مقدس ہستیاں موجود ہوں تو یہ کیسے ممکن سمجھا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص دل سے ایمان لایا ہو اور آفتاب اسلام کے زمانۂ کمال ہی میں اس کے انوار و برکات سے محروم ہو جائے۔ البتہ بعض راویوں نے ان منافقین کے لئے "مرتد" و "ارتداد" کا جو لفظ استعمال کیا ہے وہ مجاز کی صورت ہے۔

جن مفسرین نے قوم سے "صحابہ" مراد لی وہ دو وجہ سے صحیح نہیں ہوسکتی۔ ایک تو اس وقت کے فتنہ برپا کرنے والوں پر "ارتداد" کا اطلاق بالکلیہ صادق نہیں آتا دوسرے یہ کہ آیۂ کریمہ میں "من یرتد" فسوف یاتی" یہ دونوں حال و مستقبل کے معنی دے رہے ہیں۔ اگر حال کے معنی لئے جائیں تو چونکہ نزول آیت کے وقت خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام مذکور الصدر موجود تھے۔ اس لئے ان کے ہوتے ہوئے کسی اور قوم کی ضرورت کا ذکر بے محل اور بے ضرورت بات ہوگی ــــ اگر مستقبل کے معنی لئے جائیں اور قوم سے آنحضرتؐ کے صحابہ مراد لی جائے تو یہ بھی خلاف واقعہ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ آیت کے الفاظ سے آنے والی قوم کی پیشگوئی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور صحابۂ کرام مذکور الصدر آنحضرتؐ کی لائی ہوئی قوم سے ہیں جو نزول آیت کے وقت بذات خود موجود تھے۔ اس کے باوجود ان پر مستقبل میں لائے جانے کا مفہوم کیونکر صادق آسکیگا۔؟!!

حالانکہ آیت کے سوق کلام سے تو یہ ظاہر ہوتا ہیکہ امت رسول میں ایک خلیفۃ اللہ کی پیشگوئی ہے کیوں کہ "یاتی اللہ" کے معنی ہیں اللہ اس قوم کو لائیگا۔ اور اللہ کے لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا خلیفہ لائیگا ــــ قرآن مجید میں ایسی اور بھی نظیریں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا فعل اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ مثلاً :-

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (انفال)	(اے محمدؐ) تو نے جس وقت (کنکریاں) پھینکیں تو نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی ہیں۔
اور فرمایا۔ فاذا قرانٰہ فاتبع قرآنہ (قیامۃ)	پس جب ہم قرآن پڑھیں تو تم اس قرات کی پیروی کرو۔

اس آیت میں حضرت جبرئیلؑ کے فعل کو اپنا فعل بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح قرآن سے قبل کی کتب سماویہ میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً بعض انبیاء اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر ان الفاظ میں ہے

فقال جاء الرب من سیناء واشرق لھم من سعیر وتلاء تلاء من جبل فاران واتی من ربوات القدس وعن یمینہ نار شریعۃ لھم (استثنیہ اصحاح ۳۳ آیت ۲)

پس اس نے کہا کہ پروردگار سیناء سے آیا اور ان کے لئے سعیر سے روشن ہوا اور کوہ فاران سے چمکا اور آیا دس ہزار قدوسیوں یعنے فرشتوں کے ساتھ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔

اس پیشگوئی میں سیناء سے خدا کے تجلی کرنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظہور اور سعیر پر خدا کے چمکنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی ہونا اور فاران پر خدا کے ظاہر ہونے سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا مراد ہے۔ بنی ہاشم کے پہاڑ جو مکہ معظمہ کے قریب ہیں ان کا نام فاران ہے۔ دس ہزار فرشتوں کا ساتھ رہنا جو مذکور ہے۔ اس سے مراد مقدس انسان ہیں۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور کہا گیا ہے اس لئے ان کے ساتھیوں کو فرشتوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور اسی لئے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم یعنے اپنے صحابہ کو فرشتوں سے اور سیدین رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ میں جبرئیل و میکائیل سے تشبیہ دی ہے (ملاحظہ ہو روایت ۲۴۹)

پھر "فسوف یاتی اللہ بقوم" سے قوم مہدی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اس کی تفسیر و تطبیق ان احادیث متواتر المعنیٰ سے ہو جاتی ہے جن میں مہدی موعود کی بعثت کی ضرورت و اہمیت کا بیان موجود ہے۔ اس لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں جس قوم کے ظہور کا ذکر ہوا ہے اس سے مہدی موعود کی قوم ہی مراد لینا انسب و اولیٰ ہوگا۔

اے وہ کہ جو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار ❊ نومید نہ کر آہوئے مشکیں کو ختن سے (اقبال)

اس توضیح سے ظاہر ہے کہ حدیث شریف: "انی لاعرف قوما ھم بمنزلتی الخ" سے بھی اس آیت کی تفسیر و تطبیق ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں قوم کی اہم خصوصیت "وھم المتحابون فی اللہ" بیان ہوئی ہے جو آیت کریمہ کے الفاظ "یحبھم ویحبونہ" کے عین مطابق ہے۔ اب ناظرین خود محسوس فرمائیں گے کہ حضرت سید خوندمیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "مکتوب بلتانی" میں ایسی حدیث سے استدلال فرمایا جس کا ذکر اکابر اہل سنت کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور جو قرآن مجید کے مفہوم سے عین مطابقت بھی رکھتی ہے!!! ——— عرض یہ کہ نہ صرف حضرت مہدی علیہ السلام ہی موعود خدا و رسول ہیں بلکہ آپ کی قوم بھی موعود خدا و رسول ہے۔ اور آیات و احادیث کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی تعلیمات میں عشق و محبت الٰہی کی پوری خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اور اسی لحاظ سے آپ کے جو صحابی عشق و محبت اور معرفت توحید و فنائے ذات و صفات کے جس مقام میں پائے گئے آپ نے ان کو بحکم خدا تعالیٰ اس مقام و مرتبہ کی بشارت سے سرفراز فرمایا۔ ان مقامات میں مقامات انبیاء بھی داخل ہیں۔ لیکن ان بشارات سے ان انبیاء

کا تم مرتبہ قرار دینے کا الزام عاید کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو صوفیائے محققین کے مسلک سے دور اور ان کے اصول و اصطلاحات سے نابلد ہیں۔

سبل السوی۔ اور کحل الجواہر وغیرہ کتابوں میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ:۔ فضائل یا مقامات و مراتب کے بیان میں اگر دو شخصوں میں کوئی خاص مناسبت یا مماثلت پائی جائے۔ یا منازل سلوک سے کسی خاص منزل کا بیان مقصود ہو تو صوفیائے محققین کی اصطلاح میں اس کو مقام۔ قائم مقام۔ منزل۔ شان۔ بروز۔ برقلب وغیرہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً بعض اولیا کو بعض انبیاء کا یا بعض بزرگوں کو دوسرے بزرگوں کا مقام یا شان و منزلت حاصل ہونا ظاہر کیا جاتا ہے تو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ جو ظہور یا فیضان اس نبی میں تھا وہی ظہور یا فیضان اس بزرگ میں پایا جاتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ صوفیائے کرام کے پاس دور نبوت میں جتنے انبیاء گزرے ہیں دور ولایت میں ایک ایک ولی ان کے مقابل یعنی ان کے مقام کے مقابل موجود ہے چنانچہ گلشن راز میں اسی امر کو ظاہر کیا گیا ہے:۔

زنورش شد ولایت سایہ گستر ❊ مشارق با مغارب شد برابر

کنوں ہر عالمے باشد ز امت ❊ رسولے را مقابل در نبوت

اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے جنکو سیر انبیاء و سیر نبوت و سیر ولایت کی جو بشارتیں دی ہیں ان کا بھی ٹھیک یہی نوعیت ہے۔

توضیح روایات در بیان قاتلوا و قتلوا

حضرت بندگیسو سید خوندمیر کا حاضر دربار رسالت ہونا اور ان کو صدیق و ولایت کی خبر شہادت اور اس کی نوعیت۔

ہم یہاں ایسا سلسلۂ روایات پیش کریں گے جس سے واضح ہو سکیگا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے حضرت بندگی یہاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے قتال اور بدلۂ ذات ہونے کے بارے میں جو خبر دی ہے وہ کس قدر اہتمام بالشان ہے اور کتنے جلیل القدر صحابہؓ کا بحیثیت راوی اس خبر مبارک سے تعلق ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہلی دفعہ حاضر ہونے کے واقعہ کا ایک حصہ سوانح مہدی موسوم مولفہ جناب فقیر سید ولی صاحب مرحوم سے نقل کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب پر علامۃ العصر مولوی سید نصرت حسین صاحب علامۃ العصر مولوی سید اشرف صاحب شمسی نے تقریظ لکھی ہے اس کی روایات کو نہایت صحیح اور قابل وثوق

ولائق تمسک تسلیم کیا ہے۔ "روایت ہیکہ ایکمرتبہ (پہلی دفعہ حاضر خدمت ہونے کے بعد ہی) سید خوندمیر سے نماز مغرب کے بعد جناب سیدنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سید خوندمیرؓ! بیان کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر کس طرح فضل و احسان کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت سے پوشیدہ نہیں۔ فرمایا تم بیان کرو تاکہ دوسرے لوگ سنیں۔ کہا پہلی مرتبہ جبکہ میری نظر حضرت پر پڑی (تجلی ذاتی چمکی) میری آنکھ پھوٹ جائے اگر میں نے حضرت کو درمیان میں دیکھا ہو۔ اسی وقت میں نے اپنے خدا کو دیکھا۔ فرمایا درست ہے جو خدا ہو (یعنی قید بشری اور ہستی و خودی سے باہر ہو کر مطلق ہو) خدا کو دیکھے۔ اور جس وقت عصر کی نماز کی نیت باندھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تو نے میری درگاہ میں کیا نذر گزرانی ہے۔ عرض کیا کہ جو تیری نذر کے لائق ہو گزرانوں حکم ہوا جو لائق بندہ ہوتا ہے وہ ہماری راہ میں سر دیتا ہے۔ عرض کیا یہ لیک سر کیا ہے اگر سو سر ہوں تجھ فدا کرنے کو حاضر ہوں۔ پھر میں نے اپنے تن کو بے سر دیکھا۔ اور بعد نماز سر کو پایا! اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ پروردگارا کیا بندہ کی نذر قبول نہیں ہوئی؟ حکم ہوا یہ ہماری امانت ہے وقت پر لیں گے" الخ (سوانح مہدی موعودؑ ص۱۵۷)۔

یہ روایت دوسری قدیم و معتبر کتب نقلیات میں بھی موجود ہے۔ اور پنج فصائل میں اس کے آخری الفاظ ہیں

حضرت میراں پرسیدند میاں سید خوندمیر ایں چہ معاملہ بود۔ گفتند ہمہ پیش خوند کار عیان است پس فرمودند شما بزبان خود بگوئید کہ اجماع شاہد شود۔ پس بندگیماں ماجرائے مذکور بیان کردند پس حضرت میراں فرمودند آرے حق است ہمچنیں خواہد شد۔ (پنج فصائل)

حضرت مہدی علیہ السلام نے دریافت کیا کہ میاں سید خوندمیرؓ وہ کیا معاملہ تھا؟ عرض کیا خوند کار پر سب روشن ہے۔ فرمایا تم اپنی زبان سے کہو تاکہ اجماع شاہد رہے بندگیماں نے ماجرائے مذکور بیان کیا حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہاں سچ ہے ایسا ہی ہوگا۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت سید خوندمیرؓ کے سر کی قربانی، اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے سب حاضرین کو اس بشارت خداوندی سے آگاہ ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ اور آپ نے بذات خود تصدیق فرمائی اور جماعت صحابہ کو بحیثیت اجماع گواہ بنایا۔ اس لئے یہ روایت خبر مشہور اور خلیفۃ اللہ کی توثیق کی وجہ قطعیت کا حکم رکھتی ہے۔ اگرچہ بدلۂ ذات مہدی موعود ہونے کی اس میں تصریح نہیں ہے لیکن حضرت سید خوندمیرؓ کی خبر شہادت کی حد تک محکم اور واضح روایت ہے۔ حالانکہ بعد کی روایات سے بدلۂ ذات کی تخصیص و تصریح بھی ہو چکی چنانچہ ذیل کی روایات اس امر کی شاہد ہیں۔ سفر خراسان میں حضرت میاں سید خوندمیر کے پہنچنے کے قبل ہی سے حضرت امامنا مہدی علیہ السلام نے آیت شریفہ "فالذین ھاجروا الخ" کی اہمیت پر بیان شروع فرما دیا چنانچہ روایت ہیکہ۔

(۱) نقل است از بندگی ملک الہداد (خلیفہ گردہ) کہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم شد۔ واوذوا فی سبیلی شد

بندگی ملک الہداد (خلیفہ گردہ) سے روایت ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا فالذین ھاجروا ہو چکا واخرجوا من دیارھم۔ ہو چکا واذوا فی سبیلی ہو چکا۔ وقاتلوا

وقاتلوا وقتلوا ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔
(تاریخ سلیمانی جلد ثانی)

وقتلوا باقی ہے۔ انشاء اللہ ہو جائیگا۔

(۲) ناگور میں بھی ایک دفعہ اس آیت پر بیان فرمایا ہے"۔ نیز روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے ناگور میں یہ آیت اسطرح پڑھی۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم ہو چکا۔ واوذوا فی سبیلی ہو چکا۔ قاتلوا وقتلوا باقی ہے۔ اللہ جب چاہے ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ میرا بھی! وہ جماعت دائرہ میں نظر نہیں آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں وہ لوگ ابھی نہیں آئے ہیں۔ آجائیں گے" (ملاحظہ روایت ۱۸۲) یہ روایت حضرت سید خوندمیرؓ کے نزہ مبارک پہنچنے سے قبل کی ہے۔

(۳)۔ سندھ میں بھی ایک دفعہ آپ نے اس آیت پر بیان فرمایا۔

نقلست کہ در مقام سندھ آیت فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا بیان کردہ فرمودند کہ یک صفت کار زار ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔ وبعد ازیں بارہا ہمیں فرمودند تاکہ بفرح رسیدند وبندگیہاں سید خوندمیر آمدند۔
(مطلع الولایت)

نقل ہے کہ مقام سندھ میں آیت فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا پر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک صفت کارزار باقی رہ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہیگا پوری ہوگی۔ اس کے بعد آپ فرح مبارک پہنچنے تک بارہا یہی فرماتے رہے حتی کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ بھی نزہ میں آگئے۔

(۴) حضرت میاں سید خوندمیرؓ فراہ مبارک پہنچ جانے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام اس آیت پر نہایت واضح اور پر اثر بیان فرمانے لگے کہ قاتلوا وقتلوا کے حامل کی فلاں فلاں خصوصیات ہوں گی۔

بعد از رسیدن بندگی میاں چند بار در شرف صفت چاری کہ قاتلوا وقتلوا۔ است از زبان گوہر بار امام الابرار جاری شد وبجدے کہ ذکر در شرف قاتلوا وقتلوا شرح نگذاشت کہ سامعاں را اشتیاق مشاہدہ شخص حامل باصفت چاری شد تا بیاں سید خوندمیر بمیاں نعمتؓ پرسیدند کہ از خوند کار عرض نمائید کہ آنحضرت اسم کسے کہ بر او قاتلوا وقتلوا صورت پذیرد فرمایند تا الدبش مثل ادب والا داشتہ شود۔ میاں نعمتؓ حسب الایماے بندگی از امام علیہ السلام عرض کردند قبلہ حق دانست

بندگی میاں کے پہنچنے کے بعد چند بار قاتلوا وقتلوا کی صفت چاری کے شرف پر امام الابرار کی زبان گوہر بار سے بیان شروع ہوا۔ اس حد تک کہ قاتلوا وقتلوا کے شرف کے بیان میں (نام کی) شرح باقی رہ گئی جس کی وجہ سامعین کو حامل باصفت چاری کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ حتی کہ میاں سید خوندمیرؓ میاں نعمتؓ کے ذریعہ عرض کرایا کہ جس شخص پر قاتلوا وقتلوا کی تکمیل ہوگی حضرت اس کا نام فرمادیں تاکہ اس کا ادب مثل ادب والا کیا جائے۔ میاں نعمتؓ نے حسب الایماے بندگیہاں امام علیہ السلام سے عرض کیا۔ قبلہ حق دانست نے فرمایا جو پوچھ رہے ہے اسی پر

فرمود ہر کسے کہ پرسد بر وصورت پذیر شود۔ بداں اے عزیز دریں نقل نام حاملِ بارِ امانت ظاہر شد۔
(تاریخ سلیمانی جلد ثانی)

صورت پذیر ہوگا۔ جان لے اے عزیز اس نقل میں حاملِ بارِ امانت کا نام ظاہر ہو چکا ہے۔

اس روایت سے یہ استدلال کرنا کہ "حضرت بندگیمیاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ اس صفت کے حامل خود ہیں کیوں کہ انھوں نے حضرت سے سوال کیا تھا" صحیح نہیں ہے کیونکہ روایت میں "میاں نعمت رضؓ حسب الایماء بندگیمیاں از امام علیہ السلام عرض کردند" کے الفاظ صاف ہیں اس لئے شاہ نعمتؓ حضرت سید خوندمیرؓ کے فرستادہ تھے۔ فی الاصل محرک سوال حضرت سید خوندمیر ہی تھے۔ اس لحاظ سے سائل کا اطلاق فی الحقیقت حضرت سید خوندمیرؓ پر ہی صادق آسکیگا۔ لہذا فرمان حضرت مہدی علیہ السلام "ہر کسے کہ می پرسد بر وصورت پذیر شود" کا مصداق حضرت سید خوندمیرؓ ہی ہیں۔ اسی لئے صاحب تاریخ سلیمانی نے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ "بداں اے عزیز دریں نقل نام حاملِ بارِ امانت ظاہر شد" یعنی جان اے عزیز کہ اس نقل میں حاملِ بارِ امانت کا نام ظاہر ہو چکا"۔

(۵)۔ اور حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ نے بھی خود حضرت بندگی میاں نعمت رضی اللہ عنہ پر واضح کر دیا تھا کہ "خبر قتال کی نوعیت" میاں سید خوندمیر سے مخصوص ہے اور چونکہ آپ بھی ذریعہ سوال بنے ہیں اس لئے آپ کو بھی شہادت کا موقع ملیگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی زبانِ مبارک کا اثر ضرور ظاہر ہوگا۔ لیکن یہ شہادت "شہادت علیہ" کے حکم میں ہوگی"۔

بحر العلوم علامہ شمسی مرحوم نے بھی جلاء العینین میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ ــــ غرض اس تصریح کے مطابق حضرت سید خوندمیرؓ کی شہادت کے عرصہ بعد حضرت شاہ نعمتؓ بھی مع اکیس فقرائے دائرہ بحالتِ ذکر الٰہی صف پر بیٹھے ہوئے بمقام لوگڑہ شریف شہید ہوئے۔ اس واقعہ کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔

یہاں بحث یہ ہے کہ "حضرت شاہ نعمتؓ کو یہ خیال تھا کہ "خبر قتال" اپنے حق میں ہے اور آپ نے حضرت شاہ دلاورؓ کی تصریح کو بھی تسلیم نہیں کیا"۔ اگر یہ واقعہ بجائے خود صحیح بھی ہو تو اس سے "خبر قتال" بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کے حق میں مخصوص و مخصوص ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ یہ صرف حضرت شاہ نعمتؓ کی ذاتی رائے تھی جسکی تائید میں اپنے سائل ہونے کی حیثیت کے سوائے کوئی اور دلیل آپنے بیان نہیں کی ہے۔ اور سائل کس حیثیت کے تھے اوپر توضیح ہو چکی۔ ــــ اس کے قطع نظر بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کی شہادت کے بعد آپ خود قائل ہو گئے ہیں اور اپنی عدم شرکت و عدم موافقت پر اظہار افسوس کیا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ:۔

ولبعد از مدتے میاں نعمتؓ در جالور آمدند واز دکن بازگشتند فرمودند کسانیکہ مرا از موافقتِ سید خوندمیرؓ

ایک عرصہ بعد میاں نعمتؓ دکن سے جالور واپس آئے اور فرمایا جن لوگوں نے مجھ کو سید خوندمیرؓ کی موافقت سے باز رکھا ہے

باز داشتند ایشاں را خدائے تعالیٰ خواہد پرسید

(روایت ۱۸) و (انصاف نامہ باب ۱۶)

ان کو خدا تعالیٰ پوچھیگا۔

لہٰذا حضرت کی سابقہ ذاتی رائے کو اختلاف کی حیثیت سے زیر بحث لانا۔ اصولاً غیر مفید ہو جاتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت سید خوندمیرؒ کا حضرت شاہ نعمتؒ کے ذریعہ سوال کرنے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے جواب دینے کی روایت پر ہی اس استدلال کا انحصار نہیں ہے!!! کیوں کہ ایک روایت سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت سید خوندمیرؒ نے تخصیص مریخ کی خاطر دوبارہ حضرت میاں یوسف کے ذریعہ دریافت کروایا ہے اور اس وقت آپ کا مطلب پورا ہو چکا چنانچہ روایت ہے کہ :۔

(۶) نقل است کہ چوں صدیقؓ را از شاہ نعمتؒ نعمت جوابے حسب المدعا ظاہر نہ شد تا وقتے میاں یوسفؒ را فرمود کہ از حضرتؒ عرض کنند کہ حامل بارامانت کیست کہ تعظیمش داشتہ آید۔ میاں یوسف حسب الارشاد صدیق از خاتم ولایت عرض کردند حضرتؒ باواز بلند فرمودند کہ کیست می پرسد؟ میاں یوسف ترسیدہ و لرزیدہ بعرض رسانیدند کہ خوند کا من نمی پرسم میاں خوندمیرؒ می پرسند آنگاہ مخبر صادق صدیقؓ را طلبیدہ فرمود کہ برادرم سید خوندمیرؒ آں ذات شما است (تاریخ سلیمانی جلد ثانی)

روایت ہے کہ شاہ نعمتؒ سے جواب سننے کے بعد صدیق کا مدعا اس وقت پورا ظاہر ہوا جب کہ آپ نے میاں یوسفؒ کے ذریعہ حضرتؒ سے عرض کرایا کہ حامل بار امانت کون ہے تاکہ اس کی تعظیم کیجائے۔ میاں یوسفؒ نے حسب ارشاد صدیق خاتم ولایت سے عرض کیا۔ حضرتؒ نے بلند آواز سے فرمایا کون پوچھتا ہے؟ میاں یوسفؒ نے ڈرتے لرزتے کہا میں نہیں پوچھ رہا ہوں سید خوندمیرؒ پوچھتے ہیں۔ اس وقت مخبر صادق نے صدیقؓ کو بلا کر فرمایا برادرم سید خوندمیرؒ وہ تمہاری ذات ہے۔

چند جملوں کی کمی و بیشی کے ساتھ مطلع الولایت میں بھی اسی مضمون کی روایت مذکور ہے۔

اس کے علاوہ حضرت بندگیسو سید خوندمیرؒ بدلہ ذات مہدی علیہ السلام ہونے کی روایات بھی ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں سید خوندمیرؒ کو بدلہ ذات ہونے کی بشارت اللہ تعالیٰ کے حکم سے دی ہے :۔

(۷) نقل است حضرت امام بدرگاہ ملک العلام عرض کردند اے بار خدایا ایں صفت چارمی کہ ماندہ است اگر شود راضی و تسلیم ایم فرمان ایزد تعالیٰ رسید کہ اے سید محمد در ازل ہا ست کہ بر خاتم الانبیاء و بر خاتم الاولیاء ہیچکس قادر نباشد و شمشیر کارنہ کند پس ترا خاتم ولایت محمدی کردہ ایم و لہٰذا ایں کہ بدل تو سید خوندمیرؒ را کردہ ایم

روایت ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے بارگاہ ملک العلام میں عرض کیا کہ یا اللہ چوتھی صفت جو باقی رہ گئی ہے اگر مجھ پر پوری ہو جائے تو اس کے لئے راضی ہوں۔ ایزد تعالیٰ کا فرمان پہنچا کہ اے سید محمد ہمارے علم ازلی میں یہ ہے کہ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء پر کوئی شخص قادر نہ ہو اور تلوار کارگر نہ ہوگی پس ہم نے تجھکو خاتم ولایت محمدی بنایا ہے اس لئے ہم نے تیرا بدل سید خوندمیرؒ کو

بنابراں حضرت میراں علیہ السلام میاں سید خوندمیرؓ را فرمودند کہ ایں کار باشما شدنی است۔

(تاریخ سلیمانی جلد ثانی ومطلع الولایت)

قرار دیا ہے اسی بنا پر حضرت مہدی علیہ السلام نے میاں سید خوندمیرؓ سے فرمایا کہ یہ کام تم سے ہونے والا ہے۔"

ملاحظہ ہو کہ اس روایت سے اس خبر مشہور وقطعی الصدور کی مزید توثیق ہو رہی جو حضرت سید خوندمیرؓ کے سر مبارک کی نذر مع ایک صد سر کے رب العزت نے قبول فرمائی تھی اور اس سے بدلہ مہدی موعودؑ کی تصریح بھی ہو رہی ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ:۔

(۷) نقل است کہ وقت بار نہادن فرمودند کہ ہشیار باشید کہ ایں بار ولایت است سر جدا شود و پوست بکنند و اگر استخوان فیل و پہلوے فولاد باشد تا دریں بار بوسیدہ شود۔۔۔۔ باز فرمودند کہ جہاں دشمن شود و دوست و غمخوار شما کسے نماند حتی کہ بند جامۂ شما آں ہم دشمن شما شود اما در دل و جان بفکر ولا وبال باشند کہ حق طرف شما است (تاریخ سلیمانی)

روایت ہے کہ بار (صفت ولایت) رکھنے کے وقت (حضرت مہدی علیہ السلام نے) فرمایا ہشیار رہو کہ یہ بار ولایت ہے سر جدا ہوگا۔ پوست کھینچا جائیگا۔ اگر ہاتھی کی ہڈیاں اور فولاد کا پہلو بھی ہو تو اس بار سے بوسیدہ ہو جائیگا۔ پھر فرمایا کہ دنیا دشمن ہو جائیگی تمہارا دوست وغمخوار کوئی نہ رہیگا حتی کہ تمہارے جامہ کا بند بھی دشمن ہو جائیگا لیکن دل وجان کو بے فکر ولا وبال رکھیں کیونکہ حق تمہاری طرف ہے۔

اور ایک روایت ہے کہ:۔

(۸) نقل است در فرہ از گوشۂ دیوار ام المومنین بی بی بونجیؓ پائے مبارک میاںؓ دیدند کہ از فضل حق بسیار استوار بود۔ بحضور امام علیہ السلام بطریق رمز عرض کردند کہ میرانجی پائے ہائے میاں سید خوندمیرؓ چہ استوار اند میراں علیہ السلام فرمود آرے بی بی از برائے بار ولایت مصطفیٰ پایہائے میاں سید خوندمیر استوار کردہ اند (تاریخ سلیمانی جلد ثانی)

روایت ہے کہ فرہ میں دیوار کے کونے سے ام المومنین بی بی بونجی رضی اللہ عنہا نے میاں سید خوندمیرؓ کے پیر دیکھے کہ اللہ کے فضل سے بہت ہی مضبوط وقوی ہیں۔ انھوں نے امام علیہ السلام کی حضور میں عرض کے طور پر عرض کیا کہ میرانجی! میاں سید خوندمیرؓ کے پیر کس قدر مضبوط ہیں؟ میراں علیہ السلام نے فرمایا ہاں بی بی ولایت مصطفیٰ کا بار اٹھانے کے لئے میاں سید خوندمیرؓ کے پیر مضبوط بنائے گئے ہیں۔

چونکہ بار ولایت کی توضیح میں حضرتؑ نے پہلے ہی بدلہ "ذات" فرما دیا تھا اس لئے بی بیؓ کے جواب میں صرف "برائے بار ولایت" فرمانا کافی ہو گیا۔ اور ایک روایت ہے کہ:۔

(۹) بعد از رحلت امام علیہ السلام در چہار و پنج ایام دو سہ بار تاکید تمام سادات کبیر میاں سید خوندمیرؓ را معلوم کردہ شد کہ شما متوجہ بملک گجرات شوید تا بجاریکہ نسبت شما

حضرت امام علیہ السلام کی رحلت کے چار پانچ دن بعد دو تین مرتبہ تاکید کے ساتھ سادات کبیر بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کو حضرت امام علیہ السلام کی روح پر فتوح سے معلوم کیا گیا کہ تم ملک گجرات

کردہ ایم آنجا ظہور خواہد شد۔ پس بندگیہاں ایں معاملہ پیش میر انسید محمودؑ اظہار کردند ثانی مہدیؑ بعرض میاں جواب باصواب ادا کردند کہ از روح پر فتوح آنحضرتؐ بدانچہ مامور و موکد مستید بکنید (مطلع الولایت)

کا ارادہ کر دیکھیں کہ جو کام تم سے منسوب کیا گیا ہے وہاں ظہور پائیگا۔ پس بندگی میانسید خوندمیرؑ نے اس معاملہ کو جناب میر انسید محمود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ آنجناب نے یہ جواب باصواب دیا کہ آنحضرت کی روح پر فتوح سے جس چیز پر آپ مامور ہیں اور جس کی تاکید کی گئی ہے وہی عمل کریں۔

اس روایت میں "تا بکار یکہ نسبت شما کردہ ایم آنجا ظہور خواہد شد" کے الفاظ اسی بار امانت کی طرف دلالت کر رہے ہیں۔ جسکی خبر پہلے دیجا چکی تھی۔ اور "سوانح مہدی موعود" میں بھی یہ روایت اس طرح بیان ہوئی ہے کہ:۔

"روایت ہے کہ بعد رحلت فرمانے جناب سیدنا مہدی علیہ السلام کے ایک ہفتہ کے اندر جناب صدیقؓ کو امام علیہ السلام کی روح مبارک سے معلوم ہوا کہ تم یہاں سے گجرات چلے جاؤ کیوں کہ اسمیں مقصود خدا ہے قاتلوا و قتلوا جو خاص ہمارا منصب ہے گجرات ہی میں اس کا سرانجام ہوگا۔ اسی طرح جناب سید محمود خلف ارشد جناب سیدنا مہدی موعود کو بھی معلوم ہوا۔ جناب سید خوندمیرؓ نے اس معلومات کو جناب سید محمود سے بیان کیا۔ آپ نے کہا مجھ کو بھی اسی طرح معلوم ہوا ہے" (سوانح مہدی موعود ص ۱۶۱ باب ۱ حصہ دوم)

(۱۰) اور حضرت سید محمودؑ جب فرہ مبارک سے واپس آئے تو حضرت سید خوندمیرؓ بھی آپکے دائرہ میں آ گئے تھے۔ حضرت سید محمودؑ نے ان کو واپس کرتے وقت جو کچھ بیان فرمایا اس کا ایک جملہ یہ بھی ہے کہ:۔

مانیک خواہ شما ایم گفتہ مائیکنید کہ حضرت میرانؑ بر شما بار قاتلوا و قتلوا وادہ اند اگرچہ نزد ما باشید آں را امکان محال است۔ (رنج فضائل)

میں آپکا خیر خواہ ہوں میرے کہنے پر عمل کریں کیونکہ حضرت مہدی علیہ السلام نے آپ پر قاتلوا و قتلوا کا بار رکھا ہے اگر میرے پاس رہوگے تو اس کا امکان محال ہے۔

ہم نے جتنی روایات بیان کی ہیں ان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت سید خوندمیرؓ حامل بار امانت بذات مہدی موعود ہیں۔ اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے اسماء مبارک ان روایات میں بحیثیت راوی مذکور ہیں جن کو اس بات کا علم تھا۔ مثلاً حضرت سید محمود ثانی مہدیؑ۔ حضرت سید خوندمیرؓ صدیق ولایت۔ حضرت شاہ نعمتؓ حضرت شاہ دلاورؓ حضرت میاں یوسفؓ۔ حضرت ام المومنین بی بی بوبجیؓ ——— اور خصوصاً آیت فالذین ھاجروا الخ کے بیان میں حامل بار امانت کی مہتم بالشان خصوصیات بیان ہونے لگیں تو صحابہ کرامؓ میں اشتیاق پیدا ہو گیا تھا کہ حامل بار امانت کون ہیں معلوم کیا جائے اور جبکہ حضرت شاہ نعمتؓ اور حضرت میاں یوسفؓ اور حضرت ام المومنین بی بی بوبجیؓ کے سوال کے جواب میں حضرت سید خوندمیرؓ کی تخصیص صریح ہو گئی تو کیا ان کثیر مشتاقان خصوصیت سے یہ بات پوشیدہ رہ سکتی تھی جب کہ سب کا ایک ہی جگہ رہنا سہنا تھا اور سب راز و نیاز رکھتے تھے اور باہم شیر و شکر تھے!!!

اس کے علاوہ حضرت سید خوندمیرؒ کو اپنے پاس سے روانہ کرتے وقت حضرت سید محمود ثانی مہدیؑ نے جو وجہ بیان فرمائی اور حضرت شاہ نعمتؒ سے حضرت شاہ ولاؒ نے جو تصریح و تخصیص بیان فرمائی کیا یہ اس امر کا بیّن ثبوت نہیں ہے کہ خبر شہادت کا علم حضرت سید خوندمیرؒ کے سوائے دوسرے جلیل القدر صحابہ کو بھی تھا۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کے وصال کے بعد جس وجہ سے حضرت سید خوندمیرؒ نے گجرات کا سفر اختیار کیا تھا لازماً اس سے بھی وہاں کے صحابہ وغیرہ ضرور واقف ہو چکے تھے ـــــ اصول حدیث میں ایک ضابطہ یہ ہے کہ جب کوئی روایت ضعیف ہو اور متعدد طریقوں سے اس کی روایت پائی جائے تو وہ حسن کے درجہ میں شمار کیجاتی ہے اور یہاں ضعف کے شائبہ کا ذکر ہی کیا جب کہ خبر متواتر المعنی احادیث کے مماثل درجہ پایا جارہا ہے۔ پس خبر شہادت حضرت سید خوندمیرؒ "خبر مشہور و تلقی الصدور و قطعی الدلالۃ" کی شان رکھتی ہے۔

اگر اصول حدیث و رجال کے مذکور الصدر ثبوت سے نظر ہٹالی جائے اور صرف ان روایات کو پیش نظر رکھا جائے جن میں حضرت سید خوندمیرؒ کے خلاف، بعض صحابہ کی تحریر پائی جاتی ہے تو اس لحاظ سے بھی خبر شہادت پر کوئی نقص وارد نہیں ہو سکتا اس کی توضیح آگے روایت (۵۱ و ۵۶ و ۱۰۶) کے تحت بیان کیجائیگی۔

"خبر قتال" حجت مہدیت ہونے کی بحث

حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ کے والد ماجد حضرت بندگیمیاں سید یوسفؒ نے "مطلع الولایت" میں حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان نقل کیا ہے کہ۔

پس حق سبحانہٗ و تعالیٰ کہ سمیع و بصیر و علیم حقیقی است شما را لائق و قابل گردانیدہ ایں بار (ولایت) نہادہ است لیکن ہشیار باشید کہ ایں بار ولایت محمدی است۔ سر بروہ کمر بشکند و پوست بکند۔ دراں وقت ذات شما تنہا یکطرف بود و ہمہ عالم یک طرف شود انشاء اللہ تعالیٰ پیش یک ذات شما ایں ہمہ منہزم شوند ایں آیت مہدیت من است چنانچہ جنگ بدر حجت نبوت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ (مطلع الولایت)

اللہ تعالیٰ جو سمیع و بصیر و علیم حقیقی ہے تم کو لائق اور قابل بنا کر یہ بار ولایت تم پر رکھا ہے لیکن ہشیار رہو کیونکہ یہ ولایت محمدی کا بار ہے۔ سر جائیگا۔ کمر ٹوٹے گی، پوست کھینچا جائیگا۔ اس وقت صرف اپنے خدا ہی سے مدد چاہنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر اس (جنگ کے) روز تم اپنی ذات سے تنہا ایک طرف ہوں اور تمام دنیا (تمہارے مقابلہ میں) دوسری طرف ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری ایک ذات کے آگے یہ سب ہزیمت اٹھائیں گے یہ میری مہدیت کا معجزہ ہے جیسا کہ جنگ بدر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔

سوانح مہدی موعود میں بھی اسی مضمون کی روایت ہے عنوان یہ دیا گیا ہے کہ "پہلے دن کی فتح کی بشارت جس پر صحت علامات مہدیت موقوف رکھی گئی" اور "ایں آیت مہدیت من است" کا ترجمہ "یہ بات بندہ کی مہدیت کی نشانی ہے" کیا گیا ہے۔ (سوانح مہدی موعود ص ۱۵۹) ـــــ اخبار مغیبہ کا یقینی علم حاصل ہونا طاقت بشری سے خارج ہے اس لئے خبر مغیب کو معجزات میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ یہ بالکل لطف و عطائے الٰہی پر منحصر ہے ہم نے علم غیب کی بحث میں اس کو واضح کیا ہے

لیکن مذکورۃ الصدر روایت کی حیثیت عام خبر مغیب سے بہت بڑھی ہوئی ہے کیونکہ پہلے دن کی فتح کو صداقت مہدیت کی حجت قرار دیا گیا ہے۔ اعجاز کی اس نوعیت کو علماء کی اصطلاح میں "تحدی" کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا وقوع ضروری ہوتا ہے! اسی طرح خبر شہادت کا وقوع حضرت سید خوندمیر ہی کی ذات پر ہونا مخصوص و ضروری تھا۔ اگر اس قتال میں دوسرے کوئی صحابی شریک ہو جاتے تو یہ خبر مغیب جس کے صدور کو امامنا علیہ السلام نے حجت مہدیت قرار دیا تھا، بادی النظر میں مشتبہ ہو جاتی اور اے عامۂ شر کار معاصرین (صحابہ رضؓ) منقسم ہو جاتی !!! —— یہی نکتہ حضرت بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں موجود ہے جو آپنے بندگیمیاں رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس سے رخصت کرتے وقت فرمایا "اگرچہ نزد ما باشید آنرا امکان محال است" یعنی اگر میرے پاس رہوگے تو (خبر قتال کے وقوع) کا امکان محال ہے" یہ روایت آگے گزر چکی اسی لئے وقوع قتال کے زمانہ میں منجانب اللہ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ حضرت سید خوندمیر رضؓ کے معاصرین (صحابہ مہدی موعود) اور امراء و رؤسا سے کوئی شریک نہ ہو سکے۔

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدیق ولایت رضؓ نے بھی جنگ کی تیاری کے وقت اس امر کو باحتیاط ملحوظ رکھا ہے کہ صرف آپکے فقراء و خلفاء ہی اس میں حصہ لے سکیں۔ صاحب تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ:۔

بداں اے عزیز! کہ ذکر نام ملک راجے در شہیدان کھانبیل و در شہدائے سدراسن و در زخمیاں یافتہ نشد ایں عجب است ہر کرا صحت ایں نقول باشد درین درج کند۔ بداں اے عزیز! کہ ذکر نام ملک و راجے نہیم جاگیر دار موضع بجانہ اند کہ بخدمت صدیق ولایت بندگی بیشتر داشتہ اند اگر دریں وقت حاضر شدہ باشند و صدیق رضای رفتن دادہ باشند واللہ اعلم حبت ایں کہ دراں روز در مقاتلہ محض فقرا باشند و کسے از امرا نباشند۔ (تاریخ سلیمانی جلد دوم)

اے عزیز تو واقف رہ کہ ملک راجے کا نام شہدائے کھانبیل میں درج نہیں ہے اور نہ شہدائے سدراسن میں اور نہ زخمیوں میں ہے۔ یہ عجیب بات ہے جس کو بصحت معلوم ہو یہاں درج کر دیں۔ اے عزیز! واضح ہو کہ ملک راجے نہیم جاگیردار موضع بجانہ ہیں۔ صدیق ولایت کی خدمت و بندگی میں بہت زیادہ رہتے ہیں اگر اس (جنگ کے) وقت وہ حاضر بھی ہوئے ہونگے تو صدیق ولایت رضؓ نے ان کو چلے جانے کی اجازت دیدی ہوگی۔ واللہ اعلم۔ اس لئے کہ اس مقاتلہ میں صرف فقراء رہیں امراء کوئی نہ رہنے پائیں۔

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:۔

اگر گوئی کہ باوجود چنداں مہدویاں کہ بر دو مظفر فائق و غالب باشند و بخدمت بندگیمیاں جز صدؓ کس بدرجہ غزو شہادت شامل نہ شدند چہ سبب بود؟ بداں اے عزیز! اگرچہ ہزاراں مصدقاں بودند اما مقبول در قاتلوا و قتلوا

اگر تم کہو کہ مہدوی تو اتنے تھے کہ دو مظفر پر فائق و غالب آسکتے تھے اور میاںؓ کی خدمت میں بجز سو آدمی کے کوئی غزا و شہادت میں شامل نہیں ہوئے اس کا کیا سبب ہے؟ اے عزیز! تو واقف ہو جا کہ اگرچہ ہزارہا مصدقین تھے لیکن قاتلوا و قتلوا (کی)

وقت قبول شدن سر مطہر صدیقؓ اسم صدّ بود بس دیگراں
باین نعمت سراپا کرامت چوں ممتاز و سرفراز شوند

(تاریخ سلیمانی)

مخصوص بشارت میں جس وقت صدیق ولایتؓ کا سر مبارک قبول ہوا ہے
صرف ملک کو سر شریک قبولیت تھے پس دوسروں کو اس نعمت سراپا
کرامت سے ممتاز و سرفراز ہونے کا موقع کیسے ملسکتا تھا؟!!!

اسی طرح حضرت ملک شرف الدین کا واقعہ بھی ہے:۔

حضرت سید خوندمیرؒ مقابل کی فوج کو مار بھگا دینے کے بعد واپس ہو رہے تھے کہ ملک شرف الدین مسلح باقاعدہ اسّی سواروں کے ساتھ مدد کو پہنچ گئے۔ ایک طاقتور شاہی فوج کے مقابلہ میں چند فقرا کو فتحمند دیکھکر حیران ہو گئے اور افسوس کرنے لگے کہ خود اس سعادت سے محروم رہ گئے۔ حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمایا ملک شرف الدین! رنج و افسوس نہ کرو۔ تمہارے دیر سے پہنچنے میں خدا کی مصلحت یہ تھی کہ پہلی جنگ صرف بندہ اپنے چند فقرا کے ساتھ فتح کرے تاکہ خلیفۃ اللہ کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اگر تم شریک ہو جاتے تو ہماری اس فتح کو تمہاری امداد کی طرف منسوب کیا جاتا!!! لیکن اب دنیا دیکھ لیگی کہ اس کے بعد کی جنگ میں تمہاری امداد کے باوجود ہماری شہادت ہو جائیگی۔

پہلی جنگ اس خصوصیت کی مقتضی تھی کہ امرا و روسا شریک نہ ہونے پائیں کیوں کہ اس جنگ میں از روے خبر مغیب حضرت صدیق ولایتؓ کو صرف غیبی قوت کے تحت فتح حاصل کرنا ضروری تھا اگر کسی دوسری طاقت سے مدد پہنچ جاتی تو آپ کی فتح کا حقیقی اثر معلوم کرنا عوام کے لئے دشوار ہو جاتا ــــ اسی طرح بعد کی جنگ اس خصوصیت کی مقتضی تھی کہ صحابۂ مہدی موعود سے کوئی شریک نہوں تاکہ قتال میں بدلۂ ذات کی جو اہمیت ہے حضرت صدیق ولایتؓ ہی کی ذات سے مختص رہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعد کی جنگ میں جو امرا و روسا پہنچ سکے ان کو شریک ہونے کی اجازت دی گئی لیکن اس کے باوجود آپ کی شہادت پر جنگ ختم ہوئی۔

غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے اسباب بنتے گئے کہ حضرت مہدی علیہ السّلام کی پیشگوئی قدرت کی کھلی نشانیوں کیساتھ ظہور پائی اور صداقت مہدیت کا ایسا قطعی ثبوت پیش ہوا کہ کسی کو انکار یا تاویل کی سر موگنجایش نہ رہی جس کی وجہ بلا اختلاف اس وقت سے آجتک سب اس امر میں متفق ہیں کہ خبر قتال کے مظہر اور بدلۂ ذات سے متصف حضرت سید خوندمیر سید الشہدا ہی ہیں ــــ حضرت ہری رضی اللہ عنہ کے دیوان کا ایک مصرعہ یہ ہے:۔

"حجت مہدی بروشد تمام"

نیز صاحب مطلع الولایت نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

بواسطۂ احتمال حجت حضرت مہدی علیہ السّلام بند گمیاں رضی اللہ عنہ از آیات و بینات آں ذات گشتند۔

(مطلع الولایت)

حضرت مہدی موعود کی حجت (معجزہ) کے حامل ہونے کی وجہ حضرت بند گمیاں سید خوندمیرؒ بھی حضرت مہدی علیہ السّلام کی آیات و بینات (معجزات) سے ہو گئے ہیں۔

نیز فرمایا کہ :۔ صفت چارمی کہ "قاتلوا وقتلوا ہست بواسطہ سید خوندمیر رض در وجود آید و از و قائم شود و بدو قوت گیرد و خاصہ او باشد و بر وجہت مہدی ختم گردد پس او از جملہ خواتم گشت۔

(مطلع الولایت)

مہدی علیہ السلام کی چوتھی صفت جو "قاتلوا وقتلوا" ہے، وہ حضرت سید خوندمیر ہی کے ذریعہ ظاہر ہوگی۔ اس کے ظہور سے حجت قائم ہوگی دین کو قوت حاصل ہوگی۔ اور یہ صفت خاص سید خوندمیر سے قائم ہوگی اور آپ ہی پر وہ حجت مہدی پوری ہوگی (پیشینگوئی پوری ہوگی) پس اس لئے آپ کی ذات منجملہ خواتم "خاتم حجت مہدی ہے۔

اور حضرت شاہ قاسم مجتہد گردہ نے تحریر فرمایا ہے کہ :۔

چنانچہ آں صادق الوعد خبر دادہ بود بچناں من وعن وقوع یافت و حجت مہدی علیہ السلام بر اں معجزہ تمام شد درین یک معجزہ چندیں معجزہ بر ثبوت مہدیت حضرت مہدی علیہ السلام صادر شدہ است۔ (افضل المعجزات)

اس مخبر صادق نے جس طرح خبر دی تھی من وعن وقوع پذیر ہوئی مہدی علیہ السلام کی حجت اس معجزہ پر پوری ہوئی اور اس ایک معجزہ میں کئی معجزے حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں صادر ہوئے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے خبر شہادت میں پہلے دن کی فتح کو بطور "تحدی" اپنی صداقت مہدیت کی حجت فرمایا ہے۔ اور متقدمین و متاخرین نے بلا اختلاف "حجت" تسلیم کیا ہے ——— اگر یہاں "شرط و مشروط" کا مقدمہ قائم کیا جائے تو یہ منشا، فرمانِ امامنا علیہ السلام کے صریح مغائر اور بالکل اپنی جانب سے پیدا کی ہوئی غیر متعلق بات ہوگی کیونکہ "حجت" یا "آیت" اور "شرط و مشروط" میں از روے تعریف و محل استدلال آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اور اس سے نفس فرمان کی تردید لازم آئیگی نہ کہ کسی اور کی!! جو قطعی ناممکن و محال ہے۔ اس لئے کہ صدہا دلائل و براہین اور ہزارہا آیات و بینات سے حضرت مہدی علیہ السلام کے دعوے مہدیت کی صداقت ثابت ہو چکی تھی پیش آنیوالی ایک دو حجتوں تک جن کا وقوع حیات پاک کے بعد ہونے کی خبر دیگئی تھی آپ کی صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا تھا۔ اور نہ اس وقت کے مومنین کے قلوب ڈگمگا سکتے تھے۔ بلکہ ان کثیر علامات و دلائل و معجزات اور صحبت کیمیا اثر اور احکام و تعلیمات کی وجہ آپ کی صداقت اور آپکے اخبار مغیبہ پر مومنین صادقین کے قلوب میں یقین واثق ہو چکا تھا کہ بیشک ایسا ضرور ہوگا کیونکہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب مومنین ہی کی شان ہے۔

ہاں جب اس حجت کا وقوع ہو جاتا ہے تو منکرین کے معارضہ کے لئے مومنین کے قلوب پر جو اطمینان تھا اور مزید تائید کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ آج بھی مومنین کے لئے وقوع قیامت اور دوبارہ زندہ ہونا وغیرہ اخبار مغیبہ پر ایمان رکھنا لازم بلکہ از روے آیات و احادیث یہ بھی داخل شرط ایمان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک واقعہ بھی اس کے متعلق قرآن مجید میں مذکور ہے کہ :۔

اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال

جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردے کو کس طرح

اولم تومن قال بلی لکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلموا ان اللہ عزیز حکیم۔

(بقرہ)

زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تو ایمان نہیں لایا۔ ابراہیم نے کہا کیوں نہیں (بیشک ایمان لایا ہوں) لیکن اس لئے کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے۔ فرمایا چار پرندے لو اور ان کو اپنا کر (سدھا لو تاکہ تمہاری آواز کو پہچاننے اور تمہارے بلانے پر آنے کی عادت ہو جائے) اور ان (کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہم ملا کر اس میں) کا ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو اس کے بعد ان (پرندوں) کو پکارو تمہاری طرف دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور اچھی طرح جان لو۔ (یقین کرو) کہ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ اس حکم کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کا انتخاب کیا۔ کوا، کبوتر، مرغ اور مور۔ ان چاروں کو سدھانے کے بعد ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے باہم ملا کر چاروں طرف چار پہاڑوں پر ان ٹکڑوں کا ایک ایک حصہ رکھ دیا۔ اس کے بعد انھوں نے جس جانور کو پکارا اس کے اجزا ایک جگہ جمع ہو گئے اور وہ زندہ ہو کر انکی طرف بھاگتا ہوا آیا۔

اس اہم واقعہ کے قطع نظر آیۂ شریفہ میں جو امور صراحۃً موجود ہیں عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے بہت کافی ہیں۔ والبعث بعد الموت حق (مرنے کے بعد زندہ ہونا حق ہے) جو ایمان مفصل کا ایک جز ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال اسی سے متعلق ہے۔ یہ بات داخل ایمانیات ہونے کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی سوال فرمایا کہ اولم تومن (کیا تو ایمان نہیں لایا؟) حضرت ابراہیم نے فوراً جواب دیا بلیٰ (کیوں نہیں۔ یعنی بیشک اس پر ایمان لایا ہوں) اس کے بعد سوال کا سبب بیان کرتے ہیں کہ لیطمئن قلبی (تاکہ میرا قلب مطمئن ہو جائے) اللہ تعالیٰ نے اطمینان قلب حاصل ہونیکی وہ صورت ان کو بتلائی جس کا ذکر آیۂ شریفہ میں ہے اور جس کا واقعہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ واعلموا ان اللہ عزیز حکیم (یقین کرلو کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے) یہاں اپنی شان قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے جو لفظ لائے گئے ہیں انتہا درجہ قوت بیان کے حامل ہیں اور خصوصاً اس موقع پر عزیز و حکیم کے لفظ انتہائی بلاغت و اسرار کے مظہر ہیں۔ ——— اس مختصر توضیح سے ظاہر ہے کہ وقوع واقعہ سے قبل ایمان لانا اور وقوع کے بعد اس ایمان پر اطمینان کا اضافہ ہونا یہ دو امور ایسے ہیں کہ جنکو ایک اولوالعزم پیغمبر نے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل فرمائی ہے۔

اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے وصال کے بعد لحد مبارک میں اپنا جسد اطہر نہ پائے جانے اور حضرت سید خوندمیر پر بحیثیت بدلۂ ذات قاتلوا و قتلوا کا ظہور ہونے اور اس مقاتلہ میں پہلے روز اگرچہ کہ تمام دنیائے لوگ مقابل ہو جائیں حضرت سید خوندمیر کی فتح ہونے اور بعد میں شہید ہو جانے جسد اطہر کے تین حصے

کئے جانے کی جو خبر دی اور اس کے وقوع کو آیت یا حجتِ مہدیت جو فرمایا اس پر سب مومنین نے کامل ایمان لایا اور یقین کر لیا کہ بے شک ایسا ہوگا۔ جب کہ امامنا علیہ السّلام کے وصال کے بعد لحدِ مبارک میں جسد اطہر و انور نہ پایا گیا اور وقوعِ قتال حضرت سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے وقت پہلی جنگ میں باقاعدہ مسلح طاقتور شاہی جرار فوج کو چند بے سر و سامان صاحبِ فقر و فاقہ نفوس قدسیہ کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی اور دوسری جنگ میں بعض امرار و مسلح سواروں کی امداد کے باوجود حضرت صدیق ولایتؓ کی مع رفقا شہادت ہوگئی اور جسم مبارک کے تین حصے کئے جاکر چار پائیز تین سلاطین تین جگہ سپردِ خاک کئے گئے تو اس وقت ان سب مومنین پر جو قبل وقوع ایمان لا چکے تھے مزید اطمینان سے مشرف ہونے کا موقع حاصل ہوا۔ اور منکرین کے مقابلہ میں آخری حتمی بالشان حجت قائم ہوئی۔

آیت کی عمومیت و خصوصیت | منجی سباد کہ آیت فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الآیۃ۔ قیامت تک ہر مومن ان صفات کا مصداق ہو سکتا ہے یہاں خصوصیت کی بحث جو کیگئی وہ اس لحاظ سے ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السّلام انسانِ کامل اور تابع تام ہیں اس لئے آپ میں بھی ان صفات کا بدرجہ اتم پایا جانا ضروری ہے۔ تین صفات تو پوری ہو چکی تھیں چوتھی صفت اس وجہ سے کہ مہدی موعود پر کوئی قوت غالب نہیں آسکتی باقی رہ گئی۔ جس کی تکمیل کیلئے حضرت سید خوندمیرؓ کو منجانب اللہ منتخب کیا گیا اور اسی لئے آپ کے مراتب بلند کئے گئے۔ حضرت سید خوندمیرؓ کی شہادت دو حیثیتوں کی حامل ہے ایک بدل صفتِ مہدی موعود علیہ السّلام دوسری یہ کہ بحیثیت مومن خود ان کی صفت بھی اس میں شامل ہے چنانچہ روایت ہے کہ :-

"مہدی علیہ السّلام نے فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الآیۃ۔ کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ آیت بطور اصالت اصحاب و تابعین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کے بارے میں ہے اور مہدی کی جماعت میں جو لوگ ان اوصاف سے متصف ہوں گے ان کو بھی اس آیت کا شرف حاصل ہے اس آیت شریفہ پر بیان ہو چکنے کے بعد میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت مہدی علیہ السّلام نے فرمایا' اس بے چارے سید پر تو چھا چھا ہوگا"؟ کیا کیا ہوگا!!! (روایت ۱۹۸)

ملاحظہ ہو اس روایت سے عمومیت و خصوصیت دونوں پہلو واضح ہو رہے ہیں۔ حاصل یہ کہ زیرِ بحث مضمون میں زیادہ تر خصوصیت و اہمیت بدلہ ذاتِ حضرت مہدی علیہ السّلام کے لحاظ سے ہے۔ اور پہلی جنگ کی فتح تو صداقت مہدیت کا معجزہ ہے جس طرح کہ جنگ بدر کی فتح حضرت خاتم النبیین علیہ السلام کا معجزہ تھی۔ اور حجت مہدیت کا ظہور صرف حضرت سید خوندمیرؓ کی ذات سے مخصوص و مقدر تھا اس لئے قدرۃً ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ آپ کے چند مخصوص فقرا و خلفا کے سوائے صحابۂ مہدی موعود سے کوئی بھی اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے اور کتبات اختلاف جن کا بیان آگے آئیگا وہ بھی انھیں اسباب میں سے ہیں۔

اسباب جنگ و مختصر واقعات

اسباب جنگ کے بارے میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ نے جو توضیحات بیان فرمائی ہیں روایات ۱۷۶ تا ۱۸۷ میں ملاحظہ کیجا سکتی ہیں جن سے واضح ہوگا کہ مہدویوں پر وہ مظالم ڈھائے گئے کہ اللہ کی پناہ، ان باخدا بزرگوں کی جھونپڑیاں جلادی گئیں۔ بعض کو زندہ دیوار میں چنوا دیا گیا۔ بعض کو لوہے کی سلاخوں سے پیشانیوں پر داغا گیا۔ جتنی سختیاں و بے رحمیاں ممکن تھیں کیگئیں۔ اور یہ جو کچھ ہوا محض علما و حکام نے محض طاقت و رعونت کی نشہ میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ علمانے فتوی بھی جاری کر دیا تھا کہ ایک مہدوی کا قتل کئی رہزنوں کے قتل کے ثواب کے برابر ہوگا۔ اور اس پر عمل بھی شروع ہوگیا۔ اس وقت حضرت سید خوندمیرؒ نے ایک استفتا جاری کیا کہ :-

"اللہ و رسول پر ایمان لانے والے اور ان کے احکام پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے قتل کا فتوی کوئی صادر کرے تو اس مفتی پر کیا حکم ہے ؟"

اس کے جواب میں علمانے فتوی دیا کہ "خود مفتی لائق قتل ہے"۔ نیز قرآن مجید میں بھی صاف صریح آیت موجود ہے

من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل ( )

جو شخص مظلوم قتل کیا جائے ہم نے اس کے ولی کو حاکم بنایا ہے پس قتل میں اسراف نہ کیا جائے۔

اس روایت کی رو سے شہدائے مظلومین کا انتقام اور دین متین کی حفاظت ضروری تھی اس لئے حضرت صدیق ولایتؓ نے ان مفتیوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا جنہوں نے مہدویوں کے قتل کے فتوی پر دستخط کئے تھے جب اس پر عمل شروع ہوا تو علما و قاضیوں میں ہیبت و پریشانی پیدا ہوگئی۔ ناتجربہ کار نوجوان سلطان مظفر اس وقت کو غلط واقعات باور کرائے گئے۔ سلطنت و حکومت کیلئے خطرہ محسوس کرایا گیا۔ ہزاروں حیلے ایسے اختیار کئے کہ فوج کے نام صدیق ولایتؓ اور آپ کے دائرہ کے فقرا کے قتل و تاراج کا حکمنامہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور ۱۲ شوال ۹۳۰ھ میں چارشنبہ کے دن عین الملک کی سرکردگی میں ہزاروں کی تعداد رکھنے والی باقاعدہ مسلح فوج نے حملہ کیا۔ اسقدر اہتمام اس لئے کیا گیا کہ تین لاکھ مریدوں کے پیر سے مقابلہ تھا۔ امرا و رؤسا و عساکر اکثر مہدوی ہو چکے تھے۔ انکی شجاعت و استقامت اور ایمانی قوت شہرۂ آفاق تھی۔

لیکن یہاں علما و قاضیوں اور عہدہ داران فوج کے اندازے کے بالکل برخلاف بے سروسامان اور فقر و فاقہ میں رہنے والے ساٹھ فقرا کی جماعت اس جرار فوج کے مقابلہ میں پائی گئی۔ فوج کے توپ خانے ہاتھی گھوڑے پیدل کی جو ترتیب تھی اس کو اس چھوٹی سی جماعت کے مقابلہ میں غیر ضروری سمجھکر فوجی عہدہ دار نے ترتیب بدل دی اور پیدل فوج کو سامنے رکھنے کا حکم دیا۔ اس جنگ میں غیبی قوتوں کے عجیب عجیب کرشموں کا ظہور ہوا ہے۔ صدیق ولایتؓ نے اپنی تلوار نیام سے چار انگل کھینچی تھی کہ الہام خداوندی ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر ہزاروں فرشتے اسی طرح

شمشیر بکف ہیں آپ نے منشارِ خداوندی کو سمجھ لیا اور تلوار کو نیام میں رکھ لی۔ نیزہ ہاتھ میں لے لیا نیزہ ٹوٹ گیا تو کوڑا لیا۔ کوڑا کیا تھا غضب و قہر کا مظہر تھا۔

زد پر کوئی آگیا تو پھر چھوڑا ہے ؛ پٹخ کار دیا ہے خوب سر توڑا ہے
گھوڑے کو سمع سوار دوڑ کے رہا ؛ کہنے کو یہ کوڑا ہے مگر تھوڑا ہے؟! (استاذی المکرم)

بندگیسوؒاں پر منکشف تھا کہ یہ وقت غیبی قوت کے ظہور کا ہے تاکہ حجت مہدی موعود پوری ہو۔ اس لئے آپ نے تلوار رہتے ہوئے منشاء ایزدی کے تحت صرف نیزے اور کوڑے پر اکتفا کیا۔ اور بفضل خدا کافی ہو گیا۔ اور میدانِ جنگ میں اسقدر انقلاب برپا ہوا کہ فوج کی توپوں کی زد اور جنگی ہاتھیوں کی روندل خود اسی فوج کی تباہی کا باعث ہوئی۔ مختصر یہ کہ تائید غیبی نے جنگ کا نقشہ فقرا کی حیرتناک فتح سے بدل دیا۔ یہاں تک کہ فقرا کی جماعت نے دو میل تک تعاقب کیا!!! بھاگی ہوئی فوج کا کچھ حصہ دائرے کی طرف سے گزرا تو اس نے دائرے کے محافظ بے ہتھیار چالیس فقرا کو شہید کر دیا۔

حضرت سید خوندمیرؒ اپنی جماعت کیساتھ فاتح و منصور واپس آئے تھے کہ ملک شرف الدین مسلح و باقاعدہ فوج کے سواروں کے ساتھ مدد کو پہنچ گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ جنگ ختم ہو چکی لیکن اتنی بڑی جرار فوج کے مقابلہ میں چند فقرا کی فتحمندی کیساتھ!!! ملک بہت رنج و افسوس کرنے لگے کہ وہ اس سعادت سے محروم رہ گئے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ کو صرف فقرا سے مخصوص رکھنے میں تائید غیبی یہ بھی ہوئی کہ اس جو جنگ ہوئی اس کا علم مہدویوں کو عام طور پر نہ ہونے پایا ورنہ لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے اور ایک غضبناک جنگ ہو جاتی کیوں کہ خود حضرت سید خوندمیرؒ کے تخمیناً تین لاکھ مرید تھے۔

فاقہ دلا! سنا ہے شہِ خوندمیر کا ؛ فاقہ بھی تین لاکھ مریدوں کے پیر کا (المی مرحوم)

غرض حضرت شاہ خوندمیرؒ نے فرمایا ملک شرف الدین کیوں رنج کرتے ہو اس کے بعد کی جنگ میں تمہارا حصہ ہے۔ تمہارے دیر سے پہنچنے میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت یہ تھی کہ آج کی جنگ صرف بے سر و سامان فقرا فتح کر لیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی پیشگوئی پوری ہو۔ اگر تمہاری اس جنگ میں تم شریک ہو جاتے تو ہماری اس فتح کو تمہاری امداد کی طرف منسوب کیا جاتا!!! اب دنیا دیکھ لیگی کہ اس کے بعد کی جنگ تمہاری امداد کے باوجود ہماری شہادت پر ختم ہوگی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بھاگی ہوئی فوج پھر مجتمع ہوئی۔ نئی تیاریوں کیساتھ بمقام سدراسن ۱۴ شوال ۹۱۳ھ جمعہ کے دن دوبارہ حملہ آور ہوئی اس جنگ میں حضرت شاہ خوندمیرؒ اور آپ کے اکثر ساتھی شہید ہو گئے۔ اور تین جگہ آپ کے جسد مبارک کی تدفین عمل میں آئی ـــــ اس طرح حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے پہلے دن کی ملاقات کے بعد ایک سو سرطل کیساتھ حضرت سید خوندمیرؒ کے سر کی قربانی رب العزت نے جو قبول فرمائی تھی وہ امانت ادا ہو چکی۔ ذالک

فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

واقعات جنگ اور ہمعصر مورخین

گجرات کی کتب تواریخ میں اس مہتم بالشان واقعہ کا ذکر جو نہیں پایا جاتا ہے اس کی حقیقت مرات سکندری کے اس بیان سے واضح ہو سکتی ہے:۔

مخفی نماند کہ مظفر شاہی در وقت سلطنت و بادشاہی مظفر شاہ تالیف یافتہ و احمد شاہی در زمان حیات احمد شاہ و محمود شاہی در آوان بقائے سلطان محمود مظفر شاہی و بہادر شاہی در وقت وجود سلطان مظفر و سلطان بہادر۔ ظاہر است کہ مولفین ہر کدام چشم صلہ و پاس خاطر آنحضرت داشتہ اند۔ ازیں جہت تواریخ مذکور اشتمال بر تمام حقایق احوال ندارند۔ غیر از قصہ کہ مشتمل بر مدح باشد دراں تواریخ تحریر نیافتہ۔

(مرات سکندری)

مخفی نہ رہے کہ مظفر شاہی، مظفر شاہ کی سلطنت کے زمانہ میں تالیف ہوئی اور احمد شاہی، احمد شاہ کی زندگی میں اور محمود شاہی سلطان محمود کے زمانہ میں اور مظفر شاہی و بہادر شاہی، سلطان مظفر و سلطان بہادر کے زمانہ میں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہر کوئی مولف بنظر صلہ، حاکم وقت کا پاس خاطر رکھتا ہے اس لئے تواریخ مذکورہ تمام حالات و واقعات پر مشتمل نہیں ہیں۔ بجز مدح کے قصوں کے اور کوئی بات نہیں پائی جاتی۔

ایسی صورت میں خوشامد پرست مورخین یہ کیسے لکھ سکتے تھے کہ سلطان مظفر کی کثیر فوج نے بندگیمیاں سید خوندمیر کی قلیل و بے سروسامان جماعت سے ہزیمت اٹھائی ہے۔ بلکہ ممکن تو یہ تھا کہ اس کے برخلاف لکھتے!! معاصر مورخین کا سکوت، اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ اظہار حقیقت میں معذور تھے اور خلاف حقیقت لکھنے کی بھی انھوں نے جرات نہ کی۔

اسباب جنگ کے بارے میں بعض صحابہ کا اختلاف یا مشورہ

روایت ۵۱ و ۱۷۶ و ۱۷۷ میں حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر سے جن صحابہ کی مخالفت اور کتبہ کا ذکر ہے یہ مخالفت ایسی نہیں جیسی کہ حضرت علی و حضرت معاویہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان پائی گئی تھی۔ اور جس طرح ان حضرات میں سے کسی ایک کے متعلق عقیدت کی ذرا سی کمی بھی خسارۂ ایمان و آخرت کا باعث ہو سکتی ہے اسی طرح ہم کو یہاں بھی ڈرنا ہے کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کیلئے جلیل القدر مناقب و بشارات حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں اس لئے دل میں شبہ اور دامن خیال پر دھبہ نہ آنا ہی شان ایمان ہے۔

سب صحابہ باہم بے حد اخلاص و محبت رکھتے تھے۔ اور ان کو بجز مسائل دینیہ کے کسی اور امور سے سروکار نہ تھا۔ کتبہ مخالفت کا جن صحابہؓ سے تعلق تھا ان سب حضرات نے حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ کا شرف بیان قرآن تسلیم کیا ہے اور بیعت بھی کی ہے۔ روایت ۲۳۵ و ۲۵۵ میں اس کا بیان موجود ہے ملاحظہ کیا جائے۔ اور پنج فضائل میں بھی اسی مضمون کی روایت بیان ہوئی ہے جس میں مخالف علماء سے مناظرہ کی صورت میں مہدی علیہ السلام

کا ثبوت کس طرح پیش کیا جائے۔ اس بارے میں گفتگو درج ہے اس گفتگو میں حضرت بندگیمیاں شاہ نعمت اللہ و حضرت بندگیمیاں شاہ دلاور و حضرت بندگیمیاں ملک جی وغیرہ شریک تھے اس روایت کی آخری عبارت یہ ہے:-

پس بندگی میاں فرمودند کہ بعد قرآن خوندکار ما از جملہ قرآن از ہر یک حرف از الف تا سین ذات حضرت میراں علیہ السلام را ثابت بصحت رسانم پس ہمہ اصحاب بیعت کردند (بعد تفتیش کسے را از ہجرت است از میاں مابرست است (پنج فضائل)

پس بندگی میاں سید خوندمیر نے فرمایا کہ ہمارے خوندکار (حضرت مہدی علیہ السلام) کے صدقے سے قرآن مجید کے ایک ایک حرف (الف سے واوالناس کے سین تک مہدیت ذات میراں علیہ السلام کا ثبوت دوں گا۔ پس تمام صحابہ نے بیعت کرلی اور فرمایا کہ جس کے پاس ایسی کتاب ہو وہ ہم میں بزرگ ہیں۔

آپ کے بیان قرآن کی خصوصیت، روایت ۲۳۵ سے ظاہر ہو سکتی ہے جس میں یہ جملہ بیان ہوا ہے کہ:-

بعد از مراقبہ دراز بندگی میاں سید خوندمیر چشم کشادہ فرمودند کہ دانستہ بودم کہ چہ بیان کنم لیکن ہمیں زماں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ مصحف بدست بندہ دادہ فرمودند کہ بیان کن۔ (روایت ۲۳۵)

طویل مراقبہ کے بعد بندگی میاں سید خوندمیر نے آنکھ کھول کر فرمایا میں سمجھا تھا کہ کیا بیان کروں لیکن اسی وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر قرآن شریف اس بندے کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ بیان (قرآن) کرو۔

اور ایک روایت حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہ نے بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بیان قرآن وہی ہوتا تھا جو حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ نے سنا اور سمجھا ہو:-

نقل است بندگی میاں رضی اللہ عنہ در بیان کلام اللہ آیتے را بیان نہ کردند زیرا کہ معنی آن آیت از زبان حضرت میراں علیہ السلام یاد نہ بود بعد از مدتے حضرت میراں علیہ السلام در مکاشفہ حضرت بندگی میاں را فرمودند کہ سید خوندمیر ما حصل ایں آیت بند چنیں گفتہ است پس بندگی میاں بطریق تحکایت گفتند (دلیل العدل والفضل)

روایت ہے کہ بندگیمیاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بیان کلام اللہ کے وقت ایک آیت کا بیان نہ کیا۔ کیوں کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت کا جو مطلب بیان فرمایا تھا آپ کو یاد نہ رہا۔ ایک مدت بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے بحالت مکاشفہ بندگی میاں سے فرمایا سید خوندمیر! بندہ نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے پس بندگی میاں نے بطور روایت بیان کیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ آپ کا بیان قرآن وہی ہوتا تھا جو آپ نے حضرت امامنا علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا اور سمجھا ہو اس لئے جو تفسیر آپ کی ثابت ہو، اس پر مہدی علیہ السلام کی تفسیر ہونے کا اعتقاد لازم ہو جاتا ہے۔ اسی خصوصیت اور اسی شرف کی وجہ آپ کے معاصرین نے آپ کی فضیلت کا اعتراف کیا اور بیعت بھی کی ہے۔

اس حقیقت کی بنا پر کتبہ سے متعلق روایات کو غلط ٹھیرانا بھی اصول منقول کے خلاف ہے کیوں کہ وہ روایات تعلیمات حضرت بندگی میاں عبدالرشید و انصافنامہ وغیرہ معتبر کتابوں میں موجود ہیں ہم یہاں ایسی تفصیلات پیش کریں گے

جس سے معلوم ہو جائیگا کہ اس اختلاف کا تعلق کس حد تک، کب تک اور کیوں تھا۔

"روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت میانسید خوندمیرؒ نے معاملہ (خواب) دیکھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا وصال ہو گیا ہے اور بعض صحابہ ان سے مخالفت کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس واقعہ کو حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا، ایسا ہی ہوگا۔ تم پر بے دینی ثابت کریں گے تم استقامت سے رہو۔ حق تمہاری طرف ہے یہ لوگ رجوع کریں گے۔" (روایت ۲۵)

اسی مضمون کی روایت "انصافنامہ باب (۱۷)" میں اور "مطلع الولایت" میں بھی درج ہے۔ اور ایک دفعہ حضرت سید خوندمیرؒ نے فرمایا:۔

"لیکن خدائے تعالیٰ ان کو رجوع کا موقع عطا فرمائیگا اور اس مخالفت پر افسوس کریں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کے حق میں حضرت مہدی علیہ السلام نے بشارتیں فرمائی ہیں۔ یہ لوگ مبشر مہدی علیہ السلام ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو خطا پر مُصر نہ رکھیگا۔" (روایت ۱۷۶)

ان روایات سے ظاہر ہے کہ بعض صحابہ کی مخالفت، اچانک نہیں پیش آئی بلکہ پہلے ہی منجانب اللہ اسکی خبر ہو چکی تھی۔ اور یہ ہونا مقدر تھا ہو کر رہا۔ جو ہوا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اور اسی کی مصلحت کے مطابق ہوا لیکن مخالفت کی ان روایات کی وجہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کی اس پیشگوئی پر جسے آپ نے بطور تحدی و حجت مہدیت بندگی میاںؑ کے واقعۂ شہادت کے متعلق بیان فرمائی، بحیثیت اصول و مراتب روایت کوئی نقص نہیں وارد کیا جا سکتا۔ کیونکہ کتبہ زیر بحث کا نظر غائر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں کہیں ایسا کوئی لفظ موجود نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ حضرت سید خوندمیرؒ کے حامل بار امانت اور بدلۂ ذات ہونے کے بارے میں کسی نے کوئی اختلاف کیا ہو!!! اس کا پورا مضمون محولہ نمبر کی روایت میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کتبہ مذکور الصدر کچھ الفاظ کی کمی و بیشی کے ساتھ انصافنامہ کے قلمی نسخوں میں بھی پایا جاتا ہے اور حال کے مطبوعہ نسخہ میں بھی درج ہے (ملاحظہ ہو باب ۱۶) اور میاں سید نور محمدؐ بن میانسید محمودؒ جد خاندان اہل اکیلی کے ہاتھ کا نقل کیا ہوا انصافنامہ کا جو نسخہ ہے اس میں زیادہ واضح عبارتیں ہیں اور اصحاب کتبہ کی شرح و تخطیط بھی درج ہیں

غرض اس تحریر سے ظاہر ہے کہ اختلاف کا تعلق خبر قتال، حضرت صدیق ولایت کے حق میں ہونے یا نہ ہونے سے نہیں ہے۔ بلکہ موقع و محل اور اسباب جنگ پر اختلاف ہے۔ اور اس کی بنا تین امور بیان ہوئے ہیں۔ (۱) منکر مہدی کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔ حالانکہ آیت و حدیث کے تحت حکم کفر کو خود ان حضرات نے کتبہ میں درج فرمایا ہے لیکن صرف اعتقاد کافی قرار دیا ہے۔ (۲) حکم اخراج کی تعمیل کرنی چاہیئے حضرت مہدی علیہ السلام کا عمل یہی تھا۔ (۳) کلمہ گو سے قتال درست نہیں۔

اصحاب کتبہ کا یہ مشورہ یا اختلاف فرامین حضرت مہدی علیہ السلام کے غیر مطابق تھا اس لئے حضرت سید خوندمیر نے اس کتبہ کے ملاحظہ کے بعد فرمایا، "ایشاں از اقرار مہدیت برگشتہ اند رجوع باید کرد"۔ یعنی یہ لوگ اقرار مہدیت سے برگشتہ ہوگئے ہیں انھیں رجوع کرنا چاہیئے۔ نیز فرمایا کہ:۔ "بندہ را معذور دارید کہ ہر وقت کہ کسے سخن مہدی علیہ السلام را تاویل و تحویل کند حلم بندہ نمی ماند"۔ یعنے بندہ کو معذور رکھو جس وقت کہ کوئی شخص مہدی علیہ السلام کے فرمان میں تاویل و تحویل کرتا ہے تو بندہ کا حلم باقی نہیں رہتا ہے۔

(۱) انکار مہدی کفر ہونے کے باب میں جو فرامین و روایات مذکور ہیں اور توضیحات کے حصہ میں ان روایات پر آیات و احادیث اور اصول استخراج احکام کے لحاظ سے جو استدلال کیا گیا ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہیکہ اس مسئلہ میں حضرت سید خوندمیرؓ کا موقف کیا تھا۔ اس کے علاوہ بعد میں انکار کفر ہونے پر بحیثیت اجماع سب صحابہؓ میں اتفاق ہو چکا اور محضرے بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ محضرہ حضرت بندگیمیاں شاہ دلاورؓ نہایت واضح و بادلیل ہے جو حال میں طبع ہو کر شائع ہو چکا جس میں استاذنا محمد سعادۃ اللہ خانصاحب کی عالمانہ تصریحات بھی ہیں۔

(۲) اعتراض کا دوسرا نقطہ، حکم اخراج کی تعمیل نہ کرنا ہے۔ اس بارے میں بھی بندگیمیاںؓ کا موقف واضح ہے۔ کیونکہ مستند روایات سے ثابت ہے کہ آپ کو کئی مقامات پر اخراج کا حکم دیا گیا اور آپ اس کی تعمیل کرتے رہے

بست و سہ سال میں کیا قہر ہے چو بیں اخراج ❊ سبقتیں لے گئے بے چارے وہ میداں پر (الفقیر مرحوم)

اس کے علاوہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ایسے عمل کی نظیر بھی موجود ہے کہ آپ نے حکم اخراج پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ روایت ہے کہ:۔

بادشاہ سندھ خواست کہ از ملک خود اخراج نماید قاضی را فرستادہ گویانید کہ فرمان بادشاہ است کہ ازیں جا بیشتر شوید۔ حضرت امام علیہ السلام فرمودند کہ فرمان بادشاہ تو تر است قاضی گفت کہ اطاعت الوالامر لازم است آنحضرت فرمودند حالانکہ تو قاضی ہستی بگو کہ شرطہائے الوالامر در بادشاہ تو مستند؟ اگر بادکام شرعیہ او را الوالامر ثابت کنی تا بندہ برگشتہ او فی الحال برود۔ ..... (قاضی) گفت اگر کسے در ملک خویش جاندہد پس چہ باید کرد فرمودند بگوئی کہ ملک سندھ ازاں بادشاہ سندھ است و قطعہ گجرات ازاں آمر اوست۔ و بوم خراسان

بادشاہ سندھ نے اپنے ملک سے آپکے اخراج کا ارادہ کیا اور قاضی کے ذریعہ کہلوایا کہ بادشاہ کا فرمان ہے کہ یہاں سے آگے چلے جائیں حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا تمہارے بادشاہ کا فرمان تمہارے لئے ہے ہمارے بادشاہ کا حکم ہیں وقت ہوگا ہم آگے چلے جائینگے۔ قاضی نے کہا کہ الوالامر کی اطاعت لازم ہے۔ آنحضرتؑ نے فرمایا حالانکہ تم قاضی ہو۔ کہو کہ تمہارے بادشاہ میں الوالامر کی کونسی شرائط موجود ہیں اگر احکام شرعیہ کی رو سے تم الوالامر ثابت کردو گے تو بندہ اسی وقت چلا جائیگا ..... (قاضی نے) کہا اگر کوئی اپنے ملک میں جگہ نہیں دیتا ہے تو کیا کرنا چاہیئے، آپنے فرمایا کہ ملک سندھ سندھ کے بادشاہ کا ہے خطہ گجرات حاکم گجرات کا۔ خراسان کی سرزمین وہاں کے حاکم کی ہے

ازاں حاکم او ہمچنیں ہر ملکے و ہر شہرے و ہر دیہے را بزعم خود ہر کسے حکم وراثت دارد پس اندکے زمین خدائے را بنمائید کہ خالص مر خدائے را باشد تا آنجا بندگان خدا محض خدائے را عبادت کنند..... فرمودند کہ بادشاہ خود را بگو کہ بجز فرمان خدائے تعالیٰ ہرگز از جائے نہ روم پس اگر تو با جمیع لشکر و شوکت خود بیائی انشاء اللہ تعالیٰ بندہ با یک خدائے خویش بر تو غالب آید۔ الخ (مطلع الولایت)

اس طرح ہر ملک ہر شہر اور ہر قریہ پر ہر ایک اپنے اپنے زعم میں وراثت کا حکم جتلاتا ہے۔ پس تھوڑی سی زمین ایسی بتلا دو جو خاص خدا تعالیٰ کی ہو تاکہ خدا کے بندے وہاں صرف خدا کی عبادت کر سکیں ..... فرمایا جاؤ اپنے بادشاہ سے کہو کہ ہم بجز خدا تعالیٰ کے فرمان کے یہاں سے ہرگز نہ جائیں گے۔ پس اگر تم اپنی پوری فوج و شوکت کے ساتھ بھی آؤ گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بندہ اپنے ایک خدا سے تم پر غالب آجائیگا ..... الخ

یہ روایت طویل ہے ہم نے یہاں ضرورۃً خاص خاص حصے نقل کئے ہیں جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے بعض موقعوں پر حکم اخراج پر عمل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کیوں کہ آپ جو کچھ کرتے خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ کرتے تھے اور حضرت سید خوندمیرؓ کو بھی اس وقت ایسی ہی صورت پیش آگئی تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ :۔

معلوم باد کہ چونکہ لشکر منکران حق با استعداد تمام آمدند گویند ازیں ولایت بروید کہ علما فتویٰ دادہ اند اگر نہ روند قتل کنید۔ بعدہ میا سید خوندمیرؓ فرمودند کہ کرت و مرت مارا کشیدند مارفتم و دریں کرت مرا از حقتعالیٰ و از رسول علیہ السلام و از مہدی علیہ السلام اذن شدہ است بدیں عبارت الا ان اقتضی فقد مضی ان صبرت فانک ماجور وان جزعت فانک مأجور..... الخ

(روایت ۱۷۵)

واضح ہو کہ مخالفین کی فوج جب پوری تیاریوں کے ساتھ آئی تو (افسروں نے) کہلایا کہ اس مملکت سے چلے جاؤ کیونکہ علماء نے فتویٰ دیدیا ہے کہ اگر نہ جائیں تو قتل کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ ہم کو بار ہا کھینچکر (باہر کیا جاتا رہا) اور ہم اخراج قبول کرتے رہے۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حضرت رسول علیہ السلام و حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف سے بار بار حکم ہو رہا ہے کہ خبردار!! جو ہونا ہے ہو کر رہیگا اگر تم صبر کروگے تو اجر پاؤگے اگر ڈر جاؤگے تو (اللہ سے) دور ہو جاؤگے۔

ہم نے یہاں بقدر ضرورت اس روایت کا ایک حصہ درج کیا ہے۔ کتاب نقلیات میں یہ روایت پوری دیکھی جائے تو مزید معلومات ہوں گے اور اندازہ ہو سکیگا کہ اس وقت بندگمیاں کا موقف کیا تھا۔ اور آپ نے حکم اخراج کی تعمیل جو نہیں فرمائی کس قدر اقتضاء دین کے عین مطابق تھا۔

(۳) اسی طرح کلمہ گویوں سے قتال پر اعتراض کے بارے میں بھی آپ نے توضیح فرمادی ہے چنانچہ کتبہ معترضہ کے ملاحظہ کے بعد آپ نے جواب میں یہ روایت بھی سنائی کہ :۔

"ایک روز ایک عالم حضرت مہدی علیہ السلام سے بحث کر رہا تھا اور کسی طریقہ سے بھی تفہیم نہ پا رہا تھا اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لوگ دلیل و علم سے تفہیم قبول نہیں کریں گے۔ اپنے دست مبارک سے تلوار بلند کر کے فرمایا کہ ان کیلئے

اب یہ رہ گئی ہے اگر خدا تعالیٰ حکم دیتا تو میں ان لوگوں سے جزیہ وصول کرتا۔ یہ جزیہ دہندہ کے حکم میں ہیں" پس ہمیں چاہئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر اعتقاد رکھیں اس میں تاویل نہ کریں۔ (روایت ۱۸۶) اور اسی لئے حضرت بندگیسیاں عبدالرشیدؒ نے توضیحاً تحریر فرمایا ہے کہ :-

" واضح ہو کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اس آیت کے حکم سے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا فیھا (یعنے جو شخص مومن کو عمداً قتل کرے گا اس کی جزا جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ مومن کے قاتل کو دائمی جہنمی فرمایا ہے۔ اگر مفسرین نے کوئی اور تفسیر بیان کی ہے تو وہ کیا ہے۔ معلوم کرو۔ محض تصدیق کی وجہ فقرا کے قتل کا فتویٰ دینوالے اور اس فتوی پر عمل کرنے والے بے ایمان اور دائمی دوزخی ہیں (اس لحاظ سے) میانسید خوندمیرؒ نے کلمہ گویوں پر جو فتوی دیا زوال ایمان کے بعد دیا اس لئے کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ (روایت ۱۸۶)

اس کے علاوہ مہدویوں کے قتل کا فتویٰ جاری کرنے والے مفتیوں کے بارے میں اسی مخالف جماعت کے علما سے آپنے فتویٰ بھی حاصل کر لیا تھا ——— نیز بلحاظ اسباب حضرت سید خوندمیرؒ مخالفین کی دعوت جنگ کو قبول کرنے پر جس قدر مجبور کر دیئے گئے تھے" اسباب و واقعات جنگ" کے تحت مختصراً بیان کیا جا چکا ہے۔

فی الحقیقت کتبہ زیر بحث میں بنائے اعتراض کلمہ گو کو کافر کہنے سے متعلق ہے۔ حکم اخراج کی تعمیل کرنا اور کلمہ گویوں سے قتال جائز ہونا یا اسی کے ذیلی مسائل ہیں۔ اور جب کہ انکار مہدی کفر ہونا از روئے آیات و احادیث و فرامین مہدی علیہ السلام ثابت ہے تو پھر اس بارے میں بندگیسیاںؒ پر ابتداءً جو کچھ اعتراض ہوا وہ خود بخود مرتفع ہو جاتا ہے اور یہ اختلاف یا مشورہ چوں کہ بالکل عارضی و موقتی اور محض منشائے خدائے قدیر کے تحت تھا۔ اس لئے جب حجت مہدیؑ پوری ہو چکی۔ اور شہادت تکمیل پا چکی تو قدرت کی جانب سے جو حجاب عارض کئے گئے تھے تکمیل مصلحت کے بعد اٹھا دیئے گئے جس کے بعد اصحاب کتبہ نے خود اعتراف کیا اور اپنے اختلاف یا مشورہ کے مقابلہ میں بندگیسیاںؒ کے عمل ہی کو حق بجانب قرار دیا۔ چنانچہ روایات ذیل اس امر کے شاہد ہیں :-

بعد از مدتے میاں دلاورؒ از حقتعالیٰ معلوم کردند آنچہ سید خوندمیرؒ کردہ اند ہمہ حق است و بر آیت قاتلوا وقتلوا عمل کردند۔ (روایت ۱۸۵)

ایک مدت کے بعد میاں دلاورؒ نے اللہ تعالیٰ سے معلوم کیا کہ سید خوندمیرؒ نے جو کچھ کیا سب برحق ہے اور انھوں نے آیت قاتلوا وقتلوا پر عمل کیا ہے۔

اور حضرت بندگیسیاں عبدالرشیدؒ نے مولف انصافنامہ حضرت میاں ولیؒ کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے کہ :-

ایں بندہ کہ جمع کنندۂ منقولات است مسمی بہ ولی می گوید خدائتعالیٰ شاہد است کہ میاں دلاورؒ بحضور ایں بندہ فرمودند کہ ما با سید خوندمیرؒ رشک کردیم و ہر وقت کہ

یہ بندہ جمع کنندۂ منقولات مسمی بہ ولی کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ گواہ ہے کہ میاں دلاورؒ نے اس بندے کی موجودگی میں فرمایا کہ ہم نے سید خوندمیرؒ کے ساتھ رشک کیا۔ جس وقت میانسید خوندمیرؒ

میانسید خوندمیرؒ مایان ایشاں یادمی آئید سینۂ بندہ سوزد وافسوس بسیار کردہ می شود (روایت ۱۷۸)

ہم میں یاد آتے ہیں بندہ کا سینہ جلنے لگتا ہے اور بہت افسوس ہوا کرتا ہے۔

بعدازمدتے میاں ملک جیوؒ درجالور آمدند وفرمودند اگر کسے دامن بندہ بگیرد بندہ برعمل وقول کہ میانسید خوندمیرؒ کردہ اند وگفتہ اند حجت بدہم آنچہ درکتبہائے دین نبشتہ اند میانسید خوندمیر کردہ اند ہیچ خلاف نہ کردند (روایت ۱۸۰)

ایک مدت کے بعد میاں ملک جیوؒ جالور میں آئے اور فرمایا کہ اگر کوئی بندہ کا دامن پکڑے تو بندہ اس قول وفعل کو جو میاں سید خوندمیرؒ نے کیا ہے ثابت کریگا کہ دین کی کتابوں میں جو باتیں لکھی گئی ہیں میاں سید خوندمیرؒ نے وہی کیا اور کوئی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔

یہ روایت انصافنامہ میں بھی مذکور ہے عبارت یہ ہے:۔

ونیز نقل است کہ بندگی میاں ملک جیو درناگور چہل شباں روز باوضو ماندند کہ احوالِ مقدمۂ قتال معلوم کنند بعدہ یک شب معلوم شد کہ سید خوندمیرؒ آنچہ کردند حق بود قاتلوا وقتلوا چنانچہ حضرت میراں علیہ السلام فرمودہ بودند ہمچناں شد۔ بعدہٗ ملک جیو فرمودند اگر کسے دامن بندہ بگیرد ہر جا کہ بندگی سید خوندمیرؒ قدم نہاد آں را حجت بدہم آنچہ درکتبا نوشتہ بودند سید خوندمیرؒ کردند ہیچ خلاف نہ کردند۔ (باب ۱۶)

نیز روایت ہے کہ بندگی ملک جیوؒ ناگور میں چالیس دن رات باوضو رہے تاکہ مقدمہ قتال کے حالات منکشف ہوں اس کے بعد ایک رات معلوم ہوا کہ سید خوندمیرؒ نے جو کچھ کیا حق تھا۔ قاتلوا وقتلوا (کے) بارے میں (جیسا کہ) حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ ملک جیو نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص بندہ کا دامن پکڑے تو بندگی سید خوندمیر نے جس جگہ کہ قدم رکھا ہے اس پر حجت پیش کریگا جو کچھ کہ کتابوں میں لکھا گیا ہے سید خوندمیر نے اس کے خلاف کچھ نہیں کیا ہے۔

وبعدازمدتے میاں نعمتؒ درجالور آمدند واز دکن بازگشتند وفرمودند کسانیکہ مرا از موافقتِ سید خوندمیر باز داشتند ایشاں را خدائتعالیٰ خواہد پرسید (روایت ۱۸۱)

ایک عرصہ بعد میاں نعمتؒ دکن سے جالور میں واپس آئے اور فرمایا کہ جن لوگوں نے مجھکو سید خوندمیر کی موافقت سے باز رکھا ہے ان کو خدائے تعالیٰ پوچھیگا۔

یہی روایت انصاف نامہ میں بھی ہے لیکن پہلا جملہ یہ ہے کہ:۔ "ونیز نقل است کہ میاں نعمتؒ درموضع بھادی پور پیش ملک میاں باری وال بحضور چند طالبیاں فرمودند کہ کسانیکہ ... الخ (انصاف نامہ باب ۱۶)۔

اب ہر شخص یہ بات واضح طور پر سمجھ سکتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "اختلاف امتی رحمۃ" کے مصداق صحابۂ مہدی موعودؑ کا یہ عارضی اختلاف حجت مہدیت یعنے خبر قتال کی تکمیل کیوجہ مومنین کے لئے رحمت ثابت ہوا۔ اور اس کے بعد رحمت کا دوسرا ظہور یہ ہوا کہ خود اصحاب کتبہ نے اس اختلاف کو باقی نہ رکھا گروہ مہدی موعود کو اس خطرہ میں مبتلا ہونے سے بچا لیا!!! جسکی پیشگوئی حضرت سید خوندمیر صدیق ولایتؒ نے بھی کی تھی کہ

"ان حضرات کو اس پر اللہ تعالیٰ مصر نہ رکھیگا کیونکہ ان کی شان میں حضرت مہدی علیہ السلام نے بشارتیں فرمائی"

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت و حکمت یہ بھی شاملِ حال رہی کہ ان کتبات کا تعلق صرف حکم کفر کی تطبیق تعبیر اور جنگ کے اسباب و موقع و محل کی حد تک محدود رہا جس کی وجہ حضرت سید خوندمیرؒ سے متعلقہ خبر تناسل کی نوعیت کو متاثر کرنے کی ہر کوشش خود بخود باطل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ان کتبات میں حضرت سید خوندمیرؒ کا حاملِ بارِ امانت و بدلہ ذات ہونا' بنائے بحث و اختلاف نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ کہ وہ خبر مشہور و قطعی الصدور و قطعی الدلالۃ جو حضرت مہدی علیہ السلام نے بیان فرمائی اور جو پوری پوری صادق آئی، خبر متواتر کا حکم رکھتی ہے جسکی قطعیت کا انکار نقلاً و عقلاً جائز نہیں ہے۔

توضیح در بیانِ امتناعِ تاویل و تحویل

مولف ہدیۂ مہدویہ نے عقیدۂ نہم کے تحت لکھا ہے کہ "کلام مہدی میں تاویل حرام ہے"..... آخر عقیدۂ شریفہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ بیانِ مہدی میں تاویل کرے وہ مخالف بیان اس ذات کا ہوگا"

اس کے بعد عقیدۂ شانزدہم کے تحت لکھا ہے کہ:۔ دوسرے یہ کہ عبارتِ قرآنی میں بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہے چنانچہ تاویل و مجاز و کنایہ سب اقسام قرآنیہ سے ہیں۔ یہاں تاویل و توجیہ مطلقاً کفر ہے چنانچہ "آخر رسالۂ مذکور (عقیدۂ شریفہ) سے مستفاد ہے۔" (ملخص از ہدیہ مہدویہ)

اگر "ہدیہ مہدویہ" کی پوری عبارت نقل کیجائے تو ہمارے موضوع سے غیر متعلق بہت سارے مسائل حل کرنے پڑیں گے اور اس کا یہ محل نہیں۔ اس لئے امتناعِ تاویل و تحویل کا تعلق جن روایات سے ہے صرف اسی حد تک رفعِ اعتراض کیا جائیگا۔ مولف ہدیہ مہدویہ نے "عقیدۂ شریفہ" کی عبارت سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ اصل عبارت یہ ہے

اے طالبانِ حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد کہ ایں احکام کہ مذکور است از اول تا آخر وقت رحلت آں ذات مادام کہ ایں بندہ در صحبت وے بود در ہیچ حکم از احکام تفاوت نیافتیم و بریں جملہ اعتقاد و ایمان داریم ہر کہ در بیان وے چیزے تاویلے و تحویلے کند او مخالف بیانِ آں ذات باشد" (عقیدۂ شریفہ)

اے طالبانِ حق جنہوں نے کہ مہدی کو قبول کیا ہے معلوم ہو کہ یہ احکام جو مذکور ہیں اس ذات (مہدی علیہ السلام) کی صحبت میں یہ بندہ ابتدا سے رحلت کے آخر وقت تک رہا ہے۔ کسی حکم میں کوئی تفاوت نہیں پایا ہے۔ اور ہم ان تمام احکام پر ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں جو شخص کہ مہدی علیہ السلام کے بیان میں کوئی تاویل و تحویل کریگا مہدی علیہ السلام کے بیان کا مخالف قرار پائیگا۔

اور شرح عقیدۂ مسمّٰی بہ رسالۂ فرائض کے آخر کی عبارت یہ ہے:۔

پس ہر مصدقِ مہدی را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بریں و از تاویل و تحویل آں دور بودن فرض است زیرا کہ بر صحتِ ایں احکام اجماع صحابہ کرام شدہ است الخ

پس ہر مصدقِ مہدی کو اس پر ایمان لانا اعتقاد رکھنا اور عمل کرنا چاہیئے اور اس کی تاویل و تحویل سے باز رہنا فرض ہے کیونکہ ان احکام کی صحت پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ امتناع تاویل وتحویل کا حکم بیان "عقیدۂ شریفیہ" میں بیان کئے ہوئے احکام سے متعلق ہے مطلق تاویل حرام وکفر ہونا اس عبارت سے "مستفاد" کہاں ہے؟!! البتہ دوسرے مقامات پر انصافاً ونقلیاتِ میاں عبدالرشید "وغیرہ کتابوں میں" منع تاویل" کا جو حکم پایا جاتا ہے وہ عام ہے اس کی حقیقت آگے بیان ہوگی

اس کے علاوہ مولف ہدیہ مہدویہ نے عبارت قرآنی میں بعض جا توجیہ وتاویل درست" ہونے کا دعوی جو کیا اور مأوّل وغیرہ کو پیش جو کیا۔ یہ بھی تمام اہل سنت کا متفقہ نہیں ہے ــــ "مأوّل" کی تعریف علمائے اہل سنت نے یہ بیان کی ہے کہ :۔

المشترک اذا ترجح بعض معانیہ بالرای یسمی مأوّلا۔

جب مشترک کے بعض معانی کو رائے سے ترجیح دی جاتی ہے تو اس کو مأوّل کہتے ہیں۔

علامہ شمسی مرحوم نے لکھا ہے کہ :۔ جب مأوّل کا حصول مجتہد کی رائے پر موقوف ہے تو اس کو اقسام نص سے شمار کرنا تامل کے قابل امر ہے کیونکہ اس معنی کا حصول بعینہٖ اگر خالص نص ہے تو مجتہد کی ترجیح کی ضرورت نہیں ہے جب اس معنی کی تحصیل میں مجتہد کی رائے علت واقع ہوئی ہے تو اس کی نسبت نص کی طرف بجا نہیں ہے۔ (حاشیہ کحل الجواہر صفحہ ۲۷۰ جلد اول مطبوعہ)

اس سے ظاہر ہے کہ مأوّل رائے پر موقوف ہے اور غیر معصوم کی رائے میں خطا کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے محققین کرام نے اس سے اعراض کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں بہت سارے اقوال وآرا۔ موجود ہیں شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :۔

اعلموان الخیر کلہ فی الایمان بما انزل اللہ والشر کلہ فی التاویل فمن اول فقد جرح ایمانہ وان وافق العلم وما کان ینبغی لہ ذالک فی الحدیث کذبنی عبدی ولم یکن ینبغی لہ ذالک فلابد ان یسئال کل مأوّل مما اولہ یوم القیامۃ

(فتوحات باب ۱۹۸)

واضح ہو کہ جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا ہے اس پر ایمان لانے میں پوری بھلائی ہے۔ اور پوری برائی تاویل کرنے میں ہے پس جس نے تاویل کی اپنے ایمان کو مجروح کیا۔ اگرچہ کہ اس کی رائے موافق علم ہی واقع ہو۔ اور اس کو ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ یہی بات حدیث قدسی میں ہے کہ "میرے بندے نے مجھے جھٹلایا اور اس کو ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے تاویل کرنے والے سے اس کی تاویل کی نسبت قیامت کے دن ضرور باز پرس ہوگی۔

اس کے علاوہ "تاویل" کا لفظ اصطلاحاً فی الحقیقت "متشابہات" سے متعلق ومتعارف ہے اور محکم ومتشابہ کے بارے میں علمائے اکابر اہل سنت کی جو رائے ہے درج کیجاتی ہے۔

محکم کے معنی لغت میں مضبوط اور استوار کے ہیں۔ امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں :۔

فالعرب یقول حاکمت وحکمت بمعنی ردت منعت۔ والحاکم یمنع الظالم عن الظلم وحکمۃ اللجام ھی التی تمنع الفرس عن الاضطراب وفی حدیث النخعی احکموا الیتیم کما تحکم ولدک ای امنعہ عن الفساد وقال جریر احکموا سفہاءکم ای امنعوھم۔ وسمیت الحکمۃ حکمۃ لانھا تمنع عما لا ینبغی (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ مصر)

چھوڑنے اور روکنے کے معنوں میں عرب کہتا ہے کہ "حاکمت" "حکمت" "احکمت" اور حاکم ظالم کو روکتا ہے۔ اور حکمت ایسی لگام ہے جو گھوڑے کو شرارت سے روکتی ہے اور حدیث نخعی میں ہے کہ رہ کو یتیم کو برائی سے جیسا کہ تم اپنے بچوں کو روکتے ہو (ملاحظہ ہو احکم" "تحکم" کا استعمال روکنے کے معنوں میں ہوا) اور جریر نے کہا ہے کہ تم اپنی نادانی سے بچو۔ اور حکمت کو حکمت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غیر ضروری چیزوں سے روکتی ہے۔

اور متشابہ کے متعلق یہ لکھا ہے:۔

واما المتشابہ فھو ان یکون احد الشیئین متشابھا الآخر بحیث یعجز الذھن عن التمیز۔ قال اللہ تعالیٰ فی وصف اثمار الجنۃ واتوا بہ متشابھا۔ ای متفق المنظر مختلف الطعوم۔ ویقال اشتبہ علی الامر ان اذا لم یفرق بینھما وقال الحلال بین والحرام بین وبینھما امور متشابھات وفی روایۃ اخری مشتبھات ویحتمل ان یقال انہ الذی لا یعرف ان الحق ثبوتہ او عدمہ وکان الحکم فی ثبوتہ مساویا للحکم بعدمہ فی العقل والذھن ومتشابھا لہ وغیر ممیز احدھما عن الآخر بمزید رجحان فالاجرام سمی غیر المعلوم بانہ متشابہ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۹۵)

اور لیکن متشابہ وہ ہے کہ ایک شئی دوسری شئی سے اس طرح ملتا ہو کہ ذہن اس کے تمیز کرنے سے عاجز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے پھلوں کی تعریف میں فرمایا ہے واتوا بہ متشابھا۔ یعنی اس کے مشابہ ایسے پھل دیئے جائیں گے جو دیکھنے میں ایک معلوم ہوں اور ذائقہ میں مختلف ہوں۔ مجھ پر یہ امر مشتبہ ہے اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ ان دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو حضرت محمد صلعم نے فرمایا۔ حلال اور حرام دونوں واضح ہیں۔ ان دونوں کے درمیان متشابہ امور ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مشتبہ امور ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ متشابہ وہ ہے جس کے ثبوت اور عدم ثبوت کا حق ہونا معلوم نہ ہو۔ اور عقل و ذہن میں اس کے ثبوت اور عدم ثبوت کا حکم دونوں برابر و متشابہ ہوں اور کسی وجہ ترجیح کے بغیر ایک دوسرے سے غیر ممیز ہوں۔ اسی لئے غیر معلوم کو متشابہ کہتے ہیں۔

محکم اور متشابہ کی اس لغوی اور اصطلاحی تحقیق سے معلوم ہوا کہ محکم صاف و بین امر یا نہی ہوتا ہے۔ اور متشابہ ایسا نہیں ہوتا قرآن مجید میں محکم اور متشابہ دونوں طرح کی آیات ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات

وہ اللہ جس نے تم پر کتاب نازل کی۔ اس کتاب میں جو آیات

محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله. ومایعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا. وما یذکر الا اولی الالباب

(آل عمران جز ۳)

محکمات ہیں وہی اصل کتاب ہیں۔ اور دوسری آیات متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے قلوب میں کجی ہوتی ہے وہی ان آیات کی طرف رجوع ہوتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ اور یہی فتنہ تاویل کی تلاش میں لگے رہتے ہیں حالانکہ ان آیات متشابہ کی تاویل بجز اللہ اور راسخین فی العلم کے کوئی نہیں جانتا اور راسخ فی العلم وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے ہے ہم اس پر ایمان لائے۔

اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں آیات محکمات اور متشابہات دونوں ہیں لیکن آیات متشابہ کی تاویل کرنے کی کوشش میں نہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی تاویل بجز خدا تعالیٰ اور ان لوگوں کے جو راسخ فی العلم ہیں کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے متشابہ کا علم اللہ پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگرچہ کہ آیت مذکورہ کا مضمون بہت صاف ہے لیکن مزید معلومات کیلئے مفسرین و محدثین کی جو رائے ہے وہ بھی بیان کیجاتی ہے۔

امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

فبین الله تعالیٰ بھذہ الآیة ان القرآن مشتمل علی محکم وعلی متشابه. والتمسک بالمتشابھات غیر جایز. (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۹۱۷)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے واضح کر دیا ہے کہ قرآن کریم محکم و متشابہ آیات پر مشتمل ہے اور آیات متشابہات سے مسائل اخذ کرنا جائز نہیں ہے

اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں :

ان الآیة دلت علی ذم مبتغی المتشابه ووصفھم بالزیغ وابتغاء الفتنة وعلی مدح الذین فوضوا العلم الی الله تعالیٰ وسلموا الیه کما مدح المؤمنین بالغیب

(اتقان جلد ۲ ص ۳)

تحقیق کہ یہ آیت آیات متشابہات کو چاہنے والے کی برائی پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس کے اس وصف پر بھی دلالت کرتی ہے کہ ایسا کرنا حق سے باطل کی طرف پھرنا ہے اور فتنہ کی تلاش کرنا ہے اور ان لوگوں کی مدح پر بھی دلالت کرتی ہے جنھوں نے ان آیات متشابہ کا علم اللہ پر چھوڑ دیا اور اسے جانا تسلیم کر لیا۔ اور ان لوگوں کی مدح اس مقام میں اس طرح فرمائی ہے جس طرح کہ غیب پر ایمان لانے والوں کی فرمائی ہے۔

بعض لوگوں نے آیات متشابہات سے استدلال کرنے کی جو صورتیں نکالی ہیں امام فخر الدین رازی ان کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

وکل ھذا ای صور استدلال المتشابھات لا یفید الا الظن الضعیف والتعدیل علی

اور یہ سب (متشابہات پر استدلال کرنے کی صورتیں) سوائے ظن ضعیف کے کوئی فائدہ نہیں دیتی ہیں اور اس قسم کے دلائل کو مسائل

مثل هذا الدلایل فی مسایل القطعیة محال فلهذا. التحقیق المتین مذهبنا ان بعد اقامة الدلالة القطعیة علی ان حمل اللفظ علی الظاهر محال. لایجوز الخوض فی تعین التاویل فهذا منتهی ملحصلنا ه فی هذا الباب واللہ ولی الهدایة والرشاد (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۵۹۷)

قطعیہ کی طرف پھیرنا محال ہے از روے تحقیق مسئلہ ہذا ہمارا مذہب یہ ہے کہ اس بات پر دلائل قطعیہ قائم کرنے کے بعد کہ لفظ کا ظاہر پر محمل کرنا محال ہے۔ تاویل کے معین کرنے میں خود وخوض کرنا جائز نہیں ہے پس ہماری تحقیق کا نتیجہ اس باب میں یہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی صاحب ہدایت وارشاد ہے۔

ملاحظہ ہو کہ مولف ہدیہ کا تاویل درست ہونے کا دعوی کس حد تک درست ہے۔!!۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس باب میں چند احادیث بھی جمع کی ہیں جنمیں سے یہاں چند نقل کیجاتی ہیں ۔

اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابی مالك الاشعری انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لا اخاف علی امتی الا ثلاث خلال. ان یکثر لهم المال فیتحاسدوا فیه وان یفتح لهم الکتاب فیاخذه المومن یبتغی تاویله وما یعلم تاویله الا اللہ (اتقان جلد ۲ ص ۷)

طبرانی نے کبیر میں ابومالک اشعری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے آنحضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا میری امت کے متعلق مجھے کسی بات کا ڈر نہیں اگر ہے تو تین امور کا۔ وہ یہ کہ ان کا مال بہت زیادہ ہو جائیگا اور وہ آپس میں رشک وحسد اور قتل وغارت کرنے لگیں گے اور قرآن کھولا جائیگا اور مومن اس کی تاویل کی کوشش کرنے لگے گا۔ حالانکہ اس کی تاویل بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

اخرج الشیخان وغیرهما عن عائشة رض قال تلا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هذه الآیة هو الذی انزل علیك الکتاب الی قوله اولوا الالباب. قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاذا رایت الذین یتبعون ما تشابه منه فاولئك الذین سمی اللہ فاحذرهم.

(اتقان جلد ۲ ص ۷)

شیخینؒ (بخاری ومسلم) اور ان کے سوا دوسروں نے بھی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت هو الذی انزل علیك الکتاب کو اولوا الالباب تک پڑھا بی بی عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو آیات متشابہات کی تاویل کی کوشش میں لگے رہتے ہیں تو سمجھ لو وہ وہی لوگ ہیں جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فاحذرهم فرمایا ہے یعنی تم ایسے لوگوں سے بچتے رہو۔

اخرج ابن مردویه من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ان القران لم ینزل لیکذب بعضه بعضاً فما عرفتم منه فاعملوا به وما

ابن مردویہ نے عمرو بن شعیب سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا سے اور انھوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن اس لئے نہیں نازل ہوا ہے کہ اس کی بعض آیتیں بعض دوسری آیتوں کو جھٹلائیں یعنی

تشابه فآمنوا به ..... فهذه الاحادیث والآثار تدل علی ان المتشابه مما لا یعلمه الا الله وان الخوض فیه مذموم۔

(اتقان جلد ۲ صفحہ)

ایک دوسرے کی مخالف ہوئیں جن آیات کو تم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے ان پر عمل کرو اور جو متشابہ ہیں ان پر ایمان رکھو۔ پس یہ تمام احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ متشابہ کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور اس میں غور و خوض کرنا بری بات ہے۔

اسی قسم کی اور بہت ساری احادیث نقل کرنے کے بعد جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ پس یہ تمام احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ متشابہ کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور انہیں غور و خوض کرنا بری بات ہے۔

مفسرین و محدثین کی اس توضیح سے یہ امر متحقق ہے کہ قرآن کریم میں محکم اور متشابہ دونوں قسم کی آیات ہیں لیکن متشابہ آیات پر صرف ایمان رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تاویل کی کوشش جائز نہیں ہے۔ لیکن مولف ہدیہ کہتے ہیں کہ تاویل درست ہے۔ فقہا کا مسلک بھی ان کا موئید نہیں ہے۔ چنانچہ اصول فقہ میں متشابہ کی تعریف ان الفاظ میں کیگئی ہے۔

واما المتشابه فهو مما انقطع رجاء المراد منه وحکمه اعتقاد الحقیة قبل الاصابة۔

(نور الانوار)

متشابہ اس کلام کا نام ہے جسکی معرفت مراد کی امید منقطع ہو گئی ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی مراد معلوم ہونے کے پہلے ہی اسکی حقیت پر یقین رکھے۔

بلکہ بعض فقہا تو راسخین کے متعلقین بھی اختلاف کرتے ہیں کہ ان کو بھی متشابہ کی مراد نہیں معلوم ہوتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به" کے متعلق حنفیہ کہتے ہیں کہ "ما یعلم تاویله الا الله" کا جملہ ختم ہو چکا۔ "والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا" دوسرا جملہ ہے۔ اس اعتبار سے معنی یہ ہوئے کہ متشابہ کی تاویل بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ راسخ فی العلم ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔

اس ترکیب سے نتیجہ یہ نکلا کہ متشابہ کی تاویل راسخین بھی نہیں جانتے۔ اور حضرت امام شافعیؒ اور عامۂ معتزلہ کہتے ہیں کہ "والراسخون" کا عطف وما یعلم تاویله الا الله پر ہے۔ ایسی صورت میں راسخین فی العلم بھی تاویل جاننے والے ہوتے ہیں۔ اور "یقولون امنا به کل من عند ربنا" جملہ ہے "والراسخون فی العلم" کی صفت ماننا پڑیگا۔ اس اعتبار سے معنی یہ ہوں گے کہ متشابہ کی تاویل بجز اللہ اور ان راسخین فی العلم کے کوئی نہیں جانتا جو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے اور سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔" اس ترکیب سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور وہ لوگ جو راسخ فی العلم ہیں۔ متشابہ کی تاویل جانتے ہیں۔

اس اختلاف کی تطبیق صاحب نور الانوار نے اس طرح بیان کی ہے کہ "جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ راسخین متشا

کی تاویل جانتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ وہ ظنی تاویل جانتے ہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ راسخین تاویل نہیں جانتے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی قطعی تاویل نہیں جانتے جو واجب الاعتقاد ہو۔"

غرض مفسرین و محدثین و فقہا کے جو شواہد ہم نے پیش کئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ تاویل ناجائز ہے اور خود قرآن مجید میں تاویل کرنے والوں کی طرف قلوب کی کجی اور فتنوں کی تلاش منسوب کیگئی ہے۔ لہذا مولف ہدیہ مہدویہ نے "قرانی عبارتوں میں تاویل درست ہونے" کا جو دعوی کیا تمام اہل سنت کا متفقہ نہیں ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں آیات محکمات و متشابہات ہیں اسی طرح احادیث شریفہ میں بھی ہیں اور احادیث متشابہات کا وہی حکم ہوگا جو آیات متشابہات کا ہے۔ اور یہی صورت نقلیات متشابہات کی بھی ہوسکتی ہے۔

اور جس طرح قرآن کریم میں از روئے معنی محکم و متشابہ آیات ہونے کے باوجود کل قرآن مجید بحیثیت قطعی الصدور "محکم" ہونے کا عقیدہ رکھنا لازم ہے اسی طرح احادیث شریفہ و نقلیات مبارکہ جنکی سند صحیح ہو از روئے معنی محکم و متشابہ ہونے کے باوجود کل احادیث و نقلیات کلام معصوم ہونے کی وجہ محکم ماننا لازم ہوگا۔ کیونکہ کل آیات کلام اللہ و فرامین خاتمین علیہما السلام کا قطعی الصدور ہونا محکم ہے۔ اگرچہ از روئے دلالت محکم و متشابہ وغیرہ اقسام پائی جائیں ـــــ قرآن مجید میں آیات متشابہات دو قسم کی ہیں۔ بعض آیات کے معنی مطلقاً سمجھ میں نہیں آتے مثلاً حروف مقطعات۔ الم۔ حم۔ ت۔ وغیرہ۔ حروف سے ترکیب لفظی کا فائدہ ہوتا ہے معنی کا نہیں۔ اس لئے ان حروف مقطعات سے کوئی معنی فوراً سمجھ میں نہیں آسکتے ـــــ اور بعض آیات کے معنی بربنائے لغت و محاورہ زبان سمجھ میں آتو سکتے ہیں لیکن ان پر عمل و اعتقاد مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ ظاہری معنی دوسری آیات محکمات کے موافق نہیں پائے جاتے۔ جیسے یداللہ اللہ کا ہاتھ وجہہ اللہ اللہ کا منہ الرحمن علی العرش استوی۔ وغیرہ ـــــ اس قسم کی آیات کو "آیات صفات" کہتے ہیں۔ احادیث و نقلیات مبارکہ میں بھی دوسری قسم پائی جاتی ہے۔ اور ہمارے پاس راسخ فی العلم سے مراد بلحاظ افضلیت و اولویت علی الترتیب حضرات خاتمین علیہم السلام اصحاب کے صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اس لئے ان حضرات سے جو تاویل و تطبیق بسند صحیح مروی ہو واجب التسلیم ہوگی ـــــ یہ ایسی بات ہے کہ جس پر اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کیونکہ امور متشابہ کی تاویل کا علم راسخین فی العلم کو حاصل ہونا آیت "لا یعلم تاویلہ الا اللہ ـــ والراسخون فی العلم" سے ثابت ہے۔ اور بحیثیت معصوم عن الخطا خلیفۃ اللہ سے بڑھکر کون راسخ فی العلم ہوسکتا ہے۔ پس تاویل اگر کوئی دوسرا جان سکتا ہے تو وہ خلیفۃ اللہ کی ذات ہے اسی لئے و اما التاویل فیاتیکم بہ الفارقلیط میں "تاویل" کو حضرت مہدی علیہ السلام کی بعثت سے متعلقہ پیشگوئی میں استعمال کیا گیا ہے[1]

گفتہ او گفتہ اللہ بود ❊ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود (مولانا رومؒ)

---

[1] ۔ اس کی توضیح "ثم ان علینا بیانہ" آیت شریفہ کے تحت بیان کیگئی ہے ملاحظہ ہو حصہ توضیحات صفحہ (۲۱۱)

اور چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون کی اتباع بھی اتباع سنت قرار دی ہے اس لئے خیر القرون (صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین) پر بھی راسخ فی العلم کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ یہ محفوظ عن الخطا ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی تاویل بھی واجب التسلیم ہو سکیگی لیکن عامۃ العلما یا عام مومنین وجوب کے اس حکم میں داخل نہیں ہیں کیونکہ صحبت و قربت کی وجہ صحابہؓ کے معلومات کا ذریعہ براہ راست خلیفۃ اللہ کی ذات ہوتی ہے اور تابعین و تبع تابعین کو صحابہؓ سے استفادہ کا موقع حاصل رہتا ہے ان کے معلومات کا تعلق بالواسطہ خلیفۃ اللہ کے منجانب اللہ معلومات سے ہوتا ہے اس لئے ان کی اتباع کو اتباع سنت کہا گیا ــــ اس سے قبل بعض فقہا کا یہ قول جو بیان کیا گیا کہ "راسخین فی العلم ظنی تاویل جانتے ہیں" اس قول کو عامۃ العلما سے متعلق سمجھنا چاہیئے۔ علامۃ العصر مولانا سید نصرت صاحب مرحوم نے اسی بحث کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ

"ہمارے یہاں (مہدویوں کے پاس) بھی تاویل کے متعلق دو مذہب ہیں ایک سلف کا مسلک ہے جو تاویل نہیں کرتے بلکہ نفس حکم پر ایمان رکھتے اور اس کے معنی مراد یا اس کی کیفیات و تفصیلات کو اس کے متکلم کے علم پر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اس کی تفصیل کی لاعلمی سے ہمارے اجمالی اعتقاد میں ہرج واقع نہیں ہوتا حضرت میاں عبدالملک سجاندی مہدیؒ نے اپنی کتاب سراج الابصار میں اس مسلک کی نسبت لکھا ہے۔

مذهبنا في المتشابهات مذهب السلف نؤمن بها ولا نشتغل بكيفيتها۔	متشابہات کی نسبت ہمارا مذہب سلف کا مذہب ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کی کیفیت سے بحث نہیں کرتے۔

دوسرا مذہب بعض متاخرین کا ہے جو ضرورت کے وقت تاویل جائز سمجھتے ہیں۔ گویا سلف کا مذہب تسلیم و تفویض ہے کیونکہ تفویض اسلم ہے از تاویل خطا سے قریب اور کمال ایمان سے بعید ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اپنے کلام پر ایمان لانے کا حکم کیا ہے نہ اس معنی پر جو ہم نے اپنی عقل سے تاویل کر کے نکالا ہے"۔ الخ (کحل الجواہر در رد ہدیہ مہدویہ)

متاخرین مہدویہ میں محکم و متشابہ پر جو مباحث ہوئے ہیں ان کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت اس بحث کا راست تعلق متشابہ کی تاویل سے نہیں ہے بلکہ یہ بحث صرف اس فرمان حضرت مہدی علیہ السلام پر پیدا ہوئی جو آپ نے فرمایا کہ "ورائے ترک دنیا ایمان نیست" یعنی ترک دنیا کے بغیر ایمان نہیں ہے چونکہ اس فرمان سے ہر مہدی کو تعلق خاطر لاحق ہو سکتا ہے اس لئے اس کی توضیح ہو جانا نہایت ضروری تھا اسی لئے مذکورہ بحث پیش آئی حالانکہ اس فرمان کو متشابہات میں شامل کر کے بحث کرنیکی مجبوری دامنگیر نہیں ہے کیونکہ کسی روایت پر از روئے اصطلاح متشابہ کا حکم اسی وقت صحیح ہوگا جبکہ وہ حروف مقطعات پر مشتمل ہو یا آیات صفات کے مشابہ ہو اس کی توضیح آگے ہو چکی احادیث و نقلیات میں صرف دوسری نوعیت ہی پائی جاتی ہے مثلاً حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ــ "جو خدا ہو وہ خدا کو دیکھتا ہے" نیز فرمایا "بندہ کا گوشت پوست استخواں جبتک خدا نہوں خدا نظر نہیں آسکتا" اور فرمایا "بندہ کو (یعنی خود آپکو) ہر روز تازہ خدا نظر آتا ہے"۔ یہ اور ایسی ہی روایات، متشابہات میں داخل کیجا سکتی ہیں لیکن ورائے ترک دنیا ایمان نیست" کی یہ نوعیت نہیں ہے ــــ ولو بالفرض اس کو متشابہات سے تسلیم کر لیا جائے تو اس لحاظ سے بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہیکہ متشابہات کے بارے میں حضرت مہدی علیہ السلام نے کس طریقہ پر رہبری فرمائی ہے۔ نقلیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہیکہ آپنے بعض آیات متشابہات کے معنی ایسے خاص انداز میں بیان فرمائے ہیں کہ تاویل کی ضرورت ہی نہیں رہتی مثلاً ید اللہ فوق ایدیھم آیت قرآنی

پر بیان کے وقت فرمایا کہ "دست خدا بر دست شما است" یعنی خدا کا ہاتھ تمہارے ہاتھ پر ہے صحابہؓ نے عرض کیا حضور تو "دست قدرت" مراد لیتے ہیں؛ آپ نے فرمایا "ایشاں را چہ فہم شد است خدا تعالیٰ فرمودہ است لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر خدا تعالیٰ صاحب دست است فانا مثل کے نیست (حج شریف) یعنی حضور نے یہ کیا سمجھا ہے؟ خدا تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور وہی سمیع و بصیر ہے اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تو ہے مگر کسی کے جیسا نہیں"۔ اسی طرح "ورائے ترک دنیا ایمان نیست" کے بارے میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت اس فرمان کا لفظ "ایمان" محتاج توضیح ہے اور یہ کوئی ایسی مشکل نہیں کیونکہ ایمان کی جو توضیحات و تشریحات ہو سکتی ہیں ان کا منتہا ذات خدا ہے اسی لئے حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ "ایمان ذات خدا است" (روایت ۱۱) اس فرمان کی روشنی میں "ورائے ترک دنیا ایمان نیست" کا مطلب صاف ہو جاتا ہے کہ بغیر ترک دنیا کے حصول ایمان خدا ممکن نہیں اور ترک دنیا کی بحث میں یہی تعریف و تشریح واضح ہو چکی ہے۔ یہ ایسی توضیح ہے جس کو امام علیہ السلام کے صاف و صریح فرمان کی تائید حاصل ہے اور جس سے اختلاف کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ سکتی!!! ــــ بعض حضرات یہاں ایمان کامل و ناقص کی حیثیت سے جو استدلال کرتے ہیں اس صورت میں بھی متشابہ کی نوعیت کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ "آیات صفات" کی تعریف منطبق نہیں ہو رہی ہے البتہ اس کو "مجمل" کی قسم میں داخل کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اگر اس فرمان کے دو معنی نکالے جائیں۔ (۱) "ورائے ترک دنیا ایمان (کامل) نیست یعنی ناقص است" یا (۲) "ورائے ترک دنیا ایمان مطلق (نفس ایمان) نیست یعنی کامل است تو اس کلام میں از روئے معنی دو جہتیں پائی جاتی ہیں اور یہ "مجمل" کی صورت ہے اس کی تعریف یہی ہے کہ "کلام میں از روئے معنی کے وجوہ کا احتمال پیدا ہو جائے اور کسی وجہ کو اس وقت تک خاص نہیں کر سکے جب تک کہ خود متکلم کے دوسرے بیان سے اس کی تفسیر یا تخصیص نہ ہو چنانچہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

المجمل وھو ما احتمل وجوھا فصار اجمال لا یوقف علی المراد الا ببیان من قبل المتکلم۔

مجمل وہ ہے کہ جس میں چند وجوہ کا احتمال ہو اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب تک متکلم کی طرف سے بیان یا تفسیر نہ ہو جائے کسی مراد کو خاص نہیں کر سکتے

اس لحاظ سے فرمان مذکور میں ایمان کامل نیست یا "ایمان مطلق نیست" ان دو سے کسی ایک معنی کو دوسرے قرائن کی مدد سے خاص کر سکتے ہیں کیونکہ بعض آیات و روایات مجمل یعنی مشترک وغیرہ ہوا کرتی ہیں جن کی تطبیق و تخصیص آیات قرآنی یا دوسری روایات سے ہو سکتی ہے لیکن اس کو متشابہ کی تاویل کی نوعیت میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ احقر کے پیر مرشد حضرت مولانا سید احمد عالم صوری معنوی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "جو لوگ جن نقلیات حضرت مہدی علیہ السلام میں توضیح و تشریح کی ضرورت محسوس کرتے ہوں گے اشکال تاویل کے بجائے "تفسیر یا تطبیق" کا لفظ یا کوئی اور لفظ استعمال کرتے ہوئے اس صورت میں کوئی لسانی ہوتی اس قدر مجبوری دامنگیر نہ ہوتی"۔ کیونکہ تاویل کا لفظ اصطلاحاً متشابہ کیلئے مستعمل ہے جس پر قرآن مجید بھی شاہد اور مانع ہے اس لئے عام روایات کی توضیح و تشریح اور تطبیق و تخصیص کے بارے میں "تاویل" کا اطلاق نہ کرنا ہی اولیٰ ہے۔ حاصل کلام یہ کہ مولف ہدیہ مہدیہ نے بلا لحاظ نوعیت و خصوصیت کلام مہدی میں تاویل حرام و کفر ہونے کا الزام جو عاید کیا اس سے ان کا مقصد مہدویہ کے خلاف یہ ثابت کرنا تھا کہ "قرآن و حدیث میں تو استخراج احکام کی سہولتیں ہیں لیکن ان کے مہدی کے کلام میں نہیں ہیں اور یہ اصول اہل سنت کے مغائر ہے۔ اس کے برخلاف ہماری اس مختصر توضیح سے ظاہر ہے کہ یہ الزام خود مولف ہدیہ کی عبارت فہمی اور استدلال کی غلطی کا نتیجہ ہے اور تاویل و تحویل کے بارے میں مہدویہ کے نظریات اصول اکابر اہل سنت کے مغائر نہیں ہیں۔

مختصر تذکرہ

چند حضرات کا ان اسمائے گرامی میں سے جو نقلیات مبارکہ میں آئے ہیں

۱۔ حضرت بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ

صحابی و فرزند حضرت مہدی علیہ السلام۔ تولد بمقام جونپور ۸۶۸ھ۔ وصال ۴ رمضان ۹۱۸ھ مدفن بمقام بھیلوٹ علاقہ گجرات۔ رادھن پور سے تین کوس۔ امامناہ نے بطور تحدی یہ پیشنگوئی فرمائی تھی کہ اپنے وصال کے بعد اپنا جسد اطہر وافور لحد مبارک میں نہ پایا جائیگا اگر پایا جائے تو بندہ مہدی موعود نہیں۔ حضرت سید محمودؓ نے لحد مبارک میں لفافہ کھولا تو خالی پایا باہر آئے تو آپ میں امامناہ کی شباہت پائی جانے لگی حضرت سید خوندمیرؒ نے فرمایا یہ ثانی مہدی ہیں۔ اس وقت سے آپکا لقب "ثانی مہدی" مشہور ہوگیا۔

۲۔ حضرت بندگیمیاں سید خوندمیر۔ بدلہ ذات حامل بار امانت صدیق ولایت سید شہدا رضی اللہ عنہ۔

داماد و صحابی امامنا علیہ السلام۔ تولد ۸۸۵ھ۔ شہادت ۴ شوال روز جمعہ ۹۳۰ھ شہادت کی مزید تفصیلات حصہ توضیحات کے بیان "قاتلوا وقتلوا" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ مدفن بمقام سدراسن۔ پٹن۔ چاپانیر علاقہ گجرات۔

۳۔ حضرت بندگیمیاں شاہ نظام وحدت آشام رضی اللہ عنہ۔

صحابی مہدی علیہ السلام۔ تولد ۸۷۱ھ وفات ۸ ذی قعدہ ۹۴۰ھ مدفن انودرہ "کڑی" سے تین کوس علاقہ گجرات۔ آپ فاروقی ہیں۔ مملکت جاسس کے والی تھے۔ ترک دنیا کر کے حضرت کی صحبت اختیار کی ہے۔

۴۔ حضرت بندگیمیاں شاہ نعمت معراض بدعت شہید فی سبیل اللہ رضی اللہ عنہ۔

صحابی مہدی موعود۔ تولد ۵۷۴ھ شہادت ۲۲ شعبان ۹۳۵ھ مدفن بمقام لوگڈھ علاقہ بمبئی کمشٹ اسٹیشن سے ۱۴ کوس پر سلسلۂ کوہ سیہادری لوگڈھ نامی چوٹی کے دامن میں۔ یہ مقام ہمارا گاؤں تکم کی واڑی مشہور ہے۔

۵۔ حضرت بندگیسیاں شاہ دلاور

صحابی مہدی موعود۔ عمر شریف (۸۰) یا (۸۴) وصال ۲ ذی قعدہ ۹۴۴ھ مدفن بورکھیڑہ (خاندیس) چالیس گاؤں جنگشن سے (۱۳) میل اور آگے کے اسٹیشن "واگلی" سے (۶) میل۔ چالیس گاؤں سے دھولیہ لائن کے پہلے اسٹیشن جدھاسی (۱۴) میل۔

۶۔ ام المومنین بی بی الہداتی رضی اللہ عنہا۔

حرم محترم حضرت امامنا علیہ السلام۔ وفات ۳ ذی قعدہ ۸۹۱ھ عمر شریف (۳۶) یا (۳۷) سال۔ مدفن دامن کوہ پاداگڈھ المشہور ڈونگری" چاپانیر علاقہ گجرات۔ ایک ٹوٹے کی مسجد سے قریب سمت مشرق۔ تربت کا نشان نہیں ہے۔

۷۔ ام المومنین بی بی ملکان رضی اللہ عنہا۔

حرم محترم حضرت امامنا علیہ السلام و دختر حضرت بندگیسیاں لاڑشہ صدیقی صحابی امامناؑ۔ آپ ماہر نقایات و معانی قرآن تھیں۔ وفات حضرت بندگیسیاں سید شہاب الدین شہاب الحقؓ کے زمانۂ خلافت میں ہوئی۔ ۹ ربیع الاول بروایتے ۹ جمادی الاولی۔ مدفن بھیلوٹ۔ ریاست رادھن پور۔

۸۔ ام المومنین بی بی بونجی رضی اللہ عنہا۔

حرم محترم حضرت امامنا علیہ السلام۔ آپ فاروقی ہیں امام علیہ السلام سے عقد ثانی بمقام ٹھٹھہ علاقہ سندھ ۹۰۶ھ میں ہوا۔ وفات ۳ ربیع الاول۔ مدفن احمد آباد علاقہ بمبئی۔

۹۔ بی بی ہدیتہ اللہ عرف ہدنجی بی بی رضی اللہ عنہا۔

دختر امامنا علیہ السلام۔ وفات ۱۳ ربیع الاول مدفن چچونڈا احمد نگر سے ۱۳ میل۔ یہ بہت بڑا خطیرہ ہے۔

۱۰۔ حضرت بندگیسیاں ملک جیو رضی اللہ عنہ۔

صحابی مہدی موعود۔ تاریخ وفات ۱۹ محرم مدفن سلار چچونڈ۔ احمد نگر۔

۱۱۔ حضرت بندگیمیاں لاڑشہ رضی اللہ عنہ۔

صحابی دختر مہدی علیہ السلام۔ والدام المومنین بی بی ملکانؓ وصال ۹ ربیع الاول۔

۱۲۔ حضرت بندگیمیاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ۔

صحابی و برادر نسبتی یعنے برادر حضرت بی الہداتی۔ وصال ۲۰ ربیع الاول مدفن بھیلوٹ۔

۱۳۔ حضرت بندگی میاں ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

صحابی و داماد مہدی موعودؑ۔ وصال ۲۶ ربیع الثانی۔ مدفن فتح گڈھ درمیان رادھن پور و بھیلوٹ۔

۱۴۔ حضرت بندگی میاں سید حمید رضی اللہ عنہ

فرزند امامنا علیہ السلام آپ کیساتھ ملک عبد اللطیف المخاطب بہ شرزہ خاں برادر ملک شرف الدین شہید سدراسن شہید ہوئے۔ تاریخ شہادت ۲۰ رجب مدفن بادل کھوڑا (علاقہ خاندیس)

۱۵۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

دختر امامنا و حرم محترم حضرت بندگیمیاں سید خوندمیرؓ عمر شریف (۵۱) سال وفات ۲ رجب ۹۲۸ھ مدفن کھانبیل ریاست بڑودہ۔

۱۶۔ بی بی کدبانو رضی اللہ عنہا۔

حرم محترم حضرت بندگیمیاں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ صدیقی ہیں۔ وفات ۲۶ رجب مدفن بھیلوٹ (گجرات)

۱۷۔ حضرت بندگی ملک الہدا خلیفہ گردہ رضی اللہ عنہ

امامنا کے وصال کے بعد پانچوں صحابہؓ سے استفاضہ کا موقع ملا ہے صدیق ولایتؓ سے بیعت کے بعد آپ ہی کی صحبت میں رہے ہیں اور شہادت کے بعد صدیق ولایتؓ کی اولاد و اہل دائرہ سب آپ ہی کے زیر تربیت و زیر نگرانی رہے ہیں۔ تاریخ وفات ۱۴ رمضان ۹۴۵ھ مادہ تاریخ "دل خوندمیر" ہے مدفن نڈی آوجنکشن سے کپڈوینج اسٹیشن۔ وہاں سے ڈیڑھ میل پر ہے یہ خطیرہ چوڑی گردں کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے۔

فہرست شہدائے بدرِ ولایت

بمقام کھاتیبل بموقوعہ ۱۲ شوال ۹۳۰ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۵۲۴ء ۔ روز چہارشنبہ

۱۔ میاں سید یعقوب داماد قاضی خاں۔
۲۔ میاں شاہ جی داسیمی قریب احمد آباد۔
۳۔ میاں تاجن ساکن آسادل قریب بھروچ۔
۴۔ میاں تاج الدین جالوری
۵۔ میاں حسام الدین پٹنی
۶۔ میاں قطب الدین بن رفیع الدین
۷۔ میاں کالا بن یوسف برادر میاں ولی جی غازی مصنف انصافنامہ۔
۸۔ میاں پیر محمد بن میاں عطا۔
۹۔ میاں پیر محمد ملتانی
۱۰۔ میاں حسام الدین ماژندرانی
۱۱۔ میاں احمد بن شمن (شمس الدین)
۱۲۔ میاں قاسم بن شمن۔
۱۳۔ میاں محمود بنگالی۔
۱۴۔ میاں محمود مہر تراش۔
۱۵۔ میاں خاں کمانگر
۱۶۔ میاں سلیمان جالوری
۱۷۔ میاں حاجی سلیمان سندھی
۱۸۔ میاں بہاء الدین ہندوستانی
۱۹۔ میاں حسن بن میاں بھائی مہاجرؓ
۲۰۔ میاں بھائی منگلوری (علاقہ کاٹھیاواڑ)
۲۰۔ میاں بڑا بن یوسف (دفتر اول)
ایضاً۔ میاں پیر جی بن یوسف (خاتم سلیمانی)
۲۲۔ میاں شاہ جی سیاہ (دفتر اول)
میاں شیخ جی سیاہ (خاتم سلیمانی)
۲۳۔ میاں سدھن ہندستانی (اصل میں سعد الدین تھا پھر سعد ہوا۔ پھر سعدن پھر اودھی بگڑ کر سدھن ہو گیا)
۲۴ میاں ابراہیم ہندوستانی
۲۵۔ میاں یوسف برادر میاں علی۔
۲۶۔ میاں بڈھو۔
۲۷۔ میاں لاڑ ساکن ڈبھوئی۔
۲۸۔ میاں (سید) حسان مزین (حجام) جالوری۔
۲۹۔ میاں آدھن ہندستانی (اصل میں سعادۃ اللہ تھا۔ پھر سعادت۔ پھر عادت۔ پھر عادن پھر آدھن ہوگیا)
۳۰۔ میاں چھتہ بلوچ (اصل میں شہتاج تھا شہ کا تبدل بقاعدہ پراکرت چھ اور تاج کا مخفف تہ۔ یوں میاں شہتاج بگڑ کر چھتہ ہوگیا۔ جیسے کشتری Khshattra کا چھتری یعنی سپاہی قوم جیسے راجپوت وغیرہ)
۳۱۔ میاں پیر جی جمشید۔
۳۲۔ میاں شمس الدین ہندستانی۔
۳۳۔ میاں کمال الدین ہندستانی
۳۴۔ میاں علاء الدین دلوانی۔
۳۵۔ میاں ابراہیم بن راجن (راج محمد)

۳۶. میاں حسن بن فیروز۔
۳۷. میاں حسن بن علی
۳۸. میاں جمال الدین ہندستانی۔
۳۹. میاں ملک جی داسجی۔
۴۰. میاں عبداللہ ملتانی
۴۱. میاں ابراہیم ملتانی۔

بمقام سدراسن

موقوعہ ۱۴ شوال ۹۳۰ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۵۲۴ء روز جمعہ

۱۔ بندگی میاں سید خوندمیر سید الشہدا۔
۲۔ صدیق ولایت حامل بار امانت۔
۲۔ بندگی میاں سید جلال بن حضرت صدیق ولایت۔
۳۔ بندگی میاں سید عطن (عطاء اللہ) برادر حضرت صدیق ولایت۔
۴۔ بندگی ملک حماد بن ملک احمد البشر بہ بخشیدہ ابن ملک یعقوب باڑی وال البشر بہ "امرت بیل"۔
۵۔ بندگی میاں سید خانجی۔ البشر بہ برادر حقیقی "از لسان حضرت صدیق ولایت، بن سید عمر از اولاد حضرت سید محمد گیسو دراز بلند پرواز (گلبرگہ شریف)
۶۔ بندگی میاں ملک جی المتخلص بہ مہری صحابی مہدی (داماد حضرت صدیق ولایت) بن خواجہ ملا۔
۷۔ بندگی ملک اسماعیل کاکریجی (داماد حضرت صدیق ولایت) بن ملک حسن۔
۸۔ بندگی ملک یعقوب کاکریجی برادر نمبر (۷)
۹۔ بندگی ملک گوہر شہ پولادی۔
۱۰۔ بندگی ملک شرف الدین۔ (سابق جاگیردار سدراسن) بن ملک محمد بن ملک یعقوب "امرت بیل"
۱۱۔ بندگی ملک میاں جی بیانوی (خسر حضرت صدیق ولایت) قبر تین میں بقول مصنف خانم سلیمانی، بن ملک میرانجی۔
۱۲۔ بندگی میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاں (سابق شہزادہ انگلوستواس)
۱۳۔ بندگی ملک میرانجی بن بندگی ملک بخن باڑی وال (دفتر اول)
۱۴۔ بندگی میاں سید جلال
۱۵۔ بندگی میاں اسماعیل
} ساکنان قصبہ دایسج
۱۶۔ بندگی میاں سید شہاب الدین بن قطب الدین۔
۱۷۔ بندگی میاں رحمۃ اللہ بن میاں دولت

سلہ فہرست شہدا میں سات سو اور چالیس پیادے تھے حضرت صدیق ولایتؓ نے دائرہ کی چھوٹی چھاؤنی پر کول خط کھینچکر ان چالیس پیادوں کو اس حلقہ میں رکھا تھا۔ نہیں معلوم چالیس کے اکتالیس کیسے ہو گئے! اکتب نقلیات میں ایک کے اضافہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

۱۸۔ بندگی میاں بخن ساکن قصبہ بارسا علاقہ بھروچ
۱۹۔ بندگی میاں محمود شاہ ساکن سارسا۔
۲۰۔ بندگی میاں چاند سانچوری (علاقہ مارواڑ)۔
۲۱۔ بندگی میاں یوسف بن میاں احمد۔
۲۲۔ بندگی میاں یوسف لنگاہ (لنگھا)۔
۲۳۔ بندگی میاں سلطان شاہ جالوری۔
۲۴۔ بندگی میاں فیروز شاہ بن حمزہ جالوری۔
۲۵۔ بندگی میاں معین الدین۔
۲۶۔ بندگی میاں نظام الدین۔
۲۷۔ بندگی میاں تاجن (تاج الدین) خراد۔
۲۸۔ بندگی میاں عمر۔
۲۹۔ بندگی میاں جلال بن مجھن (اصل میں مجاہد تھا بگڑ کر مجھو ہوا۔ پھر اور بھی زیادہ پیار میں مجھن ہو گیا)۔
۳۰۔ بندگی میاں شمن (شمس الدین)
۳۱۔ بندگی میاں حاجی بن میاں طاہر
۳۲۔ بندگی میاں عبداللہ سندھی۔
۳۳۔ بندگی میاں میاں خاں
۳۴۔ بندگی میاں کبیر محمد ساکن کھمبات بشرف حضرت صدیق ولایت
۳۵۔ بندگی میاں شیخ حمید بن قاضی خاں۔
۳۶۔ بندگی میاں سندھو ساکن پٹن۔
۳۷۔ بندگی میاں علی آخوند (معلم الصبیان)
۳۸۔ بندگی میاں قاسم برادر میاں احمد (نمبر ۱۱)
فہرست شہدائے کھانبیل)
۳۹۔ بندگی میاں احمد شاہ تتر کھیجی پورہ احمد آباد۔
۴۰۔ بندگی میاں سیدی بلال۔
۴۱۔ بندگی میاں سیدی یاقوت
۴۲۔ بندگی میاں عالم خراسانی۔
۴۳۔ بندگی میاں حاجی محمد خراسانی
۴۴۔ بندگی میاں ابوالخیر ملتانی
۴۵۔ بندگی میاں اسحاق بھوج مہاجر
۴۶۔ بندگی میاں زین الدین سابق عہدہ دار سدراسن۔
۴۷۔ بندگی میاں علاء الدین بن میاں خاں۔
۴۸۔ بندگی میاں بخشو (خدا بخش یا محمد بخش) برادر میاں یوسف مہاجر۔
۴۹۔ بندگی میاں بخشو بن میاں بڑا۔
۵۰۔ بندگی میاں ابراہیم داماد میاں خاں کمانگر۔
۵۱۔ بندگی میاں پیر جی الملقب بہ "بزرجمہ"
۵۲۔ بندگی میاں نظام محمد۔
۵۳۔ بندگی میاں شیخ جی کھمباتی برادر کلان بندگی میاں کبیر محمد (نمبر ۳۴)
۵۴۔ بندگی میاں مجھن مجاہد الدین پٹنی۔
۵۵۔ بندگی میاں میرن پٹنی۔

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

دو رنگریز بھائی سمیان میاں کبیر محمد کٹول فروش اور میاں اسماعیل رنگریز جن کو بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے بشارت "امام شہادت" سے بشرف فرمایا تھا۔

میاں ملک بڑا کاکا زئی جو بندگی میاں کے فرمان سے لشکر سلطانی میں ٹھیرے رہے تھے عین الملک کو دوسری دفعہ طعنہ دینے پر راستہ ہی میں عین ملک کے حکم سے شہید کر دیے گئے

ملک راجے بن ملک بخن ملتانی۔ جاگیر دار موضع دساڑہ جن کو بندگی میاںؓ نے ارشاد فرمایا کہ "تم دساڑے ہی میں رہو اور کفار سے لڑکر شہید ہو جاؤ۔ تم ہم میں ہو" چنانچہ حسب بشارت جنگ کھانبیل ہی کے روز شہید ہو گئے (خاتم سلیمانی)

۴۱ + ۵۵ + ۴ = کل ۱۰۰ ——— رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

بندگی میاں سید خوندمیرؒ کے دائرہ میں نو سو فقیر تھے جو لوگ حسب فہرست شریک جنگ ہونے والے تھے ان کے سوا کل فقرا سے حضرت صدیق ولایتؓ نے فرمادیا تھا کہ آغاز جنگ سے تین روز پہلے دائرہ سے منتقل ہو جائیں اگر نہ گئے تو منافقی کا حکم صادر ہوگا (کیوں کہ حکم کی خلاف ورزی ہوتی) اس لئے سب فقرا منتقل ہو گئے۔ اور اہلبیت حضرت مہدی علیہ السلام کو بندگی میاںؓ نے پٹن بھجوادیا۔ اب صرف سو غازی اور سو شہید ہونے والے فقرا دائرہ میں رہ گئے سوؓ نے تو شربت شہادت پی لیا۔ باقی سوؓ مجاہدین ہدایت خلق کے لئے حکمت الٰہی سے زندہ رہے۔ سراج منیر ص ۲۷

حصہ نقلیات میں حضرت صدیق ولایتؓ کے جنگ کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں (ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۰۹) اور حصہ توضیحات میں ان واقعات اور ان کے متعلقات پر جو بحث کیگئی ہے (ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۴۶) اس جنگ میں حسب بشارت ایزدی شہید ہونے والے سوؓ حضرات کی یہ فہرست ہے جس کو ہم نے "سراج منیر" سے من وعن یہاں درج کیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ مذہب مہدویہ کن کن مقامات پر پہنچ چکا تھا اور کن کن مقامات کے لوگوں نے تصدیق کا شرف حاصل کیا۔ اور بلند مرتبے پائے ہیں۔ اور یہ معلومات صرف سوؓ نفوس مطہرہ کی فہرست تک محدود ہیں۔ اس پر سے لاکھوں مہدویوں کے بارے میں تبلیغ مذہب کا اندازہ بآسانی ہو سکتا ہے۔ اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ صدیق ولایتؓ کے سر مبارک کی قربانی مع یک صد سر اللہ تعالیٰ نے جو قبول فرمائی تھی تکمیل پا چکی۔

فقیر ابو سعید سید محمود غفرلہٗ

ناشر کی طرف سے!

مجلس نوجوانان ہدویہ (قطبی گوڑہ) کیجانب سے کتاب ہذا کو فخر و مسرت کیساتھ پیش کرتے ہوئے مجلس اور اشاعت کتب کی تقریب کا مختصر تذکرہ بے محل نہ ہوگا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۳ھ ہجری میں بسلسلہ میلاد مبارک امام آخر الزمان خلیفۃ الرحمان حضرت مہدی موعود علیہ السلام اشاعت مذہب اور دینی تعلیم کی غرض سے زیر سرپرستی و صدارت اسعد العلماء پیر و مرشد حضرت فقیر ابو سعید سید محمود ادام اللہ فیوضہم۔ مجلس ہذا کا قیام عمل میں آیا۔ مجلس کیجانب سے ہر ہفتہ جلسہ ہائے تقاریر منعقد ہوتے رہے اور نوجوانان ملت جنمیں طلبۂ فرقانیہ و کلیات بھی شامل ہیں حصہ لیتے رہتے ہیں۔

و نیز جلسہ ہائے عام میلاد شریف وغیرہ کا انعقاد بھی عمل میں آتا رہا ہے۔ تعلیم زبان عربی کے درسوں کا سلسلہ بھی عرصہ دراز سے جاری ہے جس سے ہدوی اور دیگر مسلمان نوجوانوں نے خاطر خواہ استفادہ کیا اور کر رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی جبکہ مدرسہ سجادگان جاری تھا حضرت مدظلہ نے بحیثیت ناظم جو خدمات انجام دی ہیں وہ معتمد صاحب مدرسہ کی مطبوعہ رپورٹوں سے ظاہر ہیں جن میں نتائج تعلیم اور علمائے قوم کی آرا بھی درج ہیں۔

مجلس ہذا کے جلسوں وغیرہ کے انتظامات میں مولوی سید علی صاحب برتر خوندمیری بی۔ اے مددگار سٹی کالج و معتمد مجلس ہذا نے ان تھک کوششیں فرمائی ہیں۔

قیام مجلس کے دوسرے سال ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۴ھ ہجری سے فرامین و تعلیمات حضرت امام علیہ السلام کا درس ہر پنجشنبہ کو ہونے لگا جس کا سلسلہ ایک سال سے زیادہ عرصہ تک جاری رہا حضرت پیر و مرشد اسعد العلماء مدظلہم کی عالمانہ تشریح اور دلکش تفہیم کے باعث مقامی افراد کے سوا دیگر مقامات کے حضرات بھی شریک درس رہنے لگے۔ شرکاء درس نے اسی کتاب کی اہمیت و ضرورت کو محسوس کر کے طباعت و اشاعت کتاب پر اصرار کیا و نیز بعض حضرات نے اسی جلسہ میں رقمی امداد کا پیشکش کیا۔ اور دیگر ہمدردان قوم و مذہب نے بھی اس مبارک کام میں جو ہاتھ بٹایا ہے اسکی

تفصیل ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

ا۔ کتاب کے کام کا آغاز ہوا تو جناب سید یوسف صاحب تصور نے اخراجات طباعت کے لئے یہ تدبیر اختیار کرنے کی کوشش کی کہ ہر شخص حسب استطاعت تا زمانہ تکمیل طباعت ہر ماہ ٹپہ خانہ میں رقم جمع کرے۔ رقم حضرت پیر و مرشد مدظلہم کے نام پر جمع کیگئی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) جناب مولوی دولت خانصاحب شرر (ماکلدار) (۲) جناب مولوی سید قاسم صاحب (محاسب تسلیم خانہ سرینگر) (عہ) (۳) جناب مولوی سید یوسف صاحب تصور (ایضاً) ۔ جملہ (۵۰) ۔ یہ رقم جناب تصور صاحب کے ذریعہ جمع کیگئی اور ابتک واپس نہیں ہوئی کارروائی جاری ہے لیکن جناب تصور صاحب نے اپنے پاس سے یہ رقم خود دیدی ہے۔

ب ۔ اس کے علاوہ حسب ذیل حضرات نے فی سبیل اللہ حصہ لیا ہے :۔

(۱) جناب مولوی سید عبدالقادر صاحب (انسپکٹر پولیس بارہمولہ کلاں) (عہ) (۲) جناب مولوی میاں عبدالحفیظ صاحب بی۔ اے سابق دوم تعلقدار (ماں) (۳) جناب مولوی عبدالواحد صاحب سوداگر پارچہ (ماں) (۴) جناب مولوی محمد حبیب خانصاحب وفا فاروقی نبیرہ جناب مولوی منور خانصاحب مرحوم صاحب (ماں) (۵) جناب مولوی سید حسین صاحب بی اے اہل سعد آباد (انسپکٹر انجمن امداد باہمی) (ماں) (۶) جناب مولوی عبدالحمید خانصاحب منصبدار سکندر آبادی (ماں) (۷) جناب مولوی سید خواجہ میر صاحب تشریف اللہی منتظم دفتر نظامت حسابات (ماں) (۸) جناب مولوی ڈاکٹر سید یوسف صاحب تشریف اللہی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (ماں) (۹) جناب مولوی محمد احمد علیخاں صاحب زمیندار (ماں) (۱۰) جناب مولوی سید شریف صاحب ستاجر حویلی ساکن نظام آباد (ماں) (۱۱) جناب مولوی ڈاکٹر حمید و میانصاحب اہل کرتول (ماں عہ) سکہ رائج بغرض ایصال ثواب والدہ مرحومہ۔ انتقال ۲۰ مارچ ۱۹۵۰ء یوم دوشنبہ) جملہ میزان (الا ماشاء اللہ) مبلغ ایکہزار ایک سو اکتالیس روپے دس آنے سکہ

ج۔ ابتداء میں اخراجات کا تخمینہ مع جلد بندی ڈیڑھ ہزار روپے تھا لیکن کام آگے بڑھ جانیسے تقریباً ڈھائی ہزار روپے خرچہ عاید ہوا ہے جسکی تکمیل کیلئے مولوی سید قاسم صاحب محاسب تسلیم خانہ سرینگر نے جد و جہد کی۔ اور نواب مجد مانڈوری صاحب سے جنکو قومی مفادات کا زیادہ شغف ہے۔ چھ سو روپے بطور قرض حسنہ ۶ ماہ کی مدت میں واپسی کے وعدہ پر لینے پائے۔ اور نواب صاحب کے پیر و مرشد حضرت فقیر اشرف میانصاحب اہل دائرہ نونے بھی اس کوشش میں بہت زیادہ حصہ لیا اور یہ رقم انھیں کے

کے ذریعہ بتاریخ ۲۲ دی ۱۳۵۹ف وصول ہوئی مذکورہ بالا رقم ناکافی ہونے پر ایک صاحب خیر نے مزید قرضہ حسنہ کی فراہمی میں حصہ لیا۔

۷۔ طباعت کا انتظام جمہور پرنٹنگ پریس واقع بگل کنٹہ میں کیا گیا تھا لیکن مالک مطبع کی ناتجربہ کاری عدم صلاحیت کے باعث سخت نقصان اٹھانا پڑا کتاب ہذا کا دو جز کاغذ چوری گیا تقریباً ڈیڑھ سو فارم غائب کر دیئے گئے۔ دو جز کی طباعت پانچسو کے بجائے ہزار کی تعداد میں کیگئی اس طرح تخمیناً ڈیڑھسو روپے کا نقصان ہوا۔ طباعت کتاب میں تاخیر ہوگئی اس طرح ایکسال دو مہینے کی تعویق کے بعد مطبع ابراہیمیہ عابد روڈ میں منتقل کیا گیا جہاں بہ اطمینان تکمیل پایا۔ اگر کام بروقت ہوتا تو کتاب ہذا ایکسال قبل شایع ہوچکی ہوتی چنانچہ نقلیات کے ختم پر محرم ۱۳۶۶ھ چھپا ہے۔ مزید مشکل یہ پیش آئی کہ حسب وعدہ چھ ماہ کی مدت ختم ہونے پر نواب صاحب کی رقم واپس کی ضروری تھی اس لئے متبادل انتظام کرکے رقم واپس کردی گئی۔ اور طباعت کا کام جاری رکھا گیا۔ اس جد و جہد میں بھی مذکور الصدر صاحب خیر نے حصہ لیا ہے۔ ان گوناگوں مشکلات کے باوجود کام تکمیل تک پہنچایا گیا۔ اور خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجلس کا شعبۂ نشر و اشاعت ایسی بلند پایہ کتاب مشتاقوں کے آگے پیش کر رہا ہے۔

حضرت مدظلہ کے پیش نظر طبقۂ سلف کے بعض رسائل اور حضرت علامہ قاضی منتجب الدین جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ضخیم کتاب "مخزن الدلائل" کی اشاعت بھی ہے جن کی تیاری شروع کردی گئی ہے۔ یہ جلیل القدر کتابیں عربی زبان میں ہیں اور ثبوت مہدیت پر بلند معیار کی حامل ہیں۔ ادائی قرض کے بعد جو رقم بچ رہیگی ان کتب کی اشاعت میں صرف کیجائے گی۔ انشاء اللہ المستعان۔

ان تمام حضرات کا جنھوں نے دامے درمے سخنے اس کار خیر میں امداد فرمائی ہے مجلس کیجانب سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ جزائے دارین عطا فرمائے۔ آمین!

سید افتخار اعجاز بی۔ اے عثمانیہ

معتمد شعبہ نشر و اشاعت مجلس

صحت نامۂ دیباچہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۴	سنہ	سنہ ۱۳۴۲ھ
۳	۳	النبی،	النبی
۳	۵	معدوا	صعدوا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۳	کا بہت زیادہ حصہ	کا حصہ بھی
۱۲	۱	میں فضیلت	میں اور فضیلت
۱۶	۱۰	مراد	مرادف

صحت نامۂ تعلیقات

۱	۱۰	رب ہے کے بعد یہ جملہ اضافہ کر لیا جائے	جو رحمٰن و رحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے	۶۴	۱۵	اولی الفرر	اولوالفرر
۵	۳	شدہ است	شدہ است	۸۵	۱۷	یاراں	یارانِ
۹	۴	سنگر	منکر	۹۸	۲۰	۸۰	۵۷
۱۰	۴	می دہید	می دہد	۱۰۴	۱۸	شعر حذف کر دیا جائے	
۲۲	۷	برہان	برہان	۱۰۶	۴	۱۷۹	۱۶۹
۲۵	۱۱	ملے	طے	۱۱۶	۵	حلیم شما	حلم شما
۲۶	۱۲	منظہر	مُظہِر	۱۲۱	۱۴	جلالت	ضلالت
۳۱	۶	فرمودہ اند	فرمودہ اند	۱۳۵	۶	ممک	قلبک
۴۴	۱۷	شعر حذف کر دیا جائے		۱۵۱	۱۹	بگویند	بگوئید
۴۵	۱۳	کر سکے	کر سکنے	۱۷۶	۱	لوگ	لونگ
۴۹	۱۵	قدسل	فاسُل	۱۸۰	۴	کلشیشہ	کاشیشہ
۵۰	۱۱	تمہارے رب نے پوچھا ہے	تمہارے رب سے مدد چاہو	۱۸۸	۱۷	بخر	مخبر
۵۵	۲	بیمجابش	بے محابش	۱۹۰	۱	۱۹۴	۲۹۴
۵۵	۵	شیر	شعر	۱۹۲	۵	امالتاً	اصالتاً
۵۵	۱۲	یقیناً	از روے یقین	۱۹۲	۷	مصوف	موصوف
۶۲	۱۸	نمبر (۸۰)	بے پروہ نمبر (۴۰)	۱۹۲	۹	رایت	روایت

صحت نامہ توضیحات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳	۱۲	فنائے نام	فنائے تام	۶۱	۲۳	جلار العین	جلا العین	۱۱۶	۱۶	بغلت	بغفلت
۴	۳	صلامیت	صلاحیت	۶۳	۱۱	خاہم	خاتم	۱۲۷	۲	کیوں یہ تو	کیوں کہ یہ تو
۸	۲۴	ابن حجر کی	ابن حجر عسقلانی	۶۹	۱	جو بدیا	جوابدیا	۱۲۹	۵	نقش	نقش
۹	۹	محی مہدی	محیُ مہدی	۶۹	۴	ربوسیت	ربوبیت	۱۲۹	۱۸	نشانات	نشانات
۹	۲۱	تیرہ	تیرہ	۶۹	۱۸	الجنتی	جنتی	۱۳۶	۱۰	اسی	اسی کی
۹	۴	مکایب	مکاتیب	۷۰	۲۴	پہنچکر	پہنچکر	۱۳۶	۹	غبہ	غلبہ
۱۰	۱	ابن حجر کی	ابن حجر عسقلانی	۷۱	۷	بالوبہ	بالوجہ	۱۳۶	۲۳	قاضی نتجب	قاضی نتجب
۱۲	۵	جبان	حبان	۷۶	۱۰	تاویلیات	تاویلات	۱۳۹	۴	کہاں ہے جس	کہاں ہیں
۱۲	۲۲	عبارات	عبادات	۷۶	۲۲	لن ترانی پر نشان نہیں	لن ترانی[۱]	۱۳۹	۲۲	مشغول شدہ	مقبول شدہ
۱۵	۴	مراد نہیں کیجا سکتی	مراد نہیں لی جا سکتی	۷۶	۲۵	نتیجہ ثبوت	نتیجۂ ثبوت	۱۴۰	۷	بعض	بعض
۱۵	۲۴	عزت یعنی	عترت یعنی	۸۰	۳	بدہیات	بدیہیات	۱۴۳	۲۴	جنہوں نے	جو آنحضرتؐ
۲۲	۱۷	نتہاہے	نتہائے	۸۰	۲۴	الفاء	الفاظ	۱۴۵	۱۶	کو فتن کو	سے فتن کو
۲۳	۱۹	مخلصانہ لقدام	مخلصانہ راست اقدام	۸۴	۱۸	پیدا کر رہے	پیدا کر رہی ہیں	۱۵۱	۷	وقت وحضرت	وقت احضرت
۲۷	۱۰	سیدان پر نشان نہیں	سیدان[۱]	۸۵	۲۱	یہی وجہ ہے	یہی وجہ ہے کہ	۱۵۴	۲	تجدی	تَجَدِّی
۳۱	۸	اتباف	اِتباغ	۸۵	۲۲	تبلا سکنا	تبلا سکتا	۱۵۴	۵	اصحابہ انتقسم	اصحابہ انقسم
۳۱	۲۱	یہ خصوصیت	یہ خصوصیت	۸۸	۱۳	— دار پاتا ہو	سے قرار پاتا ہو	۱۵۵	۱	صحابہ جہاں مرود	صحابہ کبار جہاں مرود
۲۳	۲۴	خصوص	فصوص	۸۹	۲	عمل صالح	عمل صالح کرے	۱۶۶	۱۶	حجاب	مجاب
۳۳	۲۴	حدیث سنت	حدیث کنت	۹۶	۱۱	اپنے نام	اپنے تمام	۱۶۸	۳	متاثر کر نیکی	طنی قرار دینکی
۵۱	۳۰	لکتالیں	اِکتالیں	۱۰۳	۱	قرار دیا ہو	قرار دیا ہو	۱۷۰	۲۴	مبین	بیّن
۵۴	۹	ششہ	شیشہ	۱۰۳	۲۵	نسب فقیری	نسب دفقیری	۱۷۳	۳	ایثار	وآثار
۵۴	۱۵	سوتی	ہوتی	۱۰۹	۵	ے زار کرے	بے زار کرے	۱۷۴	۱۹	تطبیق	تطبق
۵۶	۱۸	کتابوں میں	کتابوں میں	۱۱۵	۱۶	مغصوب	مغضوب	۱۷۶	۶	۴۰۲	۲۰۲